تشریحات
بخاری (اردو)
افادات
۱- قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ
۲- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ
ترتیب:
حضرت مولانا محمد عبدالقادر قاسمی مدظلہ
کتب خانہ مجیدیہ ملتان

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً

جلد سوم

افادات

قطبُ العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمّد زکریا رحمہ اللہ

مرتبہ

اُستاذ العلماء مولانا محمّد عبد القادر قاسمی فاضل دیوبند

ناشر

کُتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ مُلتان،

طبع اول ۱۹۹۴ء

نام کتاب ـــــــ تشریحات بخاری جلد سوئم
افادات ـــــــ قطب عالم الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
ـــــــ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
ترتیب، ترجمہ، تشریح ـــــــ حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب قاسمی
ناشر ـــــــ کتب خانہ مجیدیہ ملتان
تعداد ـــــــ ایک ہزار
صفحات ـــــــ ۸۰۰
کتابت ـــــــ محمد عبدالسلام قاسمی
پرنٹر ـــــــ
قیمت مجلد ـــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر!

حضرت مولانا محمد عبد القادر قاسمی فاضل دیوبند کی پہلی کتاب "تقریر ترمذی" از افادات حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی طباعت کی سعادت ہمارے ادارہ کو حاصل ہوئی۔ ماشاء اللہ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ دیوبند۔ یو۔پی انڈیا کے مکتبہ دانش نے اس کا فوٹو لے کر بعینہٖ اسے شائع کیا۔ جس کی کاپی انہوں نے ہمارے پاس ملتان میں بھی بھیجی۔ غرضیکہ مختصر عرصہ میں پہلی طباعت ختم ہوگئی۔ ملک بھر سے اس کے آرڈر اور تقاضے آئے۔ کہ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ ہم اس کا دوسرا ایڈیشن تیار کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ پہلے ایڈیشن کی اغلاط کی تصحیح کی گئی۔ اب کے اس کی جلد خوبصورت تیار کرائی گئی۔ کاغذ بھی بڑھیا لگایا گیا۔ بہرحال دوسرا ایڈیشن کئی خوبیوں کے ساتھ مارکیٹ میں آچکا ہے۔ مولانا موصوف کی دوسری کتاب تشریحات بخاری جلد اوّل اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے ساتھ منصۂ شہود پہ آئی۔ یہ جلد بخاری شریف کے دو پاروں پر مشتمل ہے۔ متن بخاری۔ ترجمہ۔ تشریحات از مولانا حسین احمد مدنیؒ اور تشریحات مولانا محمد زکریا صاحب محدثؒ کے افادات پر مشتمل تھی۔ مولانا موصوف کی تیسری کتاب دوسرے سال اس کی دوسری جلد کی طباعت کا ہمیں شرف حاصل ہوا۔ یہ جلد بھی دو پارہ کی ہے۔ کیونکہ اس میں ۴۳ صفحات بطور ضمیمہ کے قطب عالم حضرت مولانا رشید احمدؒ صاحب گنگوہی کے افادات کا اضافہ کیا گیا۔ جو لامع دراری شرح بخاری سے حاصل کئے گئے۔ جن کی شرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کاندھلوی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جس میں معلومات کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔

اب مولانا مذکور کی چوتھی کتاب تشریحات بخاری جلد سوم بتوفیق الٰہی ہم شائع کر رہے ہیں۔ یہ جلد آٹھویں پارہ کے نصف تک پہنچی ہے۔ اس جلد میں حضرت مولانا مدنیؒ کے افادات شامل اشاعت نہیں ہیں۔ تحیۃ المسجد تک آپ کے افادات ختم ہوگئے۔ البتہ اس میں لامع الدراری سے قطب عالم حضرت مولانا رشید احمدؒ گنگوہی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ صاحب کاندھلوی کی تشریحات ہیں۔ اور بعض مقامات پر تشریح از قاسمی کے نام سے بخاری شریف کے حاشیہ سے مدد لی گئی ہے۔

کتاب کا مسودہ آخر کتاب تک کا ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔ خیال یہ ہے کہ مختلف کاتبوں

میں تقسیم کر کے جلد ہی کتابت کرائی جائے ۔تاکہ مولانا موصوف اس کی تصحیح کر سکیں ۔ اللہ تعالےٰ سے دعاء ہے کہ مولانا موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ نصیب ہو ۔ جس سے کتاب کی تکمیل ہو سکے ۔ آمین ۔

ہم مولانا موصوف کے شکر گذار ہیں ۔ کہ انہوں نے اس پیرانہ سالی میں فالج کی بیماری کے باوجود تشریحات بخاری کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون کیا ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔

فقط

ملک احمد شاهد
کتب خانہ مجیدیہ ۔ ملتان شہر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَرضِ مُؤَلِّف

حضرات! ــــــــــــ

تشریحات بخاری جلد سوئم کی طباعت کے دوران کئی حوادث کا سامنا کرنا پڑا۔ جناب ناشر نے شرط لگا دی۔ کہ تیسری جلد کی کتابت کی رقم آپ کو ادا کرنا ہوگی۔ آٹھ سو صفحات پورے ہوجانے پر آپ کو رقم یکمشت ادا کردی جائے گی۔ جس کے لئے مجھے ملک کے طول و عرض میں دورے پر جاکر مدارس اور دینی اداروں میں اس کی فروخت کے لئے تگ و دو کرنی پڑی۔ ۱۰-۱۱۔ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ کی درمیانی شب مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ جس سے دماغ اور بایاں بازو اور بائیں ٹانگ ماؤف ہوگئے۔ جس سے چلنا پھرنا مشکل ہوگیا۔ شوگر اور بلڈ پریشر کی تکلیف مزید براں تھی۔ چھ ماہ تک زیرِ علاج رہا۔ ہزاروں روپے صرف ہوئے۔ ۱۸ اگست ۱۹۹۲ء کو ملتان میں چار دن تک موسلا دھار بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے ہمارا محلہ پرانا برف خانہ زیرِ آب آگیا۔ ہمارے گھر میں چار فٹ تک پانی داخل ہوگیا۔ گھر کا سامان اور کتابیں بھیگ گئیں۔ مکان کی فوری مرمت کے لئے پچاس ہزار روپے خرچ ہوگئے۔ دوسرے سال جولائی ۱۹۹۳ء میں پھر بارش نے ہمارے محلہ پر حملہ کیا کئی گھر پانی میں ڈوب گئے۔ الحمد للہ ہم نے مکان کو چھ فٹ تک اونچا کرلیا تھا۔ بہرحال ان حوادث کی وجہ سے سفر کے قابل نہ رہا۔ جس سے کتاب کی فروخت بند ہوگئی۔ مدرسۃ البنات اور جامعہ قادریہ ملتان جو میرے زیرِ اہتمام تھے۔ ان کی آمدنی بند ہوگئی۔ قریباً ملک کے چوبیس حضرات کو بیماری اور مدرسہ کی امداد کے لئے خطوط روانہ کئے۔ یقین جانیئے کسی ایک صاحب نے جواب دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔

ناسپاسی ہوگی۔ اگر درج ذیل حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ جنہوں نے تشریحات بخاری کی فروخت میں تعاون کیا۔

۱۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب خانقاہ سراجیہ کندیاں میانوالی

۲۔ مولانا عبداللہ صاحب جامعہ فریدیہ اسلام آباد۔ جنہوں نے خود بھی اور دوسرے راولپنڈی اور اسلام آباد کے حضرات سے فروختگی میں تعاون کرایا۔

۳۔ مولانا غلام فرید صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ دریا خان ضلع بھکر۔
۴۔ مولانا عبدالکریم صاحب نجم المدارس کلاچی۔ (۵) مولانا محمد محسن صاحب دارالعلوم بیزو۔

میرا ذہن یہ تھا کہ افغان علماء کرام فارسی اور عربی کی شروح کے علاوہ کسی دوسری زبان کی شرح کو اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن یہ خیال اس وقت غلط ثابت ہوا۔ جب کہ میں مولانا عبدالحکیمؒ صاحب کے مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی میں مولانا عبداللہ صاحب کی وساطت سے کتابیں پہنچانے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ وہاں مولانا سعید الرحمٰن صاحب اور ان کے رفقاء سے ملاقات ہوگئی۔ جنہوں نے بتلایا۔ کہ اوگی ضلع مانسہرہ میں ایک مدرسہ سعیدیہ ہے جس کا میں خود مہتمم اور صدر مدرس اور اس کا شیخ الحدیث ہوں۔ ترمذی شریف پڑھاتے وقت آپ کی کتاب تقریر ترمذی از افادات حضرت مولانا مدنیؒ کو سامنے رکھ کر درس دیتا ہوں۔ میرا نظریہ بدل گیا۔ میں نے کہا اب بخاری شریف کی تشریحات بخاری کے نام سے دو جلدیں تیار ہوگئی ہیں وہ ہمراہ لایا ہوں۔ انہوں نے میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے چار نسخے خرید فرمائے اور تیسری جلد کے لئے اپنا پتہ نوٹ کرا دیا۔ کہ جلد سوئم بلکہ تمام جلدیں اس پتہ پر وی۔ پی کر دی جائیں۔ بہرحال مولانا موصوف کا شکر گذار ہوں جنہوں نے میری ہمت افزائی فرمائی۔

جلد سوئم جو کتاب الزکوٰۃ، کتاب المناسک، کتاب الصوم اور کتاب البیوع کی چند احادیث پر مشتمل ہے۔ حاضر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ صحتِ کاملہ عاجلہ نصیب فرمائیں۔ تشریحات بخاری کی تکمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ اور آخر دم تک اشغال بالحدیث رہے۔ آمین۔

فقط
مُحَمَّد عَبْدُ الْقَادِر قَاسِمِی
فاضل دیوبند
مکان نمبر ۱/۲۶۹ مسلم محلہ ٹبی شیر خان
کچہری روڈ۔ ملتان شہر

فہرست مضامین تشریحات بخاری جلد سوم

از پارہ پنجم تا ہشتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

پانچواں پارہ

بَابُ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ عَلَی الۡحِمَارِ

ترجمہ۔ گدھے پر سوار ہو کر نفل نماز ادا کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۳۲۔ حَدَّثَنَا اَحۡمَدُ بۡنُ سَعِیۡدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ اَخۡبَرَنَا اَنَسُ بۡنُ سِیۡرِیۡنَ قَالَ اسۡتَقۡبَلۡنَا اَنَسَ بۡنَ مَالِكٍ حِیۡنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِیۡنَاهُ بِعَیۡنِ التَّمۡرِ فَرَاَیۡتُهٗ یُصَلِّیۡ عَلٰی حِمَارٍ وَّوَجۡهُهٗ مِنۡ ذَا الۡجَانِبِ یَعۡنِیۡ عَنۡ یَّسَارِ الۡقِبۡلَةِ فَقُلۡتُ رَاَیۡتُكَ تُصَلِّیۡ بِغَیۡرِ الۡقِبۡلَةِ فَقَالَ لَوۡلَا اَنِّیۡ رَاَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَفۡعَلُهٗ لَمۡ اَفۡعَلۡهُ رَوَاهُ اِبۡرَاهِیۡمُ بۡنُ طَهۡمَانَ عَنۡ حَجَّاجٍ عَنۡ اَنَسِ بۡنِ سِیۡرِیۡنَ عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:۔ حضرت انس بن سیرین فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت انس بن مالکؓ شام سے واپس تشریف لائے توہم ان کے استقبال کے لئے نکلے۔ ہماری ان سے ملاقات عین التمر کے مقام پر ہوئی۔ میں نے ان کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا۔ جب کہ ان کا چہرہ اس جانب تھا۔ یعنی قبلہ کے بائیں طرف تو میں نے کہا کہ حضرت آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ آپ غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں ایسا نہ کرتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے اس باب کو الگ ذکر فرمایا۔ حالانکہ یہ ابواب ماقبل میں شامل ہے۔ محض اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ تطوع علی الدابۃ کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ دابہ طاہر الفضلات[1] ہو بلکہ حمار غیر طاہر یعنی ناپاک والے پر بھی نماز جائز ہے۔ بشرطیکہ سوار اپنی سواری کے غیر طاہر فضلات کو مس نہ کرے۔ اور دوسری غرض یہ ہے کہ عرق حمار کے طاہر ہونے پر تنبیہہ کرنا ہے۔ کہ گدھے کا پسینہ پاک ہے۔

ص۱۔ [1] یعنی جس کا پاخانہ پیشاب پاک ہو۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلٰوةِ وَقَبْلَهَا

ترجمہ:۔ باب سفر میں فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل نماز نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَؓ فَقَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت حفص بن عاصم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے آپؐ کو سفر میں نفل پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور ارشاد ربانی ہے۔ تمہارے لئے اُس کے رسول ہی بہتر نمونہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِيْسَى ابْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عیسیٰ بن حفص بن عاصم سے کہا مجھ سے تیرے باپ نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ آپؐ سفر میں دو رکعت پر زائد نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کو بھی اسی طرح دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ظاہراً اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد اور قبل سنن اور نوافل کا پڑھنا مؤکد نہیں ہے۔ یعنی ضروری نہیں۔ ورنہ اس کا خلاف تو ابھی ثابت ہو چکا کہ آپؐ سفر میں نافلہ پڑھتے تھے۔ اور ممکن ہے یہ مراد ہو۔ کہ سنن قبلیہ اور بعدیہ تو نہیں پڑھتے تھے۔ اگرچہ دیگر نوافل پڑھتے تھے۔ جیسے اشراق۔ تہجد وغیرہ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تطوع فی السفر کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ بہت سی روایات سے اثبات اور بعض سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ ان روایات متعارضہ کے درمیان اس طرح تطابق فرماتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ نے فرمایا۔ کہ اثبات کی روایات غیر رواتب پر محمول ہیں اور نفی کی روایات رواتب پر۔ خواہ وہ قبلیہ ہوں یا بعدیہ۔ البتہ اس صورت میں ترجمہ ثانیہ جس میں رکعتی الفجر کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس

سے اشکال ہوگا۔ تو اس کی تاویل یہ کی جائے گی۔ کہ روایات نفی سنن رواتب پر محمول ہیں۔ لیکن رکعتین فجر اپنے تاکد کی وجہ سے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جن نسخوں میں دونوں باب کے اندر قبلھا کا لفظ نہیں ہے اس صورت میں ذکر رکعتی الفجر سے کوئی اشکال نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ منجملہ غیر دبر الصلوات ہوگا۔

الحاصل ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ کہ نوافل مطلقہ کے استحباب پر تو علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ رواتب کے استحباب میں اختلاف ہے۔ جمہور اور امام شافعیؒ ان کو بھی مستحب فرماتے ہیں۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ **لا یصلی قبلہا ولا بعدھا**۔ بہرحال علماء احنافؒ کے نزدیک فی حال النزول تو فعل افضل ہے۔ البتہ حالت سیر میں ترک افضل ہے۔

باب مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلٰوةِ وَقَبْلَهَا وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتِي الْفَجْرِ۔

ترجمہ:۔ باب اس شخص کے بارے میں جو نمازوں کے بعد اور ان سے قبل کے بغیر سفر میں نفل نماز پڑھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۳۶ - **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى قَالَ مَا اَخْبَرَنَا اَحَدٌ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحٰى غَيْرَ اُمِّ هَانِئٍ ذَكَرَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فَمَا رَاَيْتُهُ صَلّٰى صَلٰوةً اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ۔

ترجمہ ۔ ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے کہا ہم سے ام ہانی کے سوا اور کسی نے بیان نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق (چاشت) کی نماز پڑھی۔ ام ہانیؓ نے ذکر فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر ان کے گھر میں غسل فرمایا۔ اس کے بعد آٹھ رکعات نماز اشراق پڑھی۔ میں نے آپؐ کو کبھی اس سے زیادہ ہلکی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ البتہ آپؐ رکوع اور سجود کو پورا ادا کرتے تھے۔ دوسری سند کے ساتھ حضرت عامر بن ربیعہؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر کی

حالت میں سواری کی پیٹھ پر رات کے وقت نفل تہجد پڑھتے دیکھا۔ جدھر بھی سواری کا رخ ہوتا آپؐ اسی طرف نماز پڑھتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس باب سے امام بخاریؒ نے اثبات اور نفی کی متعارض روایات کو جمع فرمادیا کہ سنن رواتب کے علاوہ اشراق اور تہجد کی نماز سفر کی حالت میں پڑھی جاسکتی ہے۔ ام ہانی کی روایت سے صلوٰۃ اشراق کا ثبوت ہوا۔ اور عامر بن ربیعہؓ کی روایت سے تہجد کا اثبات ہوا۔ اور رکعتی الفجر کو ترجمہ میں ہی مستثنیٰ کر دیا۔ اس طرح روایت متناسب ہوگئی۔

حدیث نمبر ۱۰۳۷۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔

ترجمہ ۔ ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہریؒ سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ انہوں نے اپنے باپ سے ابن عمرؓ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کی پیٹھ پر جدھر اس کا رخ ہوتا تھا۔ نفل نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ رکوع و سجود کے لئے اپنے سر مبارک سے اشارہ کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمرؓ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن عمرؓ کی اس روایت سے غیر الارض پر سفر میں نوافل پڑھنا ثابت ہوا۔ مگر وہ غیر رواتب تھیں۔ اس طرح جمع بین الروایتین ممکن ہوئی۔

بَابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

ترجمہ:۔ سفر میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۳۸۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ

بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَعَنْ حُسَیْنٍ عَنْ یَحْیٰی ابْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فِی السَّفَرِ وَتَابَعَہٗ عَلِیُّ ابْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یَحْیٰی عَنْ حَفْصٍ عَنْ اَنَسٍ جَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے زہری سے سنا۔ انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء میں جمع کرتے تھے۔ جب آپؐ کو جلد چلنا منظور ہوتا اور ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے روایت کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر عصر کی نمازیں جمع کرتے جب سفر میں چلتے ہوتے اور مغرب عشاء میں بھی جمع کرتے اور ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے روایت کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے حفص بن عبیداللہ سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نماز سفر میں ملا کر پڑھتے اور حسین معلم کے ساتھ اس حدیث کو علی ابن مبارک نے بھی یحییٰ سے روایت کیا انہوں نے حفص سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ سفر میں جلدی کی حالت میں مغرب اور عشاء میں جمع صوری جائز ہے۔ مگر یہ جمع تاخیر ہوگی اور ظہر اور عصر میں جمع تقدیم ہوگی۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابواب الجمع کا ابواب التقصیر میں لانا اس وجہ سے ہے کہ وہ بھی زمان کے اعتبار سے تقصیر ہے۔

شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری کے اندر حدیث ابن عمرؓ جمع بین الصلوتین فی السفر پر کلام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں خاموش رہے ہیں۔ امام بخاریؒ کے ظاہر عنوان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمع بین المغرب والعشاء میں جمع تقدیم و تاخیر دونوں کے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن عصر میں صرف جمع تاخیر کو جائز سمجھتے ہیں۔ جمع تقدیم کو نہیں۔

بَابُ هَلْ یُؤَذِّنُ اَوْ یُقِیْمُ اِذَا جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

ترجمہ۔ جب مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرے تو کیا اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۳۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ الخ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَقَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب انہیں چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے۔ یہاں تک کہ مغرب اور عشاء دونوں کو جمع کر لیتے۔ اور صاحبزادہ سالمؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کے لئے تکبیر کہتے اور جب مغرب تین رکعت پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد عشاء کی تکبیر کہتے اور اس کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے۔ ان دونوں فرضوں کے درمیان نفل کی کوئی رکعت نہ پڑھتے اور اسی طرح عشاء کے بعد کوئی سجدہ نہ دیتے۔ یہاں تک کہ پھر آدھی رات کے وقت تہجد کے لئے کھڑے ہوتے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۰ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ الخ إِنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

ترجمہ - حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نمازوں کو یعنی مغرب اور عشاء کے درمیان سفر کی حالت میں جمع کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - میرے نزدیک جمع بین الصلوٰۃ کا ذکر ابواب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر کی تکمیل کے لئے ہے۔ اگرچہ وہ تقصیر زمان کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ پہلے تقصیر عدد رکعات کے اعتبار سے بیان فرمائی۔ اب زمان کے اعتبار سے تقصیر بیان کر کے اس کو مکمل کر دیا۔

بَابُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ فِي الْعَصْرِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ فِيهِ

ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ - سورج ڈھل جانے سے پہلے جب کوچ کرے تو ظہر کو عصر میں مؤخر کر کے پڑھے۔ اس میں ابن عباسؓ کی روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۱ - حَدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰی وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَجْمَعُ بَیْنَهُمَا فَاِذَا زَاغَتْ صَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ رَکِبَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تھے تو ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک پیچھے کر دیتے۔ تو دونوں کو اپنے اپنے وقت صورتاً جمع فرماتے۔ اور جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر پھر سوار ہوتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظہر اور عصر میں جمع تاخیر تو ثابت ہوئی۔ لیکن جمع تقدیم صراحۃً کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔

بَابُ اِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ رَکِبَ

ترجمہ۔ جب زوال شمس کے بعد کوچ کرتے تو ظہر کی نماز پڑھ کے پھر سوار ہوتے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۲۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰی وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَیْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَحِلَ صَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ رَکِبَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال شمس سے پہلے کوچ فرماتے۔ تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر دیتے۔ پھر اتر کر دونوں نمازوں کو جمع فرماتے۔ اگر کوچ سے پہلے زوال شمس ہو جاتا تو ظہر پڑھ کر پھر سوار ہوتے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ

ترجمہ۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا حکم

حدیث نمبر ۱۰۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰی جَالِسًا وَصَلّٰی وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اور لوگوں نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز شروع کی۔ تو آپؐ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ جب نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اس وقت رکوع سے سر اٹھاؤ۔

حدیث نمبر ۱۰۴۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدِشَ اَوْ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ نَصَلّٰى قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا قُعُوْدًا وَقَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے۔ آپؐ کے دائیں پہلو کا چمڑا چھیلا گیا۔ ہم لوگ آپؐ کی بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوئے تو نماز کا وقت آگیا۔ تو آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور ہم نے بھی بیٹھ کر پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے۔ کہ اس کی پیروی کی جائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں چلے جاؤ۔ اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اس وقت سر اٹھاؤ۔ اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا کرو۔

حدیث نمبر ۱۰۴۵۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الخ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَنَدٌ اٰخَرُ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍؓ وَكَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ جو بواسیر کی بیماری میں مبتلا تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر آدمی کے نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا اگر کھڑے

ہو کر پڑھے گا۔ تو یہ سب سے افضل ہے۔ اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے ثواب سے آدھا ثواب ملے گا۔ اور جو لیٹ کر پڑھے گا اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے کے ثواب سے آدھا ثواب ملے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب کی روایات سے صلوٰۃ قاعد کا جواز تو ثابت ہو گیا لیکن ابواب التقصیر سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ اسی لئے ان کا امام بخاریؒ کو ابواب التقصیر میں لانا مناسب نہیں تھا۔ مگر اس کا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات نمازی کو یہ عوارض پیش آجاتے ہیں۔ خصوصاً جب کہ وہ مسافر ہو۔ اس لئے ان کا بیان مناسب ہوا۔ یا اس وجہ سے کہ دونوں سفر اور مرض اسباب تخفیف میں سے ہیں۔ بنا بریں ابواب التقصیر میں لانا مناسب ہو گیا۔ تو صلوٰۃ القاعد المعذور کا بیان ابواب التقصیر میں تکملہ کی وجہ سے ہوا۔

بَابُ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ بِالْإِيْمَاءِ

ترجمہ:۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اشارہ کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ وَكَانَ رَجُلًا مَبْسُوْرًا وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ مَرَّةً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ جو بواسیر والے تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کی نماز کے متعلق دریافت کیا جو بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا جو کھڑے ہو کر پڑھتا ہے یہ تو سب سے بہتر ہے۔ جو بیٹھ کر پڑھتا ہے اسے نصف ثواب ملے گا۔ جو لیٹ کر پڑھتا ہے اس کو بیٹھنے والے کے ثواب کا آدھا ملے گا۔

تشریح از قاسمی۔ روایت سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ نائم کے سوا اور کوئی لفظ ایماء کا نہیں ہے۔ البتہ اصیلی کی روایت میں ہے۔ مَنْ صَلّٰى اِيْمَاءً فَكَذٰلِكَ۔ اس لئے اس حدیث کی بنا پر امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا جو اس کی شرط کے مناسب نہیں۔ لیکن مضمون صحیح ہے۔ ویسے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب کے بعد قال ابو عبداللہ نائما ای مضطجعا تو لیٹا ہوا اشارہ سے ہی نماز پڑھ سکتا ہے

تو معنی ہوں گے۔ مَنْ صَلّٰی قَاعِدًا اَوْمَاءً بِالرکوع والسجود یہ حکم مالکیہ کے مذہب مشہور کے موافق ہے۔ کیونکہ وہ مع قدرۃ علی الرکوع والسجود قاعد کو اشارہ سے نفل نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور یہی امام بخاریؒ کا مختار مذہب معلوم ہوتا ہے۔

الحاصل حدیث کی مناسبت یا تو اس روایت کی بنا پر ہے۔ جس میں من صلّی بایماء فلذلک وارد ہے یا اس بنا پر ہے کہ چونکہ نائم افعال صلوٰۃ کو عمل میں لانے پر قادر نہیں۔ تو وہ ضرور اشارہ کرے گا۔ لہذا نائم بمعنی مضطجع کے ہوگا۔ جو اشارہ سے کنایہ ہے۔

بَابُ اِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰى عَلٰى جَنْبٍ

وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَّتَحَوَّلَ اِلَى الْقِبْلَةِ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ

ترجمہ:۔ جب کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھے۔ اور حضرت عطار تابعی فرماتے ہیں۔ جب کسی کو قبلہ کی طرف پھیرنے کی قدرت نہ ہو۔ تو جدھر اس کا رخ ہو ادھر ہی نماز پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں۔ مجھے بواسیر کی شکایت تھی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو۔ اگر اس کی قدرت بھی نہ ہو تو پھر پہلو پر لیٹ کر پڑھو۔

تشریح از قاسمی۔ اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ جب کوئی شخص ایک فرض کی ادائیگی سے قاصر ہو تو اس سے دوسرے فرض کی طرف انتقال کرے۔ جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہے۔ کہ جب مصلّی صلوٰۃ قاعدًا سے عاجز ہو تو علی جنب پڑھے۔ اسی طرح عطار کے اثر سے ثابت ہوا کہ جب قبلہ رخ نہ کر سکے تو جدھر کو رُخ ہو نماز پڑھے۔ بہرحال کسی صورت نماز چھوڑے نہیں۔

بَابُ اِذَا صَلّٰى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ اَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ

وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ شَاءَ الْمَرِيْضُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَاعِدًا وَّ رَكْعَتَيْنِ قَائِمًا۔

ترجمہ:۔ جب کوئی نمازی بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا پھر وہ تندرست ہو گیا یا تخفیف محسوس کی تو باقی نماز

کو پورا کرے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے اور دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھے تو جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ آپؐ جب سن رسیدہ ہو گئے۔ تو بیٹھ کر قرأۃ کرتے تھے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے اور قریب تیس یا چالیس آیات کے قرأت کر کے پھر رکوع کرتے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَضٰى صَلٰوتَهٗ نَظَرَ فَإِنْ كُنْتُ يَقْظٰى تَحَدَّثَ مَعِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو بیٹھ کر ہی قرأت کرتے۔ جب قرأت میں سے تیس یا چالیس آیات کے قریب باقی رہ جاتا تو کھڑے ہو جاتے۔ اور ان کی قرأت بھی کھڑے ہو کر کرتے۔ پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔ دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔ جب اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے دیکھ لیتے۔ اگر میں جاگ رہی ہوتی تو میرے ساتھ بات چیت کرتے۔ اگر میں سو رہی ہوتی تو لیٹ جایا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قَالَ الْحَسَنُ إِنْ شَاءَ الْمَرِيضُ۔ ترجمہ سے مناسبت ظاہر ہے اس لئے کہ قوی کی بنا ضعیف پر جائز ہے تو اس طرح مریض جب درمیان نماز تندرست ہو جائے۔ اور اپنی نماز کا اتمام اس سے افضل طریقہ سے کرے جس طریقہ سے شروع کیا تھا۔ خصوصاً جب کہ وہ عجز زائل ہو گیا۔ جو قیام کے ساقط کرنے کا باعث بنتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بظاہر اثر کی ترجمہ سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ترجمہ سے

تو معلوم ہوتا ہے کہ مابقی کا اتمام افضل طریقہ سے کرسکتا ہے۔ اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کو اختیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن التین نے اشکال کیا کہ جب کوئی شخص قیام پہ قادر ہوگیا تو پھر قیام کیسے ساقط ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے اس اثر کے یہ معنی بیان کئے کہ کسی نے نماز کو بیٹھ کر شروع کیا۔ پھر اسے قیام پہ قدرت حاصل ہوئی۔ تو وہ اس کا اتمام قائماً کرسکتا ہے۔ یعنی اگر چاہے تو ماصلی پہ بنا کرے۔ اگر چاہے تو نئے سرے سے نماز پڑھے تو اس سے جواز بنا ثابت ہوگا جس کے جمہور قائل ہیں۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ قادر علی القیام نماز کو نئے سرے سے شروع نہ کرے بلکہ بنا کرے جیسے جمہور کا مسلک ہے۔ اب شراح کے درمیان ترجمہ کی غرض میں اختلاف ہوگیا۔ ابن بطال تو فرماتے ہیں کہ ترجمہ نماز فرض کے بارے میں ہے اور حدیث نفل کے بارے میں۔ امام بخاریؒ اس سے استنباط فرماتے ہیں۔ کہ جب نفل میں بغیر کسی عذر کے قعود جائز ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل قیام کرتے تھے۔ تو وہ صلوۃ فرضیہ جس میں قعود جائز نہیں۔ مگر جب قیام پہ قدرت نہ رہے تو قعود کرسکتا ہے۔ تو جب فرضیہ میں علت مانعہ علی القیام بھی رفع ہوجائے تو پھر قیام بطریق اولیٰ لازم ہوگا۔ میرے نزدیک بھی راجح قول ابن بطال کا ہے۔ کہ ترجمہ فریضہ کے بارے میں ہے۔ جیسے کہ الفاظ ترجمہ اس پہ دال ہیں۔ باقی حدیث سے استدلال وہ ضابطہ اور اصول کی بنا پہ ہے۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ تحریمہ القعود پہ قیام کی بنا صحیح ہے۔ اس لئے کہ جب متنفل قاعد بلا عذر کا تحریمہ صحیح ہے اور اس پہ قیام کی بنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے تو مفترض قاعد للعذر کے تحریمہ پہ قیام کی بنا صحیح ہوگی۔ جب کہ عذر زائل ہوجائے۔ تو غرض ترجمہ وہی ہوگی جو ابن بطالؒ نے بیان فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّهَجُّدِ

بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۔

ترجمہ۔ رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ رات کے وقت اٹھ کر نماز پڑھو۔ یہ آپ کے لئے زائد

ثواب کا باعث ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَتَھَجَّدُ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَآءُکَ حَقٌّ وَّقَوْلُکَ حَقٌّ وَّالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَوْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ قَالَ سُفْیٰنُ وَزَادَ عَبْدُ الْکَرِیْمِ اَبُوْ اُمَیَّۃَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ قَالَ سُفْیٰنُ قَالَ سُلَیْمَانُ ابْنُ اَبِیْ مُسْلِمٍ سَمِعَہٗ مِنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے تھے۔ تو یہ دعا کرتے۔ اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔ توہی آسمانوں، زمینوں اور جو لوگ ان کے اندر ہیں۔ ان سب کو تھامنے والا ہے آپکی ذات آسمانوں زمینوں اور جو لوگ ان میں ہیں ان سب کا نور (روشنی) ہے۔ اور تیرے لئے حمد ہے۔ آپ ہی آسمانوں، زمینوں اور جو لوگ ان کے اندر ہیں۔ ان سب کے بادشاہ ہیں۔ آپ کے لئے حمد ہے۔ آپ حق ہیں۔ آپ کا وعدہ سچا ہے۔ آپ کی ملاقات حق ہے۔ آپ کا قول حق ہے۔ جنت حق ہے۔ دوزخ حق ہے۔ سارے نبی حق ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔ قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں تیرا فرمانبردار ہوا۔ میں تیرا فرمانبردار رہوا۔ میں تجھ پہ ایمان لے آیا۔ اور تیرے اوپر میرا بھروسہ ہے۔ اور تیری طرف میرا رجوع ہے۔ اور تیری طاقت اور برہان سے میں معاندوں سے جھگڑتا ہوں۔ اور تیری طرف میں فیصلہ لے آتا ہوں۔ پس میرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردے۔ بلکہ جو میں نے چھپ چھپ کر یا ظاہر طور گناہ کئے ہیں وہ بھی معاف کردے آپ ہی آگے کرنے والے ہیں آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں۔ آپ کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے۔ کوئی معبود تیرے سوا نہیں ہے۔ عبدالکریم ابوامیۃ نے یہ الفاظ زائد نقل کئے۔ نہیں کوئی پھرنا اور نہیں

کوئی طاقت مگر وہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ **ھجود** نیند کو کہتے ہیں ۔ اور تہجد کے معنی ہیں رات کے وقت نیند سے بیدار ہو کر نماز پڑھنا ۔ گویا تہجد کے معنی تجنب عن النوم کے ہوئے ۔ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں ۔ کہ سورۃ مزمل کے نزول سے تہجد کی فرضیت ہوئی ۔ اس کا نسخ کب ہوا ۔ اس میں اختلاف ہے ۔ بعض فرماتے ہیں کہ اوائل سورۃ مزمل سے فرضیت اور آخر سورۃ مزمل سے نسخ ثابت ہوا ۔ گویا کہ سال بھر کے قیام کے بعد ہی یہ نسخ واقع ہوا ۔ اور بعض فرماتے ہیں ۔ کہ فرضیت اس کی صلوٰت خمس کی فرضیۃ سے منسوخ ہوئی ۔ جو لیلۃ الاسراء کے بعد وقوع پذیر ہوئی ۔ اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ سورۃ مزمل کا آخری حصہ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ الخ جو فرضیۃ تہجد کے لئے ناسخ ہے اس کا نزول مدینہ منورہ میں ہوا ۔ کیونکہ اس میں آخرون یقاتلون فی سبیل اللہ وارد ہے ۔ اور قتال کا حکم مدینہ میں ہوا مکہ میں نہیں ہوا ۔ مگر یہ استدلال اس لئے تام نہیں کہ علم ان سیکون منکم مرضیٰ الآیۃ ۔ حرف سین استقبال پر دال ہے نہ کہ وقوع پر ۔ پھر امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے کیا ہے ۔ حافظؒ تو فرماتے ہیں ۔ کہ امام بخاریؒ کی غرض مشروعیۃ قیام اللیل ہے ۔ لیکن حکم بیان نہیں کیا ۔ اس پر تو اجماع امت ہے ۔ کہ تہجد امت پر فرض نہیں ہے ۔ البتہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے ۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے اس مشہور اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے ۔ کہ آیا نماز تہجد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی ۔ جیسا کہ تہجد کے امر اور قم اللیل کے امر کا تقاضا ہے یا آپؐ کے بارے میں بھی مندوب ہے ۔ جیسا کہ نافلۃ لک کا تقاضا ہے ، ہر ایک کا استدلال اس آیت کریمہ سے ہے ۔ امام بخاریؒ نے بھی اس اختلاف پر تنبیہ کرنے کے لئے آیت کو ترجمہ میں ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ قولہ عزوجل بالجر ما قبل پر عطف ہے جو ترجمہ میں داخل ہے ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ نافلۃ لک ای عبادۃ زائدۃ لک علی الفرائض الخمس ہذا من خصائصہ لانہ سنۃ علی غیرہ ۔ قسطلانیؒ کی بھی یہی رائے ہے ۔ نافلۃ لک ای فریضۃ زائدۃ لک ۔

الحاصل علامہ عینیؒ کا ارشاد ہے ۔ عدم وجوب قیام اللیل ہو بالاجماع فی حق الامۃ وکذا فی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الاصح ۔ چونکہ یہ مسئلہ واضح تھا ۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے اپنی تقریر میں اس پر کلام نہیں کیا ۔ کیونکہ عدم ایجاب پر خود امام بخاریؒ باب باندھ رہے ہیں ۔

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ رات کو اٹھنے کی فضیلت کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۰۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا فَاَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي النَّوْمِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِيْ فَذَهَبَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَاِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَاِذَا فِيْهَا اُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَنَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِيْ لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

ترجمہ۔ حضرت سالم اپنے باپ حضرت عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا تھا تو وہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا۔ آپؐ تعبیر دیتے۔ میری بھی آرزو تھی کہ میں کوئی خواب دیکھتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتا۔ میں نوجوان لڑکا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سوتا تھا۔ میں نیند میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے آئے۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور آگ کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں۔ کہ کنوئیں کے منڈیر کی طرح اس کے بھی منڈیر بنے ہوئے ہیں۔ اور اس کے دو کنارے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو میں پہچانتا تھا۔ تو میں اعوذ باللہ من النار پڑھنے لگا۔ (اللہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جہنم سے) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک تیسرا فرشتہ ملا۔ جس نے مجھے کہا۔ گھبراؤ مت! پس میں نے یہ خواب اپنی بہن بی بی حفصہؓ ام المومنین کو بیان کیا۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپؐ نے تعبیر دیتے ہوئے فرمایا کہ عبداللہ بہتر آدمی ہے۔ کاش یہ رات کو نماز پڑھا کرتا۔ اس کے بعد پھر حضرت عبداللہ تھوڑی ہی دیر سوتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - فذهبا بى الى النار - وہ فرشتے ان کو جہنم دکھلانے کے لئے لے گئے - اس میں پھینکنے کے لئے نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - جیسا کہ تیسرے فرشتے کا قول لم ترع اس پہ دلالت کرتا ہے - امام بخاریؒ نے اس حدیث کو بہت سے مواقع پہ زیادتی اور نقصان کے ساتھ نقل کیا ہے - بہرحال اس حدیث سے قیام اللیل کی نفضیلت ثابت فرمائی کہ وہ جہنم سے نجات کا باعث ہے - امام بخاریؒ اس حدیث کو اس باب میں لائے ہیں - گویا کہ ان کے نزدیک اس باب میں کوئی صریح حدیث نہیں ہے - اس لئے انہوں نے اسی حدیث پہ اکتفا کیا - ورنہ مسلم میں حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت ہے - افضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ اللیل -

بَابُ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ

ترجمہ - رات کے قیام میں سجدے کو لمبا کرنا -

حدیث نمبر ١٠٥٢ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ -

ترجمہ - حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات پڑھتے تھے - یہی آپ کی نماز ہوتی تھی - اس میں آپؐ اتنی مقدار میں سجدہ کرتے جتنی مقدار میں تم میں سے کوئی ایک سر اٹھانے سے پہلے پچاس آیات پڑھ لے - اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے - پھر دائیں جانب لیٹ جاتے تھے - یہاں تک کہ منادی آپؐ کے پاس نماز کے لئے آجاتا -

تشریح از قاسمیؒ - بہرحال اس روایت سے ترجمۃ الباب طول السجود ثابت ہوا -

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - لو کان یصلی الخ پہ شیخ فرماتے ہیں - معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز ابرار کی خصلت ہے اور اخیار کا طریقہ ہے - ابن عمرؓ ان میں سے ہیں - لہٰذا انہیں تہجد ترک نہ کرنا چاہیئے - بہرحال کثرت سے آیات اور روایات اس کی فضیلت پہ دلالت کرتی ہیں - قليلا من الليل ما يهجعون تتجافى

جنو بهم عن المضاجع ای یتنبّہ و هو منهم۔ شیخؒ نے اس سے خواب کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ اس سے قیام اللیل مراد ہے۔ کیونکہ فرشتے نے ان سے فرمایا۔ لم ترع یعنی آگ ہم پر اس لئے پیش نہیں کی گئی کہ آپ اس کے مستحق ہیں۔ بلکہ اس سے آپ کو نصیحت اور یاددہانی کرائی گئی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ فرائض سے تو غافل نہیں ہیں۔ اس لئے مسجد میں سوتے ہیں۔ قیام اللیل میں کوتاہی ہے۔ اس لئے اس پر تنبیہہ کی گئی۔

بَابُ تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيْضِ

ترجمہ۔ مریض کے لئے قیام لیل چھوڑ دینا جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُوْلُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً اَوْ لَيْلَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپؐ نے ایک یا دو رات قیام لیل نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۰۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ احْتَبَسَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ امْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَبْطَاَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهٗ فَنَزَلَتْ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔

ترجمہ۔ حضرت جندب بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کچھ عرصہ کے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رک گئے۔ تو قریش کی ایک عورت نے کہا کہ آپؐ پر آپؐ کے شیطان نے دیر کر دی تو سورۃ والضحٰی اتری۔

تشریح از قاسمی۔ امراۃ من قریش اس عورت کا نام عوراء بنت حرب تھا جو ابولہب کی بیوی تھی۔ باب کی پہلی روایت سے تو ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔ مگر دوسری روایت سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے ابن التین نے اعتراض کیا ہے کہ احتباس جبرائیل کا ذکر اس باب میں مناسب نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری روایت پہلی روایت کا تتمہ ہے جیسا کہ کتاب التفسیر اور فضائل القرآن میں آرہا ہے۔ اتحاد مخرج کی وجہ سے یہ حدیث واحد ہے۔ اگرچہ سبب اس کا مختلف ہے۔

باب تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ وَطَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا لَيْلَةً لِلصَّلٰوةِ۔

ترجمہ:۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اللیل اور دیگر نوافل کے لئے بغیر واجب کرنے کے رغبت دلانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی اہمیت جتانے کیلئے رات کے وقت حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے گھر میں تشریف لے گئے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ وَيَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ! آج رات کیا کیا فتنے نازل ہوئے اور کس قدر خزانے اتارے گئے۔ کوئی ہے جو ان حجرات والیوں کو بیدار کر دے اور بہت سی عورتیں جو دنیا میں کپڑے پہننے والی ہیں وہ قیامت میں ننگی ہوں گی۔

حدیث نمبر ۱۰۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الخ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍؓ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہیں گے ہم اٹھ جائیں گے۔ جب میں نے یہ کہا تو آپؐ پلٹ گئے اور مجھے کوئی واپسی جواب نہ دیا۔ جب آپ پیٹھ پھیر کر جا رہے تھے تو میں نے آپؐ سے سنا۔ جب کہ آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے۔ فرماتے تھے کہ انسان بہت جھگڑالو واقع ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ

يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ وَ مَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَاِنِّيْ لَاُسَبِّحُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمل کو کرنا پسند کرتے۔ مگر اس کو اس خدشہ سے چھوڑ دیتے تھے۔ کہ کہیں لوگ اس پر عمل کرنا شروع کر دیں پھر وہ ان پر فرض کر دیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق کے نفل کبھی نہیں پڑھے۔ اور میں ان کو برابر پڑھتی ہوں۔

حدیث نمبر ۱۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی۔ تو لوگوں نے بھی آپؐ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی پھر اگلی رات پڑھی تو لوگ بہت ہو گئے۔ پھر تیسری اور چوتھی رات میں بھی جمع ہوئے۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا جو کچھ تم لوگ کرتے رہے میں اسے دیکھتا رہا۔ لیکن مجھے آپ لوگوں کے پاس آنے سے اس چیز نے روکا کہ کہیں وہ نماز تراویح تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا۔

تشریح از قاسمی۔ من یوقظ صواحب الحجرات۔ علامہ قسطلانی کے قول کے مطابق اس سے ازواج مطہرات مراد ہیں۔ جن کو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل کی ترغیب دے رہے ہیں۔ ترجمہ کا پہلا جز تو اس طرح ثابت ہوا۔ اور ترجمہ کا دوسرا جز عدم ایجاب اس طرح ثابت ہوا کہ آپؐ نے یہ قیام ان پر لازم قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی عتاب فرمایا۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز شر اور فتن سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور خزائن رحمت کا باعث بنتی ہے۔

رب کاسیۃ الخ یعنی ایسے باریک کپڑے پہننے والی ہوگی جس سے بدن نظر آتا ہوگا تو قیامت میں اس کسوتا بما تعری پر عتاب ہوگا۔ یا دنیا میں مال و دولت کے اعتبار سے غنی ہوں گی اور آخرت کے اعمال صالحہ سے خالی اور فقیر ہوں گی۔

بہر حال رب کاسیۃ الخ سے ایقاظ کا باعث بتلا دیا۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہونے کی نسبت سے نماز اور دیگر اعمال صالحہ سے غفلت نہ برتی جائے۔ علامہ کرمانیؒ کے قول کے مطابق یہ ارشاد اگرچہ ازواج مطہرات کے بارے میں صادر ہوا ہے۔ لیکن عموم لفظ کی وجہ سے عام حکم ہے۔ رب نفس کاسیۃ الخ کی تقدیر ہوگی۔

اَنْفُسُنَا بِیَدِ اللہِ۔ **تشریح از شیخ گنگوہیؒ**۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ التماس نیند اور غفلت کی وجہ سے جو کوتاہی سرزد ہوئی اس سے معذرت کے طور پر ہے۔ یہ نہیں کہ تقدیر کا حوالہ دے کر اپنی جان چھڑائی ہو۔ چونکہ یہ اعتذار مدلل اور مبرہن تھا۔ اس لئے اس کو جدال یعنی جھگڑے سے تعبیر فرمایا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قیام اللیل پر مجبور نہیں کیا۔ کہ ضرور پڑھنا ہے۔ یہ عدم وجوب کی دلیل ہے۔ اگر واجب ہوتا تو جیسے فرائض پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہاں بھی ہوتا تو ترجمہ کے دونوں جزء ثابت ہوئے۔ اَلَا تُصَلِّیَانِ سے تحریض اور عدم عتاب سے عدم وجوب ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ نہایت ہی لطیف ہے۔ اس لئے کہ نسائی اور طبری میں مفصل روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان کو نماز کے لئے جگایا۔ جب یہ لوگ نہ اٹھے اور نہ ان کی حس و حرکت معلوم ہوئی تو آپؐ دوبارہ تشریف لائے۔ پھر ہمیں جگایا تو نیند کی وجہ سے یہ کوتاہی ہوئی۔ جس پر معذرت کی گئی۔ چنانچہ اسی روایت میں بعد میں ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

فَجَلَسْتُ وَاَنَا اَعْرِكُ عَيْنِيْ وَاَنَا اقول واللہ ما نصلی اِلَّا مَا كَتَبَ اللہُ لَنَا۔ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللہ الخ لا نصلی کا معنی ہے لا تستطیع ان نصلی ضرب فخذہ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ران پر ہاتھ مارنا تعجب کے طور پر تھا کہ کس قدر جلدی جواب دے دیا آپ نے ان کے اعتذار سے موافقت نہ فرمائی۔ نیز حافظؒ نے ابن بطال عن المہلب سے نقل کیا ہے کہ امام کے لئے لائق نہیں کہ وہ نوافل میں تشدد کرے۔ البتہ رغبت دلا سکتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ یہ حضرت عائشہؓ

اپنے علم اور رؤیت کے مطابق فرماتی ہیں ۔ ورنہ حضرت امّ ھانیؓ کی روایت گذر چکی ہے کہ آپ نے صلوٰۃ ضحیٰ فتح مکہ کے موقعہ پر پڑھی اور آپؐ نے حضرت ابوذرؓ اور ابو ہریرہؓ کو اس کے پڑھنے کی وصیت فرمائی ۔ اگر اشکال ہو کہ اس حدیث سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا ۔ تو کہا جائے گا ۔ وَھُوَ یُحِبُّ اَنْ یَّعْمَلَ بِہٖ اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ صلوٰۃ ضحیٰ کو پسند فرماتے تھے ۔ یہ پسند فرمانا ترغیب دینا ہے ۔ اس سے ترجمہ کا جزء اول ثابت ہوا ۔ اور لیدع العمل سے عدم وجوب دوسرا جزء ثابت ہوا ۔ باب کی آخری روایت تراویح کے بارے میں ہے ۔ آپؐ کا تین رات تک خود پڑھنا اور آپؐ کے ساتھ لوگوں کا پڑھنا اس سے ترغیب معلوم ہوگئی اور پھر چوتھی رات چھوڑ دینا اور فرمانا ۔ خَشِیْتُ اَنْ یُّفْرَضَ عَلَیْکُمْ ۔ خطرہ ہے کہ کہیں یہ تراویح تم پر فرض نہ ہو جائے

(حاشیہ: یہ عدم وجوب کی دلیل ہے)

بَابُ قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللَّیْلَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ وَ قَالَتْ عَائِشَۃُ حَتّٰی تَفَطَّرَ قَدَمَاہُ وَالْفُطُوْرُ الشُّقُوْقُ اِنْفَطَرَتْ اِنْشَقَّتْ ۔

ترجمہ ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی رات کو دیر تک قیام کرنا کہ پاؤں سوج جائیں ۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پاؤں پھٹ جاتے تھے ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ فطور کا معنی پھٹنا ہے ۔ جیسے اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ای انْشَقَّتْ قرآن مجید میں ہے ۔

حدیث نمبر ۱۰۵۹ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ الخ سَمِعْتُ الْمُغِیْرَۃَ یَقُوْلُ اِنْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ اَوْ لَیُصَلِّیْ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ اَوْ سَاقَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا ۔

ترجمہ ۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوتے تھے یا نماز پڑھتے تھے تو ان کے دونوں پاؤں یا دونوں پنڈیاں سوج جاتی تھیں ۔ پس آپؐ سے کہا جاتا کہ آپؐ اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں ۔ حالانکہ قد غفر اللہ لک کہ اللہ نے تو آپؐ کو بخش دیا ہے ۔ تو آپؐ فرماتے کیا میں اللہ کا بندہ شکر گزار نہ بنوں اور شکر سبب مغفرت ہے اور تہجد شکر ہے ۔ اس لئے اس کو نہیں چھوڑوں گا ۔ عینیؒ ۔

بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ

ترجمہ ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو صبح ہونے سے پہلے سو جائے ۔

حدیث نمبر ۱۰۶۰ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو

بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے یہاں محبوب ترین نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور محبوب ترین روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام آدھی رات تک سوتے رہتے تھے۔ ثلث رات قیام کرتے اور چھٹے حصے میں سوجاتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ینام سدسہ اسی میں ترجمہ ہے۔ کیونکہ سدس سے مراد سدس آخر ہے جو سحری کے وقت ہوتا ہے تو ترجمۃ الباب نوم عند السحر ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخؒ نے جو معنیٰ متعین فرماتے ہیں اس پر ثم کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے۔ جو اگرچہ بخاری میں نہیں ہے۔ مگر مسلم میں ہے۔ یرقد شطر اللیل ثم یقوم ثلث اللیل ثم ینام الخ تو ثم ترتیب کے لئے ہے۔ اس سے ان لوگوں پر رد ہو گیا۔ جو کہتے ہیں ینام سدسہ سے سدس لیل اول مراد ہے۔ کیونکہ واؤ تو ترتیب کے لئے ہوتی نہیں وہ مطلق جمع کے لئے ہے۔ البتہ ثم ترتیب پر دلالت کرتا ہے تو ثم ینام سدسہ یہ قیام کے بعد ہوگا۔ اس وقت سونے میں حکمت یہ ہے۔ کہ نشاط حاصل ہو۔ تھکاوٹ دور ہوجائے۔ صبح کی نماز اور دیگر اذکار نشاط اور سکون کے ساتھ ادا ہوں۔ اور عدم ریا کے بھی اقرب ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتٰى كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ يَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا۔ فرمایا ہمیشہ والا۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ آپؐ رات کو نفل کے لئے کب کھڑے ہوتے تھے۔ فرمایا جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ کھڑے ہوتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چونکہ اس حدیث سے ترجمۃ الباب صراحۃً ثابت نہیں ہوتا تھا۔

اس لئے ثبوت ترجمہ کے لئے حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت میں ہے ۔ ما الفاہ السحر عندی الانا ئما الخ اس سے ترجمہ ثابت فرمایا ۔ مگر شیخ المشائخ دہلویؒ فرماتے ہیں ۔ کہ مصنفؒ نے اپنی عادت کے مطابق روایت کے بعض محتملات سے ترجمہ ثابت کیا ہے ۔ بات یہ ہے کہ صارخ مرغارات کو پہلے تو آدھی رات کے وقت آواز کرتا ہے ۔ دوسری مرتبہ جب ربع لیل باقی رہ جاتا ہے ۔ اور تیسری مرتبہ طلوع صبح کے وقت آواز کرتا ہے ۔ اس جگہ آخری معنی کا بھی احتمال ہے ۔ جیسے کہ اول معنی مراد لئے جا سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ صلوٰۃ لیل سے فراغت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو جایا کرتے تھے ۔ اور صاحب بذلؒ نے فرمایا کہ حجاز میں عموماً مرغ نصف لیل کے وقت آواز کرتا ہے ۔ تو نصف لیل میں اٹھنا بعد ازاں ثلث لیل قیام کرنا ۔ بقیہ سدس میں نیند کرنا ثابت ہوا ۔ تو آپؐ کی نیند ثلث لیل والی دو سدس میں تقسیم ہوگئی ۔

الحاصل صیاح دیک میں اختلاف ہوا ۔ بعض فرماتے ہیں کہ وہ نصف لیل کی آواز ہے ۔ بعض سحر کے وقت کی آواز کو کہتے ہیں ۔ میرے نزدیک تو اس روایت میں پہلے معنی مراد ہیں ۔ لیکن امام بخاریؒ کا میلان دوسرے معنی کی طرف ہے ۔ تو مسروق کی روایت ترجمہ پہ اس طرح دلالت کرے گی ۔ اذا سمع الصارخ قام ثم ینام الی السحر یعنی نصف لیل کے وقت اٹھ کر عبادت کرتے پھر سحر تک سوتے رہتے ۔

حدیث نمبر ۱۰۶۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ عَنِ الْاَشْعَثِ قَالَ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰی ۔

ترجمہ ۔ حضرت اشعث فرماتے ہیں ۔ کہ جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے ۔

حدیث نمبر ۱۰۶۳ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ مَا اَلْفَاہُ السَّحَرُ عِنْدِیْ اِلَّا نَائِمًا تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کو سحر میرے نزدیک اس حال میں پاتی کہ آپؐ سونے والے ہوتے تھے ۔ اور آپؐ کا یہ سونا قیام لیل کے بعد ہوتا تھا ۔

بَابُ مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ یَنَمْ حَتّٰی صَلَّی الصُّبْحَ

ترجمہ ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو سحور کرے اور اس وقت تک نہ سوئے جب تک صبح کی نماز نہ پڑھے ۔

حدیث نمبر ۱۰۶۴۔ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اکٹھے سحری کھاتے تھے۔ جب اپنے سحور سے فارغ ہوتے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ پھر دونوں نماز پڑھتے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ سحور سے فارغ ہونے اور نماز میں شروع ہونے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا تھا۔ فرمایا اتنی مقدار جس میں کوئی شخص پچاس آیت کی قرارت کرتا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ روایت باب سے ثابت ہوا کہ سحور کا سونا ضروری نہیں ہے۔ نماز صبح کے بعد سو سکتا ہے۔

بَابُ طُولِ الصَّلٰوةِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ رات کے اٹھنے میں نماز کو لمبا کرنے کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۰۶۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قُلْنَا مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس آپ اتنی دیر کھڑے رہے کہ میں نے برے امر کا ارادہ کر لیا۔ ہم نے ان سے پوچھا۔ آپ نے کس چیز کا قصد کر لیا۔ فرمایا۔ کہ میں نے قصد کر لیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں۔

حدیث نمبر ۱۰۶۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَامَ لِلتَّھَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ
ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو منہ پر سواک ملتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ہمت با مرسوء۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ اگر اشکال پیدا ہو کہ نوافل میں مع القدرۃ علی القیام قعود جائز ہے۔ تو امر سوء کیسے ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اصل میں ترک ادب اور مخالفت بزرگان امر سوء ہے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں اور ائمہ کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیئے۔ ان کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حضرت حذیفہؓ کی روایت میں یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ قیام کو لمبا کرنے میں سواک معین ہے۔ لہذا اس سے ترجمہ ثابت ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ باب بھی امام بخاریؒ کے ان ابواب مشکلہ میں سے ہے۔ جس نے شراح کو پریشان کردیا۔ کہ حضرت حذیفہؓ کی یہ روایت ترجمۃ الباب کے مناسب نہیں۔ لہذا اس کو یہاں نہیں لانا چاہیئے تھا۔ بعض حضرات نے تو کہہ دیا کہ کاتب کی غلطی کی وجہ سے اندراج ہوگیا۔ بعض نے کہا امام بخاریؒ حدیث کی چھانٹی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن موت نے وقفہ نہ دیا۔ اور بعض نے کہا اذا قام للتھجد کی وجہ سے اس کو داخل کیا ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں اذا قام لعادتہ اور دوسری حدیث سے آپ کی عادت طول قیام کی ثابت ہے۔ اور لفظ تہجد بھی شب بیداری پر دال ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ امام بخاریؒ مسلم کی حضرت حذیفہؓ والی اس روایت کی طرف اشارہ فرما گئے۔ جس میں ہے۔ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃً فقرء سورۃ البقرۃ وآل عمران والنساء فی رکعۃ الی اٰخر الحدیث۔ جس سے طوالت قیام معلوم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ وہ روایت ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے اس کو داخل نہیں کیا۔ اور حدیث کا کچھ حصہ بیان کر کے بقیہ پر تنبیہ فرمادی۔ اور علامہ کرمانیؒ اس طرح توجیہ کرتے ہیں۔ کہ سواک جو قیام لیل کا تتمہ ہے۔ جب آپ اس کو نہیں چھوڑتے تھے۔ تو طول قیام جو سواک سے اہم ہے اس کو کیسے چھوڑ دیں گے۔

الغرض علامہ عینیؒ نے ان سب توجیہات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ سب تکلفات ہیں۔ ان میں کوئی فائدہ نہیں۔ پھر خود امام بخاریؒ کی طرف سے معذرت کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ ترجمہ یوں تھا۔ طول القیام

فی صلوٰۃ اللیل. جس کو حضرت حذیفہؓ کی حدیث سے اس طرح ثابت کیا کہ اس میں قیام للتہجد اور تہجد فی اللیل طول صلوٰۃ سے اور طول صلوٰۃ طول قیام سے ہوتا ہے۔ اگرچہ رکوع و سجود بھی طویل ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی تکلف سے خالی نہیں۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں مسواک ملنا اہتمام صلوٰۃ کے لئے تھا تو جو شخص سواک کا اہتمام کرتا ہے وہ تطویل جیسے احسن امر کا اہتمام کیوں نہیں کرے گا۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ یشوص ہی ترجمہ ہے۔ کیونکہ شوص فم سے دماغ کھلتا ہے اور تیقظ حاصل ہوتا ہے۔ جو طول قیام میں معاون بنتا ہے۔ تو شوص فم طول قیام کے لئے ہوا۔ اس طرح ترجمہ ثابت ہوا۔ شیخ گنگوہیؒ بھی یہی فرما رہے ہیں۔ طلباً لاطالۃ القیام۔

بَابُ کَیْفَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَکَیْفَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ۔

ترجمہ:۔ رات کی نماز کیسے ہوتی ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ قَالَ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَۃٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا۔ یارسول اللہ رات کی نماز کیسے پڑھی جائے۔ فرمایا دو دو رکعت پڑھو۔ جب صبح ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت ملا کر اسے وتر بنالو۔

حدیث نمبر ۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلاَثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یَعْنِیْ بِاللَّیْلِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی (آٹھ تہجد۔ تین وتر۔ دو سنت فجر)۔

حدیث نمبر ۱۰۶۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَؓ عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّاِحْدٰی عَشَرَۃَ سِوٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے رات کے وقت جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ کبھی تو فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ سات رکعت ہوتی تھیں۔ کبھی نو اور کبھی گیارہ

حدیث نمبر ۱۰۷۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ ان میں وتر اور فجر کی دو رکعت بھی ہوتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کی روایات باب سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ اللیل تیرہ رکعات سے زائد نہیں ہوتی تھیں۔ اس میں وتر اور رکعتی الفجر شامل ہے۔ البتہ کبھی کبھی تنگی اور وسعت وقت یا دیگر اعذار کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ کبھی چار رکعت۔ کبھی چھ رکعت اور کبھی آٹھ رکعت تہجد کی نماز پڑھتے تھے۔ بوڑھاپے کی وجہ سے بھی نماز میں تخفیف ہو جاتی تھی۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَنَوْمِهِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ إِلَى قَوْلِهِ سَبْحًا طَوِيلًا وَقَوْلِهِ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَاسْتَغْفِرُوا اللهَ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَشَأَ قَامَ بِالْحَبَشِيَّةِ وَطَاءً مُوَاطَأَةً لِلْقُرْآنِ أَشَدُّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَقَلْبِهِ لِيُوَاطِئُوا لِيُوَافِقُوا۔

ترجمہ باب۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو قیام کرنا اور آپؐ کا سونا۔ اور یہ کہ قیام اللیل کا وجوب آپؐ سے منسوخ کر دیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے کملی اوڑھنے والے پیغمبر رات کو اٹھیے مگر تھوڑا سا حصہ آدھا یا ثلث الخ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم پہ رجوع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ حضرت ابن عباسؓ تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ نشأ کے معنی قام کے ہیں۔ حبشی زبان میں۔ اور وطاءً کے معنی موافقۃ للقرآن کے ہیں۔ اشد وطا ای اشد موافقۃ۔ کان۔ آنکھ اور دل کے

موافق ہے۔ دوسری جگہ قرآن میں سیواطؤا ہے۔ جس کے معنی یوافقوا آتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ وَأَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ ہر مہینہ سے اتنا افطار کرتے کہ ہم سمجھتے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے اور روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہم سمجھتے کہ اب آپ اس مہینہ سے کچھ بھی افطار نہیں کریں گے۔ اور اگر آپؐ کو رات کے وقت نماز پڑھتا دیکھنا چاہتے تو آپ تہجد نماز میں ملتے۔ اگر سوتا دیکھنا چاہتے تو سوتے ہوئے ملتے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ گویا کہ آپؐ نہ مہینہ بھر روزے رکھتے نہ مہینہ بھر افطار کرتے۔ کچھ روزہ اور کچھ افطار ہوتا۔ اسی طرح نہ ساری رات عبادت میں مصروف رہتے۔ کہ سونے کا وقت نہ ملے اور نہ ساری رات سوتے کہ عبادت کے لئے نہ اٹھتے۔ بلکہ کچھ وقت رات عبادت میں اور کچھ نیند میں گزارتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اشد وِطًا۔ بکسر الواؤ۔ امام بخاریؒ نے اسی قرأت پر آیت کی تفسیر کی ہے۔ جس کے معنی موافقت کے ہیں۔ اور ترجمہ سے یہ ظاہر ہے کہ قیام اللیل کا وجوب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت دونوں کے حق میں منسوخ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اشد وِطًا بکسر الواؤ مصدر ہے۔ کہ جس کے معنی امام بخاریؒ نے موافقت کے بیان فرماتے ہیں۔ اور بفتح الواؤ کی قرأۃ بھی ہے۔ جس کے معنی ثقل کے ہیں۔ تفسیر یہ ہوگی۔ ابلغ فی القیام وابین فی القول۔ علامہ کرمانیؒ نے دونوں قرأتوں کی صورت میں یہ معنی بیان کئے ہیں۔ اشد ثباتا للقدم ورسوخا فی العبادۃ۔

ما نسخ من قیام اللیل۔ قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بعد ما نسخ کہنا یہ اسی پر دال ہے کہ نسخ وجوب قیام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت دونوں کے حق میں ہے۔

اور مسلم کی روایت سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں - ان اللہ افترض قیام اللیل فی اول ھٰذہ السورۃ ای یایھا المزمل فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ حولاً حتی انزل اللہ فی آخر ھذہ السورۃ التخفیف فصار قیام اللیل تطوعاً بعد فرضیتہ - یعنی اللہ تعالےٰ نے یا ایھا المزمل کے اوائل سے قیام اللیل فرض کر دیا۔ چنانچہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب سال بھر تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر سورت میں اللہ تعالےٰ نے تخفیف نازل فرمائی۔ تو فرضیت کے بعد قیام اللیل نفل رہ گیا۔ الحدیث۔ اس سے بھی عموم معلوم ہوتا ہے۔ اور بھی دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

بَابُ عَقْدِ الشَّیْطَانِ عَلٰی قَافِیَۃِ الرَّأْسِ اِذَا لَمْ یُصَلِّ بِاللَّیْلِ

ترجمہ:۔ جب کوئی شخص رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کی گدی پر گرہ لگا دیتا ہے جس سے وہ سست ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَأْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا ھُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عِنْدَ کُلِّ عُقْدَۃٍ عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ اور ہر گرہ لگانے پر کہتا ہے۔ سو جا ابھی لمبی رات ہے۔ پس اگر وہ جاگ اٹھا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھ لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ تو وہ صبح کو خوش حال اور اچھے جی والا ہو کر اٹھتا ہے۔ ورنہ وہ برے جی والا اور سست ہو کر اٹھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۷۳۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ ھِشَامٍ الخ حَدَّثَنَا سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الرُّؤْیَا قَالَ اَمَّا الَّذِیْ یُثْلَغُ رَأْسُہٗ بِالْحَجَرِ فَاِنَّہٗ یَأْخُذُ الْقُرْاٰنَ فَیَرْفِضُہٗ وَیَنَامُ عَنِ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ۔

ترجمہ۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ جس کو خواب میں دیکھا کہ اس کا سر پتھر کے ساتھ کچلا جا رہا ہے۔ تو یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کو حفظ کیا۔ پھر اس کو چھوڑ دیتا ہے اور فرض نمازیں بھی سویا رہتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ظاہر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان ہر سونے والے کی گدی پر گرہ لگاتا ہے۔ پس جس نے نماز پڑھ لی اس کی گرہیں کھل گئیں۔ جس نے نہ پڑھی اس کی نہ کھلیں۔

خبیث النفس۔ اگر کسی نمازی کو اس خبث نفس اور کسلان کا احساس نہ ہو۔ جو اس کی نماز کے اثر کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ اور اس پر مبنی ہے کہ اس کی نماز ابھی درجۂ قبول کو نہیں پہنچی۔ اگر وہ نماز کو تمام رعایات کے ساتھ ادا کرتا تو اس کی نماز درجات قبول کو پہنچ جاتی پس ایسا کبھی نہ ہوتا کہ اس کی نماز کا اثر ظاہر نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظاہر حدیث سے عموم معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ فرما رہے ہیں۔ لیکن امام بخاریؒ نے اسے من لم یصل کے ساتھ مقید کر دیا۔ اس لئے شراح نے اعتراض کیا۔ کہ روایت ترجمۃ الباب کے مناسب نہیں ہے۔ جس کا ابن رشید نے جواب دیا کہ ترجمۃ الباب یوں ہے۔ باب بقاء عقد الشیطان الخ یعنی گرہ تو سب کو لگتی ہے۔ لیکن غیر نمازی پر باقی رہتی ہے نمازی کی کھل جاتی ہے۔ کرمانیؒ اور رازیؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ میں جو صلوٰۃ منفی ہے۔ وہ صلوٰۃ عشاء ہے۔ تو تقدیر عبارت ہوگی۔ اذا لم یصل العشاء۔ اور اس کے بعد حضرت سمرۃ بن جندبؓ کی روایت کے لانے کا راز بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں ہے۔ وینام عن الصلوٰۃ المکتوبۃ اعنی العشاء۔ لیکن اس پر اشکال ہوگا۔ کہ ذکر تو صلوٰۃ اللیل کا ہو رہا تھا۔ صلوٰۃ العشاء کہاں سے آگئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے۔ من صلی العشاء فی جماعۃ کان کمن قام نصف اللیل۔ تو جب کسی شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی تو قیام اللیل اس پر صادق آگیا۔ اس لئے اس کی گرہ کھل جائے گی۔ اگرچہ علامہ عینیؒ نے حافظ ابن حجرؒ کی اس توجیہ پر پھر تنقید کی ہے۔ اور حدیث کو عموم پر رکھا ہے۔ لیکن علامہ قسطلانیؒ نے بھی حافظؒ کی تائید کی ہے۔ اور صلوٰۃ منفی کو عشاء کے ساتھ مختص کیا ہے۔ اگرچہ ظاہر حدیث سے عموم معلوم ہوتا ہے۔

عقد الشیطان کے بارے میں حافظؒ کا تو کہنا ہے کہ یہ حقیقت پر محمول ہے۔ جیسے ساحرین اور تعویذ گنڈے والے مرد اور عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ اور بعض نے اس کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ کہ فعل شیطان

بالنائم کو فعل الساحر بالمسحور سے تشبیہ دی ہے تو جیسے سحر سے مسحور کام سے رک جاتا ہے۔ ایسے نائم بھی نماز سے رک جاتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ عقد سے قلب مراد ہے۔ کہ شیطان قلب میں لیل طویل کے وسوسے ڈالتا ہے۔ اس لئے وہ نائم قیام سے رک جاتا ہے۔

خبیث النفس کسلان ہذا باعتبار اکثر المصلین۔ یعنی اکثر نمازیوں پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں۔ کہ میرا تجربہ ہے۔ جو شخص ایک مرتبہ نماز پڑھے اور دوسری دفعہ نہ پڑھے۔ تو دونوں میں اسے واضح فرق محسوس ہوگا۔

لما تخلف عنها اثرہ۔ قرآن مجید میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ہے۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت ہے۔ انها لاتنفع الا من اطاعها۔ یعنی نماز اس کو فائدہ دے گی۔ جو نماز کے تقاضے پورے کرے۔ ورنہ نماز منہ پر ماری جائے گی۔ تلك صلوٰۃ المنافق وغیرہ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اما الذی یثلغ رأسہ۔ اس حدیث کو باب قیام اللیل میں اس مناسبت سے لایا گیا ہے کہ قاری قرآن اس کو تہجد اور نوافل میں پڑھتا ہے۔ تو مناسب تھا کہ جو ترک قرأۃ کرتا ہے اس کو وعید سنائی جائے۔ کہ اس حافظ قرآن نے قرأۃ کو یہاں تک ترک کر دیا کہ نوافل تو نوافل رہے۔ یہ فرض نماز میں بھی نہیں پڑھتا۔ اس لئے وہ اس وعید کا مستحق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث اور ترجمہ میں جو مناسبت شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ یہ شراح کی سب توجیہات سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ کے تراجم میں یہ بھی عادت ہے۔ کہ وہ تراجم میں اضداد کو ذکر فرماتے ہیں۔

فیرفضہ کے معنی ہوں گے کہ وہ قرآن کو پڑھنا چھوڑ دیتا ہے۔ حتّٰی کہ تہجد میں بھی نہیں پڑھتا۔ بلکہ فرائض میں بھی نہیں پڑھتا۔ تو اس طرح وعید دونوں امور پر ہوگی۔ ترکِ تہجد اور ترک مکتوبہ دونوں پر صرف تہجد پر نہیں ورنہ اس کا وجوب لازم آئے گا۔ اور جو لوگ صرف ترکِ تہجد پر وعید کو مرتب کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ترجمہ سے حدیث کی مطابقت اس طرح ہوگی۔ کہ عقد شیطان ایک غفلت اور شیطان کا اتباع ہے جو ترک تہجد سے حاصل ہوتا ہے۔

بَابُ اِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنِهٖ

ترجمہ: جب کوئی شخص سو جائے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۷۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ ۔

ترجمہ - حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ چنانچہ کہا گیا کہ وہ برابر سویا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو وہ نماز کے لئے بھی نہیں اٹھتا۔ آپؐ نے فرمایا شیطان اس کے کان میں پیشاب کر گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - اس جگہ نماز سے فرض نماز مراد ہے۔ پھر قیام اللیل میں اس روایت کا لانا اس بنا پر ہوگا کہ اس کی نیند ساری رات کو حاوی رہی۔ نہ تو اس نے تہجد پڑھی اور نہ ہی فرض نماز ادا کی۔ اور سزا بھی اسی ترک مکتوبہ پر مرتب ہے۔ ترک تہجد میں نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - بال الشیطان۔ خطابی فرماتے ہیں کہ یہ تمثیل و تشبیہ ہے۔ کہ غافل کی مثال ایسے شخص کی طرح ہے۔ جس کی سمع اور حس مسخ ہو چکی ہو۔ اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو کوئی مستبعد نہیں۔ اس لئے کہ شیطان کے لئے اکل۔ شرب۔ ضراط وغیرہ ثابت ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ یہ استخفاف سے کنایہ ہے۔ بال علیہ استخفہٗ۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ تحکم اور انقیاد سے استعارہ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ شیطان اس کے کانوں کو اباطیل سے بھر دیتا ہے تنبّہ نہیں ہوتا۔ خاص طور پر اذن کا ذکر کیا گیا۔ حالانکہ نیند کے مناسب تو آنکھ ہے۔ تو کہا گیا کہ یہ ثقل نوم سے کنایہ ہے۔ جیسے ضَرَبَ عَلٰى اٰذَانِهِمْ کہ جس سے مسامع بالکل بند ہو گئے۔ انتباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اور بول کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ وہ اسرع نفوذ ہے۔ رگوں میں سرایت کر کے سارے اعضاء میں سستی پیدا کر دیتا ہے۔

لم یصل اگرچہ عام ہے۔ مگر حدیث بول الشیطان فرض نماز کے بارے میں ہے۔ تہجد کے بارے میں نہیں ہے۔ لیکن اس طرح کی نیند فوت تہجد کو بھی مستلزم ہے۔ تو جیسے ثلغ راس۔ رفض قرآن اور نوم عن المکتوبہ پر مرتب تھا ترک تہجد پر مرتب نہیں تھا۔ مگر رفض قرآن کو عام کیا گیا باقی عقد شیطان کو ترک تہجد پر بول شیطان کو ترک فرض پر اس لئے مرتب کیا گیا کہ بول الشیطان نجس ہے۔ اس لئے وہ ترک فرض کے مناسب ہے۔

حتّٰی اصبح ای حتی دخل فی الصباح ما قام الی الصّلوٰۃ ای الٰی صلوٰۃ الفجر۔ اور بعض نے کہا۔ الصلوٰۃ میں الف لام عہد کا ہے۔ اس سے صلوٰۃ لیل مراد ہے۔ تو اس صورت میں حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہو جائے گی۔

بَابُ الدُّعَآءِ وَالصَّلٰوۃِ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ وَقَالَ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ یَنَامُوْنَ۔

ترجمہ۔ رات کے آخری حصہ میں دعا کرنا۔ نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وہ لوگ رات کو تھوڑا سوتے ہیں۔ یہجعون کے معنی ینامون کے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف اترتے ہیں۔ جب کہ رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے۔ تو فرماتے ہیں جو مجھ سے دعا مانگے۔ میں اس کی دعا قبول کروں گا۔ جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ وہ میں اسے دے دوں گا۔ اور جو میرے سے گناہوں کی معافی مانگے میں اس کی بخشش کردوں گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ نزول سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تجلی کا نزول مراد ہے۔ حدیث میں اگرچہ دعا کا ذکر ہے صلوٰۃ کا نہیں ہے۔ مگر عموماً دعا، و استغفار اور سوال کی اجابت اور قبولیت نماز کے بعد ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا اسی طرح دعا اور صلوٰۃ حدیث سے ثابت ہوئے۔

بَابُ مَنْ نَامَ اَوَّلَ اللَّیْلِ وَاَحْیٰی اٰخِرَہٗ وَقَالَ سَلْمَانُ لِاَبِی الدَّرْدَآءِ نَمْ فَلَمَّا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ قَالَ قُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو رات کے اول حصہ میں سوتا ہے۔ اور آخری حصہ کو زندہ رکھتا ہے۔ یعنی اس میں نماز اور ذکر اذکار کرتا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابو الدرداؓ سے فرمایا۔ سو جاؤ جب

رات کا آخری حصہ ہوا تو فرمایا اٹھو اب عبادت کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت سلمانؓ نے سچ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۰۷۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَیْفَ کَانَ صَلٰوۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ قَالَتْ کَانَ یَنَامُ اَوَّلَہٗ وَیَقُوْمُ اٰخِرَہٗ فَیُصَلِّیْ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَاِنْ کَانَتْ بِہٖ حَاجَۃٌ اِغْتَسَلَ وَاِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ۔

ترجمہ۔ حضرت اسودؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کیسے ہوتی تھی۔ فرمایا۔ کہ رات کے پہلے حصہ میں نیند فرماتے تھے۔ آخری حصہ میں اٹھ کر نماز پڑھتے۔ پھر اپنے بستر کی طرف واپس آجاتے۔ پس جب مؤذن اذان دیتا۔ تو جلدی اٹھ کھڑے ہوتے۔ اگر آپؐ کو کسی گھر والی سے حاجت ہوتی تو اس کو پورا کر کے غسل فرماتے ورنہ وضو کرتے اور پھر باہر تشریف لے جاتے۔

تشریح از قاسمی۔ ترجمہ میں جو حضرت سلمانؓ اور ابوالدرداءؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ وہ طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ جس میں ہے۔ ان لربك عليك حقًا ولنفسك عليك حقًا وَلِاَھْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِی حقٍ حَقَّہٗ۔ یعنی تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ ہر حق والے کی حق رسی کرنی چاہیئے۔ جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلمانؓ نے سچ فرمایا۔

بَابُ قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ وَغَیْرِہٖ

ترجمہ:۔ رمضان اور غیر رمضان میں رات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّہٗ سَأَلَ عَائِشَۃَؓ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَطُوْلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَطُوْلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلٰثًا قَالَتْ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ

يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ رمضان شریف کی راتوں میں آپؐ کی نماز کیسے ہوتی تھی۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے۔ چنانچہ چار رکعت پڑھتے تو آپ ان کی خوب صورتی اور طول کے متعلق مت پوچھو۔ میں بیان نہیں کر سکتی۔ پھر چار رکعت اور پڑھتے تو ان کی خوب صورتی اور لمبائی کے متعلق مت پوچھو۔ بعد ازاں تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپؐ وتر سے سو جایا کرتے ہیں۔ فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں۔ دل نہیں سوتا۔

حدیث نمبر ۱۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوٰۃ لیل میں کبھی بیٹھ کر قرآت کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک جب آپؐ بڑی عمر کے ہو گئے تو بیٹھ کر قرآت کرنے لگے جب سورہ میں سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر انہیں پڑھتے۔ پھر رکوع کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یہاں متنبہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ اللیل میں جو عادت مبارک تھی اور جس پہ آپؐ نے دوام کیا اس کو بیان فرما رہی ہیں۔ لیکن جو چیز کبھی کبھی اور نادرًا واقع ہوئی جیسے رمضان شریف کی چند راتوں کا قیام۔ اس کا یہاں نہ نفیًا ذکر ہے نہ اثباتًا اور ایسا کلام میں عمومًا ہوا ہی کرتا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ کے اس مقالہ سے تین راتوں سے زیادہ نہ کرنے کا بھی استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ تو اس کے بعد اگر بیس رکعات کا ذکر روایات میں آجائے اگرچہ وہ ضعیف روایات بھی کیوں نہ ہوں۔ تو وہ ان روایات صحاح کے مخالف نہ ہوگا۔ اس لئے عدم مخالفت کی وجہ سے ان کا قبول کرنا واجب ہوگا۔

فی رمضان وغیرہ اس سے صلوٰۃ معتادہ معروفہ یعنی تہجد اور صلوٰۃ اللیل کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ اس میں زیادتی نہیں کرتے تھے۔ دوسرے غیر رمضان میں تو تراویح پڑھی نہیں جاتی۔ کہ اس

سے نفی کی جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو دلیل بیان فرمائی ہے۔ وہ بالکل واضح ہے۔ چنانچہ سب محدثین صلوٰۃ اللیل کا الگ باب باندھتے ہیں اور قیام رمضان کا الگ اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ سب محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان سے تراویح مراد ہے۔ تو یہ صلوٰۃ رمضان کے ساتھ مختص ہوگی۔ اگر یہ سارے سال کو شامل ہوتی۔ تو نہ رمضان کے ساتھ مختص ہوتی اور نہ ہی اس کی طرف نسبت ہوتی۔ اور شرح کبیر میں ہے التراویح ہو قیام رمضان۔

خلاصہ یہ کہ حضرت عائشہؓ سے سائل نے صلوٰۃ لیل کی کیفیت دریافت کی۔ کمیت کا سوال نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے بھی عدد اکثری ذکر کرنے کے بعد کیفیت کو بیان فرمایا۔ لیکن چونکہ سائل نے صلوٰۃ لیل میں رمضان کا لفظ بڑھا دیا تھا۔ اس لئے حضرت عائشہؓ نے گمان کیا کہ شاید سائل کے نزدیک رمضان شریف میں صلوٰۃ لیل کی رکعات میں اضافہ ہو جاتا ہوگا۔ اس کا دفعیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں صلوٰۃ لیل کی رکعات میں اضافہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس توجیہ سے سب روایات متفق ہو جاتی ہیں۔ رہ گئیں رکعات تراویح بیس رکعات وہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مؤطا کی روایات سے ثابت ہے اور زیادتی مقبولہ ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ علامہ نیمویؒ نے آثار السنن میں بہت سی روایات قیام رمضان عشرین رکعت کی نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اگرچہ اکثر روایات ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ لیکن وہ ایک دوسرے کی تقویت ضرور کرتی ہیں۔ نیز ائمہ اربعہؒ کا فروع میں اکثر اختلاف رہتا ہے۔ مگر وہ سب اس پر متفق ہیں کہ صلوٰۃ تراویح بیس رکعات ہے۔

فی رمضان ولا غیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سائل کا سوال صلوٰۃ متعادہ معروفہ کے بارے میں تھا۔ کیونکہ تراویح تو رمضان کے ساتھ مختص ہے۔ اس کا سوال ایسی صلوٰۃ لیل کے بارے میں تھا جو رمضان اور غیر رمضان کو شامل ہو۔ صلوٰۃ تراویح کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ نیز تراویح بیس رکعت سنت خلفاء راشدین ہے اور آپؐ کا ارشاد ہے۔ علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

بَابُ فَضْلِ الطُّهُوْرِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔

ترجمہ:۔ رات اور دن میں وضوء کرنے کی فضیلت اور رات اور دن میں وضوء کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت۔

حدیث نمبر ۱۰۷۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةِ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے وقت حضرت بلالؓ سے فرمایا۔ اے بلالؓ۔ مجھے اپنے اعمال میں سے ثواب کی زیادہ امید والا وہ عمل بتلاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو۔ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی کھسکھساہٹ کی آواز سنی ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے ثواب کی زیادہ امید والا میرے نزدیک جو عمل میں نے کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب بھی دن اور رات کی گھڑیوں میں میں نے وضو کیا تو اس وضو سے میں نے وہ نماز پڑھ لی۔ جو میرے مقدر میں لکھی گئی تھی۔ یعنی تحیۃ الوضو پڑھ لیتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس روایت سے ترجمہ کی شق ثانی پر دلالت ہوتی ہے۔ مگر شق اول واضح نہیں۔ اکثر شراح یہی فرماتے ہیں۔ مگر حافظؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ شق اول پر حدیث کا وہ حصہ دلالت کرتا ہے۔ جو بعض طرق میں واقع ہوا ہے۔ ورنہ اس حدیث سے شق اول کا ثبوت نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا یُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِیْدِ فِی الْعِبَادَةِ

ترجمہ:۔ باب اس بارے میں کہ عبادت میں اپنے اوپر سختی کرنا مکروہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَیْنَ السَّارِیَتَیْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِزَیْنَبَ فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوْهُ لِیُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ فَاِذَا فَتَرَ فَلْیَقْعُدْ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان دراز ہے۔ پوچھا یہ کیسی رسی ہے۔ کہا گیا کہ یہ حضرت زینبؓ کی رسی ہے۔ جب کھڑے ہونے سے تھک یعنی سست ہو جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہے آپؐ نے فرمایا ...

اس رسّی کو کھول دو۔ تم میں سے ہر ایک کو خوشدلی کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیئے۔ جب کھڑے کھڑے سُست ہو جائے تو بیٹھ جائے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک آپؐ میرے پاس تشریف لائے۔ پوچھا۔ یہ کون عورت ہے۔ میں نے کہا۔ یہ فلاں عورت ہے۔ جو رات کو نہیں سوتی۔ پس اس کی نماز کا ذکر کیا گیا۔ یعنی وہ رات بھر نماز پڑھتی رہتی ہے۔ فرمایا رک جاؤ۔ تم لوگ وہ اعمال کرو۔ جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نہیں اکتاتا یعنی نہیں تنگ پڑتا۔ جب تک تم نہ تنگ پڑ جاؤ۔

تشریح از قاسمی۔ یعنی اللہ تعالےٰ اس عمل کا ثواب قطع نہیں کرتا جب تک تم اپنے عمل کو کثرت کی وجہ سے تنگ آکر چھوڑ نہ دو۔ خلاصہ یہ کہ اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق عمل کرو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُوْمُهُ

ترجمہ:۔ جو شخص قیام لیل کرتا تھا اس کے لئے قیام لیل چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے عبداللہ کہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جو رات کو قیام کرتا تھا۔ پھر اس نے قیام اللیل چھوڑ دیا۔

باب حدیث نمبر ۱۰۸۳ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَقَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں ۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سے پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ آپ رات بھر قیام کرتے ہیں ۔ اور دن کو روزہ رکھتے ہیں ۔ میں نے عرض کی کچھ ایسا ہی ہے ۔ فرمایا جب تو ایسا کرے گا تو تیری آنکھ گڑ جائے گی ۔ ضعف بصر ہو جائے گا ۔ اور تیرا جی بھر جائے گا یا تھک جائے گا ۔ بے شک تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے ۔ تیرے گھر والوں کا بھی حق ہے ۔ پس ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو ۔ قیام بھی کرو اور نیند بھی کرو ۔

تشریح از قاسمی ۔ حدیث کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے ۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام اور نوم دونوں کا حکم دیا ۔ جس کا تقاضا ہے کہ تشدد فی العبادۃ ترک کر دینا چاہیئے ۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى

ترجمہ :۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھتا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۰۸۴ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي أَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ تَوَضَّأَ قُبِلَتْ صَلٰوتُهُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبادہ بن صامت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ آپ نے فرمایا جو شخص رات کو بیدار ہوا اور اس نے کلمہ تمجید پڑھا ۔ پھر کہا اے اللہ مجھے بخش دے ۔ یا کوئی اور دعا مانگی ۔ تو اس کی دعا قبول کی جائے گی ۔ پس اگر وضو کر کے نماز پڑھ لی ۔ تو اس کی نماز قبول ہو گی ۔

حدیث نمبر ۱۰۸۵۔ **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ إِنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَۃَ وَهُوَ یَقُصُّ فِیْ قَصَصِهٖ وَهُوَ یَذْکُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخًا لَکُمْ لَا یَقُوْلُ الرَّفَثَ یَعْنِیْ بِذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ "وَفِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ یَتْلُوْ کِتَابَهٗ ۔ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ اَرَانَا الْهُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ ۔ یُبِیْتُ یُجَافِیْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِکِیْنَ الْمَضَاجِعُ ۔

ترجمہ۔ حضرت ھیثم بن ابی سنان نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے سنا۔ وہ اپنے مواعظ میں سے ایک وعظ کے اندر فرما رہے تھے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن رواحہ نے کوئی بے ہودہ بات نہیں کہی۔ ترجمہ۔ ہمارے اندر اللہ کا رسول ہے جو اللہ کی کتاب تلاوت کرتا ہے۔ جب کہ مشہور فجر اٹھنے والی پھٹتی ہے۔ جس نے ہمیں گمراہی کے بعد ہدایت دکھلائی۔ پس ہمارے دل اس پر یقین رکھنے والے ہیں کہ جو کچھ آپ نے فرمایا۔ وہ ہو کر رہنے والا ہے۔ وہ رات اس حال میں گزارتے ہیں۔ کہ آپ کے پہلو اپنے بستر سے جدا ہوتے ہیں۔ (اس سے ترجمہ ثابت ہوا۔ کہ آپ قیام اللیل فرماتے ہیں) جب کہ مشرکوں کے بستر ان کی وجہ سے بوجھل ہوتے ہیں۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے کنایہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۶۔ **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ رَأَیْتُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ بِیَدِیْ قِطْعَةَ اِسْتَبْرَقٍ فَکَاَنِّیْ لَا اُرِیْدُ مَکَانًا مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ اِلَیْهِ وَرَاَیْتُ کَاَنَّ اثْنَیْنِ اَتَیَانِیْ اَرَادَا اَنْ یَذْهَبَا بِیْ اِلَی النَّارِ فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ خَلِّیَا عَنْهُ فَقَصَّتْ حَفْصَةُؓ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی رُؤْیَایَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَکَانُوْا لَا یَزَالُوْنَ یَقُصُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْیَا اَنَّهَا فِی اللَّیْلَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَتْ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا

فَلْيَتَحَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں دبیز ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت کے جس مکان کا ارادہ کرتا ہوں وہ ٹکڑا اڑ کر اس کی طرف جا پڑتا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دو فرشتے میرے پاس آئے۔ اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ پس ان کو ایک تیسرا فرشتہ ملا۔ مجھے کہا تم خوف نہ کھاؤ اور ان سے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ تو حضرت حفصہؓ ام المؤمنین نے میرے دو خوابوں میں سے ایک خواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا جس پہ آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ بہتر آدمی ہے۔ کاش یہ رات کو نماز پڑھتا۔ پھر حضرت عبداللہؓ ہر رات نماز پڑھنے لگے۔ اور حضرات صحابہ کرام ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کے متعلق اپنا خواب بیان کرتے رہے۔ کہ وہ آخری عشرہ کی ساتویں رات ہے۔ جس پہ آپؐ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم سب کے خواب آخری عشرہ پہ موافق ہیں۔ تو جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے تو وہ رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - لا یقول الرفث۔ اس سے حضرت ابوہریرہؓ کا مقصد یہ ہے کہ اچھا شعر خوب ہوتا ہے۔ اس حدیث سے تہجد کی فضیلت ثابت ہوئی۔ کہ راتوں کو اٹھ کر عبادت الٰہی کرنا یہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور احوال میں سے ہے۔

لم ترع الخ جو چیز دکھانی مقصود تھی۔ اس کے دکھانے کے بعد فرمایا کہ آپ خوف نہ کریں۔

أرى رؤياكم قد تواطت الخ بظاہر اس ٹکڑا حدیث کا جوڑ باب سے معلوم نہیں ہوتا۔ یا تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اسی روایت کو اس خواب کے مکمل کرنے کے لئے لایا گیا جس کا ذکر ہوا تھا۔ یا اس کا مبنیٰ یہ ہے کہ قیام اللیل مامور بہ ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا فلیتحرّھا جو تجود کو مستلزم ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - ان اخاکم الخ امام بخاریؒ نے تو اپنی تاریخ میں اسے حضرت ابوہریرہؓ کا مقولہ قرار دیا ہے۔ اور علامہ عینیؒ اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ قرار دیتے ہیں۔ البتہ علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا۔ ان اخاکم یا تو حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے۔ یا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا کہ انہوں نے شک کے ساتھ بیان کیا۔ فیصلہ کوئی نہیں کیا۔

الرفث کے معنی لغو اور فحش کے ہیں۔ آپؐ کے اس کلام سے معلوم ہوا۔ حسن الشعر محمود من الکلام ہے۔

توجہاں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کی مذمت فرمائی ہے۔ وہ شعر قبیح ہے۔ حسنہ حسن و قبیحہ قبیح۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنے پہلے شعر میں تو حضورؐ کے علم کی طرف اشارہ کیا۔ تیسرے میں آپؐ کے عمل کی طرف اور دوسرے میں آپؐ کی تبلیغ کی طرف اشارہ ہے۔ پس گویا آپؐ کامل مکمل ہیں۔ ان اشعار سے تعارّ کے معنی کی تعیین ہوگئی۔ کہ تعارّ بیداری اور بستر پر کروٹیں بدلنے کو کہتے ہیں۔ اور اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ تعارّ کے معنی تیقظ مع صوت کے ہیں۔ کہ بیدار ہو کر ذکر الٰہی کے لئے آواز بلند کرے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے یستیقظ کی بجائے ترجمہ میں تعارّ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب سے مطابقت یجافی مفجعہٗ سے ہے کیونکہ بستر سے آپ کو دور کرنا یا نماز کے لئے ہوگا یا ذکر الٰہی کے لئے ہے۔ یہ قرأۃ قرآن کے لئے ہوگا۔

عجیب واقعہ حافظؒ نے دارقطنی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اپنی بیوی کے پہلو میں ایک رات لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک اپنی باندی کی طرف اٹھ کر چلے گئے جو حجرہ کے ایک کونے میں سوئی ہوئی تھی۔ اس سے ہمبستر ہوئے۔ ان کی بیوی گھبرا کر اٹھی۔ تو ان کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کرتے کرتے ان کو باندی سے ہمبستر ہوتے دیکھ لیا۔ گھر گئی۔ چھری نکال کر لے آئی۔ جس سے حضرت عبداللہ گھبرا گئے۔ کہنے لگی۔ اگر میں تمہیں اس حال میں دیکھ لیتی تو میں دو کندھوں کے درمیان چھری رکھ کر تجھے چیر دیتی۔ جس پر آپ نے فرمایا تو نے مجھے کہاں دیکھا اس نے کہا باندی سے جماع کرتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا تو نے مجھے نہیں دیکھا۔ دیکھو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی آدمی کو قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ تو اس عورت نے کہا۔ اچھا تم قرآن پڑھو۔ انہوں نے عبداللہ بن رواحہ کے اشعار پڑھے۔ جو یارسول اللہ سے شروع ہوتے ہیں۔ جس پر عورت نے کہا کہ میں اپنی آنکھ کو جھوٹا قرار دیتی ہوں۔ تم سچے ہو۔ حضرت عبداللہؓ نے جب صبح کو یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ تو آنحضرتؐ سن کر ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی داڑھیں دیکھ لیں۔

فلیتحرھا یہ ظاہر ہے۔ اس لئے کہ سب روایات کا مضمون واحد ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ترجمہ کان عبداللہ یصلی من اللیل سے لیا جائے گا۔ اور ان کی نماز غالباً رات کو بستر چھوڑنے اور رات کو بیدار ہونے کے بعد ہوتی تھی۔ یہی بعینہٖ ترجمہ ہے۔

بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلٰی رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

ترجمہ۔ فجر کی دو سنتوں پر ہمیشگی کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا وَّرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَائَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا اَبَدًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد رات کو اٹھ کر آٹھ رکعات پڑھیں پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھیں اور دو رکعت اذان فجر اور اقامت کے درمیان پڑھیں۔ جن کو آپؐ نے کبھی نہیں چھوڑا۔ تو سنت فجر پر مداومت ثابت ہوئی۔

بَابُ الضِّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

ترجمہ۔ فجر کی دو سنت ادا کرنے کے بعد دائیں پہلو پر لیٹ جانا۔

حدیث نمبر ۱۰۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنت سے فارغ ہو جاتے تو اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرات محدثین کا اس ضجعہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ چھ اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ امام شافعیؒ اسے سنت قرار دیتے ہیں۔ امام احمدؒ کے نزدیک مستحب ہے۔ ابن حزم کے نزدیک واجب ہے۔ اور بعض صحابہ اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ پانچواں قول خلاف اولیٰ کا ہے۔ اور چھٹا قول یہ ہے کہ یہ مقصود بالذات نہیں۔ مقصود تو رکعتی الفجر اور فریضہ کے درمیان فصل کرنا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ جو اس کو ضجعہ الشیطان کہتے ہیں۔ شاید انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اطلاع نہ ہو سکی ہو۔ یا یہ کہ وہ اس کے لازمی اور حتمی ہونے کا انکار فرماتے ہیں۔

بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ لَمْ يَضْطَجِعْ

ترجمہ:۔ باب اس شخص کے بارے میں جو رکعتین فجر ادا کرنے کے بعد باتیں کرتا ہے اور لیٹتا نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يُؤْذَنَ بِالصَّلٰوةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو میرے سے باتیں کرتے تھے۔ ورنہ اس وقت تک لیٹے رہتے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کی اطلاع دی جاتی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب سے امام بخاریؒ اس بات پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ رکعتی الفجر کے بعد لیٹنا نہ واجب ہے اور نہ ہی سنت مؤکدہ ہے۔ البتہ ایک امر مباح ضرور ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس ترجمہ سے اشارہ ہوا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ضجعہ پر ہمیشگی نہیں کرتے تھے۔ جس سے ائمہ نے عدم وجوب ثابت کیا ہے۔ اور امر کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ تبلایا جاتا ہے تاکہ اس سے صبح کی نماز کے لئے نشاط اور راحت حاصل ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تہجد پڑھنے والے کے لئے مختص ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ تجلیات الٰہیہ سے منور ہونے کے بعد آپؐ عمداً بعض ازواج سے باتیں کرتے تھے۔ یا زمین پر لیٹ جاتے تھے۔ تاکہ ان تجلیات کا اثر زائل ہو جائے۔ ورنہ کون انسان ہے جو آپؐ سے بات کر سکتا یا آپؐ کے ساتھ بیٹھ سکتا۔ لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ لَا دَائِمًا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت مختص ہے۔ کہ اس میں تو کوئی قریبی فرشتہ اور نہ کوئی بھیجا ہوا نبی میری موافقت کر سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَ اَبِيْ ذَرٍّ وَّ اَنَسٍ وَّجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيُّ مَا اَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ اَرْضِنَا اِلَّا يُسَلِّمُوْنَ فِيْ كُلِّ

اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ۔

ترجمہ۔ باب نفل کے بارے میں جو آیا ہے کہ وہ دو دو رکعت ہیں۔ یہی ان حضرات سے منقول ہے۔ حضرت عمارؓ۔ ابوذرؓ۔ انسؓ۔ جابر بن زیدؓ۔ حضرت عکرمہؓ اور زہری۔ حضرت یحییٰ بن سعید انصاری فرماتے ہیں کہ ہمارے مدینہ کی زمین کے فقہاء دن کی ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ وَقَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں استخارہ کی دعا ایسے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورۃ ہمیں سکھاتے تھے۔ فرماتے کہ تم میں سے جب بھی کوئی کسی معاملہ کا قصد کرے تو پہلے دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔ ترجمہ۔ اے اللہ میں تیرے علم کے مطابق تیرے سے خیر طلب کرتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے کے ذریعہ طاقت طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں۔ کیونکہ تو قادر ہے میں قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو تمام لوگوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لئے بہتر ہے۔ میرے دین میں میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں۔

یا فرماتے کہ میرے جلدی کے اور دیر کے معاملات ہیں۔ (جلدی سے امور دنیوی اور دیر سے امور اخروی مراد ہیں) تو ان کو میرے لئے مقدر کر لے اور میرے لئے آسان فرما دے۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ معاملہ میرے لئے شر ہے میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں۔ یا فرماتے میرے جلدی اور دیر کے کاموں میں تو اس کو میرے سے پھیر دے۔ اور مجھے اس سے پھیر دے۔ اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دے۔ جہاں بھی ہو۔ پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔ اور ہذا والی جگہ پر اپنی حاجت کا نام لے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۱۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو قتادۃؓ بن ابو الانصاریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعت نماز تحیۃ المسجد نہ پڑھ لے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی بعد ازاں پھر کر بیٹھ گئے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔ ظہر کے بعد بھی دو رکعت اور جمعہ کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت پڑھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جب کہ آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ کہ تم میں سے جب بھی کوئی مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو۔ یا امام خطبہ کے لئے نکل چکا ہو تو دو رکعت نماز پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ أَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَيْنَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ وَجْهِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَقَالَ عِتْبَانُ ابْنُ مَالِكٍ غَدَا عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ بَعْدَ مَا امْتَدَّ النَّهَارُ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهٗ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عمرؓ نے ان کے گھر میں لوگوں نے آکر بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بھی آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ باہر تشریف لا چکے تھے۔ اور حضرت بلالؓ دروازے پر آکر کھڑے ہیں تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں پڑھی ہے۔ میں نے پوچھا کہاں پڑھی فرمایا ان دو ستونوں کے درمیان پڑھی پھر باہر تشریف لا کر خانہ کعبہ کے عین سامنے دو رکعت پڑھی۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو رکعت نماز اشراق پڑھنے کی وصیت فرمائی۔ اور حضرت عتبان بن مالک فرماتے ہیں کہ جب صبح سویرے میرے پاس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ خوب دن چڑھنے کے بعد تشریف لائے تو ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی تو آپؐ نے دو

دو رکعت نماز پڑھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ التطوع مثنٰی مثنٰی۔ ہمارے نزدیک اس سے دو دو رکعت بالتسلیم مراد ہیں۔ اس طرح اس سے تشہد مراد لیا جاتا ہے۔ کیونکہ خود حدیث ابو درداءؓ میں وارد ہے۔ الصلوٰۃ مثنٰی مثنٰی اَنْ تَتَشَہَّدَ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ اور تشہد میں السلام علیک ایھا النبیؐ الخ بھی موجود ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نماز کا ہر دوگانہ الگ الگ نماز ہے۔ اور اس طرح یحییٰ بن سعید کے قول سے بھی یہی مراد لیا گیا ہے۔ اور روایات میں جو رکعتین کا ذکر ہے اس سے اقل صلوٰۃ مراد ہے۔ کیونکہ آپؐ نے صلوٰۃ بُتَیْرَا[1] سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے اقل نماز دو رکعت ہوگی اس سے زیادہ کی نفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ سنن اور نوافل میں چار کی تصریح بھی ہے۔ جیسے ظہر کی سنن چار رکعت کا ذکر احادیث میں ہے۔

خیرلی فی دینی ومعاشی الخ اس میں مجموعہ کی طرف نظر ہے۔ ہر ہر فرد کی طرف نہیں۔ پس جس میں خیریت غالب ہوگی وہ مطلوب الوجود ہے۔ اور جس میں شر کا غلبہ ہوگا وہ خلاف مقصود ہے اس طرح دنیا کی وہ خیریت جس کے وجود سے آخرت کا نقصان ہو اس کی خیریت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور دنیا کا شر جس سے آخرت کا نفع ہو اس کا شر معتد بہ نہ ہوگا۔ منزلہ سے مراد موضع نزول ہے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا گھر مدینہ منورہ میں تھا مکہ میں نہیں تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے صلوٰۃ بُتَیْرَا[1] سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس لئے احنافؒ اور مالکیہؒ دونوں کے نزدیک ایک رکعت نفل ناجائز ہے۔ البتہ شوافعؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نفل رکعات میں افضل کیا ہے۔ شوافعؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک تو دن اور رات میں دوگانہ دوگانہ افضل ہے۔ زیادتی جائز ہے۔ مالکیہؒ کے نزدیک دوگانہ متعین ہے زیادتی مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دن اور رات کی نوافل میں چار چار رکعات افضل ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک دن میں تو چار چار رکعات اور رات کو دو دو رکعات افضل ہیں۔ اس پر زیادتی مکروہ ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا۔ تو امام بخاریؒ کا ترجمہ یا تو بیان افضل کے لئے ہے۔ تو شوافعؒ کے موافق ہوگا۔ اور احنافؒ کے خلاف ہوگا۔ اور اگر اقل من الرکعتین سے منع کرنا مقصود ہے تو پھر احنافؒ کے موافق اور شوافعؒ کے خلاف ہوگا۔ اور شیخ گنگوہیؒ کا افادہ مسلک احنافؒ پر مبنی ہے۔

نیز یحییٰ بن سعید کا قول بھی دونوں احتمال رکھتا ہے۔ ایک معنی تو یہ ہیں کہ لَا یُسَلِّمُوْنَ عَلَی الْاَقَلِّ مِنْ

[1] ایک رکعت والی نماز۔

رکعتین یا افضل کا بیان کرنا مقصود ہے۔

بکونھا اربعًا حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحٰی اربع رکعات لا یفصل بینھن اور ابوایوب کی مرفوع روایت میں ہے۔ اربعًا قبل الظہر لیس فیھن تسلیم الخ

قولہ خیر لی فی دینی ومعاشی۔ مصالح دنیوی اور اخروی میں جب تعارض ہو جائے تو شیخؒ نے اس طرح دفعیہ فرمایا کہ مجموع بین المجموع کو دیکھا جائے گا۔ ہر ہر فرد کی طرف نظر نہیں ہوگی۔ یہ فرق شراح بخاریؒ میں سے اور کسی کے کلام میں نہیں دیکھا گیا۔ شیخ گنگوہیؒ نے نہایت بلیغ پیرایہ میں اس تعارض کا دفعیہ فرمایا ہے۔ اس جگہ حدیث استخارہ میں چند ابحاث ہیں۔ ایک تو یہ کہ حدیث جابر کی صحت میں امام مسلمؒ وغیرہ نے کلام کیا ہے۔ مگر امام بخاریؒ اور اس کی متابعت میں امام ترمذیؒ اس کی تصحیح فرما رہے ہیں۔ دوسرے من غیر الفریضہ کی قید سے صلوٰۃ صبح سے احتراز ہوگیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ فریضہ اور ما یتعلق بہا مراد ہو تو اب سنن رواتب سے بھی احتراز ہوگیا۔ تیسرے یہ کہ دعاء استخارہ صلوٰۃ کے بعد ہونی چاہیئے۔ چوتھے غیر الفریضہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صلوٰۃ استخارہ واجب نہیں۔ آخری بات یہ ہے۔ کہ ان کنت تعلم شک پر دال ہے۔ حالانکہ علم الٰہی میں کوئی شک نہیں ہوتا تو کہا جائے گا کہ علم میں تو شک نہیں ہوتا بلکہ اس کے متعلق میں شک ہے۔ کہ علم کا تعلق خیر سے ہے یا شر سے ہے۔ تو اصلی علم میں شک نہ ہوا۔

تشریح از قاسمیؔ۔ خلاصہ یہ ہے کہ باب کی تمام احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ صلوٰۃ تطوع مثنٰی مثنٰی ہے۔ اس کی مشروعیۃ میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل ذکر ہوئی۔ روایات ہر طرح کی وارد ہوئی ہیں۔ ہر ایک نے اپنے مسلک کی تائید میں ان احادیث سے استدلال کیا۔ جس کی مفصل بحث مع ادلہ عمدۃ القاری میں درج ہے۔

بَابُ الْحَدِيْثِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

ترجمہ۔ سنت فجر کی نماز کے بعد بات چیت کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً

حَدَّثَنِیْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفْیٰنَ فَاِنَّ بَعْضَهُمْ یَرْوِیْهِ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ قَالَ سُفْیٰنُ هُوَ ذَاكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم فجر کی دو رکعت پڑھتے تھے۔ پھر اگر میں جاگ رہی ہوتی تو میرے ساتھ بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے تھے۔ میں نے سفیان بن عینیہ سے کہا کہ بعض لوگ رکعتی الفجر نقل کرتے ہیں۔ تو سفیانؒ نے فرمایا ہاں امر یہی ہے۔

بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهَا تَطَوُّعًا

ترجمہ۔ فجر کی دو رکعت سنت کی حفاظت کرنا اور بعض نے ان کا نام نفل رکھا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۷۔ حَدَّثَنَا بَیَانُ بْنُ عَمْرٍو الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ یَكُنِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰی رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سے پختہ طور پر کسی نفل کے اندر اس قدر سخت حفاظت نہیں فرماتے تھے جس قدر فجر کی دو سنت کی۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب سے رکعتی الفجر کا تعاہد ثابت ہوا۔ اور نفل ہونا بایں معنی کہ فرائض سے زائد ہیں۔ ورنہ آپؐ نے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ اس لئے ان کو سنن رواتب میں شمار کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا یَقْرَأُ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ

ترجمہ۔ فجر کی دو رکعت سنت میں کیا پڑھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ یُصَلِّیْ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۹۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَفِّفُ الرَّكْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ

قَبْلَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ اِنِّیْ لَاَقُوْلُ هَلْ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے جو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں اتنی تخفیف کرتے تھے کہ میں تو یہ کہتی کہ آیا آپؐ نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت میں اگرچہ ان سورتوں کی تصریح نہیں ہے۔ جو رکعتی الفجر میں پڑھی جاتی تھیں۔ لیکن وہ دو رکعت خفیفہ ہوتی تھیں۔ تو معلوم ہوا کہ قرأۃ بھی خفیفہ ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اگرچہ مقروٴ فی رکعتی الفجر کی تعیین نہیں فرمائی لیکن روایات ایسی لائے جن سے تخفیف قرأۃ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کلمۂ هل کو لائے۔ بعض نے تو اسے استفہامیہ قرار دے کر قرأۃ طویلہ اور قصیرہ میں سے قصیرہ کی تعیین فرمائی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ بعض حضرات تو فرماتے ہیں کہ فجر کی دو سنتوں میں بالکل قرأۃ نہیں ہونی چاہیئے۔ تو امام بخاریؒ نے تنبیہہ فرمائی کہ قرأۃ تو ضرور ہونی چاہیئے۔ البتہ وہ خفیفہ اور قلیلہ ہو۔ گویا کہ ہو تو جلدی جلدی قرأۃ فاتحہ ہو۔ بعد قرأۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی چھوٹی سی سورۃ بھی پڑھ لی جائے۔ پس مقروٴ کی تعیین والی روایت ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔ امام طحاویؒ نے قرأۃ رکعتی الفجر میں چار مذاہب نقل فرمائے ہیں۔

۱۔ ابن الاصم اور ابن علیہؒ تو کہتے ہیں۔ سرے سے ان میں قرأۃ نہیں ہے۔ دوسرا امام مالکؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ صرف اُمّ القرآن پڑھی جائے۔ تیسرا مسلک امام شافعیؒ کا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ سورۂ قصیرہ۔ بہرحال آیات میں تخفیف ہو۔ چوتھا مذہب ابراہیم اور مجاہد کا ہے کہ تطویل قرأۃ میں کوئی حرج نہیں۔ اور احناف کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھی جائے مسلم اور ابو داؤد میں ایسا ہی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بعض حضرات نے تو فرمایا ہے کہ روایات باب میں سے کوئی روایت بھی ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے اسماعیلیؒ نے فرمایا کہ ترجمہ یوں ہونا چاہیئے تھا۔ تخفیف رکعتی الفجر تو علامہ قسطلانیؒ نے جواب دیا۔ کہ مایقرء میں ما استفہامیہ ہے جس سے صفت قرأۃ کے متعلق سوال تھا۔ یا وہ طویلہ ہو یا قصیرہ تو جواب دیا جاتا ہے کہ وہ خفیفہ اور قلیلہ ہوتی تھی۔

باقی ھل قرء بام القرآن۔ چونکہ نوافل میں قرآت طویلہ ہوتی تھی۔ ان کی بنسبت جب رکعتی الفجر میں تخفیف ہوتی تو کہا گیا ان کی نسبت اس میں سوائے ام القرآن کے قرآت ہوتی نہیں بلکہ اس میں بھی شک ہے۔ کہ اسے بھی پڑھا یا نہیں پڑھا۔

بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ

ترجمہ۔ فرض نماز کے بعد نفل کتنے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَاَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهٖ وَحَدَّثَتْنِيْ اُخْتِيْ حَفْصَةُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَكَانَتْ سَاعَةً لَّا اَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا تَابَعَهٗ اِذْنِ الخ عَنْ نَافِعٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِيْ اَهْلِهٖ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھی اور بعد ظہر کے دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت اور بعد عشاء کے دو رکعت اور جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھی۔ مغرب اور عشاء آپ اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ اور میری بہن حضرت حفصہ رض نے مجھے بیان کیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح طلوع ہونے کے بعد دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ وہ اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ اور بغیر اجازت اس گھڑی میں آپ کی خدمت میں کوئی حاضر نہیں ہوسکتا تھا۔ نافع نے فرمایا۔ کہ **بعد العشاء فی اھلہ** یعنی عشاء کے بعد اپنے گھر والوں میں نماز پڑھا کرتے تو صلوٰۃ نافلہ فی البیت کی افضلیت معلوم ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ساعۃ لا ادخل الخ۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رض کی طرف سے معذرت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دو رکعت سنت فجر خود پڑھتے نہیں دیکھا۔ تو اپنی بہن کا واسطہ کیوں ذکر کیا فرمایا وجہ یہ ہے کہ اس گھڑی آپ مخلوق سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی نہیں جاسکتا تھا۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو فرض نماز کے بعد نفل نہیں پڑھتا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَسَبْعًا جَمِيْعًا قُلْتُ يَا اَبَا الشَّعْثَاءِ اَظُنُّهُ اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَاَنَا اَظُنُّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں اکٹھی اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھی ہیں اور جس پر میں نے حضرت ابو الشعثاء سے پوچھا۔ کہ میرا گمان ہے کہ ظہر کو پیچھے کیا ہوگا اور عصر کو جلدی پڑھا ہوگا۔ اسی طرح عشاء کو جلدی اور مغرب کو دیر سے پڑھا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میرا بھی یہی گمان ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ظہر اور مغرب کے بعد نفل نہیں پڑھتے تھے ورنہ جمیعًا کا لفظ صادق نہیں آئے گا۔ اور اسی سے ترجمہ ثابت ہوا۔

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي السَّفَرِ

ترجمہ۔ سفر میں اشراق کی نماز پڑھنا

حدیث نمبر ۱۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَتُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْبَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِخَالُهُ۔

ترجمہ۔ حضرت مورق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا آپ اشراق کی نماز پڑھتے ہیں فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا حضرت عمرؓ انہوں نے فرمایا کہ وہ بھی نہیں۔ میں نے پوچھا حضرت ابوبکرؓ انہوں نے فرمایا وہ بھی نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہوں نے فرمایا میرا خیال یہی ہے کہ آپؐ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَبِي لَيْلٰى يَقُوْلُ مَا حَدَّثَنَا اَحَدٌ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرُ

أُمُّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلٰوةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو کسی صحابی نے یہ نہیں بتلایا کہ اس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ سوائے اُمّ ہانی کے کہ وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ غسل فرمایا پھر آٹھ رکعات نماز پڑھی۔ اور فرماتی ہیں کہ اس سے زیادہ خفیف نماز میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ البتہ رکوع اور سجود مکمل کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی۔ باب کی ہر دو روایات سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت فرمایا کہ پہلے تو اشراق کی نماز ہے نہیں۔ اگر ہے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں پڑھی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اتصلی الضحیٰ قال لا۔ اس روایت سے مداومت اور ملازمت کی نفی کرنا مقصود ہے۔ یا شہرت اور اعلان کی نفی کرنا ہے۔

صلی ثمانی رکعات الخ۔ امام بخاریؒ اس باب میں مثبت اور نافیہ دونوں قسم کی روایات لائے ہیں۔ جس سے روایات کے تعارض کو دفع کرنا مقصود ہے۔ پس دفع تعارض اس طرح ہوا کہ نفی اور اثبات الگ الگ شئی سے متعلق ہے۔ اثبات مطلق صلوٰۃ ضحیٰ کا ہے۔ اور نفی اس کے دوام اور علیٰ وجہ الاعلان ادا کرنے کی ہے۔ اور فی السفر کے لفظ سے اس تعارض کے دفع کی تیسری توجیہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ابن عمرؓ کی روایت میں دوام فی السفر کی نفی کرنا ہے۔ اور اُمّ ہانیؓ کی روایت میں اس کا اثبات ہے۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ سفر میں کبھی پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الضُّحٰى وَرَاٰهُ وَاسِعًا

ترجمہ۔ جو شخص صلوٰۃ ضحیٰ نہ پڑھے بلکہ اسے وسیع سمجھے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۴۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشراق کی نماز

پڑھتے نہیں دیکھا لیکن میں خود اسے پڑھتی ہوں۔

بَابُ صَلوٰةِ الضُّحٰی فِی الْحَضَرِ قَالَهٗ عِتْبَانُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ نماز اشراق حضر میں پڑھی جاتی ہے۔ حضرت عتبانؓ نے اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰی اَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَّصَلٰوةِ الضُّحٰی وَنَوْمٍ عَلٰی وِتْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ کہ انشاء اللہ انہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔ ایک تو یہ کہ ہر مہینہ کے تین دن کے روزے (ایام بیض) دوسرے اشراق کی نماز تیسرے وتر پڑھ کر سونا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ الْجَعْدِ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَکَانَ ضَخْمًا لِّلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اَسْتَطِیْعُ الصَّلٰوةَ مَعَکَ فَصَنَعَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ اِلٰی بَیْتِهٖ وَنَضَحَ لَهٗ طَرَفَ حَصِیْرٍ بِمَآءٍ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَکْعَتَیْنِ وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ الْجَارُوْدِ لِاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی فَقَالَ مَا رَاَیْتُهٗ صَلّٰی غَیْرَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے ایک موٹے بدن والے آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو اس نے آپؐ کے لئے اپنے گھر میں کھانے کی دعوت دی۔ اور چٹائی کے کنارے کو نرم کرنے کے لئے پانی کا چھینٹا دیا۔ جس پر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ فلان بن فلان بن الجارود نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق کی نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے فرمایا اس دن کے علاوہ میں نے کبھی آپؐ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لم یصل الضحیٰ علیٰ وجہ التاکد وراہ واسعا یعنی نماز نہ پڑھنا جائز ہے۔ یا نماز کو جائز سمجھتے ہیں۔ مگر یہ متاکد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا ۔ صلوٰۃ ضحی کے بارے میں نفیاً واثباتاً مختلف روایات وارد ہوئی ہیں امام بخاریؒ متعدد تراجم باندھ کر ان میں مطابقت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان اختلاف روایات کی وجہ سے اس نماز کے حکم کے بارے میں حضرات ائمہ کے اقوال مختلف ہوگئے۔

ابن قیم نے اپنی کتاب ھدیٰ کے اندر چھ اقوال نقل کئے ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ صلوٰۃ ضحیٰ مستحب ہے۔ پھر عدد میں اختلاف ہے۔ دو ہیں۔ چار ہیں۔ آٹھ ہیں یا بارہ ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ سرے سے مشروع ہی نہیں۔ ہاں اگر کسی سبب سے پڑھی جائے تو جائز ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ مستحب نہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ کبھی پڑھ لینا مستحب ہے اور کبھی چھوڑ دیا جائے دوام نہ ہو۔ پانچواں قول یہ ہے کہ اس کا پڑھنا بھی مستحب اور گھروں میں اس کی مواظبت بھی مستحب ہے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ یہ بدعت ہے۔ میں نے اوجز المسالک کے اندر سب مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کر دیئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ صلوٰۃ ضحیٰ مستحب ہے۔ البتہ حنابلہؒ کے نزدیک عدم مداومۃ ہے۔ اور مالکیہؒ کے نزدیک تاکد ہے۔ اقل دو رکعت اور اکثر آٹھ رکعات ہیں۔ شوافعؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ اور احنافؒ کے نزدیک چار رکعت مندوب ہیں۔ جس کا مختار وقت ربع النہار ہے۔ کیونکہ ان صوفیاء کرام کے نزدیک دو نمازیں ہیں۔ اشراق کا وقت تو طلوع شمس سے ربع النہار تک ہے۔ اور دوسری صلوٰۃ ضحیٰ یعنی چاشت کی نماز ہے۔ جس کا وقت ربع نہار سے زوال تک ہے۔

دفع تعارض کی چوتھی صورت امام بخاریؒ نے یہ فرمائی ہے کہ روایات نفی کو سفر پر محمول کیا اور اثبات کو حضر پر۔ اگرچہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں حضر کی تصریح نہیں ہے۔ مگر نوم علی وتر کا لفظ حضر پر دال ہے۔ اور صوم ثلثۃ ایام من کل شہر بھی حضر پر دال ہے۔ کیونکہ جب مسافر کو فرض کے افطار کی اجازت ہے تو نفل کا لزوم کب ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ صلوٰۃ ضحیٰ کا معاملہ وسعت پر ہے۔ کرے نہ کرے دونوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نفی کے الدوام جیسے حضرت عائشہؓ کی متفق علیہ روایت ہے کہ میں نے آپؐ کو صلوٰۃ ضحیٰ پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور مسلم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ کی چار رکعات پڑھتے تھے۔ تو ایسے یہاں بھی نفی مداومت کی ہوگی۔ اور خود حضرت عائشہؓ کا پڑھنا دلیل استحباب ہے۔ دوسرے حضرت عائشہؓ کا نہ دیکھنا یہ عدم وقوع کی دلیل نہیں۔ اس لئے کہ اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ

کے پاس نہیں ہوتے تھے بلکہ اکثر مسجد میں رہتے تھے۔ نیز ازواجِ مطہرات کے پاس رہنا تو باری کے دن ہوتا تھا۔ وہ نو یا آٹھ دنوں میں سے ایک دن تھا۔

بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ

ترجمہ۔ ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھی جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا أَحَدٌ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعات یاد رکھی ہیں۔ دو ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد دو مغرب کے بعد گھر میں اور دو عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے اور یہ وہ گھڑی ہے جس میں آپؐ کے پاس کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ مجھے میری بہن حفصہؓ ام المؤمنین نے بیان فرمایا کہ جب مؤذن اذان کہتا تھا۔ اور فجر نکل آتی تھی تو آپؐ دو رکعت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ الخ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا استطیع ان اصلی معک۔ یہ حضرت عتبان بن مالکؓ تھے۔ جو کبھی مسجد قوم میں اور کبھی مسجد نبوی میں نماز پڑھتے تھے۔ تو سیلاب کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتے تھے۔ اس کو شیخ نے قصہ واحدہ قرار دیا اور منافات کا اس طرح دفعیہ فرما دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ - کانت ساعۃ لا یدخل الخ ظاہر یہ ہے کہ یہ مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ اور اس کا فاعل ابن عمرؓ ہے۔ تو مقولہ نافعؒ کا ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مضارع مجہول ہو۔ اور شیخ زکریاؒ فرماتے ہیں کہ احتمال یہ بھی ہے۔ کہ یہ مقولہ ابن عمرؓ کا ہو۔ جنہوں نے تفنناً لنفسہ یعنی سرنفسی کرتے ہوئے صیغہ غائب سے تعبیر کیا ہو۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ انی لا ادخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ اشکال یہ ہے کہ ابن عمرؓ تو رکعتین قبل الظہر روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ اربعاً قبل الظہر فرماتی ہیں تو اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ رکعتین قبل الظہر ہوں جس پر زیادتی ممنوع نہیں یا آپؐ مسجد میں دو رکعت اور گھر میں چار رکعت پڑھتے ہوں۔ ہر ایک نے جو کچھ دیکھا اُسے بیان کر دیا۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ آپؐ گھر میں بھی دو رکعت پڑھتے ہوں اور پھر مسجد میں آکر بھی دو رکعت پڑھتے ہوں۔ ابن عمرؓ نے ایک کو دیکھا۔ حضرت عائشہؓ نے دونوں کو دیکھا۔ مگر پہلے احتمال کی تائید ابو داؤد کی روایت کرتی ہے۔ کان یصلی فی بیتہ قبل الظہر اربعاً اور میرے نزدیک یہ ہے کہ سنن رواتب میں سے قبل الظہر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ بعض دو کہتے ہیں اور بعض چار امام بخاریؒ نے ترجمہ سے مختار دو رکعت کو قرار دیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے شوافع اور حنابلہ کے نزدیک قبل الظہر دو رکعت سنت راتبہ ہے۔ اور احنافؒ کے نزدیک چار رکعات ہیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ سے چار رکعات قبل الظہر منقول ہے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

ترجمہ۔ مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم

حدیث نمبر ۱۱۰۸۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ المزنیؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مغرب سے پہلے نماز پڑھا کرو۔ تیسری مرتبہ میں فرمایا۔ جو شخص چاہے پڑھے۔ یہ حکم اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔

حدیث نمبر ۱۱۰۹۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الخ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ

بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَلَا اُعْجِبُكَ مِنْ اَبِیْ تَمِيْمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُهُ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ ۔

ترجمہ۔ مرثد بن عبداللہ الیزنی نے فرمایا کہ میں حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے کہا آپ ابوتمیم پر تعجب نہیں کرتے جو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں۔ حضرت عقبہؓ نے فرمایا کہ یہ فعل ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے تو میں نے کہا پھر اب آپ کو کس چیز نے روکا۔ فرمایا مشغولیت نے روکا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ تنفل قبل المغرب میں سلفؒ کے یہاں اختلاف رہا۔ اہل ظواہر اور امام احمدؒ اور اسحاقؒ اب بھی اس کو جائز کہتے ہیں۔ ان کا مستدل یہی حدیث باب ہے۔ لیکن علماء سلفؒ وخلف اس کی عدم سنیت کے قائل ہیں۔ امام نوویؒ نے حدیث باب کی وجہ سے اس کی سنیّت کا قول کیا ہے۔ لیکن ابن ہمامؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور حضرت عبداللہ المزنی کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ابتداء اسلام پر محمول ہے۔ حتّٰی نہٰی ابراھیم النخعی عنھما ورواہ ابوحنیفۃ عن حماد قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر لم یکونوا یصلونھا الحدیث۔ نیز حضرت عقبہ الجہنیؓ کا الشغل فرمانا بھی اباحت کی دلیل ہے۔ ورنہ صحابی ادا رسنّت سے کیسے رک سکتا ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً

ذَكَرَهٗ اَنَسٌ وَّعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ باب نماز نفل کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم۔ حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۱۰۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ الخ اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّهٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِیْ وَجْهِهٖ مِنْ بِئْرٍ فِیْ دَارِهِمْ فَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ

الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا
جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ الْوَادِيَ
الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ
فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي مِنْ بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَبُو بَكْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ
فَأَشَرْتُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِينَ
سَلَّمَ وَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ
فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ
ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَقُلْ ذَاكَ أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ فَقَالَ اللهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللهِ لَا نَرَى وُدَّهُ وَلَا حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى
الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى
النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ قَالَ مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ
فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ
بِأَرْضِ الرُّومِ فَأَنْكَرَهَا عَلَيَّ أَبُو أَيُّوبَ قَالَ وَاللهِ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَيَّ

إِنْ سَلَّمَنِي حَتَّى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمَى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت محمودؓ بن الربیع الانصاری خبر دیتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ کا آنا اور اس کنویں میں سے جو ان کی حویلی میں تھا۔ پانی لے کر میرے چہرہ میں تھوکنا اچھی طرح یاد ہے۔ تو حضرت محمودؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عتبان بن مالکؓ انصاری سے سنا جو ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے بدر کی لڑائی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضری دی۔ حضرت عتبانؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھاتا تھا۔ جب بارشیں آتیں تو وادی میرے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتیں تو اس وادی کو پار کر کے ان کی مسجد تک پہنچنا میرے لئے گراں ہوتا۔ پس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے آپؐ سے عرض کی۔ کہ میری آنکھوں میں ضعف آگیا ہے۔ اور یہ وادی میرے اور میری قوم کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب بارشیں ہوتی ہیں۔ تو خوب بہتی ہے۔ جس سے میرا اس کو عبور کرنا شاق ہو جاتا ہے۔ کہ آپؐ تشریف لاکر میرے گھر کے ایک مکان میں نماز پڑھیں۔ تاکہ میں اسے ہمیشہ کے لئے جائے نماز بنالوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب میں ایسا کروں گا۔ چنانچہ ایک دن جب کہ دن چڑھ آیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ صبح کو میرے پاس تشریف لائے۔ اجازت طلب کی۔ میں نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ تو ابھی بیٹھے بھی نہیں تھے۔ کہ فرمایا آپ اپنے گھر کے کون سے حصہ میں میرا نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ جہاں میں نماز پڑھنا پسند کرتا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی۔ ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھ لی۔ تو آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا ہم نے آپؐ کے سلام پھیرنے پر سلام پھیر دیا۔ پھر میں نے آپؐ کو ثرید نما طعام کے لئے روک لیا جو آپؐ کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ پس محلہ والوں کو جب اطلاع ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ تو بہت سے لوگ ان میں سے میرے گھر میں کود پڑے۔ جس سے میرے

گھر میں مردوں کی کثرت ہوگئی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔ مالک بن دخشن کو کیا ہوا کہ میں اس کو یہاں نہیں دیکھ رہا۔ تو ان میں سے ایک آدمی بولا کہ وہ تو منافق ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ کیا وہ کلمہ طیبہ اخلاص سے نہیں پڑھتا۔ فرمایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔ لیکن ہم تو اللہ کی قسم اس کی دوستی اور اس کی باتیں منافقین کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جہنم حرام کر دی ہے جو لوجہ اللہ کلمہ طیبہ کہتا ہے۔ حضرت محمود بن الربیع فرماتے ہیں۔ میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں کو بتائی جن میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ یہ اس غزوہ قسطنطنیہ کی بات ہے۔ جس میں ان کی وفات ہوئی۔ اور روم کے ملک میں ان پر یزید بن معاویہؓ امیر مقرر تھا۔ پس حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے اس قصہ کا مجھ سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ میرا گمان نہیں ہے کہ آپؐ نے ایسے کلمات فرمائے ہوں۔ مجھے ان کا انکار گراں گزرا۔ میں نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے لازم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس غزوہ میں سالم رکھا تو جب میں غزوہ سے واپس لوٹوں گا تو اگر میں نے حضرت عتبانؓ کو ان کی قوم میں زندہ پا لیا تو ان سے ضرور اس قصہ کے متعلق دریافت کروں گا۔ چنانچہ میں جب غزوہ سے واپس لوٹا تو میں نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اور چل پڑا۔ جب مدینہ منورہ پہنچا تو قبیلہ بنو سالم میں پہنچا تو میں نے حضرت عتبان بن مالکؓ کو دیکھا کہ وہ نابینا ہو چکے ہیں اور اپنی قوم کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ پس جب انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ان پر سلام کیا اور اپنا تعارف کرایا۔ پھر میں نے اس حدیث کے متعلق ان سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے ایسے ہی حدیث بیان کی جیسے پہلی مرتبہ بیان فرمائی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ علماء احنافؒ نوافل میں جماعت کو جائز نہیں سمجھتے۔ مگر جو حدیث سے ثابت ہیں ان میں جماعت جائز ہے۔ جیسے کسوف۔ عیدین وغیرہ اور جن نوافل میں جماعت ثابت نہیں ان کی طرف لوگوں کو بلانا اور جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ دو تین آدمی اگر قیام کریں تو رخصت ہے۔ کیونکہ ایسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ اور ان کے بھائی یتیم اور ان کی والدہ کے ساتھ جماعت سے آپؐ نے نماز پڑھی ہے۔ اس لئے اگر نوافل بالجماعۃ کی رخصت دی جائے تو اس سے بڑے مفاسد لازم آتے ہیں۔ مگر جہاں حدیث وارد ہو چکی ہے۔ اس کی اجازت ہے۔ وجہ یہ ہے۔

کہ نص میں اس کے خلاف آچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الخ کہ آدمی کی بہتر نماز اپنے گھر میں ہے۔ اگر تداعی کی گئی اور ایک معین امام پر اجتماع کیا گیا۔ اگرچہ ایک گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔ تو افضلیت والی بات فوت ہو جائے گی۔

وصففنا وراءہ بہرحال اس سے تین یا چار سے مافوق کا ثبوت نہیں ہوتا۔ تاکہ اس سے احتجاج کیا جائے۔

فانکرھا علی ابوایوب الخ ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کو منافقین کی دوستی اور ان سے میل جول رکھنے سے منع کیا گیا تھا۔ جیسے کہ نصوص اس پر شاہد ہیں۔ تو حضرت ابوایوبؓ منافقین کے علامات ظاہر ہونے کے باوجود آپؐ کا اس کے مخلصانہ ایمان کی شہادت دینا اس کو لوگوں نے بعید سمجھا۔ اگر حضرت ابوایوبؓ کو اس کا علم ہوتا تو ضرور حدیث کی تصدیق کرتے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا حق ہونے کا علم ہو جاتا تو وہ ضرور اس کی تاویل کرتے کہ منافقین سے اس کی دوستی نفس ایمان اور تصدیق کے منافی نہیں ہے۔ البتہ فسق اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس لئے اس سے ایمان کی نفی کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور جو کچھ ان لوگوں نے اس مالک بن دخشن کے بارے میں کہا۔ آپؐ نے ان کو اس پر ڈانٹ ڈپٹ نہیں فرمائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کے ظاہر احوال پر حکم لگانا جائز ہے۔

ان اسأل عنھا عتبان بن مالکؓ۔ یہ اس لئے فرمایا کہ انہیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ شاید مجھے نسیان ہو گیا ہو۔ تو کہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان نہ ہو جائے جس پر وعید آچکی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ درمختار میں ہے۔ لا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان۔ یعنی وتر اور نفل رمضان کے علاوہ جماعت کے ساتھ نہ پڑھے جائیں۔ اور اگر علیٰ سبیل التداعی ہو۔ یعنی چار آدمی ایک امام کی اقتدار کریں تو یہ مکروہ ہے۔ اگر علیٰ سبیل المواظبۃ ہو تو بدعت ہے۔ البتہ اگر اقتدار واحد بواحد او اثنین بواحد لا یکرہ وثلثۃ بواحد ففیہ خلاف۔ اگر جماعت نے آکر اس کی اقتدار کر لی تو متاخرین اسے بھی مکروہ سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ تنفل بالجماعۃ سے مفاسد لازم آتے ہیں۔ ان میں سے ایک مفسدہ ریا بھی ہے۔ اور حدیث زید بن ثابت کا خلاف ہے۔ ایھا الناس صلوا فی بیوتکم۔ نیز آپؐ نے اس پر غضب کا اظہار بھی فرمایا ہے۔

فانکرھا علی ابو ایوب الخ انکار ابو ایوبؓ کی وجہ کرمانیؒ نے یہ ذکر فرمائی ہے۔ کہ اس حدیث سے لازم آئے گا۔ کہ عصاۃ الامۃ یعنی امت کے گناہ گار لوگ جہنم میں بالکل داخل نہ ہوں گے۔ حالانکہ یہ قرآنی آیت کے بالکل خلاف ہے۔ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ اور حدیث شفاعت کے بھی خلاف ہے۔ اور ایک وجہ انکار کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ کہ ہمیں تو ظاہر پر حکم لگانا ہے۔ باطن کا ہم کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں اکابر صحابہ میں سے ہوں۔ اگر ایسا واقعہ ہوتا تو مجھے ضرور معلوم ہوتا اور مشہور ہوتا تو میں ضرور تسلیم کرتا۔ فقط۔ اور جمع بھی ممکن ہے۔ کہ تحریم کو خلود پر محمول کیا جائے۔ تو اب کوئی تخالف نہیں رہے گا۔

بَابُ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ

ترجمہ۔ گھر میں نفل نماز پڑھنا

حدیث نمبر ۱۱۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ عَلِیْ بِنْ حَمَّادٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ مِنْ صَلٰوتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا تَابَعَہٗ عَبْدُ الْوَھَّابِ الخ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنے گھروں میں بھی کچھ نماز کا حصہ رکھا کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ممکن ہے۔ اس کے یہ معنی ہوں کہ قبروں کو گھر نہ بناؤ۔ کہ اپنی ضروریات کے لئے بار بار ان کی طرف آتے رہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مراد حدیث میں جو اقوال مختلفہ ہیں شیخ نے لفظ ممکن سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ سے ایک اور اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ صلوٰۃ فی البیت میں صرف نوافل داخل ہیں یا فرائض بھی داخل ہیں۔ چنانچہ قرطبیؒ فرماتے ہیں۔ من صلوتکم میں من تبعیضیہ ہے۔ جس سے نوافل مراد ہیں۔ اور ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ قبور محل عبادت نہیں ہیں۔ اس لئے وہاں پہ نماز مکروہ ہوگی۔ اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ صلوٰۃ فی البیوت کی طرف دعوت دی جا رہی ہے۔ کہ گھروں کو قبور نہ بناؤ۔ جیسے قبور میں مُردے نماز نہیں پڑھتے۔ تم ان کی طرح گھروں کو نماز سے خالی نہ چھوڑو۔ اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ جو شخص گھر میں نماز نہیں پڑھتا وہ اپنے آپ کو

مُردہ اور گھر کو قبر سمجھے ۔ مسلم کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے ۔ مثل البیت الذی یذکر الله فیہ البیت الذی لا یذکر الله فیہ مثل الحی والمیت ۔ اور بعض نے جو یہ تاویل کی ہے ۔ کہ گھروں میں مُردوں کو دفن نہ کرد یہ صحیح نہیں ۔ اس لئے کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں دفن ہیں ۔ اور بعض نے اسے آپ کی خصوصیت پر محمول کیا ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِیْ مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ

ترجمہ ۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حدیث نمبر ۱۱۱۲ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ خُزَيْمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ اَرْبَعًا قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ غَزْوَةً وَبِسَنَدٍ اٰخَرَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى ۔

ترجمہ ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف ۔ مسجد حرام ، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اس کی کافی بحث کوکب دری میں فرما چکے ہیں ۔ دوبارہ بیان نہیں فرمایا ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ شد رجال ۔ سفر کرنے سے کنایہ ہے ۔ مقصد یہ ہوا کہ تقرب الی اللہ کے طور پر کسی جگہ کا سفر نہ کرنا چاہیئے ۔ سوائے ان تین مساجد کے ۔ کہ ان کی عظمت زیادہ ہے ۔ رہ گئی قبور صالحین کی زیارت یا مواضع فاضلہ کا سفر ۔ تو ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے حافظؒ فرماتے ہیں ۔ کہ حرام ہے ۔ لیکن امام الحرمین و دیگر شوافعؒ کے نزدیک یہ ہے کہ حرمت تو نہیں ہے ۔ جواز ہے ۔ اور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ فضیلت قائمہ تو ان تین مساجد میں ہے ۔ بقیہ میں نہیں ہے ۔ اس لئے ان کا سفر جائز ہوگا ۔ اور ایک مقصد یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا بھر کی کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر نہیں کرنا چاہیئے ۔ سوائے ان تین مساجد کے ۔ تو اب اولیاء صالحین کی زیارت کے لئے جانا اس

کے تحت نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

تشریح از قاسمیؔ۔ علامہ نوویؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ لفظ ھذا سے اشارہ مسجد نبوی کے اس حصہ کی طرف ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ بعد میں جو اضافے ہوئے ان کو یہ مضاعفت شامل نہیں ہوگی۔ لیکن امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ کہ ھٰذا کا اشارہ دوسری مساجد کو نکالنے کے لئے ہے۔ کیونکہ امام مالکؒ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس حصہ یا خطہ کی خصوصیت نہیں ہے۔

خیر من الف صلٰوۃ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ الا المسجد الحرام میں استثنا تین امور کا احتمال رکھتا ہے۔ کہ مسجد حرام کا درجہ مسجد نبوی سے افضل ہے یا برابر ہے۔ جمہور فرماتے ہیں کہ مسجد مکہ مسجد مدینہ سے افضل ہے۔ امام مالکؒ اس کے برعکس فرماتے ہیں۔ اہل فقہ واثر یہ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ فی المسجد الحرام افضل ہے۔ اور اس پر ابن ماجہ کی روایت دال ہے۔ کہ صلوٰۃ فی مسجدی بخمسین الف صلوٰۃ و صلوٰۃ فی المسجد الحرام بمأتہ الف صلوٰۃ۔ ترجمہ۔ میری مسجد میں پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے۔ اور مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے شفا میں لکھا ہے۔ کہ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر آپؐ آرام فرما ہیں۔ وہ افضل بقاع الارض ہے۔ بلکہ ابن عقیل حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ وہ عرش کرسی سے بھی افضل ہیں۔

بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ

ترجمہ۔ قبار کی مسجد کی فضیلت کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۱۱۴۔ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الخ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ لَا یُصَلِّیْ مِنَ الضُّحٰی اِلَّا فِیْ یَوْمٍ یَقْدَمُ بِمَکَّةَ فَاِنَّهٗ کَانَ یَقْدَمُهَا ضُحًی

فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَيَوْمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ قَالَ وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ صَلَّى فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ غَيْرَ أَنْ لَا يَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ اشراق کی نماز صرف دو دنوں میں پڑھتے تھے۔ ایک تو اس وقت جب وہ مکہ میں داخل ہوتے۔ کیونکہ وہ مکہ میں اشراق کے وقت داخل ہوا کرتے تھے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت طواف پڑھتے تھے۔ اور دوسرے دن جب وہ قبا کی مسجد میں تشریف لاتے۔ اور وہ اس میں ہفتہ کے دن آیا کرتے تھے۔ پس جب مسجد میں داخل ہوتے۔ تو بغیر نماز پڑھے وہاں سے نکلنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اور حضرت نافعؒ فرماتے ہیں۔ کہ وہ یہ بھی بیان کرتے تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبار کو سوار ہو کر اور پیدل دونوں حالتوں میں تشریف لاتے تھے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ میں ویسے کر رہا ہوں۔ جیسا کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو کرتے دیکھا۔ اور میں کسی کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا۔ جس گھڑی وہ چاہے۔ رات ہو یا دن ہو۔ مگر یہ کہ طلوع اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے کی کوشش نہ کرو۔

تشریح از قاسمی۔ مسجد قبار مدینہ کے قریب تین میل پر واقع ہے۔ جہاں پر ہجرت کے بعد آپؐ نے سب سے پہلے پڑاؤ کیا تھا۔ یہاں پہلی مسجد بنوائی اور تین ہفتے مقیم رہے پھر مدینہ چلے گئے۔ اور بھی اس کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔

بَابُ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ

ترجمہ۔ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبار میں آتے۔

حدیث نمبر ۱۱۱۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبار تشریف لاتے تھے۔ پیدل بھی اور سوار ہو کر بھی۔ اور ابن عمرؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

بَابُ اِتْیَانِ مَسْجِدِ قُبَآءٍ رَاكِبًا وَّ مَاشِیًا

ترجمہ - مسجد قبار کو سوار اور پیدل دونوں حالتوں میں آنے کا بیان

حدیث نمبر ۱۱۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ مَسْجِدَ قُبَآءٍ رَّاكِبًا وَّمَاشِیًا زَادَ ابْنُ نُمَیْرٍ الخ فَیُصَلِّیْ فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل اور سوار دونوں حالتوں میں قبار کی مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ابن نمیر نے زیادہ کیا کہ اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

بَابُ فَضْلِ مَا بَیْنَ الْقَبْرِ وَ الْمِنْبَرِ

ترجمہ۔ قبر مبارک اور منبر نبوی کے درمیان کے حصہ کی فضیلت کا بیان

حدیث نمبر ۱۱۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدِ الْمَازِنِیِّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زید مازنیؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو حصہ ہے۔ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰى حَوْضِیْ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اور میرا منبر میرے حوض کوثر کے اوپر رکھا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ - صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں کہ روضۃ من ریاض الجنۃ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ٹکڑا جنت کی طرف منتقل ہوگا۔ یا یہ کہ اس خطہ کی عبادت جنت کے باغوں تک پہنچائے گی۔ اور حوض کوثر سے پانی پلائے گی۔ اور بعض علماء نے اسے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ٹکڑا بعینہ جنت میں منتقل کیا جائے گا۔ دوسرے بقاع ارض کی طرح ہلاک وضائع نہیں ہوگا۔ اس طرح منبری علیٰ حوضی کا مطلب بھی یہ ہے کہ بعینہ اللہ تعالیٰ اس منبر کو حوض کوثر پر منتقل فرمادیں گے اور بعض نے کہا کہ اس جیسا منبر حوض کوثر پر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ

ترجمہ۔ بیت المقدس کی مسجد کی فضیلت کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ... سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رض يُحَدِّثُ بِأَرْبَعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِي۔

ترجمہ۔ حضرت قزعۃ مولیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں بیان کی ہیں۔ جو مجھے بہت پسند آئیں اور انہوں نے مجھے خوش کر دیا۔ فرمایا ایک تو یہ ہے کہ عورت دو دن کا سفر بغیر خاوند اور ذومحرم کے نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ دو دنوں میں روزہ نہیں ہے۔ فطر کے دن اور قربانی کے دن اور تیسرے یہ کہ دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ صبح کی نماز کے بعد جب تک کہ سورج طلوع نہ کرے اور اسی طرح عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے اور چوتھی اور آخری بات یہ ہے۔ کہ کسی مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ سوائے تین مساجد کے۔ مسجد حرام۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْعَمَلِ فِى الصَّلٰوةِ

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْيَدِ فِى الصَّلٰوةِ اِذَا كَانَ مِنْ اَمْرِ الصَّلٰوةِ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَعِيْنُ الرَّجُلُ فِى صَلٰوتِهٖ مِنْ جَسَدِهٖ بِمَا شَاءَ وَوَضَعَ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَلَنْسُوَتَهٗ فِى الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَفَّهٗ عَلٰى رُصْغِهِ الْاَيْسَرِ اِلَّا اَنْ يَحُكَّ جِلْدًا اَوْ يُصْلِحَ ثَوْبًا۔

ترجمہ۔ نماز میں عمل کثیر اثر انداز ہے یا نہیں۔ باب نمازی کا نماز میں اپنے ہاتھ سے مدد لینا جب کہ وہ کام امر صلوٰۃ میں سے ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنی نماز میں اپنے جسم کے جس حصہ سے چاہے مدد لے سکتا ہے۔ حضرت ابو اسحاقؒ اپنی ٹوپی کو نماز میں رکھتے بھی تھے اور اٹھاتے بھی تھے۔ اور حضرت علیؓ اپنی ہتھیلی کو اپنے پہنچے پر رکھے رہتے۔ مگر یہ کہ بدن کو کھجلا لیتے یا کپڑے کو ٹھیک کر لیتے۔

الا ان یحک جلدًا یہ حضرت علیؓ کے اثر کا تتمہ ہے۔ ترجمہ کا تتمہ نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ کیونکہ مسلم میں اس کی تصریح آگئی ہے۔ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَّا اَنْ يَحُكَّ جِلْدًا الخ۔

حدیث نمبر ۱۱۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِى طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَءَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍؓ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِىْ وَاَخَذَ بِاُذُنِى الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا بِيَدِهٖ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے پاس بسر کی اور وہ ان کی خالہ لگتی تھیں۔ فرماتے ہیں کہ میں سرہانے کی چوڑائی میں لیٹ گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے گھر والے اس کی لمبائی میں لیٹ گئے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ یہاں تک کہ جب آدھی رات بیت گئی یا اس سے تھوڑا پہلے یا اس سے تھوڑا بعد میں ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ مبارک سے نیند کے آثار زائل کرنے لگے۔ پھر سورۃ آلِ عمران کی آخری دس آیات کو پڑھا۔ پھر ایک پرانے مشکیزے کی طرف گئے جو لٹکا ہوا تھا۔ اس سے وضو بنائی۔ اور خوب اچھی طرح وضو بنائی۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور اس طرح کیا جیسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کیا تھا۔ پھر چل کر آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ تو آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے اپنے ہاتھ سے مروڑنے لگے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دو رکعت حتیٰ کہ بارہ رکعات پوری فرمائیں پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ مؤذن آیا تو آپؐ نے اٹھ کر دو ہلکی رکعات پڑھیں پھر باہر تشریف لے جا کر صبح کی نماز پڑھائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امت کا اس پر تو اجماع ہے کہ عمل کثیر مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور عمل قلیل مفسد نہیں ہے۔ لیکن روایات میں کوئی ضابطہ کثیر و قلیل کا قاعدہ کلیہ ذکر نہیں کیا گیا اس لئے ائمہ حدیث نے بعض اعمال کے کرنے کی اور بعض نے بعض اعمال سے رکنے کی روایات نقل کی ہیں۔ بنابریں امام بخاریؒ نے اس بارے میں مختلف ابواب ذکر فرمائے ہیں۔ میرے نزدیک یہاں سے لے کر کتاب الجنائز تک سب ابواب اس معنی میں داخل ہیں۔ اور ائمہ محدثین نے اپنی بساط کے مطابق ان روایات سے منع اور اباحت کے ضوابط مستنبط کئے ہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد مرحوم

نے بذل میں ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ کہ جو عمل جنس اعمال صلوٰۃ میں سے نہیں ہے۔ جب وہ تھوڑا ہو تو مفسد نہیں ہوگا۔ اور عمل کثیر مفسد ہوگا۔ پھر اس کی تفسیر میں اختلاف ہوگیا۔ بعض نے کہا کثیر وہ ہے۔ جس میں دونوں ہاتھوں سے کام لیا جائے ضرورت پیش آنے پر۔ قلیل وہ ہوگا جس میں دونوں ہاتھ استعمال نہ کئے جائیں۔ اور بعض نے کہا جس عمل کے کرنے سے دور سے آدمی سمجھے یہ شخص نماز میں نہیں وہ کثیر ورنہ قلیل ہے۔ **وھو الاصح** اسی ضابطہ کی بنا پر جب کوئی نماز کی حالت میں جنگ کے اندر قتال کرے تو اس کی نماز فاسد ہے۔ کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ اور ہر وہ عمل کثیر جو اعمال صلوٰۃ میں سے بھی نہیں اور نہ ہی اس کی اصلاح کے لئے ہو وہ مفسد صلوٰۃ ہوگا۔

بہرحال اس میں پانچ اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ دو گذر چکے۔ تیسرا قول یہ ہے۔ اگر مسلسل تین حرکات ہوں تو کثیر ہے ورنہ قلیل ہے۔ چوتھا یہ ہے کہ جو فاعل کا مقصود ہو۔ یعنی اس کے لئے الگ مجلس مقرر کرے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ مصلی کی رائے پر چھوڑ دیا جائے۔ جسے وہ کثیر سمجھے۔ وہ کثیر ورنہ قلیل۔ یہ آخری قول سب کو شامل ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے زیادہ قریب ہے۔

تشریح از قاسمی ترجمہ میں امام بخاریؒ نے **من امر الصلوٰۃ** کہہ کر جواز کا حکم دیا مگر جو دو اثر ذکر فرمائے ان میں اور ترجمۃ الباب میں کوئی مطابقۃ نہیں۔ اس لئے کہ ترجمہ مقید ہے۔ اور آثار مطلق ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ اگرچہ آثار مطلقہ ہیں مگر نفس الامر میں مقیدہ ہیں۔ اس لئے کہ اگر عمل کو مطلق رکھا جائے تو پھر فعل عبث بھی نماز میں جائز ہوگا۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اس لئے قید لگانی پڑے گی۔ البتہ ترجمۃ الباب کے ثبوت کے لئے جو حدیث لائے ہیں علامہ عینیؒ کے قول کے مطابق وہ اخذ باذنی **الیمنی** کے قول سے ہے۔ کیونکہ بائیں جانب سے دائیں جانب گھومانا مصلحت نماز میں سے ہے۔ تو اس طرح ترجمہ کو ثابت فرمایا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ:۔ باب اس کلام کے بارے میں جو نماز میں ممنوع ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ

عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغُلًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ نماز کی حالت میں ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا کرتے تھے۔ تو آپ اسی نماز میں ہی ہمیں اس کا جواب دیتے تھے۔ لیکن جب ہم لوگ نجاشی بادشاہ کے پاس سے واپس لوٹے تو ہم نے آپؐ پر سلام کیا آپؐ نے ہمیں اس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا کہ نماز میں ایک بڑی مشغولیت باللہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں سلام وکلام جائز نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

ترجمہ۔ سفیان کے واسطہ سے جو روایت ابن مسعودؓ سے ہے وہ بھی اسی طرح ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم نماز کے اندر کلام کرتے تھے۔ ہمارا ایک آدمی دوسرے ساتھی سے اپنی ضرورت کے بارے میں بات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ قوموا للہ قانتین الآیۃ نازل ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے چپ چاپ کھڑے رہا کرو۔ تو ہمیں چپ رہنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح از قاسمی۔ خطابی فرماتے ہیں۔ کہ کلام فی الصلوٰۃ کی منسوخیت ہجرت مدینہ کے تھوڑا عرصہ بعد ہوئی۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور زید بن ارقمؓ ہر دو کی روایت اس پر متفق ہیں کہ تحریم کلام مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور علامہ عینیؒ اور کرمانیؒ دونوں حضرات کا قول ہے کہ اس پر تو سب ائمہ متفق ہیں۔ کہ کلام فی الصلوٰۃ جان بوجھ کر اس کی حرمت کا علم رکھتے ہوئے بغیر مصلحت نماز کے مفسد صلوٰۃ ہے۔ اگر کلام مصلحت نماز کے لئے ہو۔ تب بھی امام ابو حنیفہؒ اور ائمہ ثلاثہؒ سب کے نزدیک مُبطل صلوٰۃ ہے۔ امام اوزاعیؒ اور بعض مالکیہؒ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اور کلام ناسی بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مُبطل صلوٰۃ ہے۔ ہاں

اگر سبقت لسانی کے طور پر تھوڑا سا کلام ہو یا سہواً یا حرمت سے جاہل ہو کر کلام کرتا ہے تو مفسد نہ ہوگا بشرطیکہ وہ نمازی قریب الاسلام ہو۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالْحَمْدِ فِي الصَّلٰوةِ لِلرِّجَالِ

ترجمہ۔ مردوں کے لئے نماز میں تسبیح اور حمد کس قدر جائز ہے۔

حدیث ۱۱۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ حُبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَؤُمُّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتُمْ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ أَبُوبَكْرٍ فَصَلّٰى فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيحِ فَقَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا التَّصْفِيحُ هُوَ التَّصْفِيقُ وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا أَكْثَرُوا الْتَفَتَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو عمرو بن عوفؓ میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روک لئے گئے ہیں۔ تو کیا آپ لوگوں کی امامت کریں گے۔ فرمایا ہاں اگر تم چاہو۔ تو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے تکبیر کہی۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھ کر نماز پڑھانے لگے۔ کہ اچانک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں۔ کہ کیا تمہیں علم ہے کہ یہ تصفیح کیا چیز ہے۔ تالی بجانے کو تصفیح کہتے ہیں۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے کثرت سے تالی پیٹی تو متوجہ ہوئے۔ دیکھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صف میں موجود تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھہرے رہو۔

لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد بیان کی۔ پھر الٹے پاؤں پیچھے واپس لوٹے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔

تشریح از قاسمی مکانک ای الزم مکانک یعنی کن الامام کما کنت رفع یدیہ وھو سنۃ عند الدعاء اور حمد اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت ان کے سپرد فرمائی جس سے ان کی قدر بلند ہوگئی۔

تقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا۔ علامہ ابن عبدالبر نے آپؐ کے علاوہ کے لئے اس کے عدم جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں لفظ تسبیح کا ذکر تھا۔ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ جملہ حمد اللہ پر قیاس کرنے سے ثابت ہے۔ یا بقیہ حدیث میں تسبیح کا ذکر ہے۔ التصفیق للنساء والتسبیح للرجال یہاں مختصر ہے۔

بَابُ مَنْ سَمّٰى قَوْمًا اَوْ سَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى غَيْرِ مُوَاجَهَةٍ وَّهُوَ لَا يَعْلَمُ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کسی قوم کا نام لیتا ہے یا نماز میں بغیر سامنے ہونے کے سلام کرتا ہے۔ اور مسلم علیہ کو اس کا علم نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۵۔ **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عِيسٰى الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ التَّحِيَّةُ فِي الصَّلٰوةِ وَنُسَمِّيْ وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوْا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنَّكُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم لوگ نماز میں سلام کرتے تھے اور نام بھی لیتے تھے۔ اور ایک دوسرے پر سلام بھی کرتے تھے۔ جب آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنا تو فرمایا کہ التحیات ابن مسعودؓ کو پڑھا کرو۔ جب تم نے یہ کر دیا تو آسمان اور زمین میں جو بھی اللہ کا نیک بندہ ہوگا اس تک تمہارا سلام پہنچ جائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ من سمّی الخ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے۔ کہ واقعی کلام نماز کو فاسد کرتا ہے۔ لیکن اس کا فساد اس پر موقوف ہے۔ کہ وہ لفظ کلام ہو۔ پس اگر کسی نے کسی کا نام لیا۔ یا مخاطب نہ کر کے سلام کیا۔ تو چونکہ کلام متحقق نہیں ہوا۔ لہٰذا نماز فاسد نہ ہوگی۔ تسمیہ تو اللّٰھم الخ الولید بن الولید میں ہے اور سلام اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۔ میں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ تو فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مذکور فی الترجمہ اشیاء سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ نے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ نہ جواز کا اور نہ ہی بطلان کا۔ کیونکہ امر مشتبہ تھا۔ اس لئے کوئی حکم بیان نہیں کیا۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ جواز بیان کرنا مقصود ہے۔ کہ ان میں سے کوئی چیز بھی نماز کو باطل نہیں کرے گی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اعادہ کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ ان کو مستقبل کے متعلق ان کو خبر دی۔ اب علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ کہ آیا معین شخص کے لئے ہی نماز میں دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ ایک روایت جواز کی ہے۔ اور ایک کراہۃ کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو دعاء شرعًا اور عادۃً جائز ہے وہ دعاء تو مانگی جا سکتی ہے۔ دوسری قسم کی دعاء ناجائز ہے۔

بَابُ التَّصْفِیْقِ لِلنِّسَآءِ

ترجمہ۔ تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۶ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ وَالتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سبحان اللہ کہنا تو مردوں کے لئے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے۔ لیکن وہ بھی فقہاء کے نزدیک اس طرح ہے۔ کہ اپنے دائیں ہتھیلی کے باطن کو بائیں ہتھیلی کے ظاہر پر مارے۔

بَابُ مَنْ رَّجَعَ الْقَھْقَرٰی فِیْ صَلٰوتِہٖ اَوْتَقَدَّمَ بِاَمْرٍ یَّنْزِلُ بِہٖ ۔

رَوَاہُ سَہْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنی نماز میں الٹے پاؤں لوٹا یا کسی ایسے معاملہ کی وجہ سے آگے بڑھا جو اسے پیش آیا۔ اس کو حضرت سہل بن سعدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۷۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِهِمْ فَفَجَأَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلٰوتِهِمْ فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ أَنْ أَتِمُّوا ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں۔ مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ دریں اثنا کہ مسلمان پیر کے دن فجر کی نماز میں تھے۔ جنہیں ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ کہ اچانک اس کے پاس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے۔ کہ حضرت عائشہؓ کے حجرے کا پردہ کھول دیا تھا۔ تو صحابہ کرامؓ کو صف بندی کی حالت میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مسکرا کر ہنس دیئے۔ تو جناب ابوبکر صدیقؓ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے۔ ان کا گمان یہ تھا۔ کہ شاید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خوشی کی وجہ سے اپنی نماز میں فتنہ میں پڑنے کا قصد کر لیا۔ (کہ نماز سے نکل جائیں) تو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز کو پورا کرو۔ پھر حجرہ میں داخل ہو گئے۔ اور پردہ نیچے لٹکا لیا۔ اور اسی دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

بَابٌ إِذَا دَعَتِ الْأُمُّ وَلَدَهَا فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ۔ جب کہ ماں نماز کی حالت میں بیٹے کو بلائے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۸۔ وَقَالَ اللَّيْثُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَادَتِ امْرَأَۃٌ ابْنَہَا وَھُوَ فِیْ صَوْمَعَتِہٖ قَالَتْ یَا جُرَیْجُ قَالَ اللّٰھُمَّ اُمِّیْ وَصَلٰوتِیْ فَقَالَتْ یَا جُرَیْجُ قَالَ اللّٰھُمَّ اُمِّیْ وَصَلٰوتِیْ قَالَتْ یَا جُرَیْجُ قَالَ اللّٰھُمَّ اُمِّیْ وَصَلٰوتِیْ قَالَتِ اللّٰھُمَّ لَا یَمُوْتُ جُرَیْجٌ حَتّٰی یَنْظُرَ فِیْ وُجُوْہِ الْمَیَامِیْسِ وَکَانَتْ تَاْوِیْ اِلٰی صَوْمَعَتِہٖ رَاعِیَۃٌ تَرْعَی الْغَنَمَ فَوَلَدَتْ فَقِیْلَ لَھَا مِمَّنْ ھٰذَا الْوَلَدُ قَالَتْ مِنْ جُرَیْجٍ نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِہٖ قَالَ جُرَیْجٌ اَیْنَ ھٰذِہِ الَّتِیْ تَزْعُمُ اَنَّ وَلَدَھَا لِیْ قَالَ یَا بَابُوْسُ مَنْ اَبُوْکَ قَالَ رَاعِی الْغَنَمِ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی۔ جب کہ وہ اپنے گرجا گھر میں مصروفِ عبادت تھا۔ تو کہنے لگی اے جریج اے جریج بولا اے اللہ میری والدہ ہے اور میری نماز ہے۔ کس کو اختیار کروں۔ پھر وہ بولی او جریج۔ جریج نے کہا یا اللہ میری والدہ ہے اور میری نماز ہے۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ پکارا۔ انہوں نے تیسری مرتبہ بھی یہی کہا۔ کہ یا اللہ اُدھر میری والدہ ہے اِدھر نماز ہے۔ بہرحال انہوں نے نماز کو نہ چھوڑا تو ماں نے بد دعا کی۔ اے اللہ جریج پر اس وقت تک موت نہ آئے۔ جب تک یہ رنڈیوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ تو اس کے گرجا گھر کے پاس ایک بکریاں چرانے والی عورت ٹھہرا کرتی تھی۔ اس نے بچہ جنا۔ اس سے پوچھا گیا۔ کہ یہ بچہ کس سے ہے۔ کہنے لگی۔ جریج سے ہے۔ تو جریج اپنے گرجا گھر سے نیچے اترے۔ اور کہنے لگے کہاں ہے وہ عورت جو کہتی ہے کہ یہ بچہ میرا ہے۔ اور فرمایا کہ اے دودھ پیتے بچے تیرا باپ کون ہے۔ بچہ بولا کہ بکریاں چرانے والا گڈریا میرا باپ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اِذَا دَعَتِ الْاُمُّ وَلَدَھَا فِی الصَّلٰوۃِ۔ امام بخاری روایت باب سے اس بات پر استدلال قائم کر رہے ہیں۔ کہ نماز میں کلام کرنا مباح ہے۔ پہلی شرائع میں بھی اور ہماری شریعت میں بھی۔ اس لئے کہ اگر جریج اپنی نماز پوری کرنے میں حق بجانب ہوتے تو اس کی ماں کی بد دعا اس کے بارے میں قبول نہ ہوتی۔ کہ وہ عورت مظلومہ تھی۔ تبھی تو اس کی دعا قبول ہوئی۔ لیکن جو سقم اس کے اندر ہے آپ اسے جانتے ہیں۔ کیونکہ جریج کی کرامت عجیبہ سے ان کا حق پر ہونا زیادہ واضح ہے۔ ینظر فی وجوہ المیامیس الخ یہ دعا اس کا بدلہ ہے۔ اس نے میرے چہرے کی طرف

نظر کرنے سے نفرت کی ہے۔
تشریح از شیخ زکریاؒ اذا دعت الخ چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف تھا۔ کہ آیا نماز کی حالت میں والدہ کو جواب دینا واجب ہے یا نہیں۔ اور اگر جواب دینے کے لئے کلام کرے تو اس سے اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اس اختلاف کے باعث امام بخاریؒ نے اِذَا شرطیہ کا جواب حذف کر دیا۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ شرائع من قبلها میں نماز کے اندر کلام کرنا مباح تھا۔ اور اس کے لئے یہ بھی ممکن تھا کہ نماز میں تخفیف کر کے اجابت والدہ کر لیتا۔ مگر ہماری شریعت میں نماز قطع کر کے ماں کو جواب دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ صاحبِ توضیح نے یہ لکھا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ کہ اگر آپؐ کسی انسان کو بلائیں تو اس پر لازم ہے کہ نماز توڑ کر آپؐ کی اجابت کرے۔ جس سے نماز بھی باطل نہ ہوگی۔ اور اجابت والدین کے بارے میں علماء فرماتے ہیں۔ فرائض میں اجابت والدین حرام ہے۔ نوافل میں جائز ہے۔ البتہ مضطر آدمی کے لئے قطع صلوٰۃ واجب ہے۔ اس اختلاف سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ خارج صلوٰۃ اجابت بطریق اولیٰ واجب ہے۔
وانت تعلم ما فيه سے شیخ گنگوہیؒ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اگرچہ ظاہراً ماں کی دعا کی قبولیت سے یہ معلوم ہوتا ہے وہ مظلومہ حق پر تھی۔ لیکن حضرت جریج سے کرامت عجیبہ کا صادر ہونا یہ ان کے حق پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ تو اب تقریر عبارت یوں ہوگی۔ یعنی جب نماز کی حالت میں کسی کو ماں بلائے تو اس پر نفل نماز کا توڑنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر نماز فرض توڑنے کی مجبوری ہو۔ تو بھی اس کا توڑنا واجب ہے۔ اذا دعت الام يجب عليه ان ينقض صلوته ان كانت نفلاً و كذا ان كانت فرضاً بشرط ان يضطر فى نقضها۔ یاد رہے کہ یہ استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ شرائع من قبلنا ہمارے لئے حجت ہیں۔ جب تک کہ ہماری شریعت میں اس کا خلاف ظاہر نہ ہو۔ اس جگہ تو قوموا لِلّٰہ قانتین کا خلاف ظاہر ہو چکا ہے۔ البتہ ایک اشکال یہ بھی ہے کہ راعیۃ مدعیہ بالزنا تو ایک تھی۔ یعنی زنا کا دعویٰ کرنے والی تو ایک تھی۔ اور ماں کی بد دعا یہ تھی۔ کہ رنڈیوں کا منہ دیکھے تو تطبیق کیسے ہوئی پس جواب یہ ہے۔ اگرچہ زنا کا دعویٰ ایک کی طرف سے تھا۔ مگر ممکن ہے نظر الی الوجوہ الکثیرۃ ہوئی ہو۔ چنانچہ طویل حدیث میں ہے کہ جب حضرت جریج کو فاجرہ زانیہ عورتوں کے گھر سے لے کر چلے تو دوسری زانیہ عورتیں اپنے گھروں سے نکلیں اور ان کو دیکھ کر ہنستی تھیں۔ بہت عورتوں کو

دیکھا ہو۔ پس یہ مسکرا دیئے۔

قالوا المریضحك فامر بالزوانی۔ شیخ فرماتے ہیں کہ ماں کی دعا کی قبولیت سے معلوم ہوا کہ جریج پر نقض صلوٰۃ واجب تھا۔ اگر ماں اس کے لئے زنا کی بد دعا کرتی تو وہ بھی اس سے ضرور صادر ہوتا۔

راعیۃ کے متعلق مسلم میں ہے کہ موسمۃ یعنی رنڈی بھی تھی۔

بَابُ مَسْحِ الْحَصٰی فِی الصَّلٰوۃِ

ترجمہ۔ نماز کے اندر کنکریوں کو ہٹانا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُعَیْقِیْبٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الرَّجُلِ یُسَوِّی التُّرَابَ حَیْثُ یَسْجُدُ قَالَ اِنْ کُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَۃً۔

ترجمہ۔ حضرت معیقیبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جہاں وہ سجدہ کرتا تو مٹی کو برابر کرلیتا تھا۔ فرمایا اگر تو نے ضرور کرنا ہے تو ایک مرتبہ کرو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ میں حصٰی کا ذکر ہے۔ اور حدیث میں تراب کا تو تطابق کیسے ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ مٹی میں عموماً کنکریاں ہوا کرتی ہیں۔ اس ظن اغلب پر بنا کرکے ترجمہ ثابت کیا۔ اور بعض نے یوں بھی فرمایا ہے۔ کہ حصٰی اور تراب دونوں کے لئے ایک حکم ہونے کی تنبیہہ فرمائی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بعض طرق مسلم بجائے تراب کے حصٰی کا ذکر ہے۔

بَابُ بَسْطِ الثَّوْبِ فِی الصَّلٰوۃِ لِلسُّجُوْدِ

ترجمہ۔ سجدہ کرنے کے لئے نماز کے اندر کپڑا پھیلانا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شِدَّۃِ الْحَرِّ فَاِذَا لَمْ یَسْتَطِعْ اَحَدُنَا اَنْ یُّمَکِّنَ وَجْہَہٗ مِنَ الْاَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَہٗ فَسَجَدَ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ سخت گرمی میں ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ جب ہم میں سے کسی کو زمین پر منہ ٹکانے کی طاقت نہ ہوتی تھی۔

تو وہ کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔

تشریح از قاسمی۔ اس حدیث سے سخت گرمی سے بچاؤ کے لئے کپڑا پھیلا کر سجدہ کرنے کا جواز ثابت فرمایا۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ۔ نماز میں کس قدر عمل کرنے کی اجازت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَمُدُّ رِجْلِي فِي قِبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَرَفَعْتُهَا فَاِذَا قَامَ مَدَدْتُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رات کو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے۔ تو میں ان کے قبلہ کی طرف پاؤں دراز کر کے پڑی ہوتی تھی۔ تو جب آپؐ سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو میرے چٹکی کاٹ لیتے۔ تو میں اپنا پاؤں اٹھا لیتی تھی۔ اور جب آپؐ اٹھ کھڑے ہوتے تو پھر پاؤں دراز کر لیتی تھی۔

تشریح از قاسمی۔ غمزنی سے محل ترجمہ ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوئی۔ اسی قدر عمل نماز میں جائز ہے۔ اور ہے بھی ایک مرتبہ جس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۲۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى صَلٰوةً فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِيْ فَشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهٗ وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اُوْثِقَهٗ اِلٰى سَارِيَةٍ حَتّٰى تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک شیطان نے میرے سامنے آ کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ تاکہ میری نماز قطع کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے

مجھے اس پر قدرت دے دی کہ میں نے اس کے سخت چٹکی کاٹی۔ یا میں نے اسے سخت دھکا دیا۔ اور میں نے قصد کرلیا تھا۔ کہ میں اسے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں۔ تاکہ صبح کو تم لوگ اسے دیکھ لو۔ مگر مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ قول یاد آگیا۔ کہ اے اللہ مجھے ایسا ملک بخش دے۔ جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ پس تو اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام و نامراد واپس کردیا۔

تشریح از قاسمی۔ فذعتہ الخ۔ یہ محل ترجمہ ہے۔ کہ چٹکی کاٹنے یا دھکا دینے کے عمل یسیر سے نماز میں کوئی خلل نہیں آیا۔

بَابُ اِذَا انْفَلَتَتِ الدَّآبَّۃُ فِي الصَّلٰوۃِ

ترجمہ۔ جب نماز کی حالت میں جانور چھوٹ جائے۔

قَالَ قَتَادَۃُ اِنْ اُخِذَ ثَوْبُہٗ یَتْبَعُ السَّارِقَ وَیَدَعُ الصَّلٰوۃَ۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نمازی کا کپڑا چوری کرلیا جائے تو وہ چور کا پیچھا کرنے کے لئے نماز چھوڑ دے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ حَدَّثَنَا الْاَزْرَقُ بْنُ قَیْسٍ قَالَ کُنَّا بِالْاَھْوَازِ نُقَاتِلُ الْحَرُوْرِیَّۃَ فَبَیْنَا اَنَا عَلٰی جُرُفِ نَھْرٍ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ یُصَلِّیْ فَاِذَا لِجَامُ دَابَّتِہٖ بِیَدِہٖ فَجَعَلَتِ الدَّابَّۃُ تُنَازِعُہٗ وَجَعَلَ یَتْبَعُھَا قَالَ شُعْبَۃُ ھُوَ اَبُوْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَوَارِجِ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ افْعَلْ بِھٰذَا الشَّیْخِ فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّیْخُ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ قَوْلَکُمْ وَاِنِّیْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ اَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ ثَمَانِیَ وَشَھِدْتُ تَیْسِیْرَہٗ وَاِنِّیْ اِنْ کُنْتُ اَنْ اَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَدَعَھَا تَرْجِعُ اِلٰی مَاْلَفِھَا فَیَشُقُّ عَلَیَّ۔

ترجمہ۔ حضرت ازرق بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ ہم اہواز کے علاقہ میں خوارج سے لڑائی کر رہے تھے کہ دریں اثنا میں ایک نہر کے کنارے پر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ درآنحالیکہ اس کے گھوڑے کی باگ اس کے ہاتھ میں ہے۔ پس گھوڑا ان سے کچھ کھینچا تانی کر رہا ہے۔ اور وہ اس کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ شعبہؒ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ تھے۔ تو خوارج میں سے ایک آدمی

انہیں کہنے لگا۔ کہ اے اللہ! اس بوڑھے شیخ کو اس طرح کر دے۔ جب شیخ نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا میں نے تمہاری بات سن لی ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ۔ سات یا آٹھ غزوات میں حصہ لیا ہے۔ اور میں نے آپؐ کی دی ہوئی سہولتوں کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ میرا گھوڑے کے ساتھ آنا جانا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس گھوڑے کو چھوڑ دوں۔ تاکہ وہ اپنی مانوس جگہ پر چلا جائے۔ پھر میں پریشان پھروں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُوْرَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ سُوْرَةً أُخْرٰى ثُمَّ رَكَعَ حَتّٰى قَضَاهَا وَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا حَتّٰى يُفْرَجَ عَنْكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ حَتّٰى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيْدُ أَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ سورج گرہن لگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تو ایک لمبی سورۃ پڑھی پھر رکوع کیا تو اس کو لمبا کیا۔ پھر اس سے اپنا سر اٹھایا پھر دوسری سورۃ شروع کر دی۔ پھر رکوع اس وقت کیا۔ جب کہ اس کا سجدہ کر کے رکعت کو پورا کر لیا۔ پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا۔ پھر فرمایا کہ یہ دونوں سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ پس جب تم اس قسم کے حالات دیکھو تو اس وقت تک نماز پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ حالت تم سے کھل جائے۔ بے شک میں نے اپنی اس جگہ یہ ہر اس چیز کو دیکھ لیا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ میں نے یہ دیکھا کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ جنت کے انگور کا ایک خوشہ لے لوں۔ جب کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو بھی دیکھا۔ کہ اس کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں۔ جب کہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے

دیکھا اور میں نے اس جہنم کے اندر عمرو بن لحی کو بھی دیکھا۔ جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑنے کا طریقہ رائج کیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کے قصہ سے اپنا مدعیٰ اس طرح ثابت کیاہے کہ جب نماز کی حالت میں جانور کا پیچھا کرنا جائز ہے۔ جب کہ اس کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو۔ کہ قبضہ اس پر باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں نماز کو چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ کو قیاس سے ثابت فرمایا۔ کہ عمل قلیل میں جب تک قبلہ رُخ رہے۔ اس سے نماز کو نہیں چھوڑا۔

شہدت تیسر سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو اس بارے میں سختی برتتے ہیں۔ کہ ایسی حالت میں جانور کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ نماز کو قطع نہ کرے۔ اس سے فقہار نے مسئلہ نکالا ہے کہ اگر کسی کو اپنے اسباب یا مال کے تلف ہوجانے کا خطرہ ہو تو نماز کو قطع کر دینا جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ باب کی دو حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز کے اندر آگے پیچھے ہونے کے لئے تھوڑی دیر چلنے سے نماز قطع نہیں ہوتی۔ جب تک قبلہ رُخ رہے۔ البتہ فقہار نے اس پر اجماع کیا ہے۔ کہ مشی کثیر مبطل صلوٰۃ ہے۔ تو حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کے واقعہ کو مشیٔ قلیل پر محمول کیا جائے گا۔

الغرض امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اذا انفلتت الدابۃ الخ فرماکر اس کی جزار ذکر نہیں فرمائی۔ حضرت قتادہؓ کا اثر ذکر فرمایا۔ جس سے ایک روایت کے مطابق ترک صلوٰۃ معلوم ہوتا ہے اور صلوٰۃ کسوف کی روایت سے تقدم وتأخر سے استمرار صلوٰۃ کا پتہ چلتا ہے۔ تو امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق دونوں احتمالوں سے استدلال کیا ہے۔ کہ فقہار کے قول کے مطابق مشی قلیل مفسد صلوٰۃ نہیں۔ البتہ مشی کثیر مفسد صلوٰۃ ہے۔ مگر روایات میں قلیل وکثیر کا بیان نہیں ہے۔

قولہ لقد رأیتہ۔ شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں یہاں تھوڑا سا بیاض ہے لقد رأیت ہے۔ ضمیر منصوب نہیں ہے۔ تو معنی ہوں گے ابصرت ما ابصرت حال کونی ارید ان اخذ قطعا من الجنۃ اور ہندی نسخوں میں ارید کا لفظ نہیں ہے۔ پھر کوئی اشکال نہ رہے گا۔

بَابُ مَا یَجُوْزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِی الصَّلٰوۃِ وَیُذْکَرُ عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو نَفَخَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سُجُوْدِہٖ فِیْ کُسُوْفٍ۔

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں جو نماز میں جائز ہیں۔ یعنی تھوکنا، پھونک مارنا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف میں اپنے سجدہ کی حالت میں پھونک ماری۔

حدیث نمبر ۱۱۳۵۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی نُخَامَۃً فِیْ قِبْلَۃِ الْمَسْجِدِ فَتَغَیَّظَ عَلٰی اَھْلِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قِبَلَ اَحَدِکُمْ فَاِذَا کَانَ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَا یَبْزُقَنَّ اَوْ قَالَ لَا یَتَنَخَّعَنَّ ثُمَّ نَزَلَ حَتَّھَا بِیَدِہٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا بَزَقَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْزُقْ عَنْ یَّسَارِہٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی طرف کھنگار کو دیکھا تو مسجد والوں پر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے سامنے کی طرف ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی نماز کے اندر ہو۔ تو نہ تھوکے یا نہ کھنگارے۔ پھر نیچے اترے اور اس کو اپنے ہاتھ سے رگڑا۔ اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی ایک تھوکے تو اپنی بائیں طرف تھوکے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَلٰکِنْ عَنْ شِمَالِہٖ تَحْتَ قَدَمِہِ الْیُسْرٰی

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے اندر ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ پس نہ اپنے سامنے تھوکے نہ اپنی دائیں طرف تھوکے۔ لیکن اپنے بائیں طرف اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفخ میں کوئی لفظ نہیں نکلا تھا۔ لفظ کا نکلنا تو مفسد ہے۔ مطلق نفخ مفسد نہیں ہے۔ پھر یہ آپ کا پھونک مارنا اس وقت تھا۔ جب کہ آپؐ نے جہنم کو دیکھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ نفخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ حافظؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ

حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ امام احمدؒ و دیگر حضرات نے اس کو نقل کیا ہے۔ جس میں ہے۔ کہ جَعَلَ يَنْفُخُ فِي الْأَرْضِ وَيَبْكِي وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ۔ امام بخاریؒ نے اسے کلمہ تمریض سے بیان کیا ہے۔ کیونکہ عطاء بن السائب مختلف فیہ ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ نفخ کی تفسیر اف اف بتسکین الفاء سے کی گئی ہے۔ اور اف کوئی کلام نہیں ہے۔ جب تک تین حرف نہ ہو جائیں۔ افّ بتشدید الفاء ہے۔ اسی سے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نماز میں اف۔ آہ۔ اخ کہا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ طرفین فرماتے ہیں کہ فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ کلام الناس میں سے ہے۔ حدیث کا طرفین جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ پہلے کلام جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

الحاصل نفخ فی الصلوٰۃ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک طائفہ اسے مکروہ سمجھتا ہے۔ اور نافخ کو اعادہ صلوٰۃ کا حکم نہیں دیتا۔ امام مالکؒ اور امام ابو یوسفؒ وغیرہ فرماتے ہیں۔ کہ نفخ فی الصلوٰۃ نماز میں مکروہ تو ہے۔ لیکن قاطع صلوٰۃ نہیں ہے۔ طرفینؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ نفخ اگر سنا جائے تو بمنزلہ کلام کے ہے۔ جو قاطع صلوٰۃ ہوگا۔ لیکن قول اوّل اولیٰ اور ارجح ہے۔ اس لئے کہ جب بصاق فی الصلوٰۃ کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ اور نفخ میں اتنا نطق نہیں ہوتا جس قدر بصاق میں ہوتا ہے۔ یعنی تھوکنے میں آواز نکلتی ہے۔ تو جب وہ جائز ہے تو نفخ بھی جائز ہوگا۔ اس لئے امام بخاریؒ نے حدیث بصاق کو اس باب میں ذکر فرمایا ہے تاکہ جواز نفخ پر استدلال کیا جائے۔ اس لئے نفخ کا عطف بصاق پر نہ کیا جائے۔ بلکہ ما یجوز پر کیا جائے۔

الحاصل بصاق اور نفخ اگر اس سے بعض حروف ظاہر ہوتے ہیں۔ تو مفسد صلوٰۃ نہیں ہیں۔ البتہ ادب کے خلاف ہے۔ کہ سامنے یا دائیں طرف تھوکا جائے۔ اگر بصاق مطلقاً مفسد صلوٰۃ ہوتا تو عن یسارہ کی اجازت نہ دی جاتی۔

نفخہ صلی اللہ علیہ وسلم انما کان حین رای النار۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی طرف سے دوسرا جواب ہے جو مسلک احنافؒ کے مطابق ہے۔ چنانچہ درمختار میں مفسدات صلوٰۃ کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ والدعاء بما یشبہ کلامنا والبکاء بصوت یحصل بہ حروف بوجع او مصیبۃ لا بذکر جنۃ ونار۔ یعنی نماز کو فاسد کرنے والی وہ دعا بھی ہے جو ہمارے کلام کے مشابہ ہو۔ اس طرح آواز کے ساتھ رونا جس سے حروف حاصل ہوں۔

کسی درد یا کسی مصیبت کی وجہ سے۔ لیکن اگر جنت اور دوزخ کے ذکر کی وجہ سے رونا ہو تو وہ مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ جب رونا اور آہ و زاری جنت اور جہنم کے ذکر سے ہو تو گویا یوں دعا مانگ رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ اور اگر یہ الفاظ صراحۃً بھی نماز کے اندر پائے جائیں تو ان سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ ان تینوں ائمہ کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک آواز نکالنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِّنَ الرِّجَالِ فِیْ صَلٰوتِهٖ لَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهٗ

فِیْهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے ناواقفیت کی بنا پر اپنی نماز میں تالی بجائی تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت اس بارے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

بَابُ اِذَا قِیْلَ لِلْمُصَلِّیْ تَقَدَّمْ اَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ

ترجمہ۔ باب اس بارے میں کہ جب نمازی سے کہا جائے کہ آگے بڑھو یا انتظار کرو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوْا اُزْرِهِمْ مِّنَ الصِّغَرِ عَلٰی رِقَابِهِمْ فَقِیْلَ لِلنِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوْسَکُنَّ حَتّٰی یَسْتَوِیَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں نماز پڑھتے تھے۔ کہ وہ اپنی چادروں کو چھوٹے ہونے کی وجہ سے اپنی گردنوں میں باندھے ہوتے ہوتے تھے۔ تو عورتوں سے کہا جاتا کہ تم اس وقت تک اپنے سروں کو نہ اٹھاؤ۔ جب تک مرد لوگ ٹھیک ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی کو نماز میں تعلیم دی جائے اور وہ اس پر عمل کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر نماز سے پہلے تعلیم ہو۔ اور وہ اپنے اس علم کے مطابق

نماز میں عمل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اب روایت میں اس کی تصریح نہیں ہے۔ کہ یہ تعلیم ان کو نماز شروع کر لینے کے بعد دی گئی۔ لہٰذا اس روایت سے استدلال صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں دونوں کا احتمال ہے۔ امام بخاریؒ نے شاید عموم اور اطلاق سے استدلال کیا ہو بہرحال مقام تفصیل کا متقاضی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ شراح حدیث کو اس میں بڑا اخلجان ہوا۔ کہ حدیث سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کے اصول موضوعہ میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ احدالاحتمالین سے حکم ثابت کیا کرتے ہیں۔ تو یہاں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب دوران صلوٰۃ ہو تو جب نساء کو لَا تَرْفَعْنَ کا حکم ہوا۔ تو وہ ضرور انتظار کریں گی اور مردوں سے آگے بڑھ کر رفع رؤس کریں گی۔ لہٰذا تقدم بھی ثابت ہوا۔ اور انتظار بھی ہوا۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب اگر دوران صلوٰۃ ہے تو اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو نمازی کو خطاب کرنے کا جواز اور دوسرا نمازی کا انتظار کرنا جو اس کی نماز کے لئے مضر نہیں ہے۔ اگر آپؐ کا یہ خطاب نماز کے شروع ہونے سے قبل کا ہے۔ تو اس حدیث سے صرف جواز انتظار ثابت ہوگا۔ تو پھر اس کا طلب کرنا اس کی طرف کان لگانا ان سب کا جواز ثابت ہوگا۔ اگرچہ علامہ عینیؒ نے فقیل للنساء کے لفظ سے استدلال کیا ہے۔ فا تعقیب کا تقاضا ہے کہ یہ خطاب نساء سے تب ہوا جب لوگ جناب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں تھیں۔ اس لئے محض وہ احتمال جو کسی دلیل سے پیدا نہ ہوا ہو۔ اس کی طرف توجہ نہ دی جائے گی۔ شیخ گنگوہیؒ فرما رہے ہیں کہ حدیث میں ایک کی تصریح نہیں ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بعد شروع ہونے کے تھا۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔ کہ اگر کوئی نمازی اپنی نماز کے اندر کسی غیر کے امر کی تعمیل کرتا ہے۔ مثلاً کسی نے کہا آگے بڑھو تو وہ آگے بڑھ گیا۔ غرضیکہ تعلیم اور تعلم سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر اپنی رائے سے آگے بڑھے تو یہ جائز ہوگا۔

بَابُ لَا يَرُدُّ السَّلَامَ فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ۔ نماز کے اندر کوئی نمازی کسی کو سلام کا جواب نہ دے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا

سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز کی حالت میں سلام کیا کرتا تھا۔ تو آپؐ مجھے اس کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ لیکن جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو میں نے آپؐ پر سلام کیا۔ آپؐ نے مجھے اس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ لَّهٗ فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ مَا اللّٰهُ بِهٖ اَعْلَمُ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ اَنِّيْ اَبْطَاْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ اَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اِنَّمَا مَنَعَنِيْ اَنْ اَرُدَّ عَلَيْكَ اَنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَكَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی ضرورت کے لئے بھیجا بہرحال میں چلا گیا اور اس کو پورا کر کے واپس آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ پر سلام کیا آپؐ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ تو میرے دل میں کچھ غم لاحق ہوا جس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو میں نے دل میں خیال کیا۔ کہ شاید آپؐ مجھ پر ناراض ہو گئے ہیں۔ تھوڑی سی دیر کر کے میں نے پھر سلام کیا تب بھی آپؐ نے سلام کا جواب نہ دیا تو مجھے پہلی دفعہ سے بھی زیادہ غم و غصہ لاحق ہوا۔ پھر بھی میں نے آپؐ پر سلام کیا آپؐ نے فارغ ہو کر مجھے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے سلام کا جواب دینے سے اس چیز نے روکا تھا۔ کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ دونوں احادیث باب سے ترجمہ ثابت ہوا۔ کہ نماز کے اندر نمازی کسی کو

سلام کا جواب نہ دے۔ ورنہ نماز فاسد ہوگی۔ کلام الناس کی وجہ سے۔

بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِىْ فِى الصَّلٰوةِ لِاَمْرٍ يَّنْزِلُ بِه

ترجمہ۔ کسی معاملہ کے پیش آنے کی وجہ سے نماز کے اندر اپنے ہاتھوں کو اٹھانا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِىْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِه فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَّكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتُمْ فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ وَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِىْ فِى الصُّفُوْفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ مِنَ الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِى التَّصْفِيْحِ قَالَ سَهْلٌ التَّصْفِيْحُ هُوَ التَّصْفِيْقُ قَالَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَّا يَلْتَفِتُ فِىْ صَلَاتِه فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ يَاْمُرُهٗ اَنْ يُّصَلِّىَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهٗ حَتّٰى قَامَ فِى الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِىْ صَلٰوتِكُمْ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّىَ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِىْ لِابْنِ اَبِىْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّىَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی۔ کہ قباء کے مقام پہ بنو عمرو بن عوف کے قبیلہ کے درمیان کوئی جھگڑا ہے۔ آپ صحابہ کرامؓ کی ایک

جماعت کے ہمراہ ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیر ہوگئی۔ ادھر نماز کا وقت ہوگیا۔ تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ اور فرمایا کہ اے ابوبکرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو روک دیئے گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ پس کیا آپ لوگوں کی امامت کرا دیں گے۔ فرمایا ہاں اگر تم لوگ چاہتے ہو۔ تو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے تکبیر پڑھی۔ تو حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے۔ اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ اس اثنا میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے تالی پیٹنا شروع کر دی۔ حضرت سہل راوی فرماتے ہیں کہ تصفیح کے معنی تالی بجانے کے ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی عادت تھی کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اِدھر اُدھر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بکثرت تالی بجائی تو متوجہ ہوئے۔ دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھاتے ہوئے معذرت بیان کی۔ پھر الٹے پاؤں پیچھے کو لوٹے۔ یہاں تک کہ صف میں آکر کھڑے ہوگئے۔ تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے لوگو تمہیں کیا ہوگیا۔ کہ جب تمہیں نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے تو تم تالی بجانا شروع کر دیتے ہو۔ حالانکہ تالی پیٹنے کا حکم تو عورتوں کے لئے ہے۔ سنو! تم میں سے جسے اپنی نماز میں کوئی معاملہ پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہا کرے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ جب میں نے آپ کو اشارہ کر دیا تھا تو پھر تجھے نماز پڑھانے سے کس چیز نے روکا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ ابوقحافہؓ کے بیٹے کے لائق نہیں ہے۔ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھائے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ رفع یدیہ فحمد اللہ الخ حمد تو اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اتنا بلند مرتبہ امامت کا تفویض ہوا۔ اور رفع یدین یہ محل ترجمہ ہے۔ جس سے امام بخاریؒ استنباط فرما رہے ہیں کہ رفع یدین اگرچہ دعا وغیرہ کے لئے غیر موضع میں ہو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ ما لابی بکر اس لئے نہیں فرمایا کہ اپنے نفس کو حقیر سمجھا۔

بَابُ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ۔ نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنے کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۱۴۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں۔ کہ نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو کوکھ پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ خصیر اگر خاصر سے ہے تو کوکھ کے معنی ہیں۔ اگر خصرہ سے ہے تو لاٹھی کے معنی ہیں اور خصر اختصار کے معنی میں بھی آتا ہے جو تطویل کی ضد ہے۔ امام نوویؒ کی رائے کے مطابق پہلے معنی صحیح ہیں کہ الذی یصلی ویدہٗ علی الخاصرۃ۔ وجہ ممانعت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ فعل یہود ہے یا مثل شیطان کے ہے یا یہ کہ ابلیس جنت سے اسی حالت میں نکلا تھا۔ یا یہ متکبرین کا شعار ہے یا استراحۃ لاہل النار ہے۔

بَابُ يُفَكِّرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ عُمَرُ اِنِّي لَاُجَهِّزُ جَيْشِي وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ۔ آدمی نماز میں کسی چیز کی فکر کرے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ نماز کی حالت میں اپنے لشکر کو جہاد کے لئے تیار کرتا رہتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۱۴۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الخ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا دَخَلَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاٰى مَا فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ بِسُرْعَتِهٖ فَقَالَ ذَكَرْتُ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يُّمْسِيَ اَوْ يَبِيْتَ وَهُوَ عِنْدَنَا فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے سلام پھیرا تو جلدی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی ایک بیوی کے پاس تشریف لے آئے۔ پھر واپس آ گئے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی آنے پر جو تعجب کے آثار قوم کے چہروں پر دیکھے تو فرمایا مجھے نماز کے اندر یاد آیا کہ سونے کا ایک ٹکڑا ہمارے پاس موجود ہے تو شام تک یا رات تک اس کا اپنے پاس رہنا میں نے پسند نہ کیا۔ اس لئے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دے کر آیا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۱۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ أَدْبَرَ فَإِذَا سَكَتَ أَقْبَلَ فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُوْلُ لَهُ اذْكُرْ مَالَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى قَالَ أَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَسَمِعَهُ أَبُوْسَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان شروع ہوتی ہے۔ تو شیطان پاد مارتا ہوا پیٹھ پھیر جاتا ہے تاکہ اذان کے الفاظ نہ سن پائے، جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو پھر واپس آتا ہے۔ پھر جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ پس جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو پھر آتا ہے۔ اور ہمیشہ آدمی کے ساتھ رہ کر کہتا رہتا ہے۔ فلاں چیز یاد کرو جو اسے یاد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کو ایسی نوبت پہنچے تو وہ بیٹھ کر دو سجدے سہو کے ادا کرے۔ اس کو ابو سلمۃ نے حضرت ابو ہریرۃ سے سنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ النَّاسُ أَكْثَرَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا أَدْرِيْ فَقُلْتُ أَلَمْ

تَشَهَّدُهَا قَالَ بَلٰى قُلْتُ لٰكِنْ اَنَا اَدْرِيْ قَرَأَ سُوْرَةَ كَذَا وَكَذَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ تو میں ایک آدمی سے ملا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ گذشتہ رات عشاء کی نماز میں آپؐ نے کون سی سورۃ پڑھی تھی۔ تو وہ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں۔ پس میں نے کہا۔ کیا تم حاضر نہیں تھے۔ کہنے لگا کیوں نہیں تھا۔ میں نے کہا۔ لیکن میں جانتا ہوں۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں سورۃ پڑھی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ما کان ینبغی لابن ابی قحافۃ الخ اس سے قرأۃ سے رکنے کی علۃ پر تنبیہہ فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ فرمانا یا تو اپنے آپ کو صغیر سمجھنے کی بنا پر تھا۔ کہ امامت ایک بہت بڑا منصب ہے۔ اور فضیلت کا موقع ہے۔ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں۔ یا اس وجہ سے کہ نماز کا معاملہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تبدیل ہوتا رہا۔ ان کو خوف تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ اب اس میں زیادتی یا کمی نہ کر دیں۔ اس لئے یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ یا اس سے دلیل پکڑی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیر کر پہلی صف تک پہنچ گئے۔ اگر آپؐ کا ارادہ میرے آگے رکھنے کا ہوتا تو وہیں پیچھے ٹھہر جاتے۔ صفوں کو نہ چیرتے۔ اس لئے پیچھے ہٹ گئے۔

ولکنہ یتوقف علی اولی مایحتملہ ان احتمالات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو حضرت صدیق اکبرؓ کے تاخر کا باعث بنے۔ کہ انہوں نے ادب کو ملحوظ رکھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آگے بڑھ کر فجر کی نماز پڑھا دی۔ وہ امتثال امر تھا۔ الامر فوق الادب۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فلقیت رجلا فقلت۔ حضرت ابوہریرہؓ پر تکثیر احادیث کا یہ اعتراض یا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا۔ جس کا انہوں نے جواب دیا۔ اور راجح یہی ہے۔ اگر لوگوں کا یہ اعتراض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ تو انہوں نے اپنے اس قصہ سے استدلال کیا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا۔ کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی فکر رہتی تھی۔ کہ میں ان میں تدبر اور تیقظ رکھتا جو اور لوگ نہیں

کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں احادیث زیادہ بیان کرتا ہوں۔ تو اس معنی کی بنا پر تلقیت کے معنی قد کنت لقیت کے ہوں گے۔ کہ آدمی سے مل کر یوں کہتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت ابوہریرہؓ پر اکثار احادیث کے اعتراض کے بارے میں کئی روایات نقل کی جاتی ہیں۔ اور اس کے اسباب بھی مختلف منقول ہیں۔ اس روایت باب میں جو سبب خود حضرت ابوہریرہؓ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ ان کو ضبط و اتقان ایسا شدید حاصل تھا۔ جو اوروں کو نہیں تھا۔ پس اس حدیث باب سے معلوم ہوا کہ آدمی نماز میں ہونے کے باوجود غیر امر صلوٰۃ میں مشغول ہو گیا۔ حتیٰ کہ سورۃ مقروءہ کو بھول گیا۔ اس سے ترجمہ کو ثابت کر دیا۔ کہ تفکرات سے نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ اور اثبات ترجمہ پر یوں بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہؓ افعال صلوٰۃ میں اپنی فکر کو مشغول رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو ضبط کر لیتے۔ بہرحال دونوں طرح سے ترجمہ ثابت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ اِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَرِيْضَةِ۔

ترجمہ۔ جب نمازی فرض نماز کی دو رکعتوں پر بھول کر کھڑا ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوٰتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ وَ نَظَرْنَا تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن بحینہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نماز کی دو رکعت پڑھائیں کھڑے ہو گئے التحیات کے لئے نہ بیٹھے۔ لوگ بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ تو آپؐ نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اور ہم سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے کہ آپؐ نے سلام پھیرنے سے پہلے تکبیر کہی۔ پھر بیٹھے بیٹھے دو سجدے کئے پھر سلام پھیر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تمام شراح بخاریؒ ابواب العمل کو باب سابق پر ختم کر دیتے ہیں۔ اور ابواب السہو کو مستقل قرار دیتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے باب سابق کا ثمرہ

ابواب السہو سے بیان فرمایا۔ کہ جب تفکرات کی وجہ سے نماز میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کا کرنا چاہیئے اس طرح ابواب العمل کتاب الجنائز پر جا کر ختم ہوں گے۔ ورنہ کتاب الجنائز سے پہلے دو باب ہیں۔ باب اذا کلم وہو یصلی۔ اور باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ۔ ان کا کوئی ربط نہیں ہوگا۔ میری توجیہ پر کوئی اشکال نہیں رہتا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُحَیْنَۃَ رض اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اثْنَتَیْنِ مِنَ الظُّہْرِ لَمْ یَجْلِسْ بَیْنَہُمَا فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِکَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن بحینہ رض فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ التحیات کے لئے نہ بیٹھے۔ جب نماز پوری کر لی۔ تو دو سجدے سہو کر کے اس کے بعد سلام پھیرا۔

بَابُ اِذَا صَلّٰی خَمْسًا

ترجمہ۔ جب چار کی بجائے پانچ رکعت پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّہْرَ خَمْسًا فَقِیْلَ لَہٗ اَزِیْدَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَا ذَاکَ قَالَ صَلَّیْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ رض فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھا دیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز میں اضافہ کیا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ تو راوی نے کہا۔ آپ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھ لی ہیں۔ آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کئے۔ اس طرح سہو کی تلافی ہو گئی۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ خطابی رح نے اس حدیث باب سے علماء احناف رح پر اعتراض کیا ہے۔ کہ شاید یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی چوتھی رکعت میں قدر التشہد نہیں بیٹھا اور پانچویں رکعت میں جا کر بیٹھا۔ تو احناف رح فرماتے ہیں اس کی نماز فاسد ہے۔ وہ نماز کو نئے سرے سے

پڑھے۔ اگر قعدہ اخیرہ کر لیا تھا تو ظہر اس کی تمام ہوگئی۔ پانچویں رکعت نفل ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے ساتھ چھٹی رکعت ضم کرے تاکہ صلوٰۃ بتیراء سے بچ جائے۔ پھر التحیات پر بیٹھ کر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کا بھی کرے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ لمعات میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایک قسم کی ہمارے علماء پر تعریض ہے۔ اور ایک قسم کی معذرت بھی ہے۔ کہ ان کو حدیث نہیں پہنچی۔ تاکہ مخالفت سنّت کا الزام عائد نہ ہو۔
شیخ دہلویؒ جواب میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں قعدہ اخیرہ کے ترک اور فعل کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ راجح اور اقرب یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قعدہ اخیرہ کو ترک نہیں کیا ہوگا کیونکہ وہ جواز صلوٰۃ کا رکن ہے۔ تو یہ حدیث فعل قعدہ اخیرہ کی صورت کے ساتھ مخصوص ہوگی اور سہو فی السلام ہوگا۔ رہ گیا ضم سادسہ تو وہ نہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن البتیراء کہ ایک رکعۃ نماز سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ضم سادسہ ہمارے نزدیک کوئی واجب نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اگر چھٹی رکعۃ نہ ملائے تو لاشیئ علیہ۔ صاحب بدائع اس کو ادنیٰ فرماتے ہیں۔

بعد ما سلّم پہلی دو حدیثوں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سجدہ سہو قبل سلام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد سلام ہے۔ جواز الامرین میں تو کوئی کلام نہیں البتہ شوافع کے نزدیک افضل قبل السلام ہے۔ احنافؒ کے نزدیک بعد از سلام افضل ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر سہو نقصان کی وجہ سے ہے تو قبل السلام ہو۔ زیادتی کی وجہ سے ہے تو بعد السلام ہو۔

بَابٌ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ فِي ثَلَاثٍ فَسَجَدَ سِجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُوْدِ الصَّلٰوةِ أَوْ أَطْوَلَ۔

ترجمہ۔ جب دوسری یا تیسری رکعت پر سلام پھیر دے تو نماز کے سجدہ کی طرح یا اس سے لمبے دو سجدے کرے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَقَصَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَحَقٌّ مَا يَقُوْلُ قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَاوَيْنِ ثُمَّ

سَجَدَ سِجْدَتَيْنِ قَالَ سَعْدٌ وَرَأَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى مِنَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى مَا بَقِيَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی ۔ پس سلام پھیر دیا ۔ تو ذوالیدین نے آپؐ سے کہا ۔ یا رسول اللہ کیا نماز میں کمی کر دی گئی ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا ۔ کیا ذوالیدین جو کچھ کہتا ہے حق ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہاں حق ہے ۔ پھر دو رکعتیں اور پڑھیں پھر دو سجدے کئے ۔ سعدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عروہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے مغرب کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا ۔ پھر کلام بھی کیا پھر باقی نماز پڑھی اور دو سجدے کئے اور فرمایا کہ اس طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ شاید ان کو نسخ کلام والی حدیث نہیں پہنچی ہو گی ۔ اسی لئے انہوں نے کلام کیا ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس کلام کا دارو مدار احنافؒ کے مسلک پر ہے ۔ کیونکہ ان کے نزدیک ہر قسم کا کلام نماز کے لئے مفسد ہے ۔ شیخ نے کوکب میں تفصیل کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے ۔ کہ جس شخص نے جانتے ہوئے جان بوجھ کر بغیر ارادہ اصلاحِ نماز کے نماز میں کلام کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ۔ البتہ بعض انواع کلام میں اختلاف ہے ۔ امام احمدؒ سے مختلف روایات ہیں ۔ ایک روایت احنافؒ کے موافق ہے ۔ کہ کلام مطلقاً مفسدِ صلوٰۃ ہے ۔ شوافعؒ کلام عمد کو خواہ وہ اصلاحِ صلوٰۃ کے لئے کیوں نہ ہو مفسدِ صلوٰۃ قرار دیتے ہیں ۔ قلیل کلام ناسیًا یا سبقت لسانی کے طور پر مفسدِ صلوٰۃ نہیں ہے ۔ اور مالکیہؒ کے نزدیک وہ کلام جو اصلاحِ صلوٰۃ کے لئے ہو مفسد نہیں ہے ۔ اگرچہ عمدًا بھی ہو ۔

بہرحال علامہ عینیؒ نے حدیث باب کی شرح میں لکھا ہے کہ کلام کرنا اور مسجد سے نکل جانا وغیرہ امور سب منسوخ ہو چکے ہیں ۔ آج اگر کوئی شخص ان کو کرے گا تو اس کی نماز باطل ہو گی ۔ اور دلیل میں انہوں نے امام طحاویؒ کی وہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ ذی الیدین کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کے بعد جب ایسا حادثہ پیش ہوا تو انہوں نے اس کے برعکس عمل کیا۔ وہ بھی صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں جس پر کسی نے نکیر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ سب کے نزدیک کلام اور خروج وغیرہ کا نسخ ثابت ہو چکا تھا۔ تو حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو حضرت عروہ کے قول کی توجیہ بیان فرمائی ہے۔ کہ انہیں نسخ کلام فی الصلوٰۃ کا علم نہیں تھا۔ یہ مسلک احناف کے مطابق جواب دیا ہے۔ اور جو لوگ کسی قسم کے کلام کو نماز میں مباح سمجھتے ہیں۔ وہ اس کو اس مباح پر محمول کریں گے۔

بَابُ مَنْ لَمْ یَتَشَهَّدْ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ اَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَ لَمْ یَتَشَهَّدَا وَقَالَ قَتَادَةُ لَا یَتَشَهَّدُ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو سجدہ سہو میں التحیات نہیں پڑھتا۔ چنانچہ حضرت انسؓ اور حسن بصریؒ سجدہ سہو کے بعد التحیات نہیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت قتادہؒ نے بھی فرمایا کہ التحیات نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَیْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُوالْیَدَیْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّی اثْنَتَیْنِ اُخْرَیَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھ کر پھر کر بیٹھ گئے۔ تو حضرت ذوالیدینؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کمی کر دی گئی یا آپؐ بھول گئے۔ آپؐ نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا ذوالیدینؓ نے سچ کہا۔ لوگوں نے جواب دیا ہاں! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر دوسری دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر سلام پھیرا۔ تکبیر کہی۔ سجدہ سہو کیا اپنے عام سجدہ کی طرح یا اس سے لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا۔

تشریح از قاسمی۔ ثم رفع ای من السجدتین سے امام بخاریؒ نے ترجمہ ثابت کیا ہے۔ کیونکہ بظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس صورت میں تشہد نہیں پڑھا۔ لیکن

علامہ عینیؒ نے ابو داؤد۔ترمذی اور نسائی کی روایات نقل کی ہیں۔جن میں ہے۔ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ تَشَہَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ اور کہا کہ یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ عَلْقَمَۃَ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّہْوِ تَشَہُّدٌ فَقَالَ لَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضہ۔

ترجمہ۔حضرت سلمہ بن علقمہ فرماتے ہیں۔کہ میں نے حضرت محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا سجدہ سہو میں تشہد ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرۃؓ کی حدیث میں نہیں ہے۔اس سے مفہوم ہوا کہ غیر ابی ہریرۃؓ میں تشہد ہے۔چنانچہ عمران بن حصینؓ کی روایت ترمذی، نسائی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

بَابُ مَنْ یُّکَبِّرُ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّہْوِ

ترجمہ۔سجدہ سہو میں تکبیر کہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضہ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَکْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّھَا الْعَصْرُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰی خَشْبَۃٍ فِیْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَیْھَا وَفِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فَھَابَاہُ اَنْ یُّکَلِّمَاہُ فَخَرَجَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ وَرَجُلٌ یَّدْعُوْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَا الْیَدَیْنِ فَقَالَ اَنَسِیْتَ اَمْ قُصِرَتْ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قَالَ بَلٰی قَدْ نَسِیْتَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ فَکَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَہٗ فَکَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ فَکَبَّرَ۔

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں۔کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی۔محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی۔دو رکعت پڑھا کر آپؐ نے سلام پھیر دیا۔مسجد کی اگلی طرف لکڑی کا سہارا لے کر کھڑے ہوگئے۔

اور اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اس جماعت میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ جو آپ کے ساتھ کلام کرنے سے مرعوب (ہیبت زدہ) ہو گئے۔ جلد باز لوگ تو مسجد سے نکل گئے۔ جنہوں نے سمجھا کہ نماز میں کمی کر دی گئی۔ لیکن ان میں ایک آدمی تھا جس کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ وہ بولا کہ آپؐ بھول گئے یا نماز میں کمی ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہ تو میں بھولا اور نہ ہی نماز میں کمی ہوئی۔ اس نے کہا کیوں نہیں آپؐ بھول گئے۔ بہرحال آپؐ نے دو رکعت اور پڑھیں۔ کہ سلام پھیرا تکبیر کہی عام عادت کے مطابق سجدہ کیا۔ یا اس سے لمبا سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

حدیث نمبر ۱۱۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيْفِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَّهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي التَّكْبِيْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن بحینہؓ اسدی جو بنی عبدالمطلب کے حلیف ہیں فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ حالانکہ ابھی آپؐ کا جلوس تشہد باقی تھا۔ جب اپنی نماز پوری کر چکے تو دو سجدے کئے ہر سجدہ میں تکبیر کہتے تھے۔ یہ سب کچھ سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھ کر تھا۔ لوگ بھی جو جلوس بھول گئے اس کی جگہ انہوں نے بھی آپؐ کے ساتھ دو سجدے کئے۔ ابن جریج نے ابن شہاب سے تکبیر میں ان کی متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ سلام کے بعد سجود سہو میں یہ اختلاف ہے کہ آیا اس کے لئے تکبیرۃ احرام شرط ہے یا وہی تکبیر سجود کافی ہے۔ جمہور تو فرماتے ہیں وہ تکبیر کافی ہے۔ ظاہر احادیث کا یہی تقاضا ہے۔ البتہ امام مالکؒ نے اس میں تو اختلاف نہیں کیا کہ بعد سجود سہو سلام واجب ہے۔ لیکن اس کے لئے تکبیر احرام ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ ثم سلم ثم کبر ثم سجد۔ کیونکہ ثم تراخی کو چاہتا ہے۔ اگر یہ تکبیر للسجود ہوتی تو اس کے ساتھ ہوتی۔ مگر کہا

جائے گا۔ کہ یہ تو تصرف رواۃ ہے۔ ورنہ ایک روایت میں ہے۔ ثم سلم ثم کبر وسجد تو داؤ مصاحبت کی ہے جو معیت کو چاہتی ہے۔ اس لئے علیحدہ اس کے لئے کوئی تکبیر احرام نہیں ہے۔ نیز ابن جریج سے جو الفاظ منقول ہیں وہ ہیں۔ کبر فسجد ثم کبر فسجد ثم سلم۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ تین یا چار تو وہ بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۴۔ **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ أَنْ يَّدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے۔ تو شیطان گوز مارتا ہوا پیٹھ دے کر بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن پائے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو وہ پھر آتا ہے۔ پس جب نماز کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دے کر بھاگتا ہے۔ جب تکبیر پوری ہو جاتی ہے پھر آکر وہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے فلاں اور فلاں کو یاد کرو۔ جو چیزیں انسان کو یاد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ آدمی اس طرح ہو جاتا ہے کہ نہیں جانتا اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی نہ جانے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار۔ تو وہ بیٹھ کر دو سجدے سہو کے ادا کرے۔

تشریح از قاسمی۔ اس روایت میں محل سجود کی تعیین نہیں۔ البتہ دار قطنی نے

مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اِذَا سَہٰی احدکم فلم یدر ازاد اَوْ نقص فلیسجد سجدتین
اب مراد حدیث میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصری و دیگر حضرات ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ جب نمازی کو شک گزرے اسے معلوم نہیں کہ زیادتی کی یا نقصان کیا تو اس پر
صرف دو سجدے سہو کے لازم ہیں۔ مگر ائمہ اربعہ فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی کو شک گزرے تو اسے
یقین پر بنا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ مسلم کی روایت ہے۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْد قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمْ یَدْرِكَمْ
صَلّٰی ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا فَیَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَا اسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ
سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ۔ ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب
تم میں سے کسی ایک کو اپنی نماز میں شک آجائے۔ کہ اسے نہیں معلوم تین پڑھیں یا چار تو شک کو
پھینک دے اور جس پر یقین ہے اس پر بنا کرے اور دوسری حدیث امام بخاریؒ نے باب التوجہ
نحو القبلہ میں نقل فرمائی ہے۔ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ
فَلْیُتِمَّ علیہ ثم یسلّم ثمّ یسجد سجدتین تو یہ قولی حدیث بھی تحری یعنی یقین
حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

بَابُ السَّهْوِ فِی الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ وَسَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ وِتْرِہٖ

ترجمہ۔ باب ہے کہ فرض اور نفل میں سہو ہو جائے تو سب کا ایک حکم ہے۔ حضرت ابن
عباسؓ نے اپنی وتر کی نماز کے بعد دو سجدے کئے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ جَاءَ
الشَّیْطَانُ فَلَبَسَ عَلَیْهِ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْیَسْجُدْ
سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس پر خلط ملط کر دیتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی جب کوئی ایسی حالت پائے تو بیٹھ کر دو سجدے کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ابن عباسؓ کے اثر کو امام بخاریؒ اس بات کو بتلانے کے لئے لایا ہے کہ سجود سہو فرض کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فرض۔ سنت اور نفل سب کو شامل ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اثر ترجمہ کے مطابق اس طور پر ہوگا کہ ابن عباسؓ وتر کو سنت سمجھتے تھے۔ بایں ہمہ انہوں نے اس میں سجدہ سہو ادا کیا۔ ابن سیرین۔ قتادہ اور عطاء فرماتے ہیں کہ نافلہ میں سجدہ سہو نہیں ہے۔ بہرحال جمہور ائمہ قدیماً حدیثاً فرض اور نفل میں فرق نہیں کرتے۔ اور حدیث باب میں اگرچہ صراحۃ نہیں ہے۔ مگر امام بخاریؒ نے اِذَا صَلّٰی سے استدلال کیا۔ وھو اعم ان تکون فریضۃ او نافلۃ۔

بَابُ اِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَاسْتَمَعَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس سے نماز پڑھتی حالت میں بات کی جائے تو وہ ہاتھ سے اشارہ کرے اور کان لگا کر بات سنے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْهَرَ اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَّسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا اِنَّا اُخْبِرْنَا اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّكُنْتُ اَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَاَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّوْنِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ اِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْهِمَا حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ بِجَنْبِهٖ قُوْلِيْ لَهٗ تَقُوْلُ

لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ رض يَا رَسُوْلَ اللهِ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخِرِيْ عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِيْ أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهٗ أَتَانِيْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباس ۔ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن ازہر نے حضرت کریب رض کو حضرت عائشہ صدیقہ رض کے پاس بھیجا ۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کی طرف سے ان پر سلام پڑھو ۔ اور ان سے ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھو ۔ جو عصر کی نماز کے بعد ہیں ۔ اور ان سے کہو کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ ان کو پڑھتی ہیں ۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں یہ پہنچا ہے کہ وہ ان سے منع کرتے تھے ۔ اور ابن عباس رض نے مزید برآں یہ بھی کہا کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رض کے ہمراہ لوگوں کو اس سے روکنے کے لئے پیٹا کرتا تھا ۔ بہرحال کریب رض فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رض کے پاس پہنچا اور ان کو وہ پیغام پہنچایا جس کے لئے انہوں نے مجھے بھیجا تھا ۔ تو انہوں نے فرمایا ۔ حضرت ام سلمہ رض سے پوچھو ۔ میں نے واپس آکر ان کو ان کی بات کی خبر دی ۔ تو انہوں نے مجھے ام سلمہ رض کی طرف بھی اسی پیغام کے ساتھ واپس کیا ۔ جیسے انہوں نے مجھے حضرت عائشہ رض کی طرف بھیجا تھا ۔ بہرحال حضرت ام سلمہ رض نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا وہ اس سے منع فرماتے تھے ۔ پھر عصر پڑھنے کے بعد میں نے آپ ؐ کو دو رکعت پڑھتے دیکھا ۔ پھر آپ ؐ میرے پاس تشریف لائے ۔ تو انصار کے قبیلہ بنی حرام کی کچھ عورتیں میرے پاس بیٹھی تھیں ۔ پس میں نے آپ ؐ کی طرف ایک لڑکی بھیجی جس سے میں نے کہا کہ آپ ؐ کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو جاؤ ۔ اور آپ ؐ سے کہو کہ حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ آپ ؐ تو ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے روکا کرتے تھے اور اب میں آپ ؐ کو پڑھتے دیکھ رہی ہوں ۔ پس اگر آپ ؐ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا چنانچہ لڑکی نے ایسا کیا ۔ آپ ؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا ۔ وہ آپ ؐ سے پیچھے ہٹ گئی ۔ جب آپ ؐ نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا کہ اے ابو امیہ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں مجھ سے سوال کیا ہے ۔ بات یہ ہوئی کہ عبدالقیس قبیلہ کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے ۔ انہوں

نے مجھے ان دو رکعتوں سے روک دیا جو ظہر کے بعد پڑھی جاتی ہیں پس یہ وہی دو رکعت ہیں۔ تشریح از شیخ گنگوہیؒ
قومی تجنیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے فراغت تک اسلئے نہ چھوڑا کہ ایک تو تحصیل علم کی طرف جلدی جلدی کرنا تھا۔ دوسرے خطرہ تھا کہ کہیں فراغت کے بعد کہیں سوال کرنا بھول نہ جائے اور میرا گمان یہ بھی ہے کہ یہ معاملہ دو حال سے خالی نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نسیاناً پڑھا تو جب انہوں نے یاد دلایا تو رک گئے۔ یہ حکم منسوخ ہو چکا تھا۔ دوران نماز مبادرت یعنی جلدی اسلئے کی گئی۔ کہ آپؐ کو نہی یاد دلائی جائے تاکہ آپؐ اس سے رک جائیں۔ جب کہ آپؐ اس کو سہواً پڑھ رہے ہوں۔ تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے لطیف طور پر تنبیہ فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کیوں نہ کیا گیا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کے استفسار کا یہ فائدہ ہوا کہ وہ اس کو نسیان پر محمول کر رہی تھیں یا نسخ پر یا خصوصیات پر تو تیسری بات وقوع پذیر ہوئی کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ تشریح از قاسمیؒ۔ ففعلت الجارية۔ اس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ مصلی نماز میں غیر کا کلام سن سکتا ہے اس سے نماز میں کوئی خلل نہ ہوگا اور ترجمہ کا جزء اشارہ بیدہ سے ثابت ہوا کہ اگر مصلی نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرے تو اسکی نماز باطل نہ ہوگی باقی جمہور جو اسکو آپؐ کے خصائص پر محمول کرتے ہیں اسکی دلیل وہ حدیث ہے جسمیں وارد ہے کہ قال امرت بہا۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ آپؐ کی یہ بات عورت نے بیان کی ہے وہ حجت نہیں [حاشیہ کا متن جزوی طور پر ہی پڑھا جا سکا]

بَابُ الْاِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ۔ نماز کے اندر اشارہ کرنا۔

قَالَهُ كُرَيْبٌ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:۔ اسکو حضرت ام سلمہؓ کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الخ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ اَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ اُنَاسٍ مَعَهُ فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ بِلَالٌ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَاَقَامَ بِلَالٌ وَتَقَدَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ

حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِی التَّصْفِیْقِ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ لَا یَلْتَفِتُ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلَمَّا اَکْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ فَرَفَعَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَیْہِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَرَجَعَ الْقَہْقَرٰی وَرَآءَہٗ حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَآ اَیُّہَا النَّاسُ مَالَکُمْ حِیْنَ نَابَکُمْ شَیْئٌ فِی الصَّلٰوۃِ اَخَذْتُمْ فِی التَّصْفِیْقِ اِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَابَہٗ شَیْئٌ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لَا یَسْمَعُہٗ اَحَدٌ حِیْنَ یَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِلَّا الْتَفَتَ یَآ اَبَا بَکْرٍ مَّا مَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّیَ لِلنَّاسِ حِیْنَ اَشَرْتُ اِلَیْکَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَّا کَانَ یَنْبَغِیْ لِاِبْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں کوئی جھگڑا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے ہمراہ ان میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ کو دیر لگ گئی اور ادھر نماز کا وقت ہو گیا۔ تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے۔ اور ان سے عرض کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیر ہو گئی اور نماز کا وقت ہو گیا کیا آپ لوگوں کی امامت کرائیں گے۔ فرمایا ہاں۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بلالؓ نے تکبیر کہی۔ حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھ کر لوگوں کے لئے تکبیر کہی۔ تو اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں چلتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالی پیٹنا شروع کر دی۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی نماز میں ادھر اُدھر توجہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت کیا تو متوجہ ہوتے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ بھی فرمایا جس سے آپؐ ان کو نماز پڑھانے کا حکم دے رہے تھے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور پیچھے کو الٹے پاؤں لوٹے۔ یہاں تک کہ صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ پس

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے لوگوں کو نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تمہیں کوئی حادثہ نماز میں پیش آجائے تو تالی بجانا شروع کر دیتے ہو۔ تالی بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔ ہاں جب کسی کو نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے۔ اس لئے کہ جو شخص بھی سبحان اللہ کہتا ہوا سنے گا۔ تو ضرور متوجہ ہو گا۔ اے ابو بکرؓ! تجھے کس چیز نے لوگوں کو نماز پڑھانے سے روکا۔ جب کہ میں نے آپ کو اشارہ بھی کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ابن ابی قحافہؓ کو لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ آپؐ کا یہ اشارہ ابو بکر صدیقؓ کو اس وقت تھا جب کہ آپؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز میں شروع ہو چکے تھے۔ اس سے ترجمہ صحیح ہو جائے گا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اشرت الیک سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اشارہ تو آپ کا تحریمۂ صلوٰۃ سے پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ اَخَذَ النَّاسُ فِى التَّصْفِيْقِ سے ترجمہ ثابت ہو گا کہ تصفیق حرکت بالید سے ہوتی ہے۔ جیسے اشارہ بالید ہوتا ہے۔ آپ کا متوجہ ہونا غیر کے کلام کی طرف کان لگانا۔ یہ سب اشارہ کے معنی میں ہیں۔ غرضیکہ حافظؒ نے جس قدر دلائل پیش کئے ہیں۔ ان میں یہ تصریح نہیں ہے۔ کہ آپؐ نے یہ اشارہ قبل از تحریمہ کیا ہے۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے جو اختیار کیا ہے۔ شیخ محمد حسن مکیؒ نے بھی اسی پر جزم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ وکانت الاشارۃ فی الصلوٰۃ وانہ علیہ السلام اِقْتَدٰى بِاَبِىْ بَكْرٍ وَدَخَلَ فِى الصَّلٰوةِ۔

حدیث نمبر ۱۱۵۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهِىَ تُصَلِّىْ قَائِمَةً وَالنَّاسُ قِيَامٌ فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَىْ نَعَمْ۔

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنی بہن حضرت عائشہؓ کے پاس آئی جب کہ وہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اور لوگ بھی کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے۔ تو اس نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ قدرت کی نشانی ہے۔ تو اس نے پھر بھی اپنے سر

سے اشارہ کرکے کہا۔ کہ ہاں قدرت کی نشانی ہے۔

تشریح از قاسمی۔ یہ حدیث بھی ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جو کئی مرتبہ گذر چکی ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ ثابت کرنا ہے۔ کہ نماز میں اشارہ ہاتھ سے ہو یا سر سے۔ بہر صورت نماز باطل نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ۱۱۵۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ الخ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِہٖ وَھُوَ شَاکٍ جَالِسًا وَّصَلّٰی وَرَآءَہٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْھِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی جب کہ آپؐ بیمار تھے۔ قوم نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ تو ان کو اشارہ کیا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ جب نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب کہ وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ۔

تشریح از قاسمی۔ یہ حدیث بھی کئی مرتبہ گذر چکی ہے۔ جو مرض الوفات کی حدیث سے منسوخ ہے۔ اور اشار الیھم سے امام بخاریؒ نے ترجمہ ثابت کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تصفیق اشارہ بالید و اشارہ بالراس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

کِتَابُ الْجَنَائِزِ

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْجَنَائِزِ

ترجمہ۔ جنائز کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔ اس کا بیان ہے۔

جنائز جمع ہے جنازہ کی۔ بالفتح و بالکسر بالفتح میت کو کہا جاتا ہے۔ اور جنازہ بالکسر اس نعش کو کہتے ہیں جس پر میت کو رکھا جاتا ہے۔ جنز کے معنی ستر کے ہیں۔ اہل فن کا اختلاف ہے کہ موت وجودی ہے یا عدمی۔ جو وجودی کہتے ہیں۔ وہ خلق الموت والحیوٰة سے استدلال کرتے ہیں جو عدمی کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ خلق بمعنی قدر کے ہے۔ پھر جو لوگ اسے وجودی کہتے ہیں ان میں پھر اختلاف ہے کہ موت جوہر ہے یا عرض ہے۔ درمختار میں ہے۔ الموت صفة وجودیہ خلقت ضد الحیاة۔ اور بعض نے اسے صفت عدمیہ کہا ہے۔ بہرحال اوجز میں اس کی تفصیل ہے۔ پھر یہ ہے کہ نماز جنازہ مدینہ منورہ میں سن پہلی ہجری میں شروع ہوئی۔ جو شخص مکہ مکرمہ میں مرا اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ اور یہ بھی کہ نماز جنازہ اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْجَنَائِزِ وَمَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔ کہ من کان آخر کلامہ کا عطف الجنائز پر ہے۔ جو بمنزلہ تفسیر کے ہے تو معنی ہوں گے باب ما جاء فی من کان آخر کلامہ۔ بعض نے کہا کہ من کان آخر کلامہ سے ابوداؤد کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اس حدیث کی جزا محذوف ہے۔ دخل الجنة۔

تشریح شیخ زکریا۔ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ کو احادیث باب کی شرح قرار دیا ہے۔ اور احادیث باب کو من کان آخر کلامہ پر محمول کیا ہے۔ جس کا طریق یہ ہے کہ لا یشرک باللہ

کو توحید قولی سے کنایہ قرار دیا جائے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جس کی موت توحید باللسان سے مقارن ہو گی وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور وہ مقارنت یہ ہے کہ اس کا آخری کلمہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ ہو۔ لیکن اس تاویل پر یہ لازم آئے گا جو مشرک نہ ہو۔ لیکن جاحد نبوت ہو۔ وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ لا یشرک باللہ شیئاً سے مطلق کفر کی نفی مراد لی جائے۔ اور یہ بھی مخفی نہ رہے۔ کہ مصنفؒ کے فہم کے مطابق دخول جنۃ کو دخول ابتدائی پر محمول کیا جائے۔ تاکہ عصاۃ مومنین اس سے خارج نہ ہوں۔

وَقِيلَ لِوَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ أَلَيْسَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ ۔

ترجمہ۔ حضرت وہب بن منبہؒ سے کہا گیا کہ کیا لا الٰہ الخ یہ جنت کی چابی نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن کوئی چابی ایسی نہیں جس کے دندانے نہ ہوں۔ پس اگر تو دندانوں والی چابی لائے گا۔ تو تیرے لئے دروازہ کھلے گا۔ ورنہ نہیں کھلے گا۔ اور اسنان سے وہ قواعد مراد ہیں۔ جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔

اگرچہ بغیر حساب و کتاب کے محض فضل اور عفو کے ذریعہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں داخل ہے۔ لیکن اعمال علامات اور دلائل ہیں۔ ہم نے تو ان کے مطابق حکم لگانا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۰ ۔ **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ الخ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي أَوْ قَالَ بَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور اس نے مجھے خبر دی یا خوشخبری سنائی۔ کہ میری امت میں سے جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا تھا۔ تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا۔ اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔

اگرچہ زنا اور چوری بھی کرے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اس حال میں مرگیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس حال میں مرگیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرتا تھا۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ لایشرک باللہ شیئاً سے یہی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد ہے۔ جس کے ذریعہ ترجمہ سے مطابقۃ ہو جائے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قلت انا الخ عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ کہنا مفہوم مخالف کے طور پر نہیں ہے۔ بلکہ معنی حدیث کے لازم کو بیان کرنا ہے۔ کیونکہ مشرک کا جہنم میں داخل ہونا مستلزم ہے۔ کہ مومن اس میں داخل نہ ہو۔ کیونکہ جنت اور نار کے سوا کوئی اور دار ہے نہیں۔ لہٰذا لازم آیا کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ لیکن یہ ابھی تک واضح نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بہتر یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ کی روایت کو من کان آخر کلامہ پر محمول کیا جائے۔ تاکہ اشکال زائل ہو جائے۔ کیونکہ عصاۃ مومنین بھی جنت میں داخل ہوں گے۔ تو کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے یہ حکم انتفار مسبب بانتفار سبب سے سمجھا کہ جب شرک منتفی ہوگیا تو دخول نار بھی منتفی ہوگا۔ جب دخول نار منتفی ہوا تو دخول جنت لازم آگیا۔ کیونکہ ان دو کے سوا کوئی اور دار ہے نہیں۔ اور اصحاب اعراف کا استثنار عموم سے معلوم ہی ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

ترجمہ۔ جنازے کے پیچھے چلنے کا حکم بیان کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۲ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رض قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ

وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ ۔

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے روکا۔ جن سات کا حکم دیا۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۔ جنازے کے پیچھے چلنا۔ ۲۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ ۳۔ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا۔ ۴۔ مظلوم کی مدد کرنا۔ ۵۔ قسم کا پورا کرنا۔ ۶۔ سلام کا جواب دینا۔ ۷۔ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔ اور جن سات سے منع فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۔ چاندی کے برتن استعمال کرنا۔ ۲۔ سونے کی انگوٹھی پہننا۔ ۳۔ ریشم۔ ۴۔ ابریشم۔ ۵۔ قسّی بستی کے بنے ہوئے ریشم کے کپڑے۔ ۶۔ گاڑھا ریشم۔ بتاکیداً اور اہتمام کیلئے ریشم کی سب قسمیں ذکر کر دی گئیں۔ اور حدیث میں ساتویں چیز کو ساقط کر دیا۔ جس کا ذکر کتاب الاشربہ میں ہے۔ وہ رکوب المیاسر ہے۔ یعنی ریشمی زین پہ سوار ہونا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ وَتَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے ہیں۔ مسلمان کے مسلمان پہ پانچ حق ہیں۔ ۱۔ سلام کا جواب دینا۔ ۲۔ بیمار پرسی کرنا۔ ۳۔ جنازہ میں حاضر ہونا۔ ۴۔ دعوت کا قبول کرنا۔ ۵۔ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اتباع الجنائز کے معنی عام طور پہ شراح نے جنازے کے پیچھے چلنے کے کئے ہیں۔ جو احنافؒ کے نزدیک افضل ہے اور شوافعؒ کے نزدیک آگے چلنا افضل ہے حنابلہؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ مالکیہؒ کے تین اقوال ہیں۔ مشہور مذہب ان کا بھی یہی ہے جو احنافؒ کا ہے۔ بہرحال یہ معنی مراد لینا اس جگہ میرے نزدیک صحیح نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ابھی تک تو نہ میت کا غسل دیا گیا یا نہ کفن دیا گیا۔ اتباع کا حکم کیسے صحیح ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ فضل

اتباع الجنائز کا باب غسل کفن اور صلوٰۃ جنازہ کے بعد آرہا ہے۔ تو پھر تکرار لازم آئے گا۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے۔ کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے۔ کہ میت کی تجہیز وتکفین اور نماز کا اہتمام کرنے میں جلدی کی جائے بلکہ جلدا سے قبر تک پہنچایا جائے۔ اور اپنی عادت کے مطابق امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے ابو داؤد کی اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جس میں حضرت طلحہؓ بن البراء کی عیادت کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا میں ان پر موت کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ جب مر جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ اور جلدی کرنا۔ کیونکہ کسی مسلمان کی نعش کو ان کے اہل وعیال کے درمیان نہیں روکنا چاہیئے۔ اس لئے فقہاء نے تجہیز وتکفین اور تدفین میں جلدی کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ تاکہ وہ تغیر وتبدل سے محفوظ ہو جائے۔ اور ابن عمرؓ کی روایت کو طبرانی نے نقل کیا ہے۔ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْہُ وَاسْرِعُوْا بِہٖ اِلٰی قَبْرِہٖ الحدیث۔ یعنی جب تم میں سے کسی ایک کی موت آجائے تو اس کو روکے نہ رکھو بلکہ جلدی اس کو قبر تک پہنچاؤ۔

بَابُ الدُّخُوْلِ عَلَی الْمَیِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ اِذَا اُدْرِجَ فِیْ اَکْفَانِہٖ

ترجمہ۔ مرنے کے بعد میت کے پاس جانا جب کہ وہ اپنے کفنوں میں داخل کر دیا گیا ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۶۴۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ اَنَّ عَائِشَۃَؓ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْہُ قَالَتْ اَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی فَرَسِہٖ مِنْ مَّسْکَنِہٖ بِالسُّنْحِ حَتّٰی نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ یُکَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی عَائِشَۃَؓ فَتَیَمَّمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسَجًّی بِبُرْدِ حِبَرَۃٍ فَکَشَفَ عَنْ وَّجْھِہٖ ثُمَّ اَکَبَّ عَلَیْہِ فَقَبَّلَہٗ ثُمَّ بَکٰی فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ اَمَّا الْمَوْتَۃُ الَّتِیْ کُتِبَ اللّٰہُ عَلَیْکَ فَقَدْ مُتَّھَا قَالَ اَبُوْ سَلَمَۃَ فَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ یُکَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَاَبٰی فَقَالَ اجْلِسْ فَاَبٰی فَتَشَھَّدَ اَبُوْبَکْرٍؓ فَمَالَ اِلَیْہِ النَّاسُ وَتَرَکُوْا عُمَرَؓ

فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلَى الشَّاكِرِيْنَ وَ اللّٰهِ لَكَاَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يَسْمَعُ بَشَرٌ اِلَّا يَتْلُوْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی جاگیر جو سنح کے مقام پر تھی۔ اپنے مسکن سے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ گھوڑے سے اترتے ہی مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے کچھ کلام نہ کیا۔ سیدھے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں پہنچے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا۔ آپؐ سرخ رنگ کی دھاری دار چادروں میں لپٹے ہوئے تھے۔ چادر ہٹا کر چہرہ کھولا۔ آپؐ کو جھک کر بوسہ دیا۔ رو پڑے۔ اور فرمایا اے اللہ کے نبی میرا باپ آپؐ پر قربان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپؐ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ پس یہ موت جو آپؐ پر لکھی تھی۔ وہ موت تو آپؐ مر لئے۔ ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھے بتلایا کہ حضرت ابوبکرؓ حجرہ عائشہؓ سے باہر آئے۔ تو حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ ان سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کو چھوڑ کر منبر پر پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھا تو لوگ آپ کی طرف مائل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو انہوں نے چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اما بعد کے بعد فرمایا۔ تم میں سے جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ اور جو شخص اللہ بزرگ و برتر کی عبادت کرتا ہے۔ تو اللہ زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے رسول ہی ہیں۔ آپؐ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ شاکرینؐ تک آیت کو پڑھا۔ اللہ کی قسم گویا کہ لوگوں نے یہ جانا ہی نہیں تھا۔ کہ اللہ نے یہ آیت بھی اتاری ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکرؓ نے اسے تلاوت کیا تو لوگوں نے انہیں سے اس کو لیا۔ پس اب تو جو انسان بھی اسے سنتا تھا وہ اسی آیت کی تلاوت کرتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ اُمَّ الْعَلَاءِ اِمْرَأَةً

مِنَ الْاَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَاَنْزَلْنَاهُ فِيْ اَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ اَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُّكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا اُزَكِّيْ اَحَدًا بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

ترجمہ۔ حضرت امّ العلاءؓ جو انصار کی ایک عورت تھی جنہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ خبر دیتی ہیں۔ کہ مہاجرین کو انصار میں قرعہ کے ذریعہ تقسیم کیا گیا تھا۔ ہمارے حصہ میں حضرت عثمان بن مظعون آئے۔ ہم نے انہیں اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا۔ وہ بے چارے ایسے بیمار ہوئے کہ اس بیماری میں ان کی وفات ہوگئی۔ جب ان کی وفات ہوئی تو انہیں غسل دیا گیا۔ اور اپنے کپڑوں میں کفنایا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں نے کہا۔ کہ اے ابو سائب تجھ پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں تیرے لئے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالے نے تجھے عزت والا بنایا۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالے نے اسے عزت والا بنایا ہے۔ تو میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میرا باپ آپؐ پر قربان ہو۔ اگر یہ اکرام والا نہیں تو پھر کس کو اللہ تعالے اکرام و اعزاز والا بنائے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ لیکن بے شک اس پر موت واقع ہو چکی۔ اللہ کی قسم میں بھی اللہ تعالے سے اس کے لئے خیر کی امید کرتا ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ وہ فرماتی ہیں اس کے بعد اللہ کی قسم میں نے کبھی کسی کو پاکیاز نہیں بتایا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ ... سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ اَبِيْ جَعَلْتُ اَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَّجْهِهٖ اَبْكِيْ وَيَنْهَوْنِيْ

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِينَ اَوْلَا تَبْكِيْنَ فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب میرے باپ شہید ہو گئے تو میں ان کے چہرہ سے کپڑا کھول کر رونے لگا۔ لوگ مجھے روکتے تھے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہیں منع کرتے تھے۔ میری پھوپھی فاطمہؓ بھی رونے لگی۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اس کو روتے ہو اس کو مت روؤ۔ کیونکہ فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ تم نے ان کے جنازے کو اٹھا لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ مَا يُفْعَلُ بِي الخ اس میں علم تفصیلی کی نفی ہے۔ جو انعامات اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے تیار رکھے ہیں۔ یا نفی ان حوادث اور مصائب کی ہے جو دنیا میں آپؐ کو پیش آئیں گے۔ خلاصہ آپؐ کے ارشاد کا یہ ہے۔ کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ مجھے علم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ باقی حضرت امّ العلاء پر جو آپؐ نے انکار فرمایا وہ حکم قطعی کے بارے میں تھا اور ادب کی تعلیم تھی۔ ورنہ قرائن سے جو چیز ظاہر ہو اس پر حکم لگانا جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سورہ احقاف کی آیت کی موافقت میں ہے۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اور یہ سورہ فتح کی آیۃ لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کے نزول سے قبل کا واقعہ ہے۔ اور کئی اخبار میں صراحۃً ہے۔ انا اول من دخل الجنۃ وغیرھا۔ یا یہ بھی احتمال ہے کہ اثبات کو علم اجمالی پر اور نفی کو علم تفصیلی پر محمول کیا جائے۔ جیسے شیخ گنگوہیؒ نے اختیار فرمایا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اشکال ہو کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ تیرھویں اسلام لانے والے ہیں۔ صاحب ہجرتین ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ اور مہاجرین میں سے پہلے شخص ہیں جو مدینہ میں فوت ہوئے۔ اور اہل بدر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ لَعَلَّ اللهَ اِطَّلَعَ عَلٰى

اَهلِ بدرٍ فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کی مغفرت فرما چکے ہیں۔ تو تعارض ہوا۔ جواباً کہا جائے گا کہ اہل بدر کے اہل جنت ہونے کی خبر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حدیث جابرؓ میں بطریق وحی آپؐ کو علم ہوا۔ حضرت اُمّ العلاءؓ پر انکار قطعی حکم لگانے کی بنا پر ہوا۔ کیونکہ وہ شہادت کے طور پر کہہ رہی تھیں۔ حالانکہ انہیں غیب کا علم نہیں تھا۔ اور نہ ہی وحی ان کے پاس آتی تھی۔ جیسے ایک بچہ کی وفات پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا۔ ھذا عصفور من عصافیر الجنۃ۔ تو آپؐ نے اس پر نکیر فرمایا تھا۔ ایسے یہاں بھی آپؐ نے نکیر فرمایا۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهٖ

ترجمہ۔ آدمی اہل میت کو خود جا کر موت کی خبر دے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۷۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِىَّ فِى الْيَوْمِ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی موت کی خبر اسی دن دے دی۔ جس دن اس کی وفات ہوئی۔ آپؐ عیدگاہ کی طرف تشریف لائے۔ پس صف بندھوائی اور چار تکبیریں کہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۶۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَاِنَّ عَيْنَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مِنْ غَيْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھنڈے کو حضرت زیدؓ نے پکڑا پس وہ شہید ہو گیا۔ پھر حضرت جعفرؓ نے اسے پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑا۔ پس وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور اس وقت بے شک

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر فرمایا بغیر مشورے کے اس کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے پکڑا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

تشریح از قاسمی وکبر اربعا اس حدیث میں تصریح ہے کہ جنازہ کی تکبیرات چار ہیں۔ اور آخری عمل بھی آپ کا یہی ہے۔ اور اس سے غائبانہ نماز جنازہ کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مانعین فرماتے ہیں کہ آپؐ نے اپنے سامنے نجاشی کا جنازہ دیکھا۔ جس پر آپؐ نے نماز جنازہ پڑھی۔ جب کہ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب کا کشف آپؐ پر ہوا تھا۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ جنازہ امام کے سامنے ہو۔ چنانچہ تمام امت نے اس حدیث کو متروک العمل قرار دیا ہے۔ اور نجاشی کے جنازہ کو آپؐ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے۔

اخذ الرایۃ زید۔ یہ حضرت زید بن حارثہؓ ہیں۔ جو غزوہ موتہ میں تھے جو شام کے علاقہ میں ہے۔ اور جمادی الاولیٰ ۸ھ میں واقع ہوا ہے۔ جس میں آپؐ نے ان کو امیر جیش بنایا تھا۔ تین ۳ ہزار کے قریب مسلمان تھے۔ جن کا کفار سے مقابلہ ہوا۔ یہ تین سردار شہید ہوئے۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

بَابُ الْإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ جنازہ کی اطلاع دینا۔

وَقَالَ اَبُوْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اٰذَنْتُمُوْنِيْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔

حدیث نمبر ۱۱۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَاتَ اِنْسَانٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوْهُ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تُعْلِمُوْنِيْ قَالُوْا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ اَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَاَتٰى

قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک ایسے انسان کی وفات ہوئی جس کی آپؐ بیمار پرسی کرتے تھے۔ وہ رات کو مرگیا۔ تو راتوں رات لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا۔ انہوں نے کہا رات تھی اس لئے ہم نے پسند نہ کیا۔ دوسرے سخت اندھیرا تھا۔ ہم نے آپ کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے۔ اور نماز پڑھی یا دعا مانگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس روایت سے معلوم ہوا کہ محض اطلاع موت دینا ممنوع نہیں ہے۔ جو موت کی اطلاع زمانہ جاہلیت کے مطابق ہو اس کی ممانعت ہے۔ جو اعلام شوائب جہل و جاہلیت سے خالی ہو۔ اس میں کوئی کراہت نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے۔ اس کا بھی احتمال ہے۔ لیکن میرے نزدیک پہلا ترجمہ اخبار موت سے متعلق ہے۔ اور یہ ترجمہ تیاری کی خبر دینے کے لئے ہے۔ تاکہ اس کا جنازہ پڑھا جائے۔ خصوصًا مقتدیٰ اور بڑی شخصیت کے لئے ہے۔ اس لئے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ اگر لفظ اِذْن بکسر الہمزہ تو اس کا معنی علم ہے۔ اگر اذان ہے تو اس کے معنی اعلام کے ہیں۔ اگر آذن بروزن فاعل ہے۔ تو اس کا معنی جنازے کی اطلاع دینے والا۔ تاکہ علم ہو جائے کہ جنازہ تیار ہے۔ نماز پڑھی جائے۔ تو اس بنا پر پہلے ترجمہ کا مطلب ہوگا اس شخص کو اطلاع دینا جس کو میت کا علم نہیں ہے۔ اور اس ترجمہ کا مطلب ہے کہ جنازہ تیار ہے۔ نماز کی تیاری کرو۔

تشریح از قاسمیؒ فاتی قبرہ فصلّی علیہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے۔ اس بات کی کہ جس شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو۔ اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے۔ اگرچہ وہ ولی نہ ہو۔ مگر یہ مسلک احنافؒ کے خلاف ہے۔ کہ اگر ولی نماز جنازہ ادا کرلے تو پھر اس کا اعادہ نہ کرنا چاہیئے۔ باقی یہ حدیث حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت پر محمول ہے۔ اس لئے کہ آپؐ نے نماز جنازہ قبر پر پڑھنے کے بعد فرمایا۔ ان هٰذه القبور مملوّة ظلمة على اهلها وان الله ينوّرها لهم بصلوٰتي عليهم کہ یہ قبور تاریکی سے

گھر جاتی ہیں۔ اللہ تعالے میری نماز و دعا کی برکت سے ان کو روشن فرما دیتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ باب ہے اس شخص کے بارے میں جس کا ایک بچہ مرجائے تو وہ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے صبر کرے۔ کہ اللہ کی قضا پر راضی ہو اور اس کے فضل کا امید وار رہو۔

حدیث نمبر ۱۱۷۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُّسْلِمٍ يُتَوَفّٰى لَهُ ثَلَاثَةٌ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بلوغ کو نہیں پہنچے تھے تو اللہ تعالے اس اولاد پر رحمت کے فضل سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَّاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ كُنَّ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَّاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ وَقَالَ شَرِيْكٌ عَنِ ابْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزاری کہ آپؐ ہمارے لئے ایک دن وعظ کا مقرر فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا۔ جس عورت کے تین بچے مرجائیں تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے کہا۔ کہ حضرت دو۔ آپؐ نے فرمایا دو بھی حجاب بنیں گے۔ شریک کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔

حدیث نمبر ۱۱۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ اِلَّا

تَحِلَّةُ الْقَسَمِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر قسم پورا کرنے کے لئے کہ ان منکم الآیۃ

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ اصْبِرِیْ

ترجمہ۔ قبر کے پاس بیٹھی ہوئی کسی عورت کو مرد کا یہ کہنا کہ صبر کر! یہ جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَّهِیَ تَبْکِیْ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا۔ جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

تشریح از قاسمی اس ترجمہ سے امام بخاریؒ یہ ثابت فرمارہے ہیں کہ مرد عورتوں کو ایسی چیز سے خطاب کرسکتے ہیں۔ جس میں وعظ و نصیحت ہو۔ قول الرجل سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے

بَابُ غُسْلِ الْمَیِّتِ وَوُضُوْءِهٖ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ

وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ اِبْنًا لِسَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ وَّحَمَلَهٗ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُسْلِمُ لَایَنْجُسُ حَیًّا وَّلَا مَیِّتًا وَّقَالَ سَعْدٌ لَوْ کَانَ نَجِسًا مَّا مَسِسْتُهٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ لَایَنْجُسُ۔

ترجمہ۔ باب ہے مردہ کو غسل دینا اور وضو کرانا اس پانی سے جو بیری کے پتوں سے ابلا ہوا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کے بیٹے کو حنوط کیا یعنی عطر لگایا غسل کے بعد اور ان کو اٹھایا نماز پڑھی اور وضو نہیں بنائی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمان زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ناپاک نہیں ہوتا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا اگر مردہ نجس ہوتا

تو میں اسے کبھی ہاتھ نہ لگاتا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نجس نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ تَعْنِيْ اِزَارَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت اُمّ عطیہ انصاریہ فرماتی ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی وفات ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ جو تم مناسب سمجھو پانی بیری والے سے غسل دو پھر آخر میں کافور یا کافور کا کچھ ٹکڑا رکھ دو۔ جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ چنانچہ ہم فارغ ہو گئیں تو آپؐ کو ہم نے اطلاع کی۔ آپؐ نے ہمیں اپنی چادر دے دی۔ اور فرمایا کہ اسے کفن کے بالکل نیچے بدن کے ساتھ ملحق کر کے رکھ دینا۔ حقو سے مراد چادر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس روایت باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ میت کو غسل اس کے ناپاک ہونے کی وجہ سے نہیں دیا جاتا بلکہ یہ امر تعبدی ہے۔ اس کے معنیٰ کر کے یہ آثار ظاہر الدلالۃ ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام نوویؒ نے اجماع نقل کیا ہے۔ کہ غسل میت فرض کفایہ ہے۔ یہ امام نوویؒ سے بھول ہوئی ہے۔ حالانکہ اختلاف مشہور ہے۔ مالکیہؒ اسے سنت کہتے ہیں۔ جمہور اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ کئی امور پر مشتمل ہے۔ پہلا تو غسل میت ہے۔ آیا یہ فرض ہے۔ واجب ہے یا سنت ہے۔ ہمارے حضرات احنافؒ کے نزدیک یہ واجب قرار دیتے ہیں۔ احادیث اور اجماع امت کی وجہ سے حدیث میں ہے۔ اِذَا مَاتَ اَنْ تَغْسِلَهٗ الخ اور امت کا اس پر اجماع بھی ہے۔ بہرحال اس کی تفصیل اوجز میں ہے۔

دوسرا ترجمہ وضوءہ ہے۔ اس کے لئے کوئی حدیث اور اثر نہیں لائے۔ تو ممکن ہے غسل

سے وضوء نکال لیا ہو۔ کیونکہ وہ تو کالمعہود ہے۔ یا وضوء سے وضوء غاسل مراد ہو کہ اس کو وضوء لازم نہیں۔ اور اس کے لئے ابن عمرؓ کا اثر لاتے ہیں۔ لَمْ يَتَوَضَّأ۔ لیکن یہ اضمار قبل الذکر ہو گا۔ مگر تقدیراً عبارت ہو گی۔ غسل الحی المیت۔ کیونکہ میت خود تو غسل کر نہیں سکتا۔ اس لئے تقدیراً اس کی طرف ضمیر راجع ہو گی۔ میرے نزدیک غسل مصدر سے غاسل مفہوم ہے۔ اس کی طرف ضمیر راجع ہو گی۔ جیسے اعدلوا هو اقرب للتقوىٰ میں عدل کی طرف راجع ہے۔ اور یہی امام بخاریؒ کے مزاج کے مطابق ہے۔ اس سے مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو غاسل پر غسل یا وضوء ضروری قرار دیتے ہیں۔ تو اس اختلاف کی طرف اشارہ ہو۔

ایراد الراویۃ کا مطلب شیخ گنگوہیؒ کے نزدیک المؤمن لا ینجس کی روایت ہے۔ شیخؒ کا مقصد یہ ہے کہ جتنے آثار و روایات اس باب میں ذکر کئے گئے ہیں ان کی مناسبت ترجمہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ نہ تو وہ غسل کے مطابق ہیں اور نہ وضوء کے۔ اور مسئلہ اختلافی ہے۔ کہ آیا غسل میت امر تعبدی ہے یا نظافت کے لئے ہے۔ امام مالکؒ اسے تعبدی فرماتے ہیں اور نظافت کا قول ابن شعبان کے علاوہ اور کوئی نہیں کرتا۔ اس لئے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان اپنے کافر باپ کو غسل نہ دے اور امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ جواز کے قائل ہیں۔ اور یہ اختلاف اسی تعبدی اور نظافت کی بنا پر ہے۔ چنانچہ بدائع میں ہے۔ کہ آدمی موت سے نجس نہیں ہوتا۔ اور عامہ مشائخ فرماتے ہیں کہ موت سے میت نجس ہوتا ہے۔ کیونکہ دم مسفوح سارے بدن میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس لئے انسان کی کرامت کے طور پر غسل سے اس کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔ اور ابن عمرؓ کے اثر کا ترجمہ سے یہ تعلق ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک مؤمن موت سے نجس نہیں ہوتا۔ اگر نجس ہوتا تو پانی اور بیری کے پتے اسے کیسے پاک کر سکتے۔ اگر نجس ہوتا تو ابن عمرؓ نہ اسے ہاتھ لگاتے نہ عطر لگاتے اور نہ ہی اسے اٹھاتے۔ تو گویا ابو داؤد کی اس روایت کی تضعیف کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس میں ہے۔ مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ امام ابو داؤد نے خود اس حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔

حنط ابن عمر ای بعد الغسل کما هو العادة غرض یہ ہے کہ جس طرح سدر نظافت کے لئے جائز ہے۔ حالانکہ اس میں لزوجت پائی ہے اس طرح عطر لگانا بھی جائز ہے۔

وحملہ یہ ابن عمرؓ کے قصتہ کی تکمیل ہے۔ ترجمہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔
لم یتوضاء سے عدم وجوب کی طرف اشارہ فرمایا اگرچہ غسل میت کے بعد توضی اولیٰ اور افضل ہے۔ اور عدم نجاستہ پہ تین حضرات کے اقوال سے استدلال کیا۔ جیسے امام بخاریؒ کی عادت ہے۔ کہ جس مسئلہ کو بیان کریں تو اس پہ دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ ان اقوال کا ترجمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّغْسَلَ وِتْرًا

ترجمہ۔ باب اس بارے میں غسل وتر (طاق) مرتبہ دینا مستحب ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۵۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ الخ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ فَقَالَ اَيُّوْبُ وَحَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ وَّكَانَ فِيْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَّكَانَ فِيْهِ ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَّكَانَ فِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ۔

ترجمہ۔ حضرت امّ عطیہؓ فرماتی ہیں۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد جتنی مرتبہ تم چاہو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔ اور آخر میں کافور رکھو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ جب ہم فارغ ہوگئیں تو ہم نے اطلاع کی۔ آپؐ نے اپنی چادر ہماری طرف پھینکی اور فرمایا کہ اس کو بدن کے ساتھ شعار کے طور پہ استعمال کرنا۔ ایوب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حفصہؓ نے بھی محمدؒ کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ اس کو طاق مرتبہ غسل دو۔ اور اس میں ہے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ

یا سات مرتبہ۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دائیں طرف سے اور وضوء کی جگہوں سے ابتدا کرو۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت امّ عطیہؓ نے فرمایا کہ ہم نے کنگھا دے کر اس کے سر کے بالوں کو تین مینڈھیوں میں تقسیم کر دیا۔

بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ

ترجمہ۔ میت کے دائیں طرف کے اعضاء سے ابتدا کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ اِبْدَأْنَ بِيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت امّ عطیہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل دیتے وقت فرمایا کہ اس کے دائیں طرف اور اس کے وضوء کی جگہوں سے ابتدا کرو۔

بَابُ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَيِّتِ

ترجمہ میت کے وضوء کی جگہوں سے شروع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَؓ قَالَتْ لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت امّ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔ جب کہ ہم غسل دے رہی تھیں۔ کہ اس کی دائیں طرف اور وضوء کی جگہوں سے ابدا کرو۔

بَابُ هَلْ تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِيْ إِزَارِ الرَّجُلِ

ترجمہ۔ کیا عورت کو مرد کی چادر میں کفن دیا جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ الخ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَؓ قَالَتْ تُوُفِّيَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا اغْسِلْنَهَا

ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِىْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَنَزَعَ مِنْ حَقْوِهٖ اِزَارَهٗ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی وفات ہوئی تو آپؐ نے ہمیں فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ جو تم مناسب غسل دو۔ جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپؐ کو اطلاع کی۔ تو آپؐ نے اپنی چادر باندھنے کی جگہ سے چادر کھینچی۔ فرمایا کہ اس کو اس کے بدن کے ساتھ پہناؤ۔

بَابٌ يُجْعَلُ الْكَافُوْرُ فِى الْاٰخِيْرَةِ

ترجمہ۔ آخری مرتبہ کافور رکھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۹۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِى الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِىْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهٖ وَقَالَتْ اِنَّهٗ قَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَاْسَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے ایک کی وفات ہو گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے زائد جو تم مناسب سمجھو غسل دو۔ حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا۔ کہ ہم نے اس کے سر کے بالوں کو تین مینڈھیوں میں تقسیم کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | یجعل الکافور فی الاخیرۃ الخ امام بخاریؒ پر اعتراض

کیا جاتا ہے۔ غسل اور کفن کے درمیان کافور کا ذکر غیر مناسب ہے اگرچہ شراح نے کئی جواب دیئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ابھی تک ابواب الکفن شروع نہیں ہوئے۔ بلکہ اس کی ابتدا تو باب کیف الاشعار بالمیت سے ہوگی۔ اس لئے تمام شراح نے باب نقض شعر المرأۃ میں کہا ہے۔ کہ قبل الغسل تو وہ بھی ابواب غسل میں سے ہوگا۔ باقی ائمہ اربعہ کے نزدیک کافور کو غسل کے بعد استعمال کرنا متفق علیہ ہے۔ اور اس کی کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس کے بدن کو خشک کرنا۔ ٹھنڈک پہنچانا اور بدن کے جلدی فاسد ہونے سے روکنا ہے۔

بَابُ نَقْضِ شَعْرِ الْمَرْأَةِ

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَابَأْسَ اَنْ يُّنْقَضَ شَعْرُ الْمَرْأَةِ۔

ترجمہ۔ عورت کے بالوں کو کھولنا۔ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں اگر عورت کے بالوں کو کھولا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ الخ قَالَتْ حَدَّثَتْنَا اُمُّ عَطِيَّةَؓ اَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ نَقَضْنَهٗ ثُمَّ غَسَلْنَهٗ ثُمَّ جَعَلْنَهٗ ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں۔ کہ ہمیں ام عطیہؓ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے سر کے بالوں کو کھول کر تین مینڈھیوں میں کر دیا۔ پھر انہوں نے اس کو دھویا پھر تین حصہ کر کے سینہ پہ ڈال دیئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ مردہ عورت کے بالوں کو کھولنا اور اسے مینڈھیاں بنا کر چھوڑنا جائز ہے۔ اور اس کھولنے کا فائدہ یہ ہے کہ پانی بشرہ تک پہنچ جائے اور بال میل کچیل سے بھی پاک ہو جائیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ شیخ گنگوہیؒ نے جواز نقض کو ابن سیرینؒ کے قول لاباس بہ سے مستنبط کیا۔ اور حضرت ام عطیہؓ کی حدیث کے الفاظ **نقضنہ** سے نکالا۔ حالانکہ یہ ان کا فعل ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا امر نہیں ہے۔ بہر حال یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو غسل کے وقت عورت مردہ کے بال کھولنا اس کو امام بخاریؒ نے اس باب میں ذکر فرمایا باقی کنگھا کرنا

اور مینڈھیاں بنانا۔ ہمارے نزدیک اس کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ تمشیط اور تضفیر اس کو اگلے باب میں ھل سے بیان کیا ہے۔ جو واضح اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔ امام اوزاعیؒ اور حنفیہؒ فرماتے ہیں۔ یرسل شعر المرأۃ خلفہا کہ عورت کے بال اس کے پیچھے چھوڑ دیئے جائیں۔ امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے ڈالنے کو مستحب کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ پیچھے ڈالنا زینت کے لئے ہوتا ہے۔ میت کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے دو مینڈھیاں بنا کر سینے پر قمیص پر اوپر ڈالے جائیں۔

بَابُ کَیْفَ الْاِشْعَارُ لِلْمَیِّتِ

ترجمہ۔ میت کو اشعار کیسے کیا جائے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ اَلْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ تَشُدُّ بِهَا الْفَخِذَيْنِ وَالْوَرِكَيْنِ تَحْتَ الدِّرْعِ

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اشعار سے وہ پانچویں پٹی مراد ہے۔ جس سے عورت کی رانیں اور اس کے سرین قمیص کے نیچے باندھے جائیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۱۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ الخ جَاءَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ اللَّاتِي بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتِ الْبَصْرَةَ تُبَادِرُ ابْنًا لَّهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ فَحَدَّثَتْنَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَلَمْ تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا اَدْرِيْ اَيُّ بَنَاتِهٖ وَزَعَمَ اَنَّ الْاِشْعَارَ اَلْفِفْنَهَا فِيْهِ وَكَذٰلِكَ كَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَاْمُرُ بِالْمَرْاَةِ اَنْ تُشْعَرَ وَلَا تُؤَزَّرَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ام عطیہؓ جو انصار کی ایک عورت تھی۔ جو ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ بصرہ میں اپنے

بیٹے سے جلدی ملنا چاہتی تھی۔ پس اس کو نہ پا سکی (یا تو وہ مرگیا یا کسی دوسری جگہ چلا گیا) بہرحال اس نے ہمیں حدیث بیان کی کہ جب ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے۔ فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد۔ اگر تم مناسب سمجھو تو پانی اور بیری کے پتوں سے اسے غسل دو۔ اور آخر میں کافور رکھو۔ پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم غسل سے فارغ ہو گئیں تو آپ نے ان کی طرف اپنی چادر پھینکی۔ فرمایا اس کو شعار بنا لو۔ اس پر حضرت ام عطیہؓ نے کوئی زیادتی نہ فرمائی۔ اور میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بیٹی تھی۔ ایوب کہتے ہیں کہ اشعار یہ ہے کہ اسے چادر میں لپیٹ لیں۔ ابن سیرین عورت کے لئے اشعار کا اسی طرح حکم دیتے تھے۔ چادر نہیں بناتے تھے۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ آخر حدیث میں اشعار کی جو تفسیر کی گئی ہے وہ الفاف ہے۔ یعنی فخذین اور ورکین کو چھپایا جائے تو یہ لفافہ ہوا۔ اس سے حدیث ترجمۃ الباب سے مطابق ہو جائے گی۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے باب کیف الاشعار باندھا ہے۔ ورنہ کئی احادیث میں اشعار کا ذکر آچکا ہے۔ اس معنی پر تنبیہ کے لئے باب باندھا۔ اور اسی سے حدیث ترجمۃ الباب سے مطابق ہو گی۔ کہ اشعار کے معنی الفاف کے ہوتے۔

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ شَعَرُ الْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

ترجمہ۔ کیا عورت مردہ کے بال تین مینڈھیاں بنانے کی اجازت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۲۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الخ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ ضَفَرْنَا شَعَرَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَقَالَ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ نَاصِيَتَهَا وَقَرْنَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بالوں کی مینڈھیاں بنائیں۔ وہ تین مینڈھیاں مراد لیتی ہیں۔ لیکن وکیع نے سفیان سے کہا۔ قرون کی بجائے ناصیتھا و قرنیھا یعنی پیشانی اور اس کے دونوں جانب ڈال دی گئیں۔ بنت النبی مغسولہ کا نام زینب زوجہ ابی العاص اور ام عطیہؓ کا نام نسیبہ بنت کعب ہے۔

بَابُ يُلْقَى شَعْرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ

ترجمہ۔ عورت مردہ کے بال تین مینڈھیاں بنا کر اس کے پیچھے ڈالے جائیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ ؓ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا ثَلٰثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کی وفات ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا اس کو بیری کے پتوں سے غسل دو۔ جب کہ وہ وتر ہو۔ یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ۔ اگر تم مناسب سمجھو۔ اور آخر میں کافور یا کچھ ٹکڑا کافور کا رکھ دو۔ پس جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئیں تو آپؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے اپنی چادر ہماری طرف پھینکی۔ فرمایا اس کے بالوں کی تین مینڈھیاں بناؤ۔ اور ہم نے ان کو اس کے پیچھے ڈالا۔

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ لِلْكَفَنِ

ترجمہ۔ کفن کے لئے سفید کپڑے ہونے چاہئیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ جو یمنی تھے سفید تھے۔ سحولہ بستی کے کپاس کے بُنے ہوئے تھے۔ جن میں کوئی قمیص اور پگڑی نہ تھی۔

تشریح از قاسمی | یہ حدیث احنافؒ کی حجت ہے کہ مرد کے لئے کفن سنتہ تین کپڑے ہیں۔

لیکن کتب احناف ؒ میں ہے کہ ازار۔ قمیص اور لفافہ۔ تو یہ حدیث عدم قمیص پہ دال ہے۔ احناف ؒ کا مستدل ابن ابی عدی کی روایت جو کامل میں ہے۔ کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ اثواب قمیص وازار ولفافۃ۔ اس میں عمامہ کا ذکر نہیں ہے۔ شوافع ؒ کے نزدیک تین لفائف ہیں۔ امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ کہ حدیث عائشہ رضؓ اصح الروایات ہے۔

بَابُ الْكَفَنِ فِيْ ثَوْبَيْنِ

ترجمہ۔ کفن کفایۃ دو کپڑے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ النُّعْمَانِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَوَقَصَتْهُ اَوْ قَالَ فَاَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ دریں اثنا ایک آدمی عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھا۔ کہ اچانک اپنی اونٹنی سے نیچے گر پڑا۔ جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ تو اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو پانی اور بیری سے غسل دو۔ اور اسے دو کپڑوں میں کفناؤ۔ نہ اسے خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانکو۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ گویا کہ اس پہ اثر احرام کا باقی رہنے دو۔

تشریح از قاسمی اس ظاہر حدیث سے امام شافعی ؒ اور اہل ظواہر فرماتے ہیں۔ کہ موت کے بعد بھی محرم کو حالت احرام پہ رکھا جاتے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ ؒ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ وہی کیا جائے جو غیر محرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک عبادت تھی جو موت کے بعد ختم ہوگئی۔ باقی حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا حکم عام نہیں۔ بلکہ وہ شخص معین کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا فانہ یبعث الخ یبعث یوم القیامۃ ملبیاً نہیں فرمایا۔

بَابُ الْحُنُوْطِ لِلْمَيِّتِ

ترجمہ میت کے لئے خوشبو استعمال کرنا

حدیث نمبر ۱۱۸۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا -

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھا کہ اچانک اپنی اونٹنی سے گر پڑا - جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اس کو پانی اور بیری سے غسل دو - اور اسے دو کپڑوں میں کفناؤ - نہ ہی اسے خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانکو - اس لئے اسے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تلبیہ کہتا ہوا اٹھائے گا - وقص کے معنی تو گردن توڑنے کے ہیں - لیکن رقصعت یا رقعصت جلدی قتل کر دینے کے ہیں -

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ نے بطریق مفہوم اس حدیث سے ترجمہ ثابت کیا کہ جب محرم کے لئے کسی قسم کی خوشبو کی ممانعت ہے تو غیر محرم کے لئے جواز معلوم ہوا -

تشریح از شیخ زکریا حنوط ایک قسم کا عطر ہے - جو قسم وقسم کے خوشبوؤں سے مرکب ہوتا ہے - جو میّت کے سر - داڑھی - اور باقی جسم پر رکھا جاتا ہے - جس میں زعفران اور ورس نہ ہو - البتہ عورتوں کے لئے زعفران اور ورس بھی جائز ہے - ائمہ ثلاثہؒ اس کے جواز کے قائل ہیں - حضرت حسن بصریؒ اور عطاء وغیرہ اس کی کراہت کے قائل ہیں - حضرت ابوحنیفہؒ اسے مستحب قرار دیتے ہیں - کما فی الدر المختار -

شیخ گنگوہیؒ نے جو مطابقت ثابت کی ہے وہ واضح ہے - لا تحنطوہ کے بعد فرمایا فانہ یبعث ملبیا جو اس پر دال ہے - نہی کا سبب احرام ہے - جب احرام نہ ہو تو جواز ثابت ہے -

بَابُ كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ

ترجمہ ۔ احرام والے کو کیسے کفنایا جائے ۔

حدیث نمبر ۱۱۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کی اس کے اونٹ نے گردن توڑ دی ۔ جب کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ۔ اور وہ احرام باندھے ہوا تھا ۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری سے غسل دو ۔ اور دو کپڑوں میں اسے کفنا دو ۔ اور خوشبو اس کو قطعاً نہ لگاؤ ۔ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانکو ۔ کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے مُلبِّدًا اٹھائے گا جس کے بالوں کو گھمن سے جما دیا گیا ہو ۔

حدیث نمبر ۱۱۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَوَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَوَقَصَتْهُ وَقَالَ عَمْرٌو فَأَقْعَصَتْهُ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَيُّوبُ يُلَبِّي وَقَالَ عَمْرٌو مُلَبِّيًا ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی عرفات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وقوف کئے ہوئے تھا ۔ کہ وہ اپنی سواری سے گر گیا ۔ ایوب راوی کہتا ہے کہ اس نے اس کی گردن توڑ دی ۔ عمرو راوی کہتا ہے کہ اس نے اسے جلدی قتل کر دیا جس سے وہ مر گیا ۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس کو پانی اور بیری سے غسل دو ۔ دو کپڑوں میں کفنا دو ۔ اور کوئی خوشبو اس کے نہ لگاؤ ۔ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانکو ۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا ۔

بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيصِ الَّذِي يُكَفُّ أَوْ لَا يُكَفُّ وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيصٍ

ترجمہ۔ مردہ کو اس قمیص میں کفنانا جس کے کنارے سلے ہوئے ہوں یا نہ سلے ہوئے ہوں۔ اور اس شخص کے بارے میں جس کو بغیر قمیص کے کفنایا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ فَقَالَ آذِنِّي أُصَلِّ عَلَيْهِ فَآذَنَهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ اللهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن اُبی منافق جب اس کی وفات ہوئی تو ان کا بیٹا حضرت عبد اللہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لائے۔ فرمایا مجھے اپنی قمیص عطا فرمائیے۔ تاکہ اس میں میں اپنے باپ کو کفنا دوں۔ اور آپؐ ان کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے مغفرت بھی طلب کریں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اس کو دے دی۔ اور فرمایا جب جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ میں نماز جنازہ پڑھ دوں گا۔ پس اس نے آپؐ کو اطلاع کر دی۔ جب آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ نے آپؐ کو کھینچتے ہوئے فرمایا۔ کیا آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ فرمایا مجھے دونوں کا اختیار ہے۔ فرمایا آپؐ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو اللہ تعالےٰ ہرگز ان کی بخشش نہیں کریں گے۔ چنانچہ آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔ تو آیت نازل ہوئی کہ کہ آپؐ ان منافقین میں سے جب بھی کوئی مرجائے تو آپؐ کبھی ان کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی

اس کی قبر پہ جا کر دعا کریں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ شاید امام بخاریؒ کی مراد یہ ہے کہ قمیص مکفوف اور غیر مکفوف دونوں جائز ہیں۔ اور حدیث سے اس کو اس طرح ثابت کیا ہے۔ کہ حدیث میں مطلق قمیص کا ذکر ہے مقید نہیں ہے۔ تو تکفین دو فردوں میں سے جس کسی میں ہو جائے تو جائز ہے۔ یا یہ کہا جائے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص دو حال سے خالی نہیں یا مکفوف ہوگی یا نہیں، بہرحال دوسرے میں حکم قیاس سے ثابت ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کا لحاظ کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپؐ کا قمیص عطا کرنا خواہ اس کو عذاب سے رد کرے یا نہ رد کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کی تالیف کے لئے قمیص عطا فرمائی۔ چنانچہ آپؐ کے حسن سلوک کو دیکھ کر اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ خواہ وہ تبرک مردہ کے لئے اثر انداز ہو یا نہ ہو۔ بہرحال متبادر امام بخاریؒ کی غرض باب سے یہ معلوم ہوتی ہے۔ تکفین فی القمیص ممنوع نہیں ہے۔ خواہ اس کے کنارے سلے ہوئے ہوں یا نہ سلے ہوں۔ ابن بطال نے یکفی او لا یکفی مراد لیا ہے۔ شراح میں سے کسی نے بھی ترجمہ کی مطابقت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے دو توجیہ فرما کر مطابقت ثابت کر دی ہے۔ اور شاہ ولی اللہؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے یہی ہے کہ جواز التکفین بکلیہما ثابت کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۰ — **حَدَّثَنَا** مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَاَخْرَجَهٗ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِّيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن اُبی کے پاس اس کے دفن ہونے کے بعد تشریف لائے۔ پس اس کو قبر سے نکالا اور اپنی تھوک اس کے منہ میں ڈالی۔ اور اپنی قمیص بھی پہنائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | البسہ قمیصہ اس سے ترجمہ کا جزء ثالث کو ثابت فرمایا کہ کفن بغیر قمیص کے بھی جائز ہے۔ لیکن اس پر اشکال ہے کہ یہ تو روایت متقدمہ کے منافی ہے۔ اور واقع کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس کی تکفین دفن سے پہلے ہوئی ہے۔ بعد میں نہیں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ البسہ الخ کا عطف اتی پر ہے۔ نفث پر نہیں ہے۔ یا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کو ماضی کے معنی پر محمول کیا جائے۔ یعنی کان البسہ اس بنا پر مؤلف کا استدلال تکفین بغیر قمیص پر صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ اگر یوں کہا جائے کہ ان کا استدلال محض لفظ پر مبنی ہے۔ اگرچہ مقصودی معنی مراد نہیں ہیں۔ وہ بایں طور ہوگا۔ کہ راوی اس حدیث کو اسی ارادہ سے لایا کہ اس کے نزدیک کفن بغیر قمیص جائز تھا۔ یا یہ کہ امام بخاریؒ نے اس بارے میں اس باب سے مدد لی ہے۔ جو اس کے بعد وارد ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ بایں ہمہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اس کو پہنائی۔ اس کی کئی وجوہ ذکر کی گئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ان کا بیٹا حضرت عبداللہ مخلص مسلمان تھا۔ اس کے اکرام و اعزاز کے لئے ایسا کیا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپؐ سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا آپؐ نے کبھی لا نہیں فرمایا۔ تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپؐ نے رئیس المنافقین کی قوم کی تالیف قلب کے لئے ایسا کیا۔ کیونکہ آپؐ کو معلوم تھا کہ میرے یہ تبرکات اس کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکتے۔ ممکن ہے۔ میرے اس سلوک سے اس کی قوم متاثر ہو کر اسلام لے آئے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپؐ کے اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر ایک ہزار خزرجی مسلمان ہو گئے۔ اور اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ابن ابی نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ کو جو طویل القامۃ تھے۔ جس کو اور کسی کی قمیص راس نہیں آئی تھی۔ سوائے عبداللہ بن ابی کی قمیص کے۔ لہٰذا آپؐ نے اس کا بدلا چکایا۔ بہرحال اور حکمتیں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ جن میں کوئی منافات نہیں۔ شئ واحد کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔

قد کان البسہ۔ شیخ گنگوہیؒ کی اس توجیہ کو مولانا حسینؒ علی پنجابی کی تقریر سے لیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ البسہ اخراج پر مرتب نہیں بلکہ ایک ایسے حال کا بیان ہے جو

پہلے واقع ہوچکا۔ چونکہ امام بخاریؒ نے حضرت جابرؓ کے قول سے یہی سمجھا کہ البا س اخراج پر مرتب ہے۔ اس لئے اسی فہم کے مطابق انہوں نے باب باندھا من کفن بغیر قمیص۔

الحاصل امام بخاریؒ کا ترجمہ تو حدیث عائشہؓ سے واضح ہے۔ رہ گیا مسئلہ قمیص فی الکفن یہ اختلافی ہے۔ تکفین کے بارے میں مذاہب کی تفصیل یہ ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک کفن تین لفافے ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک دو چادریں۔ احنافؒ کے نزدیک دو چادریں اور ایک قمیص ہے۔ مگر وہ قمیص جو سلی ہوئی نہ ہو۔ امام مالکؒ کے نزدیک کفن مندوب پانچ کپڑے ہیں۔ تین لفافے۔ قمیص اور عمامہ۔

اَسْتَغْفَرَلَهُمْ الخ شیخ المشائخ حضرت دہلویؒ نے اپنے تراجم میں یہ اشکال نقل کیا ہے۔ کہ جب لن یغفر اللہ لھم کا امر منع استغفار میں صریح ہے تو پھر آپؐ انا بین خیرتین کیسے فرمارہے ہیں۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر معانی قرآن کو جاننے والا اور کون ہوسکتا ہے۔ میرے نزدیک اس اشکال کے حل کی بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس کو تلقی المخاطب المتکلم بغیر ما ارادہ دعا کے قبول ہونے کی امید پر آپؐ نے ایسا کیا۔

بَابُ الْكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيصٍ

ترجمہ۔ بغیر قمیص کے کفنانا۔

حدیث نمبر ۱۱۹۱- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُفِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ سُحُوْلٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سحولیہ بستی کے سوتی تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ جن میں نہ قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی تھی۔

حدیث نمبر ۱۱۹۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ نُعَيْمٍ لَا يَقُوْلُ ثَلَاثَةٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ سُفْيٰنَ يَقُوْلُ ثَلٰثَةٌ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ جن میں نہ قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی تھی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابونعیم نے تو اپنی روایت میں ثلثہ کا ذکر نہیں۔ عبداللہ بن الولید نے سفیان سے روایت کرتے ہوئے ثلثہ کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ الْكَفَنِ بِلَا عِمَامَةٍ

ترجمہ۔ بغیر پگڑی کے کفنانے کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں سفید سحولیہ کے بُنے ہوئے میں کفنایا گیا۔ جن میں نہ قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی تھی۔

بَابُ الْكَفَنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ

وَبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَّقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْحُنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ وَقَالَ إِبْرٰهِيمُ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّيْنِ ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْغُسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ۔

ترجمہ۔ کفن تمام مال میں سے بنایا جائے گا۔ یہی قول حضرت عطاء اور امام زہری۔ عمرو بن دینار اور قتادہ رحمہم اللہ کا ہے۔ عمرو بن دینار فرماتے ہیں۔ خوشبو بھی جمیع مال میں سے خریدی جائے گی۔ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میت کے ترکہ میں سے سب سے پہلے کفن خریدا جائے گا۔ پھر قرضہ ادا کیا جائے گا۔ بعد ازاں وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ اور حضرت سفیانؒ فرما رہے ہیں۔ قبر کھودنے کی اجرت۔ غسل دلانے کی اجرت بھی کفن میں داخل ہے۔ جو جمیع مال سے ادا کی جائے گی۔

حدیث نمبر ۱۱۹۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ الخ عَنْ سَعْدٍ عَنْ

اَبِيهِ قَالَ اُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمًا بِطَعَامٍ فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّكَانَ خَيْرًا مِّنِّيْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ وَّقُتِلَ حَمْزَةُ اَوْرَجُلٌ اٰخَرُ خَيْرٌ مِّنِّيْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِيْ حَيٰوتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ ۔

ترجمہ ۔ حضرت سعد اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا ۔ تو فرمانے لگے کہ حضرت مُصعب بن عمیرؓ جو میرے سے بہتر تھے قتل کئے گئے ۔ ان کے لئے اتنا کپڑا نہ ملا جس سے ان کو کفنایا جاتا ۔ مگر ایک چھوٹی سی چادر تھی ۔ اس طرح حمزہؓ یا کوئی دوسرا آدمی جو میرے سے بہتر تھا قتل کیا گیا ۔ تو ان کے لئے بھی اتنا کپڑا نہ ملا جس سے ان کو کفنایا جاتا ۔ البتہ ایک چھوٹی سی چادر تھی ۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ہماری آخرۃ کی پاکیزہ چیزیں دنیا کی زندگی میں جلدی نہ دے دی جائیں ۔ پھر رونے لگے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **اجر القبر والغسل** الخ ان دو چیزوں کو اس لئے ذکر کیا گیا ۔ تاکہ بتلایا جائے کہ یہ جو امام بخاریؒ نے **الکفن من جمیع المال** فرمایا ہے ۔ اس کفن میں صرف کپڑا ہی شامل نہیں ہے ۔ بلکہ اس سے وہ جمیع اشیاء مراد ہیں ۔ جن کی کفنانے میں ضرورت ہے ۔ مثلاً نہلانے والے کی اجرت ہے ۔ کھودنے والے کی اجرت ۔ زمین کی قیمت ۔ خوشبو وغیرہ ۔ سب چیزیں داخل ہیں ۔

فلم یوجد لہ الخ اس سے بتلانا یہ ہے کہ ان حضرات کا جمیع ترکہ ایک چادر تھی ۔ جس میں سے کچھ نہیں لیا گیا ۔ نیز اجملہ ماسوا پر تکفین کو مقدم کیا گیا ۔ پھر روایت اس پر بھی دلالت کرتی ہے ۔ کہ کفن فرض وہ ہے جس سے ستر کی پردہ پوشی حاصل ہو ۔ اگرچہ وہ ایک ایسا کپڑا ہی کیوں نہ ہو ۔ جو سر سے قدم تک کفایت نہ کرتا ہو ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | **الکفن من جمیع المال** الخ امام بخاریؒ نے یہ ترجمہ باندھ کر خلاس بن عمرو کے قول کا ردّ فرمایا ۔ جو کہتے ہیں کہ کفن ثلث مال سے تیار کیا جاتے ۔ سعید بن مسیّبؒ اور طاؤس کا بھی یہی قول بتایا جاتا ہے ۔ لیکن جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ کفن جمیع مال

سے ہو۔ سب پر مقدم کیا جائے۔ البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ زکوٰۃ اور دیگر وہ حقوق جو عین مال سے متعلق ہیں۔ ان کو کفن سے پہلے ادا کیا جائے۔ لیکن امام بخاریؒ ابراہیم نخعیؒ کا قول نقل کر کے اس کا بھی ردّ فرما رہے ہیں۔ کہ ابتدا کفن سے کی جائے گی۔ کیونکہ حدیث حمزہ اور مصعب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں پوچھا تھا۔ کہ کیا ان پر کوئی قرضہ ہے۔ اور سکوت شارع موضع ضرورت میں دلیل بیان ہے۔ اگر عبد جانی اور مرہون سے اعتراض کیا جائے تو کہا جائے گا وہ تو ترکہ نہیں ہیں۔ ترکہ تو وہ ہے جس کو میت تعلق حق الغیر سے صافی کر کے چھوڑ مرے۔

اجرۃ الحافر وغیرہ۔ ابن عابدین نے بحث من یجب علیہ تکفین من لا مال لہ میں ذکر کیا ہے کہ اپنی بیوی کی تجہیز و تکفین بھی واجب ہے۔ تجہیز میں کفن سنتہ۔ اجرت غسل۔ حنوط۔ حمل و دفن سب کو شمار کیا ہے۔ لیکن وہ چیزیں جو ہمارے زمانہ میں جہال نے داخل کر دی ہیں۔ تیجہ چالیسواں حفاظ اور قرار کا کھانا کھلانا۔ ان کے پڑھنے کی اجرت۔ یہ سب بدعات ہیں۔ وارث بالغین مال کے ضامن ہوں گے۔

دلالتہ علی الترجمۃ ظاہرۃ۔ کیونکہ ان کا جمیع مال یہی چادر تھی۔ جس سے ان کو کفنایا گیا۔ قرضہ اور وصیت نہیں پوچھی گئی۔

لم یوخذ من البردۃ شئی ای للورثۃ۔ بلکہ ان کو اسی ایک ہی چادر میں کفنایا گیا۔

ما یحصل بہ الستر۔ اس سے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کپڑا اتنا ہو کہ جو صرف سر کو چھپا سکتا یا صرف قدم کو چھپا سکتا ہے تو بہر حال سترِ عورت ضروری ہے۔ قدم پہ اذخر ڈالی گئی۔ اور سر کو اس کی شرافت کی وجہ سے ڈھانکنا افضل ہے۔ درمختار میں ہے۔ کفن الضرورۃ ما یوجد و اقلہ ما یعم البدن وعند الشافعیؒ ما یستر العورۃ یعنی ضروری کفن تو وہ ہے جو مل جائے۔ قلیل اقل یہ ہے جو بدن کو چھپا لے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو ننگ کو چھپا لے۔ لیکن حضرت مصعبؓ اور حمزہؓ کی حدیث دال ہے کہ محض سترِ عورت کافی نہیں ہے۔ بلکہ **الواجب ثوب یستر جمیع بدنہ**۔ اتنا کپڑا واجب ہے جو تمام بدن کو چھپا لے۔

بَابُ اِذَا لَمْ يُوجَدْ اِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ

ترجمہ۔ جب ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ ملے تو کیا کیا جائے ۔

حدیث نمبر ۱۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ اِبْرَاهِيمَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَاْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهٗ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس کھانا لایا گیا۔ جب کہ وہ روزہ دار تھے۔ فرمایا حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہوتے۔ وہ میرے سے بہتر تھے۔ ان کو ایک ایسی چادر میں کفنایا گیا کہ اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اگر پاؤں چھپائے جاتے تو سر ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت حمزہؓ شہید ہوئے جو میرے سے بہتر تھے۔ پھر ہمارے لئے دنیا خوب پھیلا دی گئی۔ یا ہمیں دنیا میں سے وہ کچھ دیا گیا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ جلدی نہ دے دیا جائے۔ پھر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔

بَابُ اِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا اِلَّا مَا يُوَارِيْ رَاْسَهٗ اَوْ قَدَمَيْهِ غُطِّيَ بِهٖ رَاْسُهٗ

ترجمہ۔ جب کہ کفن کے لئے اتنا کپڑے ملے جو سر کو یا دونوں قدموں کو چھپا لیتا ہے۔ تو اس سے سر کو چھپایا جائے (ڈھکا جائے۔)

حدیث نمبر ۱۱۹۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ اَجْرُنَا

عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهٗ بِهٖ اِلَّا بُرْدَةً اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّغَطِّيَ رَاْسَهٗ وَاَنْ نَّجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ ۔

ترجمہ۔ ہمیں خبابؓ نے حدیث بیان کی۔ کہ ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ جس سے ہم صرف رضائے الٰہی چاہتے تھے۔ تو شرعًا ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گیا۔ پس ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس حال میں مر گئے۔ کہ انہوں نے اپنے ثواب میں سے کچھ حصہ بھی نہیں کھایا۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں۔ اور بعض ہم میں سے وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے۔ پس وہ اس کو چُن رہا ہے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ احد کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ ہمیں ان کے کفن کے لئے سوائے ایک چادر کے کچھ بھی نہ ملا۔ جب اس سے ہم اس کا سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں نکل جاتے تھے۔ اگر پاؤں چھپاتے تو سر نکل جاتا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا۔ کہ ہم اس کا سر ڈھک دیں۔ اور اس کے پاؤں پر کترن بوٹی ڈال دیں۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اپنے لئے کفن تیار کیا جس پر کسی نے نکیر نہ کیا۔

حدیث نمبر ۱۱۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ سَهْلٍؓ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَّنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا تَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجِئْتُ لِاَكْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيهَا مَا أَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ إِنِّي وَاللهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ وَإِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت سہلؓ سے روایت ہے ۔ کہ ایک عورت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسی چادر لائی جس میں کنارہ بھی بنا ہوا تھا ۔ یعنی اس کو قطع نہیں کیا گیا تھا ۔ یا بالکل نئی چادر تھی ۔ سہلؓ فرماتے ہیں ۔ جانتے ہو ۔ بردہ کیا چیز ہے ۔ انہوں نے کہا شملہ ۔ یعنی لمبی چادر ۔ کہا سہلؓ نے ہاں ! وہ عورت کہنے لگی ۔ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بُنا ہے ۔ میں اس کو اس لئے لائی ہوں کہ یہ آپؐ کو پہناؤں ۔ آپؐ نے ایک ضرورت مند کی طرح اس کو لے لیا ۔ اور اس کو لے کر باہر تشریف لائے ۔ تو وہ آپؐ کی لُنگی بنی ہوئی تھی ۔ فلاں نے اس کو اچھا سمجھا ۔ تو کہنے لگا ۔ حضرت ! یہ کس قدر اچھی ہے ۔ یہ تو مجھے پہنا دیجئے ۔ لوگ کہنے لگے تونے یہ اچھا نہیں کیا ۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسے ضرورت مند ہو کر پہنا تھا پھر تم نے اس کو آپؐ سے مانگ لیا ۔ اور تم جانتے ہو کہ آپؐ کسی کے سوال کو رد نہیں کرتے ۔ اس نے کہا ۔ اللہ کی قسم ! میں نے اِسے اس لئے نہیں مانگا کہ میں اسے پہنوں گا ۔ بلکہ میں نے تو اس لئے مانگا ہے تاکہ وہ میرا کفن بنے ۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں ۔ چنانچہ وہ چادر اس کا کفن بنی ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ | لوگوں نے سائل پر یہ اعتراض کیا تھا کہ تجھے اس چادر کی ضرورت نہیں تھی ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت تھی ۔ تجھے سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا ۔ اس نے یہ جواب محقق دیا ۔ کہ اگرچہ میں اس سے مستغنی تھا لباس بنانے میں ۔ لیکن میں کفن بنانے میں اس کا محتاج تھا ۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی احتیاج نہیں تھی ۔ ایک تو اس لئے کہ اس عورت کے ہدیہ دینے سے پہلے بھی حضورؐ لور کپڑے زیب تن فرماتے تھے ۔ کوئی ننگے بدن تھوڑے رہتے تھے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح کے ہدایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ملتے رہتے ہیں ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اور

ہدیہ استعمال کرلیں گے۔ تیسرے موت کا کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب آجائے۔ مجھے پھر کبھی ایسا اتفاق ہو یا نہ ہو۔ اور ایسی لمبی چادر جو کفن کے لئے کافی ہے خدا معلوم مستقبل قریب میں آئے یا نہ آئے۔ تو میں اس سے محروم نہ رہ جاؤں تو اس طرح سوال اور جواب میں مطابقت ہو جائے گی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کفن کو قبل از مرگ تیار رکھنا تو ثابت ہے۔ لیکن قبر تیار رکھنا یہ ثابت نہیں ہے۔ اس لئے موت سے پہلے قبر تیار رکھنے کو اچھا نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ لَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کسی کو کیا پتہ کہ اس نے کہاں مرنا ہے۔ بخلاف کفن کے کہ اس کو انسان اپنے ہمراہ جہاں چاہے لے جا سکتا ہے۔ البتہ اگر یہ نیت ہو کہ میرے خاندان کا جو آدمی فوت ہو اس قبر میں دفن کر دیا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا ظاہر حدیث سے دل میں ایک قلق پیدا ہوتا تھا کہ احتیاج اور عادت شریفہ کے علم کے باوجود سائل نے سوال کیوں کیا۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے جو جوابات دیئے ہیں اس سے وہ قلبی پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے حدیث کے کچھ اور فوائد بھی بیان فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب خلافِ ادب کوئی امر نظر آئے تو اس پہ نکیر کرنا مشروع ہے۔ بشرطیکہ وہ منکر درجہ تحریم کو نہ پہنچے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تبرک باثار الصالحین جائز ہے۔ اور ضرورت سے پہلے کسی چیز کو تیار رکھنا یہ بھی جائز ہے۔ توکل کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ اِتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَازَةَ

ترجمہ۔ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۸۔ حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ الخ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَؓ اَنَّهَا قَالَتْ نُهِیْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ یُعْزَمْ عَلَیْنَا۔

ترجمہ۔ حضرت امّ عطیہؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا۔ لیکن اس ممانعت کی تاکید نہیں کی گئی۔ گویا کہ یہ نہی تنزیہی ہے چنانچہ

جمہور اسی کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ عورتوں کے لئے یہ لائق نہیں ہے۔

بَابُ اِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلٰی غَيْرِ زَوْجِهَا

ترجمہ۔ شوہر کے علاوہ عورت کسی دوسرے پہ کیسے سوگ منائے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۹۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ الخ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ تُوُفِّيَ ابْنٌ لِاُمِّ عَطِيَّةَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهٖ قَالَتْ نُهِيْنَا اَنْ نُحِدَّ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا لِزَوْجٍ۔

ترجمہ۔ حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ام عطیہؓ صحابیہ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ تو جب تیسرا دن ہوا تو اس نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی۔ اور اس کو اپنے بدن پہ ملا اور فرمانے لگیں کہ ہمیں خاوند کے علاوہ کسی دوسرے پہ تین دن سے زیادہ کا سوگ منانے سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۰۔ **حَدَّثَنَا** الْحُمَيْدِيُّ الخ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَؓ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ اَبِيْ سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ اِنْ كُنْتُ عَنْ هٰذَا لَغَنِيَّةً لَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب شام کے ملک سے حضرت ابو سفیانؓ کی وفات کی خبر مدینہ میں پہنچی۔ تو اس کے تیسرے دن حضرت ام حبیبہؓ نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اپنے رخسارے اور دونوں بازوؤں پہ اسے ملا اور فرمانے لگیں۔ کہ اگرچہ میں اس سے مستغنی ہوں۔ یعنی مجھے زیب و زینت کی ضرورت نہ تھی۔ مگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے ہر اس عورت کے لئے

جو اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے۔ حلال نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ منا سکتی ہے۔ کہ زیب و زینت کو ترک کر دے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ بِهٖ ثُمَّ قَالَتْ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے حضرت حمید بن نافع کو خبر دی کہ وہ حضرت ام حبیبہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں۔ جنہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے کہ ہر اس عورت کے لئے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے۔ حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ مگر شوہر پر چار ماہ اور دس دن تک سوگ منا سکتی ہے۔ پھر میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی۔ جب کہ ان کے بھائی کی وفات ہو چکی تھی۔ تو انہوں نے خوشبو منگوا کر بدن کو لگائی۔ پھر فرمایا مجھے خوشبو کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ مگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان عورت کے لئے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ مگر شوہر پر چار ماہ اور دس دن سوگ منائے۔

تشریح از قاسمیؒ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ان احادیث باب میں مذہب ابو حنیفہؒ اور

ابوثور کی تائید ہوتی ہے۔ جو فرماتے ہیں۔ زوجہ ذمیہ پر احداد واجب نہیں ہے کیونکہ حدیث میں امرأۃ مؤمنہ کی قید ہے۔ دوسرے بچی پر بھی احداد واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں امرأۃ کا لفظ ہے۔ جو صبیۃ کو خارج کرتا ہے کیونکہ وہ تو بعد البلوغ امرأۃ کہلائے گی۔

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ۔ قبروں کی زیارت کے لئے جانا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا میرے سے دور ہو جاؤ۔ کیونکہ آپؐ میرے والی مصیبت میں مبتلا نہیں ہیں۔ اور اس نے آپؐ کو پہچانا نہیں تھا۔ پس اس سے کہا گیا کہ وہ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو معذرت کے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوئی جس کے پاس اس نے کوئی دربان نہ پائے۔ پس کہنے لگی کہ میں نے تو آپؐ کو پہچانا نہیں تھا۔ جس پہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ صبر تو وہی ہوتا ہے جو پہلے صدمہ کے وقت کیا جائے۔

تشریح از قاسمی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صبر وہ محمود ہے جو اچانک مصیبت کے آنے کے وقت کیا جائے۔ مرور ایام کے ساتھ تو انسان کو صبر آہی جاتا ہے۔

ے رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پہ کہ آساں ہو گئیں (مرتب)

امام بخاریؒ نے اس حدیث سے ترجمہ کو اس طرح ثابت کیا ہے۔ کہ آپؐ نے اس عورت کو زیارتِ قبر سے نہیں روکا۔ البتہ اسے صبر کا حکم دیا۔ تو معلوم ہوا کہ زیارتِ قبور جائز ہے۔ خواہ زائر مرد ہو یا عورت ہو۔

علامہ عینیؒ نے فرمایا ہے کہ اباحت زیارت قبور پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔ اور نہی کی روایات بھی ہیں۔ اس لئے روایات نہی کو قبل از رخصت پر محمول کیا جائے گا۔ اور اس کی تائید حضرت عائشہؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے۔ جو ابن ملیکہ نے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ قبرستان سے واپس آرہی تھیں۔ تو ان سے کہا گیا ام المؤمنین آپ کہاں سے آرہی ہیں۔ فرمایا اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر سے آرہی ہوں۔ تو کہا گیا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو زیارتِ قبور سے منع نہیں فرمایا۔ فرمایا ہاں منع فرمایا تھا۔ مگر بعد میں زیارت کی اجازت دے دی تھی۔ مگر علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اکثر علماء فساد زمانہ کی وجہ سے عورتوں کے خروج الی الصلوات کو مکروہ سمجھتے ہیں تو خروج الی المقابر کیسے صحیح ہوگا اس لئے علامہ عینیؒ نے لبسط کے ساتھ کلام کرنے کے بعد لکھا ہے کہ زیارت قبور عورتوں کے لئے مکروہ بلکہ اس زمانہ میں حرام ہے۔ خصوصاً مصر کی عورتوں کے لئے تو قطعاً اجازت نہیں ہے۔

بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنَّتِهِ فَهُوَ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى وَهُوَ كَقَوْلِهِ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَاءِ فِي غَيْرِ نَوْحٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔

ترجمہ۔ باب ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تفسیر میں کہ میت کو اس کے خاندان کے بعض رونے کی بنا پر عذاب دیا جائے گا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ جب کہ بین وغیرہ کرنا

اس کی عادت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اے ایمان والو! خود کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تم میں سے ہر ایک نگران ہے۔ ہر نگران سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ اور جب اس کی نوحہ کی عادت نہ ہو۔ تو پھر جیسے حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ کوئی جی کسی دوسرے کا بوجھ برداشت نہیں کرے گا اور قرآن مجید میں یہ بھی ہے۔ کہ اگر کوئی بوجھل جی اپنے بوجھ کی طرف کسی کو بلائے گا تو اس کا بوجھ ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ اور ما یرخص الخ یہ اول ترجمہ پر عطف ہے۔ یعنی جس رونے کی اجازت ہے وہ بغیر نوحہ کے ہے اور جو کسی گناہ کا سبب بنے اس کے متعلق جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو جی بھی ظلماً قتل ہوگا اس کے خون کا وبال آدمؑ کے پہلے بیٹے قابیل پر ضرور ہوگا۔ کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

حدیث نمبر ۱۲۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ وَمُحَمَّدٌ الخ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ اِنَّ ابْنًا لِّیْ قُبِضَ فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ یُقْرِءُ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰہِ مَآ اَخَذَ وَلَہٗ مَآ اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ تُقْسِمُ عَلَیْہِ لَیَاْتِیَنَّہَا فَقَامَ وَمَعَہٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَؓ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍؓ وَّاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍؓ وَّزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍؓ وَّرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ وَنَفْسُہٗ تَتَقَعْقَعُ قَالَ حَسِبْتُہٗ اَنَّہٗ قَالَ کَاَنَّہَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا قَالَ ھٰذِہٖ رَحْمَۃٌ جَعَلَہَا اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ وَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَآءُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت اسامۃ بن زیدؓ نے حدیث بیان کی۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے۔ آپؐ ہمارے پاس تشریف لے آئیں۔ آپؐ نے بوالیسی سلام کہتے ہوئے پیغام بھیجا۔ فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالے کے لئے ہے۔ جو کچھ

اس نے لیا اور جو کچھ دے دیا اور ہر ایک کے لئے اللہ کے نزدیک ایک مدت مقرر ہے۔ پس صبر کرو اور ثواب کی نیت کرو اور صاحبزادی نے واپسی قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپؐ ان کے پاس ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہؓ۔ معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ اور کچھ اور مرد بھی تھے۔ چنانچہ وہ بچہ آپؐ کی طرف اس حالت میں اٹھا کر لایا گیا کہ اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ میرا گمان ہے کہ اس نے یہ بھی کہا گویا کہ وہ مشکیزہ ہے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ۔ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ رحمت کے آنسو ہیں جو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے انہیں پر رحمت فرماتے ہیں جو رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۰۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثومؓ کے جنازے میں حاضر تھے اور فرماتے ہیں کہ حال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات ہمبستری نہ کی ہو۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ میں ہوں۔ فرمایا پس تم اتارو۔ چنانچہ وہی صاحبزادی کی قبر میں اترے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۵ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ قَالَ تُوُفِّيَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بِمَكَّةَ وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاِنِّيْ لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا اَوْ قَالَ جَلَسْتُ اِلَى اَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْاٰخَرُ فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَؓ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ اَلَا تَنْهٰى عَنِ الْبُكَاءِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَآءِ الرَّكْبُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا صُهَيْبٌ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ادْعُهٗ لِيْ فَرَجَعْتُ اِلٰى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا اُصِيْبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِيْ يَقُوْلُ وَا اَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ اَتَبْكِيْ عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَآئِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَقَالَتْ حَسْبُكُمُ الْقُرْاٰنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ وَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عبیداللہ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی مکہ میں وفات پاگئی۔ ہم جنازے میں حاضر ہونے کے لئے آئے۔ تو وہاں ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ بھی موجود تھے۔ اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ یا فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر دوسرا آیا تو وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عمرو بن عثمانؓ سے فرمایا کہ تو ان کو رونے سے کیوں نہیں روکتا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بدولت عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ بھی کچھ اس طرح کا قول کرتے تھے۔ پھر انہوں نے حدیث بیان کی۔ فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ مکہ سے واپس لوٹا یہاں تک کہ جب ہم بیداء کے جنگل میں پہنچے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ کیکر کے درخت کے سائے کے نیچے ایک قافلہ فروکش ہے۔ حضرت عمرؓ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ دیکھو یہ قافلے والے کون لوگ ہیں۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت صہیبؓ

صحابی رسول تھے۔ میں نے آ کر خبر دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس بلاؤ۔ میں حضرت صہیبؓ کے پاس واپس آیا۔ میں نے کہا۔ امیر المومنین یاد فرماتے ہیں۔ پس جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے جس زخم سے آپ کی وفات ہوئی۔ تو حضرت صہیبؓ حضرت عمرؓ کے پاس آ کر رونے لگے۔ اور کہتے تھے ہائے میرے بھائی ہائے میرے ساتھی! تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا۔ کہ اے صہیبؓ تم مجھ پہ روتے ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ میت کو ان کے گھر والوں کے بعض رونے کی بدولت عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات ہو چکی۔ تو یہ واقعہ میں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ حضرت عمرؓ پہ رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی حدیث بیان نہیں فرمائی۔ کہ اللہ تعالےٰ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دے گا۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اس کافر پہ عذاب زیادہ کر دے گا۔ اور فرمایا تمہیں قرآن کافی ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ ابن عباسؓ نے اس وقت فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! حضرت ابن عمرؓ نے اس مباحثے میں کوئی بات نہیں کہی۔

حدیث نمبر ۱۱۰۶ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ خَلِیْلٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا اُصِیْبَ عُمَرُ جَعَلَ صُهَیْبٌ یَقُوْلُ وَاَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَیِّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو بردہؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو حضرت صہیبؓ کہتے تھے ہائے میرے بھائی! تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بے شک میت کو زندہ کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی یَهُوْدِیَّةٍ یَبْکِیْ عَلَیْهَا اَهْلُهَا فَقَالَ

اِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتی تھیں کہ حقیقت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودی عورت کے پاس سے ہوا۔ جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ تو اس پر رو رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ قبر میں اس پر عذاب ہو رہا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ماھذا حضرت سعد بن عبادہؓ کا خیال یہ تھا کہ جس ذات کا مقام اللہ تعالےٰ کے یہاں اعلیٰ ہوتا ہے وہ بشری تقاضاؤں سے بہت دور ہوتے ہیں۔ لہٰذا رونا دھونا وغیرہ ان سے ممکن ہی نہیں۔ تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس خیال کی تغلیط فرمائی۔ کہ یہ حضرات بشری تقاضاؤں سے مبرا نہیں ہوتے۔ ورنہ حضرت سعدؓ کے متعلق یہ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بکار کو بکار ممنوع گمان کیا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | دیکھئے حضرت گنگوہیؒ نے صحابی کا کس قدر پاس ادب کیا ہے۔ ما ھذا سے تعجب کا اظہار ہے۔ آپؐ نے استعجاب دور کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آنسو اثر رحمت ہیں۔ جن پر کوئی مواخذہ نہیں۔ جزع و فزع بے صبری پر گرفت ہے۔ اس ولد میت مرحوم کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ علی بن ابی العاص ہیں۔ لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ یہ مراھق یعنی قریب البلوغ ہو کر فتح مکہ کے موقع پر آپؐ کے ردیف بنے۔ تو ان کو صبی عرفاً تو نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے عبداللہ بن عثمان ابن رقیہ مراد لیا گیا ہے۔

ھل منکم لم یقارف اللیلۃ یہ حضرت عثمانؓ پر تعریض تھی جنہوں نے اس رات جاریہ سے جماع کیا تھا۔ کہ انہوں نے صاحبزادی کی رعایت نہ کی۔ اور نہ ہی انہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس خاطر کا خیال رہا۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مرض طویل تھا۔ حضرت عثمانؓ کو وقاع کی حاجت تھی۔ کوئی فعل حرام تو نہیں تھا۔ یا یہ کہ ان کو کیا پتہ تھا کہ آج صاحبزادی کی وفات ہو جائے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | بظاہر حضرت عثمانؓ اور دوسرے فاعلین پر یہ تعریض معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت یہ تعریض نہیں۔ کیونکہ بیوی یا باندی سے ہمبستر ہونا کوئی ممنوع فعل نہیں ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے حضرت عثمانؓ کو بتلانا ہے کہ اس فعل سے رک جائیں۔ کیونکہ بیوی کے

مرنے کے بعد زوجیت منقطع ہوجاتی ہے۔ نکاح باقی نہیں رہتا۔ زوج بھی دوسروں کی طرح اجانب میں داخل ہوگا۔ نیز! اس ارشاد سے مقصود یہ ظاہر کرنا بھی تھا۔ کہ اجنبیہ کو قبر میں اتارنا جائز ہے۔ جبکہ اتارنے والا صالح ہو۔ جیسے ابوطلحہ لم یقارف۔ لیکن اس صورت میں مقارفۃ کے معنی جماع کے نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس کے معنی گناہ کے لئے جائیں گے۔ شاید حضرت ابوطلحہؓ اس رات نماز پڑھتے رہے ہوں یا اور کوئی نیکی کا کام کرتے رہے ہوں۔ جس سے انہیں یقین ہوگیا کہ انہوں نے کسی صغیرہ گناہ کا بھی ارتکاب نہیں کیا۔ دوسرے حضرات فی الواقع اس مرتبہ تک نہ پہنچ سکے ہوں یا ان کے گمان کے مطابق نہ کر سکے ہوں۔ اس لئے انہوں نے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کی۔ اور ممکن ہے اقتراف سے جماع حلال مراد ہو۔ اور مطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہو کہ جس نے رات جماع حلال بھی نہیں کیا وہ فرشتوں کے مشابہ ہوگیا۔ کیونکہ جماع چوپایوں کی اعلیٰ خصلت ہے۔ اس لئے کہ وقاع میں کھانے پینے کی بنسبت زیادہ بہیمیت کا اظہار ہوتا ہے۔ تو ان خصائل افعال اور احوال کے اعتبار سے آپؐ نے اعلیٰ اور افضل لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اگرچہ یہ فضیلت دوسرے مناقب کی وجہ سے حضرت علیؓ اور دیگر حضرات کو بھی حاصل ہے۔ مگر اس جگہ اس کی تعیین اس حیثیت سے فرمائی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | بل یمتنع عثمان۔ کیونکہ صاحب درمختار نے لکھا ہے۔ کہ خاوند مردہ بیوی کے غسل اور چھونے سے رک جائے۔ البتہ اس کی طرف نظر کرنے کی اجازت ہے۔ مرنے کے بعد اُسے دیکھ سکتا ہے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ ائمہ ثلاثہ سب امور کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا استدلال ہے، کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا۔ پہلے تو یہ اثر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ اگر ثابت بھی ہو۔ تو بعض صحابہ نے ان پر اعتراض بھی کیا تھا۔ نیز! شرح المجمع میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ نے غسل دیا تھا۔ پھر تو حضرت علیؓ کے غسل کو اسباب غسل کی تیاری پر محمول کیا جائے گا۔ یا اسے حضرت علیؓ کی خصوصیت پر حمل کیا جائے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا تھا ان فاطمۃ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ۔

مراقی الفلاح میں ہے کہ عورت شوہر مردہ کو غسل دے سکتی ہے۔ کیونکہ عدت کی وجہ سے ابھی اس کی زوجیت باقی ہے۔ البتہ مرد بیوی کو غسل نہ دے۔ کیونکہ وہ اجنبی ہوچکا۔ حضرت ابوطلحہؓ کے نزول فی القبر کی کئی حکمتیں شراح نے بیان فرمائی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں لحد کھودنا ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اترنے کا حکم دیا۔ اور بنت مذکورہ بھی حضرت

ام کلثوم زوجہ حضرت عثمان تھی اور کوئی نہیں ہے ۔محقق بات یہی ہے ۔

انبکی علی و قد قال ۔حضرت صہیبؓ کا رونا بکار علی المیت سے نہیں تھا۔اس لئے کہ وہ ابھی تک زندہ تھے ۔لیکن ان پر نکیر کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے محسوس کیا کہ جو شخص رفع صوت کے ساتھ میری زندگی میں مجھ پر رو رہا ہے ،یہ میرے مرنے کے بعد بھی ایسا کرے گا ۔اس لئے ان کو روک دیا پھر حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ کے اقوال سے بظاہر عموم ہی معلوم ہوتا ہے ۔حالانکہ مطلق بکار کی ممانعت نہیں ہے ۔ تو ان باپ بیٹے کے قول کی ایسی تاویل کی جائے جو حضرت عائشہؓ کے قول مشہور کے موافق ہو ۔ وہ یہ ہے کہ عموم ہی سدًا للباب بھی تھی ۔تاکہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو ۔ ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی بکار بکار ممنوع تک پہنچ جائے ۔ اس لئے سرے سے رونے کی اجازت ہی بند کردی جائے ۔پھر حضرت عائشہؓ کے قول کی تاویل یوں کرنی پڑے گی کہ انہوں نے ان دونوں حضرات کی روایت کو نہیں سنا۔روایت ان کو پہنچی نہیں ۔اپنے گمان سے انہوں نے سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صرف یہودیہ کے بارے میں تھا۔ جیسے خود حضرت عائشہؓ ذکر فرما رہی ہیں ۔ باقی حضرت ابن عباسؓ کا واللہ اضحک وابکی الخ کہنا اس بنا پر ہے کہ مدارِ تکلیف کسب و اختیار پر ہے ۔جو ضحک و بکار بلا اختیار ہو اس پر کوئی گرفت نہیں ہے ۔علامہ عینیؒ نے متعدد روایات ذکر فرمائی ہیں جن سے اباحت بکار علی المیت ثابت ہوتی ہے ۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے مختلف روایات کو جمع کرنے کی سعی فرمائی ہے ۔

تشریح از شیخ زکریا | ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ دوسرے کے فعل سے دنیا میں بھی عذاب دیا جانا جائز ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔اِتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۔اسی طرح برزخ میں بھی ۔آیت کریمہ جس سے حضرت عائشہؓ استدلال فرما رہی ہیں وہ صرف آخرت کے بارے میں وارد ہوئی ہے ۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ

وَقَالَ عُمَرُ دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ عَلَى اَبِيْ سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ اَوْ لَقْلَقَةٌ وَ النَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّاْسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ ۔

ترجمہ: باب کہ میت پر کون سا رونا ناپسند ہے ۔حضرت عمرؓ نے فرمایا ۔کہ ان کو چھوڑ دو ۔

حضرت ابو سلیمان خالد بن ولید پر روتی رہیں جب تک نقع اور لقلقہ نہ ہو۔ نقع کے معنی سر پر مٹی ڈالنا۔ اور لقلقہ کے معنی آواز کو اونچا کر کے رونا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۸ حَدَّثَنَا ابُو نُعَيْمٍ الخ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ مَّنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مجھ پر جھوٹ بولنا کسی دوسرے پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ پس سنو! جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اس کو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیئے۔ اور میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا کہ جس شخص پر نوحہ کیا گیا۔ نوحہ والے الفاظ کہہ کر اس پر عذاب ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۹ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ وَقَالَ اٰدَمُ عَنْ شُعْبَةَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ اپنے باپ عمرؓ سے اور وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ میت کو وہ الفاظ اور کلمات کہہ کر قبر میں عذاب دیا جائے گا جن الفاظ کو کہہ کر اس پر نوحہ کیا گیا۔ دوسری سند کے ساتھ آدم شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میت کو زندہ کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔

تشریح از قاسمی حضرت خالد بن ولیدؓ جن کی کنیت ابو سلیمان تھی ۲۱ھ میں حمص میں وفات پائی ان کی لاش مدینہ منورہ لائی گئی تو بنو مغیرہ کی عورتیں ان پر رونے لگیں۔ کسی نے حضرت عمرؓ سے ان کے روکنے کے متعلق کہا تو حضرت عمرؓ نے ان کو نہ روکا وہ برابر روتی رہیں۔ امام بخاریؒ نے اس اثر سے جواز بکا ثابت کیا ہے۔ اور جو نوحہ ممنوع ہے وہ نقع اور لقلقہ والا ہے جس پر میت کو قبر میں عذاب ہوگا۔

باب حدیث نمبر ۱۱۱۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جِيئَ بِأَبِيْ يَوْمَ أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ حَتّٰى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا فَذَهَبْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوْا ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ فَلِمَ تَبْكِيْ أَوْ لَا تَبْكِيْ فَمَا زَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن المنکدر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ کہ میرے باپ کو اُحد کی لڑائی والے دن اس حال میں لایا گیا کہ ان کا مُثلہ کیا گیا تھا (ناک۔ کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے تھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کو اس حال میں رکھا گیا کہ وہ ایک کپڑے سے چھپائے گئے تھے۔ میں ان کے چہرہ سے کپڑا ہٹانے لگا تو مجھے میری قوم نے روک دیا۔ پھر میں کھولنے لگا تو مجھے قوم نے روک دیا۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاش کو اٹھانے کا حکم دیا تو ایک چیخ مارنے والی عورت کی آواز سنی۔ پوچھا یہ کون عورت ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ عمرو کی بیٹی یا ان کی بہن ہے۔ فرمایا۔ کیوں روتی ہے یا اس پر نہ روتی۔ کیونکہ فرشتے اپنے پروں سے اس پر برابر سایہ کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں اٹھایا گیا۔

تشریح از قاسمی | لم تبکی اور لاتبکی میں اگرچہ صراحۃً ممانعت نہیں ہے۔ لیکن مراد انکار ہے۔ جس سے حدیث ترجمہ سے مطابق ہو جائے گی۔

بَابُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ

ترجمہ۔ جو شخص گریبان پھاڑے وہ ہم سے نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۱۱ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ

شخص ہماری جماعت میں سے نہیں ہے جس نے رخساروں پر تھپڑ مارے اور گریبان چاک کیا۔ اور جاہلوں کی طرح نعرے لگائے۔

بَابُ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد بن خولہ پر غم کھانا۔

حدیث نمبر ۱۲۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ فَقُلْتُ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری کی وجہ سے میری عیادت فرما رہے تھے۔ جو مجھ پر قوی ہوگئی تھی۔ تو میں نے عرض گزاری کہ حضرت میری بیماری کا تو یہ حال ہے۔ کہ وہ مجھ پر غالب آگئی اور میں مالدار آدمی ہوں میرے پیچھے وارثاریں سے صرف ایک میری بیٹی ہے۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ نہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا آدھا مال۔ فرمایا نہیں۔ فرمایا تیسرا حصہ صدقہ کرو وہ بھی بڑا ہے یا بہت ہے۔ کیونکہ تمہارا اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ جانا بہتر ہے۔ قلاش چھوڑنے سے کہ ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے مانگتے پھریں۔ اور یہ بھی جان لو کہ تم جو بھی تھوڑا بہت اللہ تعالے کی رضا کے لئے خرچ کرو گے تمہیں اس کا

کا ثواب ضرور ملے گا۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ تم ڈالو گے اس کا بھی ثواب ہوگا۔ کیونکہ اس کا تم پر حق ہے۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ۔ کیا میں اپنے ساتھی مہاجرین جو آپ کے ساتھ واپس ہوں گے ان سے پیچھے رکھا جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ آپ جو بھی نیک عمل کریں گے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے آپ کے درجے اور رتبے زیادہ فرمائیں گے۔ پھر شاید آپ کو اتنی زندگی ملے کہ کچھ لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ لوگوں کو آپ سے نقصان پہنچے۔ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو مکمل فرما ان کو پیچھے لوٹا کر ہجرت کے ثواب سے محروم نہ فرما۔ لیکن سعد بن خولہؓ نقصان میں پڑنے والے ہیں۔ کہ وہ مکہ میں وفات پاگئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے غم خواری کا اظہار فرما رہے تھے۔

تشریح از قاسمی ابن ماجہ کی روایت ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی یہاں امام بخاریؒ نے مرثیہ کا جواز ثابت کیا ہے۔ کہ مرثیہ ممنوعہ وہ ہے۔ جس میں میت کی مدح ہو اس کی خوبیوں کا ذکر ہو۔ جس سے غم و حزن تازہ ہو جائے۔ اس جگہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حزن کا اظہار فرمایا ہے کہ سعد بن خولہ ہجرت کے بعد پھر مکہ میں وفات پاگئے۔ جس میں کوئی مدح وغیرہ نہیں ہے۔ جس سے غم کی تجدید ہوتی ہو۔

لعلک ان تخلف الخ اس سے ان کے طول عمر کی بشارت ہے۔ چنانچہ وہ اس مرض کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ عراق فتح کیا۔ مسلمانوں نے غنیمت کے مال سے نفع حاصل کیا۔ اور مشرکین کو ان سے نقصان پہنچا۔

یرثی لہ یہ امام زہریؒ کا قول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر رحم کھاتے تھے۔ کہ بے چارے کی وفات مکہ میں ہوئی۔ جو ان کی ہجرت کی جگہ تھی۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ

ترجمہ۔ باب اس بارے میں کہ مصیبت کے وقت سر منڈوانے سے روکا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۱۳ قَالَ الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى الخ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى وَجِعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهٗ فِيْ حَجْرِ امْرَاَةٍ مِنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت ابوموسیٰ سخت بیمار ہوئے۔ یہاں تک کہ ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ ان کا سر ان کے خاندان کی ایک عورت کی جھولی میں تھا۔ جو چیخ پڑی۔ وہ اس وقت تو اس کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ البتہ جب انہیں بیماری سے ذرا آرام ہوا تو فرمانے لگے کہ میں ہر اس شخص سے بیزار ہوں جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہوئے۔ سنو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عورت سے بیزار ہیں جو مصیبت کے وقت چیخ و پکار کرنے والی ہو۔ جو بال منڈانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی ہو۔

بَابُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ

ترجمہ۔ جو رخساروں پر تھپڑ مارے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ شخص ہم سے نہیں ہے۔ جس نے مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹا گریبانوں کو پھاڑا۔ اور جاہلوں جیسے نعرے لگائے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ۔

ترجمہ۔ مصیبت کے وقت جن چیزوں سے روکا گیا ہے۔ مثلاً واویلا کہنا اور رونے کے وقت جاہلیت کے الفاظ پکارنا۔

حدیث نمبر ۱۱۵ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹا۔ گریبانوں کو پھاڑا۔ اور جاہلوں جیسے کلمات کہے جو شرعًا جائز نہیں ہیں۔

بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ ۔

ترجمہ ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت اس حال میں بیٹھے کہ اس کے اندر غم و اندوہ معلوم ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰیؒ الخ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ فَقَالَ اَنْهَهُنَّ وَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ اَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت زید بن حارثہؓ حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہو جانے کی خبر آئی تو آپؐ اس حال میں بیٹھے تھے کہ غم و اندوہ آپؐ کے اندر پہچانا جاتا تھا۔ اور میں دروازہ کی دراڑ سے دیکھ رہی تھی۔ پس ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا۔ اس نے آکر حضرت جعفرؓ کے خاندان کی عورتوں کے رونے کا ذکر کیا۔ آپؐ نے اس شخص کو حکم دیا کہ ان عورتوں کو روک دو۔ وہ شخص جاکر دوسری دفعہ واپس آکر کہنے لگا۔ کہ وہ عورتیں کہنا نہیں مانتیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کو روک دو۔ پھر وہ تیسری مرتبہ آکر کہنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم وہ عورتیں ہم پر غالب آگئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔ میں نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے یعنی تو نامراد ہو۔ جس کام کا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے حکم دیا وہ بھی نہیں کرتا اور بار بار آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے بھی باز نہیں آتا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۷ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِيْنَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ اَشَدَّ مِنْهُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ جب ستر قراء حضرات بئر معونہ میں شہید کر دیئے گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ بھر دعا ر قنوت پڑھی۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا سخت غمناک کبھی نہیں دیکھا۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يُظْهِرْ حُزْنَهٗ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ وَالظَّنُّ السَّيِّئُ وَقَالَ يَعْقُوْبُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت اپنے غم واندوہ کو ظاہر نہ کرے۔ چنانچہ محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ گھبراہٹ بری بات اور برا گمان دونوں کو کہا جاتا ہے اور یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنی پریشانی اور غم کا شکوہ اللہ تعالے کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۸ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ اشْتَكٰى ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ اَبُوْ طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَاَتِ امْرَاَتُهٗ اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ هَيَّاَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَاءَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَاَتْ نَفْسُهٗ وَاَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا اَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَعْلَمَتْهُ اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّبَارِكَ لَهُمَا فِيْ لَيْلَتِهِمَا قَالَ سُفْيٰنُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَاَيْتُ تِسْعَةَ

اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔کہ حضرت ابوطلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار رہوا۔ فرماتے ہیں کہ وہ بے چارا اس حال میں وفات پا گیا کہ ان کے والد حضرت ابو طلحہؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ پس جب ان کی بیوی حضرت ام سلیمؓ نے دیکھا کہ بچہ فوت ہو چکا ہے۔ تو انہوں نے خاوند کے لئے کچھ تیاری کی یا بچے کو غسل اور کفن دے کر تیار کر لیا۔ اور اسے گھر کے ایک کنارے میں الگ رکھ دیا۔ جب حضرت ابوطلحہؓ تشریف لائے اور لڑکے کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسا ہے۔ تو اس نے کہا کہ وہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ میں امید رکھتی ہوں کہ وہ آرام کر چکا ہے۔ ابوطلحہؓ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ رات بسر کی اور اس سے ہمبستری کی۔ جب صبح کو غسل کر چکے اور باہر جانے کا ارادہ کیا تو بیوی نے شوہر کو بتلایا کہ بچہ تو وفات پا چکا ہے۔ تو ابو طلحہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ اور آپؐ کو حضرت ام سلیمؓ کا وہ سارا واقعہ کہہ سنایا جو اس کی طرف سے پیش آیا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں کی اس رات میں ان دونوں کے لئے برکت پیدا کر دے تو سفیانؒ فرماتے ہیں۔ چنانچہ انصار کے ایک آدمی نے بتلایا کہ ان کی اولاد میں میں نے نو بچے دیکھے جو سب کے سب حافظ قرآن ہو چکے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | الجزع القول السیئ الخ امام بخاریؒ کی مراد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ مصیبت کے وقت غم کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب تک کہ کوئی برا کلمہ نہ کہے۔ اور بدظن ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم سے ناامید نہ ہو جائے۔ اور جو شخص غم کو پی جاتا ہے کسی پر اپنے کو ظاہر نہیں کرتا اس کے لئے فضل کثیر ہے۔ جیسے حضرت ام سلیم کا واقعہ اس پر صریح دلالت کرنے والا ہے۔

انہا صادقۃ الخ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ کے ظاہری متبادر معانی کا اعتبار ہے تعریضات کذب کے شائبہ سے خالی نہیں ہوتیں۔ کیونکہ حضرت ابو طلحہؓ نے اپنی بیوی ام سلیمؓ کو ان کے قول هدءَ نفسہ کو اپنے گمان کے مطابق سچ سمجھا۔ جس سے لازم آیا کہ درحقیقت یہ جھوٹ تھا کیونکہ محققین کے نزدیک صدق و کذب کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مطابقت مقابلہ کی صورت میں ہوگی۔ وہ اس طرح کہ جب کوئی شخص قول حسن اور ظن حسن کے ذریعہ اظہار غم چھوڑ دے تو یقیناً جزع ممنوع شرعاً وہی ہوگا جس میں بُرا قول اور بُرا گمان پایا جائے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا قول ترجمہ سے اس طرح مطابق ہوگا۔ کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے صراحۃً اس مصیبت کے غم کا کسی کے سامنے اظہار نہیں کیا بلکہ اپنا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا تو جزع و فزع نہ ہوئی۔

ھدء نفسہ الخ حضرت ام سلیمؓ نے توسکون نفس سے موت مراد لی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اسے سکون نفس من المرض اور بیماری کا زائل ہونا گمان کیا۔ کہ اسے تندرستی حاصل ہوگئی۔ انہا صادقۃ بالنسبۃ الیٰ فہمہ۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ حدیث سے ایک یہ فائدہ بھی معلوم ہوا کہ عند الضرورت کلام میں تعریضات جائز ہیں۔ بشرطیکہ اس سے کسی مسلمان کا حق نہ مارا جائے۔ اور حضرت ام سلیمؓ کے واقعہ میں یہ بھی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت ابوطلحہؓ سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ وہ مسلمان ہوجائیں۔ چنانچہ شادی ہوئی۔ ان کو حمل ہوا۔ ایک خوب صورت بچہ کو جنم دیا۔ جس سے حضرت ابوطلحہؓ سخت محبت کرتے تھے۔ وہ بیمار ہوا وفات پائی۔ اس دن ابوطلحہؓ روزہ دار تھے۔ حضرت ابوطلحہؓ کے یہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بچہ پیدا ہوا۔ وہ حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ تھے۔ جن کی اولاد در اولاد میں نو بچے ایسے پیدا ہوئے جو سب کے سب حافظ قرآن ہوئے۔

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى

وَقَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعِلَاوَةُ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ۔

ترجمہ پہلے صدمہ کے وقت صبر کرنا اجر کا باعث ہے۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ یہ دونوں

گٹھڑیاں اچھی ہیں اور درمیان والی گٹھڑی بھی بہتر ہے ۔ عدلان اس گٹھڑی کو کہتے ہیں ۔ جن کو وزن برابر کرنے کے لئے جانور کے دونوں طرف رکھی جاتی ہیں ۔ اور علاوہ وہ گٹھڑی ہے جو ان دونوں کے درمیان رکھی جائے ۔ عدلان سے مراد اس جگہ صلوات اور رحمت ہے اور علاوہ سے مراد اولٰئک ھم المھتدون ہے ۔

ترجمہ ۔ صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کو جب بھی کوئی مصیبت پہنچے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں ۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ کی خاص رحمتیں اور عام رحمتیں ہیں اور یہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں ۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد پکڑو ۔ بے شک یہ نماز گراں ضرور ہے ۔ مگر جو اللہ تعالےٰ کے سامنے جھکنے والے لوگ ہیں ان کے لئے کوئی گرانی نہیں ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى ۔

ترجمہ ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صبر وہی معتبر ہے جو اول مصیبت کے وقت کیا جائے ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ ۔

ترجمہ ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں ۔ اور ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمناک ہوتا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱۲۰ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَيْفِ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِاِبْرٰهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرٰهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرٰهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ

يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ وَ رَوَاهُ مُوسٰى ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے پاس حاضر ہوئے جو صاحبزادہ ابراہیم کا رضاعی باپ تھا۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادہ ابراہیم کو ان سے لے کر بوسہ دیا۔ اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد جب ہم حاضر ہوئے تو اپنی جان کی سخاوت کر رہا تھا یعنی جان کنی کی حالت تھی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ جس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے ابن عوف یہ تو رحمت کے آنسو ہیں۔ اتنے میں دوسرا آنسو بھی اس کے پیچھے ٹپک پڑا۔ آپؐ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمناک ہوتا ہے۔ لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔ اے ابراہیم! ہم بے شک تیری جدائی کے صدمہ کی وجہ سے غمگین ہیں۔ اس کو موسیٰ نے روایت کیا۔

تشریح از قاسمی حدیث باب سے ثابت ہوا کہ میت پر حزن جائز۔ آہ و بکار ناجائز ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيضِ

ترجمہ۔ بیمار آدمی کے پاس رونا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۱ **حَدَّثَنَا** أَصْبَغُ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍؓ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍؓ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍؓ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهٗ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهٖ فَقَالَ قَدْ قَضٰى فَقَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهٖ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ

أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ فِيهِ بِالْعَصَى وَيَرْمِي بِالْحِجَارَةِ وَيَحْثِيْ بِالتُّرَابِ.

ترجمہ ۔حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ۔کہ حضرت سعد بن عبادہؓ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لئے ان کے یہاں تشریف لائے ———— جبکہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ ۔سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے پس جب آپؐ ان کے پاس تشریف لائے تو گھر کے لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے ۔آپؐ نے پوچھا کیا وہ فوت ہوگیا لوگوں نے بتلایا کہ نہیں یا رسول اللہ ! تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے آپؐ کو روتا دیکھ کر قوم کے لوگ بھی رو پڑے ۔ جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا سنتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو بہانے اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیں گے ۔لیکن اس پر عذاب دیں گے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا یا یہ کہ رحم کر دیں گے ۔اور میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا ۔ اور حضرت عمرؓ ایسے رونے پر لاٹھی سے مارتے تھے ۔پتھر پھینکتے تھے اور مٹی منہ میں ڈالتے تھے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ الا تسمعون الخ آپؐ نے یہ اس لئے فرمایا تاکہ اس رونے پر زیادتی کرتے ہوئے نوحہ پر جرأت نہ کریں اور نوحہ کی ممانعت ہے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ الا تسمعون الخ اس میں آپؐ نے بعض لوگوں کے انکار پر ارشاد فرمادیا کہ دونوں حالتوں میں غم ناک ہونا ممنوع نہیں ۔بکار نوحہ ممنوع ہے ۔ نیز ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا میت پر تو نہیں تھا وہ تو زندہ پر تھا ۔نیز! اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیمؓ کے واقعہ کے بعد کا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ ہمراہ تھے ۔ انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا ۔کیونکہ ان کو پہلے علم ہو چکا ہے کہ مطلق بکار پر وعید نہیں ہے ۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ النَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ

ترجمہ ۔جو نوحہ اور بکار ممنوع ہے اور اس پر جو ڈانٹ ڈپٹ کی جائے اس کا بیان ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱۲۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الخ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَيْدِ ابْنِ حَارِثَةَؓ وَجَعْفَرٍؓ وَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَؓ جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍؓ وَذَكَرَ بُكَاءَ هُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ اَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ فَاَمَرَهُ الثَّانِيَةَ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنِيْ اَوْ غَلَبْنَنَا الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَوْشَبٍ فَزَعَمَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْتَ بِفَاعِلٍ وَ مَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ کہ جب حضرت زید بن حارثہؓ ۔ جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی تو آپؐ ایسے بیٹھے تھے کہ غم و اندوہ آپؐ کے چہرہ سے پہچانا جاتا تھا ۔ میں دروازے کی دراڑ سے جھانک رہی تھی ۔ پس ایک آدمی آپؐ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ۔ جعفرؓ کے خاندان کی عورتیں رو رہی ہیں ۔ تو آپؐ نے ان کو روکنے کا حکم دیا ۔ تو یہ آدمی گیا اور پھر آکر کہنے لگا ۔ کہ وہ اس کا کہنا نہیں مانتیں ۔ آپؐ نے دوسری مرتبہ روکنے کا حکم دیا تو وہ شخص چلا گیا ۔ اور پھر آکر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! وہ مجھ پر یا ہم پر غالب آ گئیں (محمد بن حوشب کو شک ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو ۔ میں نے کہا اللہ تجھے ناکام و نامراد بنائے ۔ واللہ نہ تو تو وہ کام کرنے والا ہے اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت سے نجات دیتا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱۲۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الخ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَؓ قَالَتْ اَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ لَا نَنُوْحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَاَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ اُمِّ سُلَيْمٍ وَاُمِّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ

اِبِی سَبْرَۃَ امْرَاَۃُ مُعَاذٍ وَامْرَاَتَانِ اَوِابْنَۃُ اَبِی سَبْرَۃَ وَامْرَاَۃُ مُعَاذٍ وَامْرَاَۃٌ اُخْرٰی۔

ترجمہ۔ حضرت امّ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ بیعت کرتے وقت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم عورتوں سے یہ وعدہ لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ ہم میں سے علاوہ پانچ عورتوں کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو اور کسی عورت نے پورا نہ کیا۔ ان پانچ میں سے ایک حضرت امّ سلیمؓ ہے۔ دوسری امّ العلاءؓ ہے۔ تیسری ابوسبرہ کی بیٹی ہے۔ چوتھی معاذ کی بیوی ہے اور پانچویں کوئی اور عورت ہے۔

تشریح از قاسمیؒ پہلی روایت میں امرہ ان ینھاھن کے الفاظ سے ترجمہ ثابت ہے اور ترجمہ کا دوسرا جزء زجر تھا۔ جو فاحث فی افواھھن من التراب سے ثابت ہے اور دوسری روایت میں ان لاننوح سے ترجمہ ثابت ہو رہا ہے۔ کہ اگر نوحہ منہی عنہ نہ ہوتا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پہ بیعت نہ لیتے۔

بَابُ الْقِیَامِ لِلْجَنَازَۃِ

ترجمہ۔ جنازہ کے لئے کھڑا ہو جانا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۴ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِؒ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا حَتّٰی تُخَلِّفَکُمْ وَزَادَ الْحُمَیْدِیُّ حَتّٰی تُخَلِّفَکُمْ اَوْ تُوْضَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ جنازہ کو دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو۔ یہاں تک کہ وہ جنازہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے اور حمیدی نے یہ الفاظ زیادہ کئے وہ جنازہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا اتار کر رکھ دیا جائے۔

فقوموا تعظیمًا للمیت یا موت کے ہولناک منظر کی وجہ سے کھڑا ہونا چاہیئے۔ ائمہ ثلاثہؒ تو اس کو منسوخ کہتے ہیں۔ البتہ امام اوزاعیؒ اور امام احمدؒ اور اہلِ ظواہر اس کو غیر منسوخ مانتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ جنازہ کو دیکھ کر اس وقت تک کھڑا رہے جب تک کہ وہ گردنوں سے اتار کر رکھ نہ دیا جائے یا آگے نکل جائے۔

بَابُ مَتٰی یَقْعُدُ اِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ جب جنازہ کے لئے کھڑا ہو جائے تو کب بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۵ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ الخ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ جَنَازَةً فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَاشِیًا مَّعَهَا فَلْیَقُمْ حَتّٰی یُخَلِّفَهَا اَوْ تُخَلِّفَهٗ اَوْ تُوْضَعَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُخَلِّفَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی جنازہ کو دیکھے۔ تو اگر وہ اس جنازہ کے ساتھ چلنے والا نہیں ہے۔ تو اس وقت تک کھڑا رہے جب یہ اسے پیچھے چھوڑ دے۔ یا وہ اسے پیچھے چھوڑ جائے۔ یا پیچھے چھوڑنے سے پہلے ہی رکھ دیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ کو دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو۔ پس جو شخص جنازے کے ساتھ چلے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے رکھ نہ دیا جائے۔ ممکن ہے اتارنے کے لئے مدد کی ضرورت پڑے۔

بَابُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا یَقْعُدُ حَتّٰی تُوْضَعَ عَنْ مَنَاکِبِ الرِّجَالِ فَاِنْ قَعَدَ اُمِرَ بِالْقِیَامِ۔

ترجمہ۔ جو شخص جنازے کے ساتھ چلے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ مردوں کے کندھوں سے اتار کر نیچے نہ رکھا جائے۔ اگر بیٹھ جائے تو اُسے کھڑا ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۷ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ الخ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنَّا فِیْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ اَبُوْ هُرَیْرَةَؓ بِیَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ اَنْ

اَنْ تُوْضَعَ فَجَاءَ اَبُوْسَعِيْدٍ قَالَ فَاَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ صَدَقَ ۔

ترجمہ۔ حضرت سعید المقبری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ میں تھے حضرت ابوہریرہؓ نے مروان حاکم مدینہ کا ہاتھ پکڑا اور یہ دونوں جنازہ کے رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے ۔ حضرت ابوسعیدؓ تشریف لائے انہوں نے مروان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اٹھ کھڑے ہو ۔ اللہ کی قسم ! یہ شخص حضرت ابوہریرہؓ جانتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا تھا ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ ابوسعیدؓ نے سچ فرمایا ۔

تشریح از قاسمی فتح الباری میں ہے۔ کہ مروان نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا ۔ کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں تبلایا ۔ تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ امام تھے جب آپ بیٹھ گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گیا ۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ کے نزدیک قیام ضروری نہیں تھا ۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امت کا عمل بھی اسی پر چلا آرہا ہے ۔

بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو یہودی کے جنازے کیلئے بھی اٹھ کھڑا ہوا ۔

حدیث نمبر ۱۱۲۸ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ قَالَ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گذرا ۔ جس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہوتے اور ہم لوگ بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہو گئے ۔ پس بعد ازاں ہم نے کہا یا رسول اللہ ! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ بہر حال جب بھی تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کے لئے کھڑے ہو جایا کرو ۔

حدیث نمبر ۱۱۲۹ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ

قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَالَ أَلَيْسَتْ نَفْسًا۔

ترجمہ۔ عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف اور قیس بن سعدؓ دونوں قادسیہ کے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے (جو کوفہ کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے) تو کچھ لوگ ان کے پاس سے ایک جنازہ لے کر گزرے۔ تو یہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ تو اہل ارض یا ایک ذمی کا جنازہ ہے۔ جس پر ان دونوں حضرات نے فرمایا۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھی ایک جنازہ گذرا تھا۔ جس کے لئے آپؐ کھڑے ہو گئے تھے۔ جس پر آپؐ سے کہا گیا کہ حضرت! وہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا وہ جی نہیں ہے (عبرت تو ہر جنازہ سے حاصل ہوتی ہے (مرتب) نیز! مسلم شریف میں ہے کہ ہم تو ان فرشتوں کے لئے اٹھتے ہیں۔ جو جنازہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تو تذکر موت اور تعظیم ملائکہ ہوئے۔

بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ

ترجمہ۔ مرد جنازے کو اٹھائیں۔ عورتیں نہ اٹھائیں۔

حدیث نمبر ۱۱۶۳　حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ لَصَعِقَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے۔ جب کہ اس کو مردوں نے اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا ہو۔ تو اگر وہ نیک بخت ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اگر بد بخت ہے تو کہتا ہے ہائے افسوس تم اس کو کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ترجمہ احتملها الرجال سے ثابت ہوا۔ اسی طرح قدموني وإن تذهبوا کے الفاظ بھی اس پہ دلالت کرتے ہیں۔ ہاں! عورتوں کے لئے جنازہ کا اٹھانا اس وقت جائز ہے۔ جب مرد نہ ہوں یا کوئی اور ضرورت پیش آجاتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اگر اشکال ہو کہ ظاہر الفاظ حدیث سے عورتوں کے لئے ممانعت معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ تو اخبار ہے کوئی شریعت کا حکم نہیں بیان ہو رہا۔ تو کہا جائے گا مہما امکن شارع کے اخبار کو بھی تشریع پہ حمل کرنا چاہیئے۔ نیز! حافظؒ نے فتح الباری میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے۔ غالباً اسی کی طرف مصنفؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اگرچہ وہ روایت علی غیر شرط مصنف ہے۔ مگر اس میں یہ تصریح ہے۔

قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَأَى نِسْوَةً فَقَالَ اَتَحْمِلْنَهُ قُلْنَ لَا قَالَ اَتَدْفِنَّهُ قُلْنَ قَالَ لَا فَارْجِعْنَ مَاْزُوْرَاتٍ غَيْرَ مَاْجُوْرَاتٍ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے میں گئے۔ تو آپؐ نے کچھ عورتوں کو دیکھا۔ تو فرمایا کہ تم اسے اٹھاؤ گی انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ کیا اسے دفن کرو گی کہا نہیں۔ تو فرمایا گناہ لے کر واپس جاؤ۔ تمہیں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جنازے کی مشایعت تو مردوں نے کرنی ہے اگر عورتیں بھی ان کے ساتھ خلط ملط ہو گئیں تو فتنہ کا خطرہ ہے اور اس طرح کی روایت ابن ماجہ میں حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے۔

كل شيئ الا الانسان جن بھی انہی کے حکم میں ہیں۔ کیونکہ بعض روایات میں اس کی تصریح وارد ہو چکی ہے۔

بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ

وَقَالَ اَنَسٌ اَنْتُمْ مُشَيِّعُوْنَ فَامْشُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا وَقَالَ غَيْرُهُ قَرِيْبًا مِنْهَا۔

ترجمہ۔ یہ باب جنازے کو جلدی لے جانے کے بارے میں ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ جنازے کو پہنچانے والے ہو وفد کی شکل میں۔ لہٰذا اس کے آگے بھی چلو پیچھے بھی دائیں اور بائیں ہر طرف سے غیر انس نے کہا کہ اس جنازے کے قریب قریب۔

حدیث نمبر ۱۲۳۱ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ؒ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنازہ کو جلدی لے جاؤ۔ پس اگر وہ نیک ہے تو یہ ایک خیر ہے جسے تم آگے لے جا رہے ہو۔ اگر اس کے سوی ہے یعنی غیر صالح ہے تو یہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار کر رکھ رہے ہو۔ مگر یہ اسراع خفیف ہو۔ بین المشی المعتاد والخبب۔ یعنی درمیانی چال ہو۔

بَابُ قَوْلِ الْمَیِّتِ وَهُوَ عَلَی الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِیْ

ترجمہ۔ میت کا بولنا جب کہ وہ چارپائی پر ہو۔ کہ مجھے آگے لے چلو۔

حدیث نمبر ۱۲۳۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ ؒ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ كَانَتْ غَیْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا یَا وَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا یَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ لَصَعِقَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ جب جنازے کو نیچے رکھا جاتا ہے۔ جب کہ مردوں نے اسے اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا ہو۔ پس اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اگر وہ نیک نہیں ہے تو وہ اپنے گھر والوں سے کہتا ہے۔ کہ ہائے اس کی ہلاکت۔ اسے تم کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی اس آواز کو انسان کے سوا ہر ایک چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریا امام بخاریؒ نے اس حدیث ابوسعید پر ترجمہ باندھا ہے۔ قولہ المیت وھو علی الجنازۃ قدمونی اور آگے ص۱۸۲ پر یہی حدیث ابوسعید خدریؓ امام بخاریؒ دوبارہ لائے ہیں وہاں ترجمہ باندھا ہے کلام المیت علی الجنازۃ تو اس تکرار کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ پہلا ترجمہ تو قبل ازیں ترجمہ سرعۃ بالجنازہ کے مناسب ہے۔ کہ اس کی پیشی حمل جنازہ سے شروع ہوجاتی ہے۔ اور میرے نزدیک یہ باب فی باب کے قبیلہ سے ہے کہ کلام المیت علی الجنازہ سے امام بخاریؒ نے تنبیہہ فرمائی کہ کلام المیت علی الجنازہ کے باب میں جو حدیث بیان کی ہے۔ اس جگہ لفظ جنازہ سے میت مراد ہے۔ کیونکہ اس کی تائید بعد والے قول قدمونی سے ہوتی ہے۔ اور ترجمہ ثانیہ جو ص۱۸۲ پہ ہے۔ اس میں مصنفؒ کا مقصد اثبات کلام المیت نصاً ہے۔ کیونکہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ یہود نے آپؐ سے پوچھا تھا ھل تتکلم المیت ای الجنازۃ۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اعلم ابھی تک آپؐ کو بذریعہ وحی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ میت کلام کرتا ہے جیسے یہودی نے کہا۔ یتکلم الخ

بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ

ترجمہ۔ جنازہ پر امام کے پیچھے دو یا تین صفیں باندھی جائیں۔

حدیث نمبر ۱۲۴۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ اَوِ الثَّالِثِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ فی الصف الثانی او الثالث۔ راوی کے اس تردد سے معلوم ہوا کہ دونوں امر جائز ہیں۔ اس لئے کہ اگر تثلیث ضروری ہوتی یا ایک اور دو صفیں بنانا ضروری ہوتا تو راوی کو تردد نہ ہوتا۔ اتنی بات اثبات ترجمہ کے لئے کافی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا میرے نزدیک اس باب کی غرض امام بخاریؒ کے نزدیک

ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ جنازہ پر سطر واحد ہونی چاہیے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ زیادتی بھی ثابت ہے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ تثلیث الصفوف حتمی نہیں ہے۔ اگرچہ تین صفیں بنانا مستحب ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من صلی علیہ ثلثۃ صفوف فقد اوجب۔ ترجمہ۔ جس شخص پر تین صفوں نے نماز پڑھ لی اس نے جنت واجب کر لی۔

بَابُ الصُّفُوْفِ عَلَى الْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ جنازے پر کئی صفیں باندھی جا سکتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ نَعَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَصْحَابِهِ النَّجَاشِیَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوْا خَلْفَهٗ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نجاشی بادشاہ حبشہ کی موت کی خبر دی۔ پھر آپؐ آگے بڑھے اور صحابہ کرام نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی تو آپؐ نے چار مرتبہ تکبیر کہی۔

حدیث نمبر ۱۱۳۵ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الخ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَنْ شَهِدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی عَلٰی قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَصَفَّهُمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعًا قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ترجمہ۔ حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گرے پڑے بچے کی قبر پر تشریف لائے یا ایک ایسی قبر پر جو دوسری قبروں سے دور تھی۔ آپؐ نے ان سے صف بندھوائی اور چار مرتبہ تکبیر کہی۔ میں نے پوچھا یہ حدیث تجھے کس نے بیان کی۔ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان فرمائی۔

حدیث نمبر ۱۱۳۶ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی الخ اَنَّهٗ سَمِعَ

جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِّنَ الْحَبَشِ فَهَلُمُّوْ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ قَالَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صُفُوْفٌ وَقَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن حبش قوم کا ایک نیک آدمی فوت ہو چکا ہے آؤ اس آدمی کی نماز جنازہ پڑھیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم لوگوں نے صف باندھی۔ جب کہ ہم صفوں میں تھے تو آپؐ نے نماز پڑھائی۔ ابوالزبیر حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں دوسری صف میں تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہیؒ نے بیاض فی الاصل کہہ کر چھوڑ دیا۔ شاید وہ تکرار ترجمہ کا جواب دینا چاہتے تھے۔ مگر بس اس کا اتفاق نہ ہو سکا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ کا اعادہ اس لئے فرمایا کہ پہلا ترجمہ زیادتی علی الصفتین پر نص نہیں تھا۔ اس ترجمہ سے بتلا دیا کہ دو سے زائد صفیں تھیں۔ اور جمع کا صیغہ الصفوف مشعر ہے کہ تین صفوف مستحب ہیں۔ اگر اشکال ہو۔ کہ احادیث باب میں یا تو صلوٰۃ علی الغائب کا بیان ہے یا صلوٰۃ علیٰ من القبر کا بیان ہے۔ صفوف علی الجنازہ کا ثبوت نہ ہوا۔ تو جواب یہ ہے کہ جب غائبانہ جنازہ میں صف بندی ثابت ہو گئی۔ تو صلوٰۃ حاضرہ میں بطریق اولیٰ ثابت ہو گی۔ لیکن میرے نزدیک اس طرح کا استدلال امام بخاریؒ کی عظمت شان اور دقتِ نظر کے خلاف ہے۔ لہذا بہترین توجیہ یہ ہے کہ لفظ علی الجنازہ سے امام بخاریؒ غائبانہ نماز پڑھنے والوں پر رد فرما رہے ہیں۔ کیونکہ باوجود تخریج حدیث نجاشی کے امام بخاریؒ نے صلوٰۃ علی الغائب کا ترجمہ نہیں باندھا۔ بلکہ ترجمہ کے الفاظ سے اشارہ کر دیا کہ جنازہ کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ اور یہی اکثر علماء کا مسلک ہے کہ لا یصلی الا علی الحاضر۔ یہ مسئلہ خلافیہ ہے۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ فی روایۃ صلوٰۃ علی الغائب کے قائل ہیں۔ احنافؒ اور مالکیہؒ اس کے قائل نہیں اور نجاشی کے واقعہ کو خصوصیت پر محمول کرتے ہیں اور امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسے شہر میں وفات پا جائے جہاں کسی نے اس کا جنازہ نہ پڑھا ہو تو پھر غائبانہ نماز پڑھی جا سکتی۔ جیسے

نجاشی بادشاہ حبشہ جو کفار میں رہائش پذیر تھا۔ بہرحال امام بخاریؒ کا میلان اس مسئلہ میں احنافؒ اور مالکیہؒ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ صُفُوْفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ عَلَى الْجَنَائِزِ۔

ترجمہ۔ بچوں کا مردوں کے ساتھ جنازے پر صف بنانا۔

حدیث نمبر ۱۱۳۷ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتٰى دُفِنَ هٰذَا فَقَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُوْنِيْ قَالُوْا دَفَنَّاهُ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُّوْقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّأَنَا فِيْهِمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قبر سے ہوا جس میں مردہ رات کو دفن کیا گیا تھا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کب دفن ہوا۔ لوگوں نے کہا حضرت! گذشتہ رات دفن ہوا۔ فرمایا تم لوگوں نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا۔ آپؐ کو جگانا ہم نے پسند نہ کیا۔ آپؐ کھڑے ہو گئے ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھ لی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا۔ پس آپؐ نے نماز پڑھائی۔

تشریح از قاسمی انا فیھم سے ترجمہ ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت ابن عباسؓ چھوٹے بچے تھے۔ مردوں کے ساتھ یہ بھی نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔

بَابُ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ وَقَالَ صَلُّوْا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَمَّاهَا صَلٰوةً لَيْسَ فِيْهَا رُكُوْعٌ وَّلَا سُجُوْدٌ وَّلَا يُتَكَلَّمُ فِيْهَا وَفِيْهَا تَكْبِيْرٌ وَّتَسْلِيْمٌ وَكَانَ ابْنُ

عُمَرَ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا طَاهِرًا وَّلَا يُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَاَحَقُّهُمْ عَلٰى جَنَائِزِهِمْ مَّنْ رَّضُوْهُ لِفَرَائِضِهِمْ وَاِذَا اَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ وَاِذَا انْتَهٰى اِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيْرَةٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّقَالَ اَنَسٌ اَلتَّكْبِيْرَةُ الْوَاحِدَةُ اسْتِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّفِيْهِ صُفُوْفٌ وَاِمَامٌ ۔

ترجمہ ۔ نماز جنازہ کا شرعی طریقہ ۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جنازہ پر نماز پڑھے ۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا ۔ تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو ۔ اور آپؐ نے فرمایا نجاشی پر نماز جنازہ پڑھو ۔ بہر حال آپؐ نے اس کا نام نماز رکھا ہے ۔ حالانکہ اس میں نہ رکوع ہے اور نہ سجدہ ہے ۔ اور نہ ہی اس میں کلام کیا جاتا ہے ۔ اور اس میں تکبیر افتتاح اور سلام پھیرنا ہے ۔ اور ابن عمرؓ طہارت کی حالت ہی میں نماز جنازہ پڑھتے تھے ۔ اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے ۔ اور ہر تکبیر کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے ۔ اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ میں نے عام لوگوں کو اس حال میں پایا کہ ان کے جنازوں کا زیادہ حقدار وہی ہوتا تھا ۔ جن کو وہ اپنے فرائض کے لئے پسند کرتے تھے ۔ اور جب عید کے دن یا جنازے کے فوت ہونے کے وقت پانی تلاش کرتے تھے ۔ تیمم نہیں کرتے تھے ۔ اور جب وہ جنازے کے پاس اس وقت پہنچتے جب کہ لوگ نماز جنازہ پڑھ رہے ہوتے تو وہ بھی تکبیر کہہ کر ان کے ساتھ شامل ہوجاتے تھے ۔ اور ابن المسیّب فرماتے ہیں کہ رات ہو دن ہو ۔ سفر ہو حضر ہو ۔ وہ چار تکبیر کہا کرتے تھے ۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک تکبیر نماز کو شروع کرنے کی تکبیر ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بلند و برتر فرماتے ہیں کہ اگر ان منافقین میں سے کوئی مرجائے تو آپؐ کبھی ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں ۔

اور اس نماز جنازہ میں صفیں بھی ہیں اور امام بھی ہے ۔

تشریح القاسمی | امام بخاریؒ نے سنۃ الصلوٰۃ کہہ کر اس سے نماز جنازہ کی شرائط اور ارکان مراد لئے ۔ جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا ہے اور امام بخاریؒ کی غرض

اس ترجمہ سے یہ ہے کہ نماز جنازہ میں نماز کا اطلاق جائز ہے۔ کیونکہ یہ مشروع ہے۔ اگرچہ اس میں رکوع و سجود نہیں ہے اور دلیل یہ ہے کہ کبھی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز کا لفظ بولا اور کبھی اس کا حکم دیا اور کبھی اس طرح کہ نماز کے خصائص اس میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اس میں کلام کرنا ناجائز ہے۔ اس کا افتتاح تکبیر سے اور اختتام تسلیم سے ہوتا ہے۔ اور بغیر طہارۃ کے اس کا ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح وقت مکروہ میں اس کا ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ رفع یدین اس میں ہوتا ہے اور احق بالامامۃ کو ثابت کیا ہے۔ اور جب فوت صلوٰۃ کا خطرہ نہ ہو تو پانی کے تلاش کرنے کا حکم ہے اور اس میں تکبیر کے ساتھ داخل ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر صلوٰۃ کا اطلاق کیا ہے۔ لا تصل علی احد الآیۃ۔ اور یہ ذات صفوف و امام ہے۔ اسی طرح جو کچھ اس باب میں ہے وہ سب ترجمہ کے مطابق ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۸ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الخ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَاَمَّنَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا يَا اَبَا عَمْرٍو وَمَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ۔

ترجمہ۔ حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی۔ جس نے تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایسی قبر کے پاس سے گزر کیا جو الگ تھلگ تھی دور تھی۔ پس آپؐ نے ہماری امامت کرائی۔ ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی۔ پس آپؐ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم نے پوچھا اے ابو عمرؓ! یہ حدیث تمہیں کس نے بیان کی۔ فرمایا عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ طلب الماء نماز جنازہ کے لئے پانی تلاش کرنا اس وقت ضروری ہے جب نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو۔ اگر خوف ہو تو پھر تیمم کرے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے حسن بصریؒ کا ایک قول تو یہ نقل کیا ہے کہ تیمم نہ کرے۔ لیکن ان کا قول یہ بھی ہے کہ قد ذھب جمع من السلف الی انہ یجزی لھا التیمم لمن خاف فواتھا۔ کہ سلف کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کسی کو نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اس کے تیمم کرنے کی اجازت ہے۔ اور امام طحاویؒ نے حضرت ابو الجہیم کی روایت سے فائت عید و جنازہ کے لئے تیمم کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ غرضیکہ ائمہ ثلاثہ تو اس کو منع کرتے ہیں۔

لیکن احناف نماز عید اور نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کے وقت تیمم کی اجازت دیتے ہیں۔ البتہ امام شعبیؒ یہ فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ جنازہ ایک دعا ہے جس میں رکوع وسجود نہیں لہذا بغیر وضو کے بھی پڑھ سکتے ہیں تیمم نہ کرے۔ مگر ہمارا مستدل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃً بِغَیْرِ طُهُورٍ۔

بَابُ فَضْلِ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا وَلٰكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيْرَاطٌ۔

ترجمہ۔ جنازوں کے ساتھ جانے کی فضیلت کے بارے میں۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا جب تو نے کسی کی نماز جنازہ پڑھ لی تو جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کا تجھ پر حق تھا وہ تو نے ادا کر دیا۔ اور حمید بن ھلالؒ نے فرمایا کہ جنازے پر سے اجازت دینا ہمیں معلوم نہیں۔ لیکن جس نے نماز پڑھی اور لوٹ گیا اس کو ایک قیراط کا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر ۳۹ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ يَقُوْلُ حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيْرَاطٌ فَقَالَ اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقَتْ يَعْنِي عَائِشَةَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ فَرَّطْتُ ضَيَّعْتُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کو یہ حدیث بیان کی گئی کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ گیا اس کو ایک قیراط کا ثواب ملے گا اور حضرت ابوہریرہؓ نے یہ ہمیں بہت مرتبہ بیان کیا۔ حضرت عائشہؓ نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی تصدیق کی وہ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ یہی فرماتے تھے۔ پس ابن عمرؓ نے فرمایا۔ کہ ہم نے تو بہت سے قیراط ضائع کر دیئے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ فرطت بمعنی ضیعت من امر اللہ

کے معنی میں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ماعلمنا على الجنازة اذنا اجازت دینا اور لینا واجب تو نہیں ہے لیکن مستحب ہے۔ تاکہ ولی وارث کا دل خوش ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے مصنف عبدالرزاق کی اس روایت کا رد کرنا ہے۔ جس میں ہے کہ جو شخص جنازہ کی نماز پڑھ لے تو جب تک ولی سے اجازت نہ لے اسے واپس جانے کا حق نہیں ہے۔ تو ترجمۃ الباب سے بتلایا کہ اتباع جنائز محض فضل و ثواب حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس میں اولیاء میت کی حق ادائیگی نہیں ہے کہ جو واپسی کے لئے ان کی اجازت پر موقوف ہو۔ اور یہی ائمہ فتوٰی کا مسلک ہے۔ صرف امام مالکؒ کا مسلک بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اجازت لینے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ جمہور ائمہ ضروری قرار نہیں دیتے۔ اس بارے کی روایات ضعیف ہیں۔ جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ شیخ گنگوہیؒ نے اولیاء کی دلجوئی کے لئے اسے مستحسن فرمایا ہے۔

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى يُدْفَنَ

ترجمہ۔ دفن ہونے تک جو انتظار کرے اس کا ثواب کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّىْ عَلَيْهِ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ حَتّٰى يُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جنازہ میں حاضر ہوا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی تو اس کے لئے ایک قیراط کا ثواب ہے۔ اور جو شخص دفن ہونے تک رہ گیا اس کو دو قیراط کا ثواب ملے گا۔ کہا گیا یہ قیراطان کیا چیزیں ہیں۔ فرمایا دو بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔

بَابُ صَلٰوةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَائِزِ

ترجمہ بچوں کا لوگوں کے ساتھ جنازے پر نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۱ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا فَقَالُوْا هٰذَا دُفِنَ اَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس تشریف لائے لوگوں نے کہا۔ کہ اسے گزشتہ رات دفن کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی۔ پھر آپؐ نے اس پر نماز پڑھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے تو ترجمہ اور حدیث باب سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ لیکن دیگر شراح فرماتے ہیں۔ کہ اگر تکرار ترجمہ کا اشکال ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے ترجمہ صفوف الصبیان مع الرجال میں تو کیفیت وقوف الصبیان مع الرجال تبلائی تھی۔ کہ وہ مردوں کے ساتھ صفوں میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ان سے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور دوسرے ترجمہ میں وہی ابن عباسؓ والی روایت لائی گئی۔ اس کا مقصد مشروعیۃ صلوٰۃ الصبیان علی الجنائز ہے۔ اگرچہ یہ مشروعیت پہلے باب سے بھی معلوم ہوتی تھی مگر وہ ضمناً تھی۔ یہاں صراحۃً اور نصاً ہے۔ لیکن شیخ زکریاؒ فرماتے ہیں کہ پہلے ترجمہ کی غرض تو وہی ہے جو شراح بیان فرمارہے ہیں۔ کہ نماز جنازہ میں ان کو مستقل صف میں کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ میں حاضر ہونے کا اتفاق تو ان کو کبھی کبھی ہوتا ہے۔ البتہ فرائض میں ان کو مستقل صف میں کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ لیکن میرے نزدیک دوسرے ترجمہ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ حدیث سے صلوٰۃ الصبیان مع الرجال کا جواز تو ثابت ہوا مگر فرض کفایہ کے سقوط کے لئے مردوں کے بغیر محض بچوں کی نماز جنازہ کافی نہیں ہوگی۔ مسئلہ خلافیہ ہے۔ امام بخاریؒ کا میلان امام احمدؒ کے مسلک کی طرف ہے۔ اس لئے صلوٰۃ الصبیان مع الرجال کا ترجمہ باندھا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں چونکہ صلوٰۃ جنازہ فرض کفایہ ہے اور صبی ادار فرض کا اہل نہیں ہے۔ لہذا فریضہ ساقط نہ ہوگا۔ تو اب دونوں ترجموں میں فرق واضح ہو گیا۔ تکرار کا اشکال نہ رہا۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلّٰی وَالْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ نماز جنازہ کا عیدگاہ اور مسجد میں ادا کرنے کا حکم

حدیث نمبر ۱۱۴۲۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَعٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِیَّ صَاحِبَ الْحَبْشَةِ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰی فَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی بادشاہ حبشہ کی وفات کی خبر سنائی۔ جس دن اس کی وفات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرو۔ اور دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں ان صحابہ کی صف بندی کی اور اس کے جنازہ پہ چار مرتبہ تکبیر فرمائی۔

حدیث نمبر ۱۱۴۳۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ الْیَهُوْدَ جَاءُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَاَةٍ زَنَیَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِیْبًا مِّنْ مَّوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہود مدینہ خیبر کے ایک زانی مرد اور ایک زانیہ عورت کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں مسجد کے پاس نماز جنازہ ادا کرنے کی جگہ کے قریب رجم کیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ حدیث باب سے صرف صلوٰۃ بالمصلیٰ ثابت ہے صلوٰۃ بالمسجد کا احادیث میں ذکر نہیں ہے۔ تو امام بخاریؒ صلوٰۃ بالمسجد کو قیاس سے ثابت فرماتے ہیں۔ چونکہ مسجد بھی عیدگاہ کے پاس تھی۔ کچھ لوگ عیدگاہ میں کچھ مسجد میں ہوں گے۔ اگر مسجد میں نماز جنازہ جائز نہ ہوتی تو جنازہ گاہ کو مسجد سے دور بنایا جاتا۔ معلوم ہوا صلوٰۃ جنازہ

مسجد میں بھی جائز ہے۔ لیکن یہ استدلال رکیک ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی ایک جہالت کی بنا پر مسجد میں نماز جنازہ کے لئے کھڑا ہو گیا۔ تو اس سے جواز صلوٰۃ فی المسجد ثابت نہیں ہو سکتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں دو جزء رکھے ہیں۔ احادیث باب سے ایک جزء ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا جزء جواز صلوٰۃ بالمسجد ثابت نہیں ہوتا۔ بنا بریں ائمہ فقہاء میں اختلاف ہو گیا۔ علامہ کرمانیؒ جواب میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک عند المسجد میں عند بمعنی فی ہے۔ اور ترجمہ عام ہے۔ خواہ اثبات ہو یا نفی تو حدیث میں جب صلوٰۃ جنازہ عند المسجد کا ذکر آ گیا۔ تو معلوم ہوا صلوٰۃ جنازہ خارج از مسجد ہو اور مسجد میں جائز ہوتا تو خارج میں متعین کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لہذا کراہت ثابت ہوئی۔ اور جو لوگ جواز ثابت کرتے ہیں۔ کہ عیدگاہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ جب عیدگاہ میں جنازہ جائز ہے تو مسجد میں بھی جائز ہو گا۔ تو باب کی دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ حکم اولیٰ تو یہی ہے۔ صلوٰۃ جنازہ خارج مسجد ہو۔ اگر کہیں جواز ثابت ہو جائے تو وہ خلاف اولیٰ ہو گا۔ جمہور ائمہ جواز کے قائل ہیں۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کراہت کا قول کرتے ہیں۔ جو حضرات جواز ثابت کرتے ہیں۔ اس کا مستدل حضرت عائشہؓ کی روایت میں صلوٰۃ علی سہیل بن بیضاء ہے۔ اور کراہت والوں کا استدلال حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت سے ہے۔ **من صلّی علی جنازۃ فی المسجد فلا شئی** ۔ جس نے نماز جنازہ مسجد میں ادا کی۔ اس کو ثواب سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ بنا بریں امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرۃؓ حدیث عائشہؓ کے لئے ناسخ ہے۔ یا عذر مطر اور کثرۃ المصلین یا اعتکاف کے عذر کی وجہ سے مسجد میں پڑھی گئی۔ ورنہ معمول بہا خارج المسجد پر ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ

وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعُوْا صَائِحًا يَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا

فَاَجَابَهُ اٰخَرُ بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا۔

ترجمہ۔ باب ہے کہ قبروں پر سجدہ گاہ بنانا مکروہ ہے۔ حضرت حسنؓ بن حسنؓ بن علیؓ کی وفات ہوئی تو ان کی بیوی نے اس کی قبر پر سال بھر تک خیمہ لگائے رکھا۔ یقینی بات ہے کہ اس قبہ میں نماز بھی پڑھتی ہوگی۔ سال کے بعد انہوں نے وہ خیمہ اٹھالیا۔ تو ایک غیبی آواز دینے والے سے سنا جو کہہ رہا تھا کہ کیا جو کچھ انہوں نے گم کیا تھا اس کو پالیا۔ دوسرے ہاتف غیبی نے جواب دیا۔ بلکہ مایوس ہوکر واپس چلے گئے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ اَنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے اپنی اس بیماری کے زمانہ میں یہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ کی وفات ہوگئی۔ کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھلا رکھتی۔ مگر مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اس کو سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ اِذَا مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا

ترجمہ۔ جب عورت اپنے ولادت کے خون کی وجہ سے مرجائے تو نفاس والی عورت پر جنازہ کیسے پڑھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نفاس کی حالت میں مرگئی تو میں نے

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کے لئے اس کے عورت کے درمیان میں کھڑے ہوئے تاکہ تستر ہو جائے۔

بَابُ اَیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الْمَرْاَۃِ وَالرَّجُلِ

ترجمہ باب: نماز جنازہ کے وقت کس مقام کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۶ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ الخ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی امْرَاَۃٍ مَّاتَتْ فِیْ نِفَاسِہَا فَقَامَ عَلَیْہَا وَسَطَہَا۔

ترجمہ۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک ایسی عورت کے لئے نماز پڑھی جو اپنے نفاس کی حالت میں مرگئی تھی۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازہ کے لئے اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔

تشریح از قاسمی احادیث باب سے معلوم ہوا کہ جو عورت زچگی کی حالت میں مرجائے اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ عورت کے تو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیئے۔ مگر مرد کے لئے یا تو امام بخاریؒ کو اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں ملی یا مرد کے جنازہ کو بھی عورت کے جنازہ پر قیاس کر لیا جائے تو قیاس سے ترجمہ کو ثابت فرمایا۔

بَابُ التَّکْبِیْرِ عَلَی الْجَنَازَۃِ اَرْبَعًا

وَقَالَ حُمَیْدٌ صَلّٰی بِنَا اَنَسٌ فَکَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ سَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ ثُمَّ کَبَّرَ الرَّابِعَۃَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ترجمہ۔ نماز جنازہ میں چار مرتبہ تکبیر کہی جاتے۔ حضرت حمیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ہمیں نماز جنازہ پڑھائی تو تین مرتبہ تکبیر فرمائی پھر سلام پھیر دیا۔ جب ان سے اس بارے میں کہا گیا تو آپ قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے۔ چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیرا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَ خَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس دن حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی دن اس کی وفات کی خبر سنائی۔ صحابہ کرام کو لے کر آپؐ عیدگاہ تشریف لے گئے۔ ان کی صف بندی کی اور اس کی نماز جنازہ میں آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۴۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الخ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمۃ النجاشی بادشاہ کا جنازہ پڑھایا تو اس پر چار تکبیر کہی۔ بہرحال احادیث باب سے نماز جنازہ کا چار تکبیر ہونا ثابت ہوا۔

بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ

وَقَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا وَسَلَفًا وَّاَجْرًا ۔

ترجمہ۔ جنازے پر سورۃ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بچے کے جنازے پر سورۃ فاتحہ پڑھے اور پھر یہ دعا کرے۔ کہ اے اللہ! اس بچہ کو ہمارا نمائندہ بنا۔ اسے ہمارا آگے بھیجا ہوا بنا۔ اور اس کو ہمارے لئے باعث اجر بنا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ

ترجمہ۔ حضرت طلحہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ تو انہوں نے اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور بعد ازاں فرمایا کہ یہ میں نے اس لئے کیا ہے تاکہ تم کو معلوم ہو جائے یہ بھی سنت نبوی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | سورۃ فاتحہ کا جنازہ کی نماز میں بطور دعا کے پڑھنا بیان جواز کیلئے

ہے۔ یا یہ منسوخ ہے۔ بہرحال اس سے استحباب قرأۃ فاتحہ ثابت نہیں ہوتا۔
انہا سنۃ کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے یہ ثابت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہمارے شہر مدینہ منورہ میں معمول بہا نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ پہلی تکبیر کے بعد اسے پڑھ سکتا ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہر تکبیر میں اسے پڑھا جائے۔ جو لوگ ہر تکبیر میں سورۃ فاتحہ کی قرارت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ جنازہ بھی صلوٰۃ ہے۔ اور لاصلوٰۃ الابفاتحۃ الکتاب ارشاد نبوی ہے۔ لہذا فاتحہ ہر تکبیر میں پڑھنی چاہیئے۔ لیکن جتنے آثار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ ان میں کہیں سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے، صرف ایک ابن عباسؓ کا اثر ہے۔ جو ان سب کا معارض ہے۔ اور احنافؒ کا مستدل حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا اثر ہے۔ لم یوقت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولاً ولا قراءۃً۔ اور ایک روایت میں ہے۔ دعاء لاقرأۃ۔ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کے لئے نہ تو کوئی قول مقرر فرمایا اور نہ ہی اس میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ رہ گیا صلوٰۃ جنازہ کہنا۔ وہ حقیقۃً نہیں ہے۔ کیونکہ درحقیقت وہ دعاء اور استغفار للمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ارکان صلوٰۃ رکوع وسجود نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ کے اثر کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اسے علی سبیل الدعاء پڑھا ہے علی سبیل القرأۃ نہیں پڑھا۔ اگر دعا کے طور پر سورۃ فاتحہ کو پڑھا جائے تو احنافؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی قرآت کا ثبوت نہیں ہے۔

اب ابن عباسؓ کا انہا سنۃ کہنا اس بنا پر ہوگا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل کسی خاص امر کے لئے ہے۔ مثلاً بیان جواز کے لئے یا قرأۃ علی سبیل الدعاء کے لئے ہے۔ ورنہ ابن عباسؓ نے کئی جگہ سنت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جن سے سنت نبوی مراد نہیں ہے۔ اوجز میں اس کی امثلہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ مَا یُدْفَنُ

ترجمہ۔ دفن ہو جانے کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۰ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَلَّوْا خَلْفَهُ قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا يَا أَبَا عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ۔

ترجمہ۔ حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے اطلاع دی جس کا گذر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس قبر پر ہوا جو الگ تھلگ تھی۔ آپؐ نے لوگوں کی امامت کی اور لوگوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ حدیث کس نے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمائی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْإِنْسَانُ قَالُوا مَاتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُونِي فَقَالُوا إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ قَالَ فَحَقَرُوا شَأْنَهُ قَالَ فَدُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهِ قَالَ فَأَتٰى قَبْرَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک کالا سیاہ مرد یا عورت جو مسجد میں رہتا تھا۔ اور مسجد میں جھاڑو دیتا تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی موت کا علم نہ ہو سکا۔ آپؐ نے ایک دن اُسے یاد کیا۔ آپؐ نے پوچھا اس انسان کو کیا ہوا۔ صحابہؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! اس کی وفات ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ انہوں نے کہا۔ حضرت اس کا قصہ تو اس طرح ہے۔ گویا کہ اس کی شان کو حقارت سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتلاؤ۔ چنانچہ آپؐ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

تشریح از قاسمیؒ احادیث باب سے ثابت ہوا کہ دفن ہو جانے کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ کما مر۔

بَابُ الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ

ترجمہ میت جوتوں کی کھسکھساہٹ بلکہ کھٹکھٹاہٹ کی آواز سنتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۲ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى أَنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ۔

ترجمہ ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جب کسی بندہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے ۔ اور اس کی طرف پیٹھ کی جاتی ہے اور اس کے ساتھی چلے جاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ کی آواز سن رہا ہوتا ہے ۔ تو اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں ۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تو اس آدمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا تھا ۔ وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ دیکھو یہ تمہارا جہنم کا ٹھکانا تھا ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے اس کے بدلے جنت کا ٹھکانا دے دیا ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ دونوں ٹھکانوں کو اکٹھے دیکھ رہا ہوتا ہے ۔ لیکن کافر یا منافق کہتا ہے ۔ کہ میں نہیں جانتا ۔ جو کچھ لوگ کہتے تھے ۔ میں بھی وہی کہتا تھا ۔ تو اس سے کہا جاتا ہے ۔ کہ نہ تو تونے علم حاصل کیا اور نہ ہی کسی کی پیروی کی ۔ پھر اسے لوہے کے ایک ہتھوڑے سے ایک ضرب دونوں کانوں کے درمیان ماری جاتی ہے ۔ جس کو اس کے آس پاس کے لوگ سنتے ہیں ۔ مگر ثقلین یعنی جن اور انسان نہیں سنتے ۔

تشریح از قاسمی اس صحیح حدیث سے امام بخاریؒ نے سماع موتیٰ ثابت کیا ہے ۔
لاتلیت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ نہ تو نے قرآن مجید کی تلاوت کی ۔

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الدَّفْنَ فِی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

ترجمہ ۔ جو شخص پاک زمین یا اس طرح کی اور زمین میں دفن ہونا پسند کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱۵۳ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی فَلَمَّا جَاءَہٗ صَكَّہٗ فَفَقَأَ عَیْنَہٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَیْنَہٗ فَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَّہٗ یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَہٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ یَدُہٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ یُّدْنِیَہٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْكَثِیْبِ الْاَحْمَرِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ۔ کہ موت کے فرشتے کو موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا ۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس کے ایک ایسا تھپڑ مارا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی تو وہ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس آکر کہنے لگا ۔ کہ آپ نے تو مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے ۔ جو موت کو چاہتا نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ تو اس پہ لوٹا دی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ تم ان کے پاس جا کر کہو کہ وہ ایک بیل کی پیٹھ پہ اپنا ہاتھ رکھیں اس کے ہاتھ نے اس کے جس قدر بالوں کو ڈھانپ لیا ۔ ہر بال کے بدلے ایک سال ہوگا ۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا میرے رب پھر اس کے بعد کیا ہوگا فرمایا پھر اس کے بعد موت ہو گی ۔ تو فرمایا میں ابھی موت چاہتا ہوں ۔ لیکن اتنی سی عرض ہے کہ ایک پتھر کے پھینکنے کی مسافت تک مجھے بیت المقدس کے قریب کر دیجئے ۔ دعا قبول ہوئی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ کہ اگر میں وہاں ہوتا (معلوم ہوا حاضر ناظر نہیں ہیں ۔ مرتب) تو میں تمہیں ان کی قبر دکھاتا جو راستے سے ہٹ کر ایک طرف سرخ ٹیلے کے پاس ہے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ صکہ ۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عزرائیل علیہ السلام صورت بشری میں آکر موسیٰ علیہ السلام پہ حملہ آور ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدافعت کے

طور پر تھپڑ مارا۔ جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کا خیال یہ تھا۔ یہ شخص مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ جس کو عزرائیل علیہ السلام نے اس بات پر محمول کیا۔ کہ یہ موت نہیں چاہتے۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے موسیٰ علیہ السلام نے اسے پہچان لیا ہو۔ کہ یہ ملک الموت ہے۔ مگر ان پر سختی اس لئے روا رکھی کہ وہ بغیر اجازت داخل ہوتے۔ حالانکہ انبیاء سابقین کے بارے میں یہ سنت چلی آرہی تھی کہ ان سے اجازت طلب کر کے روح قبض کی جاتی تھی جب عزرائیلؑ نے ان سے اجازت طلب نہ کی تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے قاعدے کی خلاف ورزی سمجھا۔ بلکہ اسے بے ادبی سمجھ کر تادیباً تھپڑ مارا۔ بنا بریں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عزرائیل علیہ السلام مطلق روح قبض کرنے کا حکم ہوا جس کی تفصیل نہیں بتلائی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اس امر کو مطلق عن القیود سمجھا۔ حالانکہ ان کو سابقہ دستور پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔ اور یہ امر مطلق مقید تھا قرینہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی انبیاء سابقین کے ساتھ نبوت میں مشارکت رکھتے تھے ان سے الگ سلوک کیسے رکھا گیا۔ صاحب مذہبین نے اس سے مسائل مستنبط کئے۔ کہ بعض کہتے ہیں۔ پہچانا تھا۔ بعض کہتے ہیں نہیں پہچانا تھا۔ اس پر جزا و سزا مرتب کی گئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | یہ حدیث بھی ان مشکل احادیث میں سے ہے۔ جس کے اندر شراح پریشان ہیں۔ اہل البدع اور جہمیہ نے سرے سے اس حدیث کا انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو پہچان کر پھر مارا ہے۔ تو اس کی توہین کی ہے اگر نہیں پہچانا تو پھر اس روایت کے کیا معنی ہیں۔ کہ کبھی کبھی ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتے تھے۔ پھر تھپڑ مارنا آنکھ پھوڑنا اس کا قصاص کیوں نہیں لیا گیا۔ چنانچہ ابن خزیمہؒ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حدیث صحیح ہے۔ جو دِل کا اندھا ہو۔ وہی اعتراض کر سکتا ہے۔ بات یہ کہ عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰؑ کی روح قبض کرنے کے لئے نہیں آئے تھے وہ تو امتحان اور ابتلاء کے لئے آتے تھے۔ جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ کا امتحان مقصود تھا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کا ذبح کرانا مقصود نہیں تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے نہ پہچانتے ہوتے اسے تھپڑ اس لئے مارا۔ کہ انہوں نے یہ سمجھا یہ ایک آدمی ہے جو ان کی اجازت کے بغیر ان کے گھر گھس آیا ہے۔ اس طرح کے آدمی کی آنکھ پھوڑ

دینے کا شریعت میں حکم آیا ہے۔ باقی نہ پہچاننا یہ کوئی مستبعد نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام لوط علیہ السلام۔ بی بی مریم اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ جبرائیلؑ کو نہیں پہچانا تھا۔ جب کہ وہ ایمان۔ اسلام اور احسان کے متعلق سوال کر رہے تھے۔ داؤدؑ نے بھی فرشتوں کو نہ پہچانا۔ چلو مان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے پہچان کر مارا تھا۔ تو پہلے تو وہ ملائکہ اور بشر میں قصاص نہیں ہوتا دوسرے یہ لطم یعنی تھپڑ مارنا بغیر تخییر کے روح قبض کرنے پر ہو یا بغیر اجازت داخلہ پر تنبیہہ کرنا ہو۔ بہرحال اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتہ انسان کی شکل بن کر آسکتا ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ دوسرے اس حدیث سے ارض مقدسہ میں دفن ہونے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ علامہ سندھیؒ حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو وہ کسی شغل نبوی میں مشغول تھے۔ جس میں مداخلت کرنے پر ان کو غصہ آیا۔ جس پر تھپڑ رسید کیا اور جب فرشتہ نے کہا اجب ربک تو حالتِ غضب سے حالت لین کی طرف منتقل ہو چکے تھے۔ اس لئے فرمایا الآن لیکن اتنی مہلت مانگی کہ بیت المقدس کو فتح کر لوں یہ مہلت کراہیۃ موت کی وجہ سے نہیں تھی۔ باقی امام بخاریؒ نے جو ترجمہ ونحوھا کا اضافہ کیا ہے۔ اس سے وہ مواضع مراد ہیں جن کی طرف شد رحال کی اجازت ہے۔ وہ حرمین ہیں۔ اس طرح مدافن انبیاء اور قبور شہداء و اولیاء ہیں۔ جن کے جوار اور رحمۃ نازلہ کی تمنا کی جا رہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء ہے۔ فبھداھم اقتدہ۔ بعض حضرات نے ترجمہ کی غرض یہ بیان کی ہے۔ کہ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناجائز ہے۔ مگر اراضی مقدسہ کی طرف جائز ہے۔ احنافؒ کے نزدیک مطلقاً انتقال کی اجازت ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ وہم کو دفع کرنا جو حضرت سلمانؓ کی روایت سے پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان الارض لا تقدس احدًا کہ زمین کسی کو پاک نہیں کر دیتی کذا فی المؤطا مالک۔ تو امام بخاریؒ نے اس وہم کا دفعیہ کیا کہ ارض مقدس میں دفن ہونے کو پسند کرنا مستحب ہے۔ اقتداء بموسیٰ علیہ السلام۔

بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ وَدُفِنَ أَبُوبَكْرٍ لَيْلًا

ترجمہ۔ رات کے وقت میت کو دفن کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو دفن کئے گئے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ قَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوا فُلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ فَصَلُّوا عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص پہ نماز جنازہ پڑھی جو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کھڑے ہوئے۔ آپؐ اس میت کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ کہ وہ کون تھا۔ کہ حضرت! وہ فلاں آدمی تھا۔ جس کو گذشتہ رات دفن کر دیا گیا۔ بہرحال آپؐ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

بَابُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ

ترجمہ۔ قبر پہ مسجد بنانا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۵ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ وَأُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپؐ کی بعض بیبیوں نے اس گرجا گھر کا ذکر کیا جو انہوں نے ملک حبشہ میں دیکھا تھا۔ جسے ماریہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ ملک حبشہ میں آئی تھیں۔ جنہوں

نے اس گرجا گھر کی خوب صورتی اور ان کی تصویروں کا ذکر کیا تو آپؐ نے سر اٹھا کر فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جب ان میں کا کوئی نیک آدمی فوت ہوتا تھا۔ تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے تھے۔ پھر یہ تصویریں اس میں بناتے تھے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق میں سے ہیں۔

تشریح از قاسمی علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اوائل بنی اسرائیل ان بزرگ صالحین کی تصویریں اس لئے رکھتے تھے کہ وہ ان سے مانوس ہوں اور ان جیسی عبادات اور ریاضات میں کوشاں ہوں۔ اور ان کے قبور کے پاس اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ بعد کے لوگوں نے ان اغراض کو بھلا کر شیطان کے بہکانے پر ان کی پوجا شروع کر دی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرار الخلق عند اللہ فرما کر بتلا دیا کہ قبر پر مسجد بنانا حرام ہے بلکہ اس پر لعنت بھی وارد ہو چکی ہے۔ یہ سب کچھ آپؐ سدًا للذریعۃ المؤدیۃ الی ذٰلک کے طور پر فرمایا۔ کہ آئندہ لوگ ایسا نہ کریں۔

بَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْاَةِ

ترجمہ۔ عورت کی قبر میں کون داخل ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۵۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ اَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِيْ قَبْرِهَا قَالَ فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ فُلَيْحٌ اُرَاهُ يَعْنِي الذَّنْبَ وَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لِيَقْتَرِفُوْا لِيَكْتَسِبُوْا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازہ میں حاضر ہوئے۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوتے تھے۔ میں نے آپؐ کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ آنسو بہا رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات جماع یا گناہ نہ کیا ہو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا میں حاضر ہوں آپؐ

نے فرمایا تم ان کی قبر میں اترو۔ چنانچہ وہی قبر میں اترے۔ حضرت فلیح فرماتے ہیں کہ میں سمجھا ہوں قرف کے معنی گناہ کے ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں جو لیقترفوا ہے اس کے معنی کسب کرنے کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اجنبی غیر محرم جو صالح ہو وہ قبر عورت میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث پہلے کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ

ترجمہ۔ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ شہداء احد میں سے دو آدمیوں کو آپؐ ایک کپڑے میں جمع فرماتے تھے۔ پھر پوچھتے کہ ان میں سے قرآن مجید کس کو زیادہ یاد تھا۔ ان میں سے ایک طرف اشارہ کیا جاتا۔ تو آپؐ اس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے تھے۔ پھر فرماتے کہ میں قیامت کے دن ان کی شہادت کا گواہ ہوں گا۔ پھر آپؐ نے ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ ان کو غسل دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

حدیث نمبر ۱۱۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَاۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے۔ تو اُحد والوں پہ جاکر نماز پڑھی۔ جیسے میت پہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ نماز سے پھر کر منبر پہ تشریف لائے۔ فرمایا میں تمہارا آگے جاکر انتظام کرنے والا نمائندہ ہوں۔ میں تمہاری شہادت پہ گواہ ہوں گا۔ اور اللہ کی قسم! میں ابھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی یا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں۔ مجھے تمہارے اوپر یہ تو خطرہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے۔ البتہ اگر تم پہ کسی چیز کا خطرہ ہے کہ تم لوگ اس دنیا میں خوب رغبت کرو گے۔ اور ایک دوسرے کا اس میں مقابلہ کرو گے۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم بیان نہیں کیا مطلق چھوڑ دیا۔ اور باب میں دو حدیثیں لائے۔ ایک نفی صلوٰۃ علی الشہید پہ دلالت کرتی ہے اور دوسری اثبات پہ دال ہے۔ بنابریں یہ مسئلہ اختلافیہ ہو گیا۔ حضرت امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ۔ امام احمدؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے ان کا مستدل حضرت جابرؓ والی پہلی روایت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ۔ ثوریؒ۔ اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے یہی اہلِ حجاز کا قول ہے۔ ان کی حجت حضرت عقبہ بن عامرؓ والی روایت ہے۔ اور اصولِ حدیث میں ہے کہ مثبت کو نافی پہ ترجیح ہو گی۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اہل اُحد پہ نماز پڑھی وہ تین معانی میں سے خالی نہیں ہے یا تو یہ ماتقدم کے لئے ناسخ ہے۔ دوسرے یہ کہ شہداء پہ اتنی مدت کے بعد نماز پڑھی جاتے۔ تیسرے یہ کہ شہداء پہ نماز جائز ہے۔ اور غیر شہداء کے لئے واجب ہے۔ بہرحال صلوٰۃ علی الشہادت ثابت ہوئی۔ فهو المرام۔

بَابُ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ

ترجمہ۔ دو یا تین آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کے بارے میں۔

حدیث نمبر ۱۱۵۹ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ

اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے مقتولین میں سے دو آدمیوں کو جمع کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی ثلاثہ لفظ حدیث باب میں نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ فرما دیا جس میں ثلاثہ کا ذکر تو ہے مگر وہ ان کی شرط کے مطابق نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ یَرَ غُسْلَ الشُّهَدَآءِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں ہے جو شہید کو غسل دینا جائز نہیں سمجھتا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۰ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُدْفِنُوْهُمْ فِیْ دِمَآئِهِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ اُحُدٍ وَّلَمْ یُغَسِّلْهُمْ ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا کہ ان شہداء کو ان کے خون سمیت دفن کر دو اور ان کو غسل نہ دلوایا۔

بَابُ مَنْ یُّقَدَّمُ فِی اللَّحْدِ

ترجمہ۔ بغلی میں کسے آگے رکھا جائے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سُمِّیَ اللَّحْدَ لِاَنَّهٗ فِیْ نَاحِیَةٍ مُلْتَحَدًا مَعْدِلًا وَلَوْ کَانَ مُسْتَقِیْمًا کَانَ ضَرِیْحًا ۔

ترجمہ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بغلی کو لحد اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک کنارے میں ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا یعنی جائے پناہ جس کی طرف انسان اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہو کر پھر کر آجائے۔ اگر قبر بغلی والی نہ ہو بلکہ سیدھی ہو۔

تو اسے مزرح کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۶۱ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء اُحد میں سے دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں جمع کرتے تھے۔ پھر پوچھتے کہ ان میں سے کس کو قرآن مجید زیادہ یاد تھا۔ جب ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ تو آپؐ اس کو بغلی میں آگے رکھتے تھے۔ اور فرماتے ہیں ان پر گواہ ہوں گا۔ اور ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ ہی ان کو غسل دلوایا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۲ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِقَتْلٰى اُحُدٍ اَيُّ هٰٓؤُلَآءِ اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى رَجُلٍ قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهٖ قَالَ جَابِرٌ فَكُفِّنَ اَبِيْ وَعَمِّيْ فِيْ نَمِرَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شُہداء اُحد کے متعلق پوچھتے تھے۔ کہ ان میں سے کون سا شخص قرآن مجید کو زیادہ یاد کرنے والا ہے۔ جب کسی شخص کی طرف آپؐ کو اشارہ کیا جاتا تو آپؐ اسے اس کے ساتھی سے پہلے بغلی میں آگے کر لیتے تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ اور میرے چچا مجازی عمرو بن الجموح کو ان کی ایک ہی چادر میں کفنایا گیا۔ سلیمان بن کثیر فرماتے ہیں امام زہریؒ کا سماع حضرت جابرؓ سے نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے کسی ایسے شخص سے سنا جس نے حضرت جابرؓ سے سنا۔

تو اس طرح حدیث منقطع ہو گی۔

بَابُ الْإِذْخِرِ وَالْحَشِيْشِ فِي الْقَبْرِ

ترجمہ۔ قبر میں کترن بوٹی اور گھاس رکھی جا سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ اللّٰهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا مُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مکہ معظمہ کو حرام قرار دیا ہے۔ میرے سے پہلے بھی کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا۔ البتہ میرے لئے دن کی صرف ایک گھڑی کے لئے حلال کیا گیا تھا۔ پس اب نہ تو اس کی تر گھاس کو کاٹا جائے۔ اور نہ اس کے درخت کو کاٹا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کو اپنی جگہ سے بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے۔ مگر تعریف کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ مگر اذخر کو مستثنیٰ کیا جائے۔ ہمارے زرگروں اور قبور کے لئے۔ تو آپؐ نے فرمایا ہاں اذخر مستثنیٰ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اذخر ہماری قبور اور گھروں کے لئے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان کے لوہاروں کے لئے اور ان کے گھروں کے لئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قین سے مراد کاریگر ہے۔ کیونکہ قین کا اطلاق لوہار پر بھی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے مختلف الفاظ کے درمیان جمع کی صورت بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ بعض میں صائغہ کا لفظ ہے۔ بعض میں قین ہے اور عرب کے نزدیک ہر کاریگر پر قین کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس طرح سب روایات جمع ہو جائیں گی۔ کیونکہ اگر یہ عام معنی مراد نہ لئے جائیں، تو قین کے خاص معنی لوہار کے مستعمل ہے۔ اگر صائغ کے معنی لئے جائیں تو صائغ قین اسی طرح دیگر کاریگر سب اس میں آجائیں گے۔

امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اذخر اور حشیش دو کا ذکر کیا ہے۔ حدیث الباب سے صرف اذخر ثابت ہے۔ تو اس کو قیاس سے ثابت فرمایا۔ کہ اذخر سے خوشبو مراد نہیں۔ بلکہ اس کا پھیلا نامراد ہے۔ تو القار الحشیش مراد ہوگا۔ خواہ کوئی چیز بھی قبور، بیوت میں اور صائغین کے ہاں استعمال ہو۔ سب داخل ہے۔ البتہ اذخر کی تخصیص اس لئے ہے کہ حجاز میں اکثر یہی پائی جاتی ہے۔

بَابُ هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ

ترجمہ۔ کیا کسی ضرورت کی بنا پر میت کو قبر اور بغلی سے نکالا جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِؓ قَالَ أَتَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ فَاللهُ أَعْلَمُ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيْصًا وَقَالَ سُفْيٰنُ وَقَالَ أَبُوْهَارُوْنَ وَكَانَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَانِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلْبِسْ أَبِيْ قَمِيْصَكَ الَّذِيْ يَلِيْ جِلْدَكَ قَالَ سُفْيَانُ فَيُرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسَ عَبْدَ اللهِ قَمِيْصَهُ مُكَافَاةً لِمَا صَنَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن اُبی کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اپنے گڑھے میں داخل کر دیا گیا تھا آپؐ نے

اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُسے نکالا گیا جسے آپ نے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا اور اس کے منہ میں اپنی تھوک مبارک ڈالی۔ اور اپنی قمیص پہنائی۔ اس کی وجہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ البتہ اس نے آپؐ کے چچا عباسؓ کو اپنی قمیص پہنائی تھی۔ جب کہ وہ جنگی قیدی تھے۔ ابوہارون کا کہنا ہے۔ کہ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر دو قمیصیں تھیں۔ تو عبداللہ کے بیٹے نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ! آپ میرے باپ کو اپنی وہ قمیص پہنائیں جو آپؐ کے بدن مبارک کو لگ چکی ہو۔ سفیان فرماتے ہیں لوگوں کا یہ سمجھنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عبداللہ کو قمیص پہنائی وہ اس کے اس سلوک کا بدلہ تھا۔ جو اس نے آپؐ کے چچا کے ساتھ کیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ... عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْكَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَیْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ وَّ دَفَنْتُ مَعَهٗ اٰخَرَ فِیْ قَبْرِهٖ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ اَنْ اَتْرُكَهٗ مَعَ اٰخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ كَیَوْمِ وَضَعْتُهٗ هُنَیَّةً غَیْرَ اُذُنِهٖ۔

ترجمہ ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ واقعہ اُحد پیش آیا تو رات کو میرے باپ عبداللہؓ نے بلایا۔ اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لوگ شہید ہوں گے۔ ان میں سے پہلا مقتول میں ہوں گا۔ اور میرے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے علاوہ تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں چھوڑ رہا۔ میرے ذمہ قرضہ ہے اسے ادا کرنا۔ اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت قبول کرنا۔ پس جب ہم نے صبح کی میرے باپ پہلے شہید تھے۔ میں نے ان کے ساتھ ایک دوسرے شہید کو بھی ان کی قبر میں دفن کر دیا تھا۔ لیکن میرے دل کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ کہ میں اپنے باپ کو دوسرے شخص کے ساتھ چھوڑ دوں۔ اس لئے چھ ماہ کے بعد میں نے اس کو نکال لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اسی دن کی طرح ہیں جس

دن میں نے ان کو رکھا تھا۔ سوائے تھوڑے سے اثر کے جو ان کے کان میں تھا۔ جو زمین کے ساتھ ملصق ہونے کی وجہ سے لگ گیا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا شیخ گنگوہیؒ نے ایک اشکال پر تنبیہ فرمائی ہے جو سیاق حدیث پر وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض نسخوں میں ھُنَیَّۃً غیر اذنہ ہے اور بعض میں غیر کا لفظ مقدم ہے ای غیر ھنیۃ فی اذنہ۔ ھُنَیَّۃً کے معنی اثر یسیر کے ہیں۔ جو معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔ کیونکہ ابن سعد کی روایت میں ہے۔ الا قلیلا من شحمۃ اذنیہ اور ابو داؤد میں ہے۔ الا شعرات کن من لحیتہ تو ان میں جمع کی صورت یہ ہوگی۔ کہ وہ بال مراد ہوں گے جو کان کے نرم حصہ کے ساتھ متصل ہوتے ہیں۔ اور طبرانی میں اس کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت جابرؓ کے والد اُحد میں شہید ہوئے۔ تو ان کا مثلہ کیا گیا۔ ان کی ناک کاٹی گئی اور کان کا کچھ حصہ کاٹا گیا تھا۔ دراصل یہی تغیر تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۶ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ دُفِنَ مَعَ اَبِیْ رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ حَتّٰی اَخْرَجْتُہٗ فَجَعَلْتُہٗ فِیْ قَبْرٍ عَلٰی حِدَۃٍ

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میرے باپ کے ہمراہ ایک اور آدمی بھی دفن کر دیا گیا تھا۔ تو میرے جی نے اس کو اچھا نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو نکال لیا اور الگ قبر میں دفن کر دیا۔

بَابُ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِی الْقَبْرِ

ترجمہ۔ قبر میں بغلی اور شق بنانا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَیُّھُمْ اَکْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِیْرَ لَہٗ اِلٰی اَحَدِھِمَا قَدَّمَہٗ فِی اللَّحْدِ فَقَالَ اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَمَرَ بِدَفْنِھِمْ بِدِمَآئِھِمْ وَلَمْ یُغَسِّلْھُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے مقتولین میں سے دو دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع کرتے تھے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ان میں سے قرآن مجید کو زیادہ یاد کرنے والا کون تھا۔ جب ان میں سے کسی ایک کے متعلق اشارہ کیا جاتا۔ تو آپؐ لحد میں اسے آگے کر لیتے۔ پھر فرماتے کہ میں قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گا۔ پس خون سمیت ان کے دفن کرنے کا حکم دیا اور ان کو غسل نہیں دلوایا۔

تشریح از قاسمیؒ اگر اشکال ہو کہ حدیث باب میں لحد کا بیان تو ہے۔ شق کا ذکر نہیں ہے۔ تو ترجمۃ الباب سے مطابقت کیسے ثابت ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ جب قدمہ فی اللحد سے ایک کے لحد میں رکھنے کا بیان ہو گیا۔ دوسرا یقیناً شق میں ہوگا۔ ایک کی تقدیم اور دوسرے کی تاخیر سے واقعی مشقت ہوگی۔ کیونکہ دو آدمیوں کا لحد میں سمانا مشکل ہے۔ اور ترجمہ میں لحد کو مقدم کرنا اس کی فضیلت پر دال ہے۔ بلکہ ابوداؤد کی روایت میں ہے **اللحد لنا والشق لغیرنا**۔ دوسرے شہداء کا اس میں دفن بھی مزید فضیلت کا باعث ہے مزید برآں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لحد میں دفن ہیں۔ یہ تیسری فضیلت ہوئی۔

بَابُ اِذَا اَسْلَمَ الصَّبِیُّ فَمَاتَ هَلْ یُصَلّٰی عَلَیْهِ وَهَلْ یُعْرَضُ عَلَی الصَّبِیِّ الْاِسْلَامُ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَشُرَیْحٌ وَاِبْرَاهِیْمُ وَقَتَادَةُ اِذَا اَسْلَمَ اَحَدُهُمَا فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مَعَ اُمِّهٖ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَلَمْ یَكُنْ مَعَ اَبِیْهِ عَلٰی دِیْنِ قَوْمِهٖ وَقَالَ الْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی۔

ترجمہ۔ جب کوئی بچہ مسلمان ہو کر مر جائے تو کیا اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور کیا بچے پر بھی اسلام پیش کیا جائے گا۔ حضرت حسن بصریؒ۔ شریح۔ ابراہیم اور قتادہ نے فرمایا۔ کہ جب والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو بچہ مسلمان کے تابع ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ مستضعفین میں سے اپنی ماں کے ہمراہ تھے۔ اپنے باپ کے ساتھ ان کی قوم کے دین پر نہیں تھے۔ اور فرمایا کہ اسلام بلند رہتا ہے اس پر کسی کو غلبہ حاصل نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۲۶۸ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ فَرَفَضَهُ وَقَالَ آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ فَقَالَ لَهُ مَاذَا تَرَى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ ثُمَّ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ يَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ شُعَيْبٌ زَمْزَمَةٌ فَرَفَصَهُ وَقَالَ إِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ وَعُقَيْلٌ رَمْرَمَةٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ رَمْزَمَةٌ ۔

ترجمہ ۔ عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ اور چند آدمی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ابن صیاد کے پاس گئے تو اس کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پالیا۔ اور ابن صیاد بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ بہر حال اس کو علم نہ ہو سکا یہاں تک کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر مارا۔ فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ آپؐ ان پڑھ لوگوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے آپؐ سے کہا کہ آپؐ میرے رسول ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ آپؐ نے اسے چھوڑتے ہوئے فرمایا کہ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا پھر آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا دِکھتا ہے۔ ابن صیاد نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاملہ اس پر رل مل گیا ہے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ میں تیرے لئے کوئی چیز چھپاتا ہوں۔ بتلاؤ وہ کیا ہے۔ کہنے لگا کہ وہ دُخ ہے۔ فرمایا دور ہو جا تو اپنے مرتبے سے آگے نہ بڑھے گا۔ یعنی وحی مخصوص تجھ پر نہیں آئے گی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی دجال ہے تو آپ اس پر مقرر نہیں کئے گئے۔ اس کے لئے عیسیٰؑ مقرر ہیں۔ اگر وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تجھے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے یہ بھی سنا۔ فرماتے تھے پھر اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعبؓ ان کھجوروں کی طرف چل پڑے۔ جن میں ابن صیاد رہتا تھا۔ وہ حیلے سے بغیر ابن صیاد کے دیکھے اس سے کچھ سننا چاہتے تھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک گرم چادر میں لپٹے ہوئے گنگناتے ہوئے دیکھا۔ ابن صیاد کی ماں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ کہ آپؐ کھجور کے تنوں سے بچ بچاؤ کر رہے ہیں۔ تو اس کی ماں نے کہا۔ او صاف! یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ کُودا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دیتی تو وہ اپنا معاملہ کچھ واضح کرتا۔ شعیب کی روایت میں زمزمہ اور رفضہ کے الفاظ ہیں۔ اسحاق کلبی اور عقیل کی روایت میں رمرمۃ اور معمر کی روایت میں رمزہ کے الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ متقاربہ ہیں۔ جن کے معانی ایک ہیں کہ اس کی ایک ایسی خفی آواز تھی جو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

حدیث نمبر ۱۱۶۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی کا لڑکا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوگیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہانے آکر بیٹھ گئے۔ اس سے فرمایا تو مسلمان ہوجا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس تھا۔ جس نے کہا ابوالقاسم کا کہنا مانو۔ چنانچہ وہ بچہ مسلمان ہوگیا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاکر فرما رہے تھے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو جہنم سے نکال لیا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ أَنَا مِنَ الْوِلْدَانِ وَأُمِّي مِنَ النِّسَاءِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ مستضعفین میں سے تھے۔ میں بچوں میں سے اور میری ماں عورتوں میں سے تھیں۔

حدیث نمبر ۱۱۷۱ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ كَانَ يَقُولُ ابْنُ شِهَابٍ يُصَلَّى عَلَى كُلِّ مَوْلُودٍ مُتَوَفًّى وَإِنْ كَانَ لِبَغِيَّةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ يَدَّعِي أَبَوَاهُ الْإِسْلَامَ وَأَبُوهُ خَاصَّةً وَإِنْ كَانَتْ أُمُّهُ عَلَى غَيْرِ الْإِسْلَامِ إِذَا اسْتَهَلَّ صَارِخًا صُلِّيَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَلَّى عَلَى مَنْ لَا يَسْتَهِلُّ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سِقْطٌ فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ الْآيَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ ہر وفات شدہ بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اگرچہ وہ کافرہ یا زانیہ کا بچہ کیوں نہ ہو۔ اس وجہ سے کہ وہ بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہے۔ بشرطیکہ اس کے والدین دونوں یا صرف باپ مسلمان ہو اور اس کی ماں غیر اسلام پہ ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ بچہ پیدائش کے وقت چیخ مار کر رویا ہو۔ تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ اگر اس نے پیدائش کے وقت چیخ نہیں ماری تو وہ نا تمام بچہ ہے۔ اس لئے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔ اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت اسلام پہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ جس طرح کہ جانور سالم الاعضاء بچہ جنتا ہے۔ کیا تم اس میں سے کوئی عضو ناک۔ کان وغیرہ کٹا ہوا دیکھتے ہو۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ یہ آیت پڑھتے ہیں۔ یہ اللہ کی تخلیق ہے جس پہ اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۲۷۱ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَؓ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی نومولود بچہ ایسا نہیں جو فطرت اسلام پہ پیدا نہ ہو۔ پھر والدین اس کو یہودی بناتے ہیں۔ نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ جس طرح کہ جانور کا بچہ صحیح و سالم پیدا ہوتا ہے اس کا کوئی عضو کٹا ہوا نہیں ہوتا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ یہ آیت پڑھتے تھے۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کی فطرت ہے۔ جس پہ لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی تخلیق کے اندر کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی دین مستقیم ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ رسول الامیین الخ اس جملہ سے ابن صیاد کی مراد یہ ہے کہ اہل عرب نہ تو کاہن ہیں۔ نہ نجومی ہیں اور نہ ان میں وہ علوم ہیں جن کی بنیاد حساب وکتاب پہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ امیین سے مراد مشرکین عرب ہیں جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ ابن صیاد جو یہودیوں سے تھا۔ یہود کی طرح جناب کی رسالت کا اعتراف تو کیا۔ مگر یہ کہہ کر کہ آپ کی بعثت عرب کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے آپ کی رسالۃ الیٰ کافۃ الناس کی تصدیق ضروری ہے۔ اور علامہ موصوفؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کی طرف کیوں گئے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہوا کہ ایک یہودیہ نے ایک ایسا بچہ جنا ہے جس کی ایک آنکھ ممسوحہ ہے اور دوسری ابھری ہوئی ہے۔ چونکہ آپ کو دجّال کی علامتیں بتائی گئی تھیں۔ اس لئے آپ ڈر گئے کہ کہیں یہی دجال نہ ہو۔

الحاصل امام بخاریؒ نے جو ترجمہ باندھا ہے۔ اس کا ایک جزء تو یہ ہے۔ کہ جب کوئی بچہ مسلمان ہو کر مرجائے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے یا نہ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ پڑھا جائے دوسرا جزء یہ ہے کہ آیا بچے پر اسلام پیش کیا جائے یا نہ۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ ابن صیاد پر اسلام پیش کیا گیا۔ دوسری حدیث میں یہودی کے لڑکے پر اسلام پیش ہوا۔ وہ مرگیا۔ تو آپ نے فرمایا جہنم سے بچ گیا معلوم ہوا کہ اس کا جنازہ جائز ہے شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔ صبیّ مسلم کا جنازہ ہمارے نزدیک بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی مانع پیش نہ آجائے۔ مثلاً ابوین کافر نہ ہوں۔ یا بعد دارین نہ ہو۔ اور بچے کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو اس میں تین قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ خیر ابوین کے تابع ہے۔ دوسرا قول امام مالکؒ کا یہ ہے کہ وہ باپ کے تابع ہوگا خواہ اس کی ماں مسلمان کیوں نہ ہو۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ ماں کے تابع ہوگا خواہ اس کا باپ مسلمان ہو۔ لیکن ائمہ ثلاثہ کا مسلک مُغنی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اولاد مشرکین کا جنازہ ناجائز ہے جب تک احد الابوین مسلمان نہ ہو۔ یا وہ مشرک ہو کر مرجائے تو بچہ مسلمان شمار ہوگا جب کہ وہ اکیلا قید ہو کر آئے۔

دوسرا جزء ایک امام بخاریؒ کے ترجمہ کا **هل یعرض الاسلام علی الصبیّ** اس کا جواب یہ ہے کہ **یعرض** اسلام پیش کیا جائے گا۔ یہی امام ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کا مسلک ہے۔ امام شافعیؒ اس کے خلاف ہیں۔ احادیث باب سے مختار یہی معلوم ہوتا ہے کہ عرض اسلام

صحیح ہے۔

امام بخاریؒ نے حدیث کل مولود الخ ابن شہاب عن ابی ہریرۃ منقطعاً تخریج کی ہے۔ بعدازاں ابی سلمہ کے واسطہ سے مرفوعاً نقل کر دی۔ تو مرفوع حدیث پر اعتماد ہوگا اور منقطع سے مسئلہ کی تفصیل معلوم ہوگئی۔

تبعاً للدار کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ اکیلا قید ہوکر آئے تو جب تک وہ دارالاسلام میں نہیں آجاتا اس کے مسلمان ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اسی طرح ملک سے بھی تبعیۃ لازم آئے گی۔ یعنی تقسیم غنیمت کے بعد جس کے حصہ میں وہ بچہ آئے گا وہ اسی کے تابع ہوگا۔

بَابُ اِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ۔ جب کوئی مشرک مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۱ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَالِبٍ اَیْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ بِهٖ وَهُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِلْمُشْرِكِيْنَ۔ الْاٰيَة۔

ترجمہ۔ حضرت سعید بن مسیبؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس

تشریف لائے۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیۃ بن المغیرۃ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا کہ اے چچا! کلمہ طیبہ پڑھ لو تاکہ اللہ کے نزدیک تیرے لئے میں اس کلمہ کی شہادت دے سکوں۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ دونوں نے کہا کہ اے ابوطالب! کیا ملۃ عبدالمطلب سے پھر رہا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بار بار اس کو پیش کرتے رہے اور وہ دونوں اپنا وہی مقالہ دہراتے رہے یہاں تک کہ آخری کلمہ جو ابوطالب نے ان کے سامنے بولا وہ یہی تھا کہ وہ ملۃ عبدالمطلب پر ہے۔ اور اس نے کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ۔ کہ نبی اور مؤمنوں کے لئے لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت طلب کریں۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشرک عندالموت کلمہ پڑھ لے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ حالانکہ یہ غرغرہ کا ایمان ہے۔ فرعون کا مقبول نہیں ہوا تو اور کس کا ہوگا۔

بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ

وَاَوْصٰى بُرَيْدَةُ الْاَسْلَمِيُّ اَنْ يُّجْعَلَ فِيْ قَبْرِهٖ جَرِيْدَانِ وَرَاٰى ابْنُ عُمَرَ فُسْطَاطًا عَلٰى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ انْزِعْهُ يَا غُلَامُ فَاِنَّمَا يُظِلُّهٗ عَمَلُهٗ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَّاَيْتُنِيْ وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ وَاِنَّ اَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِيْ يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهٗ وَقَالَ عُثْمَانُ ابْنُ حَكِيْمٍ اَخَذَ بِيَدِيْ خَارِجَةُ فَاَجْلَسَنِيْ عَلٰى قَبْرٍ وَاَخْبَرَنِيْ عَنْ عَمِّهٖ يَزِيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ اَحْدَثَ عَلَيْهِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُوْرِ۔

ترجمہ۔ باب ہے قبر پر کھجور کی ٹہنی رکھنا کیسا ہے۔ حضرت بریدہ اسلمیؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس کی قبر پر دو ٹہنیاں کھجور کی رکھی جائیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ کی قبر پر خیمہ لگا دیکھا تو کہا اے غلام اس کو کھینچ ڈالو۔ کیونکہ اس کا عمل اس پر سایہ

کر رہا ہے۔ حضرت خارجہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں نوجوان تھے۔ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم میں سے جو زیادہ سخت کودنے والا ہوتا تھا وہ حضرت عثمان بن مظعون کی قبر سے کود کر آگے نکل جاتا تھا۔ اور عثمان بن حکیم فرماتے ہیں کہ حضرت خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے ایک قبر پر بٹھا دیا۔ اور اپنے چچا یزید بن ثابت سے خبر سنائی کہ قبر پر پیشاب پاخانہ پھرنا مکروہ ہے اور نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ قبروں پر بیٹھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۴ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی دو قبروں کے پاس سے ہوا جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے کام میں نہیں دیا جا رہا۔ ایک تو ان میں سے پیشاب سے پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تر ٹہنی لی اور اسے دو برابر حصوں میں چیرا۔ پھر ہر ایک قبر میں ایک ایک حصہ گاڑھ دیا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! آپؐ نے یہ کیوں کیا۔ فرمایا۔ شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں سے عذاب میں تخفیف فرما دیں۔ جب تک وہ خشک نہ ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ظاہر یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے کھجور کی ٹہنی اور دوسری اشیاء میں فرق کیا ہے۔ کہ نص آجانے کی وجہ سے جریدہ کا قبر پر رکھنا جائز ہے دوسرے کا نہیں۔ اور اس کو امام بخاریؒ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے بھی نہیں۔ فرمایا جس کی تائید صحابیؓ کے فعل سے بھی کر دی۔ ہمارے علماء احنافؒ اس جریدہ اور دیگر اشیاء میں فرق نہیں کرتے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو خصوصیت

پر محمول کرتے ہیں کہ آپؐ کو بذریعہ وحی علم ہو گیا۔ کہ ان کے عذاب کی تخفیف وضع الجریدہ سے ہو گی۔ جس سے حضرت بریدہ اسلمیؓ نے یہ سمجھا کہ جب یہ ٹہنیاں تخفیف عذاب کا باعث بن گئیں تو میت کے قریب ان کا ہونا بطور اولیٰ جائز ہوگا۔ اور شاید ان کا مقصد یہ ہو۔ کہ ان قبروں کے اوپر جو پتھر پھیلائے جاتے ہیں۔ مٹی کے نیچے ان ٹہنیوں کو رکھ دیا جائے۔ اس کو بعض نے فی قبرہ سے تعبیر کر دیا اور بعض نے علیٰ قبرہ سے تعبیر کیا۔

وقال خارجۃ بن زید الخ اس اثر کو اس مناسبت سے ذکر کیا گیا کہ فسطاط سے قبر کی تعظیم مقصود نہیں تھی۔ کیونکہ اس کا سایہ قبر نہیں قبر پر تو عمل کا سایہ ہے۔ پھر اس عبارت سے یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ ان کی قبر بہت اونچی تھی جس سے چھلانگ لگائی جاتی تھی۔ حالانکہ قبر کا اتنا اونچا ہونا تو منہی عنہ ہے۔ تو جواباً کہا جائے گا کہ ان کی قبر سیلاب گاہ ہونے کی وجہ سے اونچی بنائی گئی تھی پہلے وہ قبر ہموار زمین پر تھی۔ جس کو سیلاب نے خراب کر دیا۔ تو ایک کنارے پر اسے بنایا گیا۔ تاکہ کوئی کودنے والا اس پر سے نہ کود سکے۔ درحقیقت وہ اونچی نہیں تھی۔ بلکہ اس کنارے پر ہونے کی وجہ سے اوپر کو کودنا لازم آتا تھا۔ پھر ان بچوں کا کودنے کی عادت بنا لینا اور صحابہ کرام کا انہیں منع نہ کرنا۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ قبر پر بیٹھنا اور اسے روندنا جائز ہے۔ البتہ پاخانہ اور پیشاب نہیں کرنا چاہیئے۔ جلوس کی ممانعت نہیں ہے۔ جیسا کہ متبادر اس سے معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | **ارتفاع قبر مع انہ منہی عنہ نص احمدؒ لا یستحب رفعہ باکثر من ترابہ عن جابرؓ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبتنی علیہ او یزاد علیہ** یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ قبر کو چونا گچ بنایا جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے یا اس کی مٹی سے کوئی مٹی زائد ڈالی جائے۔ اور قبر عثمان کے اونچا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ کہ جب پانی کے قبر عثمان کو بہالے جانے کا خطرہ لاحق ہوا تو اس کے پہلو میں ایک دیوار بنائی گئی تاکہ قبر پانی سے محفوظ ہو جائے۔ جب کوئی مٹی یا ریت پہاڑی جگہ سے بہ جاتی یا خود دیوار کی وجہ سے کوئی چیز بڑھ جاتی تو وہ قبر پر ڈال دیتے تھے اس لئے قبر اونچی ہو گی ورنہ بالشت بھر سے قبر کو اونچا بنانا

ممنوع ہے۔ نیز قبر پہ بیٹھنا اسے روندنا جائز خلاف اولیٰ ہے اور حدث وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

تشریح از قاسمی | اثر ابن عمرؓ اور اثر خارجہ بن زید اور اسی طرح اثر عثمان بن حکیم کو ترجمۃ الباب سے کوئی مطابقت نہیں۔ تو کہا جائے گا کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے اس بات کی طرف اشارہ فرمانا ہے۔ کہ قبر پہ جرید رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں جیسے کہ قبر پہ خیمہ ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا بلکہ عمل صالح فائدہ دیتے ہیں اسی طرح قبر پہ بیٹھنا پیشاب کرنا اور اس پہ کودنا وغیرہ اس کے لئے کوئی ضرر رساں نہیں۔ نفع و ضرر صرف اعمال کے اعتبار سے ہے۔ باقی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جرید رکھنا یہ آپؐ کی خصوصیت تھی۔ صحابی حضرت بریدہؓ نے خصوصیت پر محمول نہ کر کے عموم کے طور پہ وصیت فرما دی۔ ورنہ دراصل نافع اعمال ہیں۔ اسی لئے امام بخاریؒ بعد ازاں اثر ابن عمرؓ لائے کہ انما یظلہ عملہ کہ ان کا عمل ان پہ سایہ کرے گا۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُودِ اَصْحَابِهٖ حَوْلَهٗ

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ الْقُبُوْرِ بُعْثِرَتْ اُثِيْرَتْ بَعْثَرْتُ حَوْضِيْ جَعَلْتُ اَسْفَلَهٗ اَعْلَاهُ الْاِيْفَاضُ الْاِسْرَاعُ وَقَرَاَ الْاَعْمَشُ اِلٰى نُصُبٍ يُوْفِضُوْنَ اِلٰى شَيْئٍ مَّنْصُوْبٍ يَسْتَبِقُوْنَ اِلَيْهِ وَالنُّصُبُ وَاحِدٌ وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ يَوْمُ الْخُرُوْجِ مِنَ الْقُبُوْرِ يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ ۔

ترجمہ۔ باب محدث کی قبر کے پاس بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرنا اور آپ کے شاگردوں کا اس کے ارد گرد بیٹھنا۔ قرآن مجید کے بعض الفاظ کی تشریح اجداث کے معنی قبور کے ہیں بعثرت اکھیڑی جائیں گی۔ بعثرت حوضی کے معنی اس حوض کا نچلا حصہ اکھاڑ کر اوپر کر دیا۔ ایفاض کے جو یوفضون میں ہے۔ اس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں۔ اعمش نے الیٰ نصب یوفضون کے پڑھا ہے۔ نصب کے معنی وہ چیز جو آگے کھڑی کی جائے۔ اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ بالضم واحد ہے اور بالفتح مصدر ہے۔ یوم الخروج کے ای من القبور کے معنی میں ہے۔ ینسلون کے یخرجون کے معنی میں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۵ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الخ عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ

بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَہٗ وَمَعَہٗ مِخْصَرَۃٌ فَنَکَّسَ فَجَعَلَ یَنْکُتُ بِمِخْصَرَتِہٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ مَا مِنْ نَّفْسٍ مَّنْفُوْسَۃٍ اِلَّا کُتِبَ مَکَانُہَا مِنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَاِلَّا قَدْ کُتِبَتْ شَقِیَّۃً اَوْ سَعِیْدَۃً فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نَتَّکِلُ عَلٰی کِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ کَانَ مِنَّا مِنْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ فَسَیَصِیْرُ اِلٰی عَمَلِ اَھْلِ السَّعَادَۃِ وَمَنْ کَانَ مِنَّا مِنْ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ فَسَیَصِیْرُ اِلٰی عَمَلِ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ قَالَ اَمَّا اَھْلُ السَّعَادَۃِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَۃِ وَاَمَّا اَھْلُ الشَّقَاوَۃِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَۃِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۔ الْاٰیَۃَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بقیع غرقد کے قبرستان میں ہم ایک جنازہ میں حاضر تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ۔ آپ بیٹھ گئے ۔ ہم لوگ بھی آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے ۔ آپؐ کے پاس ایک لاٹھی تھی ۔ جس سے آپؐ سہارا لیتے تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا ۔ اور اپنی اس لاٹھی سے زمین کو کھرچنے لگے ۔ پھر فرمایا ۔ تم میں سے کوئی شخص یا کوئی پیدا شدہ جی ایسا نہیں مگر اس کے لئے بہشت اور دوزخ کا مکان لکھ لیا گیا ہے ۔ اور اس کا نیک بخت اور بد بخت ہونا بھی لکھ دیا گیا ہے تو اس پر ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ! تو پھر کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں اور عمل کو چھوڑ نہ دیں ۔ پس ہم میں سے جو شخص نیک بختوں میں سے ہوگا ۔ پس وہ نیک بختوں کے عمل کی طرف جائے گا ۔ اور جو بد بختوں میں سے ہوگا وہ بد بختوں کے عمل کی طرف جائے گا ۔ آنجناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا ۔ لیکن نیک بختی والوں کو نیک بختی کے عمل کی آسانی مہیا کی جاتی ہے اور بد بختی والوں کو بد بختی کے عمل کی آسانی مہیا کی جاتی ہے ۔ پھر آپؐ نے اس کی تائید میں قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ اَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | افلا نتکل الخ سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز ہمارے مقدر میں ہو چکی ہے ۔ ہم نے تو مجبوراً بالآخر اس کی طرف رجوع کرنا ہے ۔ پھر اس وقت عمل سے کیا

کیا فائدہ ہوا۔ جواب کا حاصل یہ ہے۔ کہ جب کسی کے لئے عمل مقدر ہو چکا ہے اس کو عمل کرنے کی توفیق مل کر رہے گی۔ عدم عمل کی توفیق نہ ہوگی۔ لہذا عمل کو نہ چھوڑا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اسلوب حکیم کے طور پر اس کو جواب دیا گیا اور ترک عمل سے روک دیا گیا۔ اور عبودیت جو عبد پر واجب ہے۔ اس کا حکم دیا گیا۔ اور امور مغیبہ میں دخل دینے پر زجر کیا گیا۔ کیونکہ طبرانی میں ہے۔ **اعملوا فکل میسر لما خلق له**۔ الحدیث۔

خلاصہ یہ ہوا کہ رب تعالےٰ نے ہمیں عمل کا حکم دیا ہے۔ ہمارے لئے اس عمل کا امتثال ضروری ہے۔ مقادیر غیبیہ کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ البتہ اعمال کو مشیت ایزدی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ تقدیر اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تشریح از قاسمی ان آثار کے لانے سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے۔ کہ جو شخص قبر کے پاس جا کر بیٹھے تو اسے انذار و تحذیر کی باتیں کرنی چاہئیں۔ کیونکہ قبر اور نشر قریب آنے والے ہیں تاکہ اس کی تیاری کی جا سکے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قَاتِلِ النَّفْسِ

ترجمہ۔ خودکشی کرنے والے کے بارے میں جو وعیدات آئی ہیں ان کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَاكِؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ عُذِّبَ بِهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ قَالَ وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِيْنَاهُ وَمَا نَخَافُ اَنْ يَّكْذِبَ جُنْدُبٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ اللهُ بَدَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ثابت بن الضحاکؓ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس نے ملت اسلامیہ کے علاوہ جان بوجھ کر کسی دوسری ملت کی قسم کھائی ۔ تو وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے کہا ۔ اور جس شخص نے چھری وغیرہ سے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو جہنم کی آگ میں اسے اسی ہتھیار کے ساتھ ہی عذاب دیا جائے گا ۔

حدیث نمبر ۱۱۷۷ ۔ ترجمہ ۔ اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں ہم لوگوں کو حضرت جندبؓ نے حدیث سنائی ۔ پس اسے نہ ہم بھولے اور نہ ہی ہمیں خوف و خطر ہے ۔ کہ حضرت جندبؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہوگا ۔ وہ فرماتے ہیں ایک آدمی کے سخت زخم آیا جس سے تنگ آکر اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا ۔ تو اللہ تعالٰی نے اس سے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی ذات کو میرے تک پہنچانے میں جلدی کی اس لئے میں نے جنت کو اس پر حرام کر دیا ۔

حدیث نمبر ۱۱۷۸ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ یَخْنِقُ نَفْسَهٗ یَخْنِقُهَا فِی النَّارِ وَ الَّذِیْ یَطْعَنُ نَفْسَهٗ یَطْعَنُهَا فِی النَّارِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس شخص نے اپنا گلہ دبا کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا تو وہ جہنم میں اپنا گلہ دباتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا ۔

تشریح از قاسمی ملت غیر اسلام سے یہودیۃ اور نصرانیۃ مراد ہے ۔ فہو کما قال کا مطلب ابن بطالؒ فرماتے ہیں ۔ کہ وہ کاذب ہے کافر نہیں ہے ۔ وہ اس قول سے ملتِ اسلام سے نکل کر کسی دوسری ملت میں داخل نہیں ہوگا ۔ کیونکہ یہ کلمہ اس نے اپنے اعتقاد سے نہیں کہا ۔ اس لئے جھوٹا ہوگا ۔ کرمانی اور قسطلانی سے اسے تغلیظاً اور تہدید پر محمول کیا ہے ۔ کہ وہ اس ماقال کے عذاب کا مستحق ہے ۔ دوسری احادیث

میں خودکشی کرنے والوں کی سزا کا بیان ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَالْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ باب منافقین پہ نماز جنازہ اور مشرکین کی مغفرت طلب کرنا مکروہ ہے حضرت ابن عمرؓ نے اسے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ... عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلٍ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ إِنْ زِدْتُّ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُّ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةٍ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا إِلٰى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُوْنَ وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَّاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ جب رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کی وفات ہوئی تو اس کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی گئی کہ آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ جب آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں دوڑ کر آپؐ کی طرف گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ ابن اُبی کا نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ اس نے اُسی دن

اس اس طرح کہا تھا۔ میں اس کی باتیں آپؐ کو گن گن کر بتاتا رہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ فرمایا اے عمر! پیچھے ہٹ جا۔ جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ مجھے اختیار دیا گیا تھا۔ اسی لئے میں نے اپنا اختیار استعمال کیا۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ ستر مرتبہ پر میرے زیادتی کرنے سے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ تو میں ستر پر ضرور زیادتی کردوں گا پھر آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ جب فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ تو تھوڑی دیر ٹھہرے ہوں گے کہ یہ دو آیات سورۃ براۃ کی نازل ہوئیں۔ ترجمہ۔ آپؐ ان منافقین میں سے جو بھی مرجائے کسی کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ اور نہ ہی اس کی قبر پہ کھڑے ہو کر دعا کریں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور بدکار ہو کر مرے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد مجھے اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ جرأت کرنے سے تعجب ہوا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے کہ ایسی جرأت مجھے کیسے ہو گئی (اشدھم فی امر اللہ کی وجہ سے ہوئی) مرتب۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ جس شخص کا کفر و شرک معلوم ہو۔ اس کے لئے دعا مغفرت کی ممانعت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ بن اُبی کے نفاق کا علم تھا۔ لیکن نہی صراحۃً نہیں آئی تھی۔ اس لئے آپؐ نے اس کے لئے استغفار کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ آیات نہی و استغفار خاص دیہاتی لوگوں کے لئے نازل ہوئی تھیں۔ اسی طرح آپؐ نے حضرت حذیفہؓ کو بھی سترہ منافقین کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ ورنہ عام منافقین کی مسلمانوں کے ساتھ مناکحت، وراثت، مشاورت وغیرہ سب جاری تھیں۔ عام لوگوں کو ان کی نماز جنازہ کی ادائیگی سے نہیں روکا گیا۔ ان دو آیات میں بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ممانعت کی گئی ہے۔ اس کے بعد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جمیع امت پر یہ فرض ہے کہ نہ وہ کسی مشرک کے لئے دعا کریں اور نہ ہی استغفار کریں جب کہ ان کا شرک پر مرجانا معلوم ہو جائے۔ جیسے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ۔

بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

ترجمہ۔ میّت پر لوگوں کا تعریف کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۰ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُولُ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ قَالَ هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا ایک جنازے کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے اس کی بھلائی سے تعریف بیان کی۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وجبت۔ اور پھر جب دوسرے جنازے کے پاس سے گزر ہوا تو اس کی بُرائی بیان کی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے پوچھا۔ حضرت! کیا چیز واجب ہوئی۔ فرمایا۔ جس کی لوگوں نے بھلائی بیان کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور جس کی بُرائی بیان کی اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی۔ تم لوگ اللہ کی زمین میں اس کے گواہ ہو۔

"زبانِ خلق نقارۂ خدا" کا مقولہ مشہور رہے (مرتّب)

حدیث نمبر ۱۱۸۱ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الخ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلٰثَةٌ قَالَ وَثَلٰثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوالاسودؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ جب کہ مدینہ میں کسی

بیماری کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ پس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس بیٹھ گیا۔ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ جس کے جنازے والے کی خیر بیان کی گئی۔ پھر دوسرا گزرا تو اس کی بھی بھلائی بیان کی گئی۔ پھر تیسرا گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی۔ تو حضرت عمرؓ نے سب کے لئے وجبت فرمایا میں نے پوچھا کیا واجب ہوا امیر المؤمنین! انہوں نے فرمایا میں نے وہی کہا ہے جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی بھلائی کی شہادت دے دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ہم نے کہا اگر تین گواہی دیں تو فرمایا کہ تین والے کو بھی جنت کا داخلہ ملے گا۔ پھر ہم نے دو کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے دو پر بھی یہی فرمایا۔ البتہ ہم نے ایک کے متعلق آپ سے سوال نہ کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | لم نسالہ عن الواحد انہوں نے تو نہ پوچھا۔ لیکن حضرت عائشہؓ نے پوچھا تھا۔ تو جواب اسی طرح تھا۔ مگر ان کا سوال موت اولاد کے متعلق تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | چنانچہ طبرانیؒ کی روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ من کان لہ فرط یا موفقۃ فمن لم یکن لہ فرط من امتک فانا فرط امتی الخ امام بخاریؒ نے حدیث الباب سے استدلال کیا ہے کہ شہادت میں کم از کم دو افراد ضروری ہیں۔ اور تعدیل ایک کی بھی کافی ہے۔ باقی چار شہداء کی شہادت کثرت اور تواتر کو ثابت کرنے کے لئے ہے۔ جیسے حد زنا میں چار کی شہادت معتبر سمجھی گئی ہے اور شہادت اربع بھی مطابق واقع کے ہو۔ تاکہ ان کی ثنا کا کوئی فائدہ بھی مرتب ہو۔ خلافِ واقع ثناء کیا فائدہ دے گی۔ اور شہادت بھی ثقہ اور متقی لوگوں کی معتبر ہو گی۔ فساق و کفار کی شہادت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ۔ عذاب قبر کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا بیان ہے۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالىٰ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰئِكَةُ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللهِ اَلْهُوْنُ هُوَ الْهَوَانُ وَالْهَوْنُ الرِّفْقُ وَقَوْلُهُ سَنُعَذِّبُهُمْ

مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ وَقَوْلُهٗ وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَّيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔

امام بخاریؒ نے ان آیات سے عذاب قبر کو ثابت فرمایا ہے۔ عَذَابَ الْهُوْنِ سے یہی مراد ہے۔ هُوْن کے معنی ذلت اور هَوْن کے معنی نرمی کے ہیں۔ دوسری آیت میں مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ سے عذاب قبر ثابت ہے اور تیسری آیت میں اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۲ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهٖ اُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب مومن کو اپنی قبر میں اٹھا کر بٹھا دیا جائے گا۔ تو اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے۔ پھر وہ کلمہ طیبہ کی گواہی دے گا۔ اسی کو قرآن مجید کی اس آیت يُثَبِّتُ اللّٰهُ الخ میں بیان کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ اَوْ زَادَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ترجمہ۔ کہ شعبہ نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الخ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۴ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ اَخْبَرَهٗ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَهْلِ الْقَلِيْبِ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقِيْلَ لَهٗ تَدْعُوْ اَمْوَاتًا قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُوْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر والوں کو جھانک کر فرمایا۔ کہ کیا جو تمہارے ربّ نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو تم نے سچ پایا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ کیا آپ ان مُردوں کو پکارتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ وَّقَدْ قَالَ اللّٰهُ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ اب جان رہے ہیں کہ جو کچھ میں ان سے کہتا تھا۔ وہ سچ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ آپؐ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدُرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس گھر میں آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کرتے ہوتے ان سے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قبر کے عذاب سے پناہ دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا ہاں! عذابِ قبر حق ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد جب بھی میں نے آپؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو قبر کے عذاب سے پناہ پکڑتے تھے۔ غندر نے یہ الفاظ زائد بیان کئے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ عذابِ قبر حق ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

اَنَّهُ سَمِعَ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یَفْتَتِنُ فِیْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً۔

ترجمہ۔ حضرت عروہ ابن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ حضرت اسمار بنت ابی بکر سے سُنا۔ وہ کہتی تھیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو قبر کے اس فتنہ کا ذکر فرمایا جس میں آدمی مبتلا ہوگا۔ پس جب آپؐ نے اس کا ذکر فرمایا تو مسلمان چیخیں مار مار کر رونے لگے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۸ حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَیَرَاهُمَا جَمِیْعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُکِرَ لَنَا اَنَّهٗ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی حَدِیْثِ اَنَسٍ قَالَ وَالْمُنَافِقُ اَوِ الْکَافِرُ فَیُقَالُ لَهٗ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ وَیُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَةً فَیَصِیْحُ صَیْحَةً یَّسْمَعُهَا مَنْ یَّلِیْهِ غَیْرَ الثَّقَلَیْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں۔ بے شک ابھی وہ ان کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ تو اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔ مومن تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور

کے رسول ہیں۔ پس اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا ٹھکانہ جہنم سے دیکھ لے۔ جس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت کا ٹھکانہ دیا ہے۔ پس وہ دونوں کو اکٹھے دیکھتا ہے۔ حضرت قتادہؒ راوی فرماتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اس کی قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے۔ پھر قتادہؒ نے حضرت انسؓ کی حدیث کی طرف رجوع کیا۔ کہ منافق یا کافر جب اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں تو نہیں جانتا۔ البتہ لوگ جو کچھ کہتے تھے۔ میں بھی وہی کہا کرتا تھا۔ پس اس سے کہا جائے گا کہ تو نے نہ تو خود معلومات حاصل کیں نہ کسی کی پیروی کی یا نہ تو نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ پس اس کو لوہے کے گرز سے سخت پیٹا جائے گا۔ جس سے وہ چیخ و پکار کرے گا۔ جس کی آواز کو اس کے آس پاس کے لوگ سنیں گے۔ سوائے جن وانس کے کہ وہ نہیں سن سکتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **ما انتم باسمع منھم** اس سے مراد علم ہے۔ کیونکہ سمع علم کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ وہ خوب جان رہے ہیں۔ اس تقدیر پر **لا یجیبون** کا معنی یہ ہو گا۔ کہ جب فرشتے میرا یہ کلام ان تک پہنچائیں گے تو ان کو جواب دینے کی قدرت نہیں۔ کیونکہ وہ سخت عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اور کسی طرف التفات نہیں کر سکیں گے۔

زاد غندر عذاب القبر حق یعنی جیسے عبدان نے روایت کے متن میں زیادتی بیان کی ہے۔ ایسے غندر نے بھی عذاب القبر حق کی زیادتی کو بیان کیا۔ اور بعض شراح یہ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر روایات کے اندر حق کا لفظ ثابت نہیں بلکہ مقدر ہے۔ تو اب معنی یہ ہو جائیں گے کہ غندر نے تو عذاب القبر کے بعد حدیث میں حق کا ذکر کیا ہے۔ لیکن عبدان کی روایت میں حق کا لفظ مقدر ہے ملفوظ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | **ما انتم باسمع الخ المراد به العلم** نے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو سلف و خلف میں چلا آرہا ہے۔ کہ آیا سماعِ موتیٰ ثابت ہے یا نہیں۔ امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ کی روایت سے سماع موتیٰ ثابت فرمایا۔ اور حضرت عائشہؓ اس سمع سے علم مراد لیتی ہیں۔ جمہور ائمہ نے ابن عمرؓ کی روایت کو قبول کیا ہے۔ کیونکہ اس کی موافقت

اور رواۃ بھی کرتے ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ کے استدلال انک لا تسمع الموتیٰ کا جواب دیتے ہیں کہ اس میں اسماع کی نفی ہے سمع کی نہیں ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ سنوانا چاہے وہ سن سکتا ہے۔ دوسرے حضرت عائشہؓ خود اس موقعہ پر موجود نہیں تھیں۔ لہٰذا حاضرین صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو زیادہ حفظ کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے آپؐ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا۔ یا رسول اللہ اتخاطب قوما جیفوا فقال ما انتم باسمع منھم۔ پس جائز ہے کہ وہ اس حال میں جانتے بھی ہوں۔ اور اپنے ان کانوں سے سنتے بھی ہوں جیسے جمہور کہتے ہیں یا ان لوگوں کے قول کے مطابق جو سوال کا مخاطب روح کو گردانتے ہیں۔ ان کے نزدیک آذان روح سے سنتے ہوں اور کتاب المغازی میں آرہا ہے۔ کہ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توبیخاً ونقمۃً اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنانے کے لئے ان سب کو زندہ کردیا۔ پھر اس میں بھی اختلاف نقل کیا جاتا ہے۔ کہ آیا قبر میں سوال صرف بدن پر واقع ہوگا یا بغیر عود الی الجسد کے براہِ راست روح سے ہوگا۔ جمہور ائمہ کا قول ہے کہ روح کو جسد میں لوٹا کر پھر سوال کیا جائے گا۔ اور مغازی ابن اسحاق میں اسناد جید کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا اپنے انکار سے رجوع ثابت کیا گیا ہے۔

شیخ گنگوہیؒ نے والجواب ان المراد بہ العلم سے ایک فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ میں فلاں سے کلام نہیں کروں گا تو آیا یہ یمین اس کی حیوٰۃ سے مقید ہوگی اگر مرنے کے بعد کلام کرے تو حانث ہوگا یا نہیں۔ تو درِّ مختار میں ہے کلام مع المیّت سے حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ مقصود کلام سے افہام ہے اور موت اس کے منافی ہے تو اہل قلیب بدر کے سماع سے اعتراض ہوتا تھا۔ اس کا جواب شیخ گنگوہیؒ یہ دے رہے ہیں۔ کہ لوگ سماع موتیٰ کی نفی کرتے ہیں تو وہ لوگ حدیث کے لفظ سماع کو علم پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں سماعِ میّت وشعور وادراک کو دلائل سے بسط کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ فانظر ان شئت التفصیل۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ۔ عذاب قبر سے پناہ پکڑنا۔

حدیث نمبر ۱۱۸۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الخ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ یَھُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِھَا وَقَالَ النَّضْرُ الخ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ جب کہ سورج غروب ہوچکا تھا۔ تو آپؐ نے ایک آواز سن کر فرمایا۔ کہ ایک یہودیہ کو اس کی قبر میں عذاب کیا جا رہا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۰ حَدَّثَنَا مُعَلّٰی الخ حَدَّثَتْنِیْ بِنْتُ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِؓ اَنَّھَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ترجمہ۔ خالد بن سعید بن العاصؓ کی بیٹی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ عذاب قبر سے پناہ پکڑتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۱ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں دعا مانگتے تھے۔ ترجمہ۔ اے اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔ قبر کے عذاب سے۔ جہنم کے عذاب سے زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔

تشریح از قاسمی سَمِعَ صَوْتًا یا تو وہ ملائکۃ العذاب کی آواز تھی یا وقوعِ عذاب کی آواز یا معذبین کی آواز تھی۔ مصنفؒ اس سے اس عادت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ ایسے مواقع پر تعوذ کرنا چاہیئے۔

بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالْبَوْلِ

ترجمہ۔ پیشاب اور چغل خوری یا گلہ گوئی سے عذاب قبر ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعٰى بِالنَّمِيْمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا۔ آپؐ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور یہ کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیئے جا رہے۔ پھر فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن ایک ان میں سے چغلخوری کرتا تھا۔ اور دوسرا اپنے پیشاب سے پردہ نہیں کرتا تھا۔ پھر آپؐ نے ایک تر لکڑی لی۔ اور اس کے دو ٹکڑے فرمائے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک قبر پہ گاڑ دیا۔ پھر فرمایا جب تک یہ دونوں خشک نہ ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان سے عذاب میں تخفیف فرما دے۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق بعض طرق کے الفاظ کی طرف اشارہ فرما دیا کہ کسی میں من الغیبۃ ہے اور کسی میں من النمیمۃ ہے۔ دونوں باعث عذاب قبر ہیں۔

بَابُ الْمَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

ترجمہ۔ میت پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۳ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک مرجاتا ہے۔ تو اس کا ٹھکانا صبح و شام اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت والا۔ اگر جہنمی ہے تو جہنم والا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن تجھے اللہ تعالیٰ قبر سے اٹھا کر اس میں پہنچائیں گے۔

بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ چارپائی پر میت کا کلام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۱۹۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے۔ اور اسے مرد اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں۔ تو اگر وہ نیک آدمی ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اگر بدکار ہوتا ہے تو کہتا ہے میری ہلاکت مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی اس آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

تشریح از قاسمی اس باب کے تکرار کی وجہ یہاں پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہ اس جگہ ماقبل باب سے اس کو اس طرح مناسبت ہے۔ کہ پہلے باب میں عرض المقعد کا بیان تھا۔ اس باب سے بتلانا ہے۔ اپنا ٹھکانا وہ حمل جنازہ کے وقت سے دیکھ لیتا ہے۔ اس لئے وہ کلام کرتا ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ۔ مسلمانوں کی اولاد کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کا بیان اس باب میں ہے۔

حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کے تین بچے مر جائیں جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔ تو وہ جہنم سے پردہ بنیں گے یا اسے جنت میں داخل کریں گے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۵ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلٰثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوگوں میں سے جس کسی مسلمان کے تین بچے مرجائیں جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ بوجہ اپنی رحمت کی فضیلت کے جو ان پر ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۱۹۶ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الخ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ۔

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جب صاحب زادہ ابراہیمؓ کی وفات ہوئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں اس کے لئے دودھ پلانے والی ہوگی۔ جو اس کی مدت رضاعت پوری کرے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ صاحب زادے کے لئے جنت میں مرضع کا ہونا یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ شیخ گنگوہیؒ نے جو آپؐ کی خصوصیت قرار دیا ہے حالانکہ یہ آپؐ کی جمیع اولاد کے لئے ہے۔ اس لئے علامہ قسطلانیؒ نے حضرت خدیجہؓ کے صاحب زادے قاسم کی وفات پر جب حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ اگر وہ زندہ رہتا اور میں اس کی رضاعت پوری کر لیتی تو میرے لئے آسان ہوتا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس کے لئے مرضع جنت میں مدت رضاعت پوری کرے گی۔ باقی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ صاحبزادہ ابراہیمؓ کی ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی۔ اس کی وفات میں اختلاف ہے۔ واقدی نے ربیع الاول ۱۰ھ کے اندر وفات کا قول کیا ہے اور بھی اقوال ہیں۔

تشریح از قاسمی لم یبلغوا الحنث الخ امام بخاریؒ اس حدیث سے اس طرح استدلال فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ بچہ والدین کیلئے حجاب من النار بنا تو خود بھی محجوب من النار ہوگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اولاد مسلمین اہل جنت میں سے ہوگی۔ اس طرح قیاس سے ترجمہ ثابت ہوا۔

چھٹا پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا قِيْلَ فِىْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ

ترجمہ۔ مشرکوں کی اولاد کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۱۹۷ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اِذْ خَلَقَهُمْ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ نے ان کو پیدا کیا ہے تو وہی بہتر جاننے والا ہے۔ کہ وہ کیا عمل کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۹۸ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَؓ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۹ حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ کَمَثَلِ الْبَهِیْمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِیْمَةُ هَلْ تَرٰی فِیْهَا جَدْعَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پس ماں باپ اسے یہودی۔ نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ مانند جانور کے جو صحیح سالم بچہ جنتا ہے۔ کیا تم نے کبھی اس کا ناک، کان وغیرہ کٹا ہوا دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ باب کی پہلی روایات سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اولاد مشرکین کے بارے میں توقف کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے۔ لیکن ان دونوں کے بعد حدیث فطرت کو لانے سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس استحقاق کی نفی کرنا چاہتے ہیں۔ جو عمل پر مرتب ہوتا ہے۔ مطلق کی نفی نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اولاد مشرکین کا مسئلہ اختلافی ہے۔ سلف وخلف میں اختلاف رہا ہے۔

۱۔ ایک قول یہ ہے کہ توقف کرو۔ مشیئتہ الٰہی میں جو ہوگا ویسا ہی ہو کر رہے گا۔ یہ مسلک ائمہ ثلاثہ کا ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ والدین کے تابع ہوں گے۔ اولاد المسلمین فی الجنۃ واولاد الکفار فی النار۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ برزخ میں ہوں گے۔ بین الجنۃ والنار۔

۴۔ چوتھا قول یہ ہے۔ کہ وہ اہلِ جنت کے خدام ہوں گے۔

۵۔ پانچواں قول یہ ہے کہ وہ مٹی ہو جائیں گے۔

۶۔ چھٹا قول یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہوں گے۔

۷۔ ساتواں قول ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے۔ کہ ان کا امتحان لیا جائے گا۔ فمن اطاع دخل الجنۃ ومن عصیٰ دخل النار۔ یہی قول شیخ ابوالحسن اشعریؒ کا نقل کیا گیا ہے۔

۸۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

۹۔ نانواں قول توقف اور دسواں امساک کا ہے۔

توقف اور امساک میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں عدم جزم بشئ لتعارض الادلہ اور دوسرے میں عدم الکلام فی المسئلہ ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے نہایت ہی اجمال سے کام لیا ہے۔ جس کی تفصیل انہوں نے شرح ابوداؤد میں بیان فرمائی ہے۔ کہ دخول جنت کبھی تو اعمال کی وجہ سے ہوگا۔ اور کبھی بغیر عمل کے۔ تو جو دخول مرتب اعلی الاعمال ہے۔ اس میں تو وہ والدین کے شریک ہوں گے۔ لیکن جو دخول مرتب علی الاعمال نہیں ہے۔ تو اس کے بارے میں دوسرے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ ذراری مشرکین سرے سے جہنم میں داخل نہیں ہوں گے۔ جیسے حدیث فطرت اور مَاكُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ الآیۃ۔

باب حدیث نمبر ۱۲۰۰ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَأٰى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأٰى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأٰى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰكِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخَذَا بِيَدِيْ فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُّوْسٰى كُلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهَا رَأْسَهٗ فَإِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ إِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهٗ وَعَادَ رَأْسُهٗ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ قُلْتُ

مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا اِلٰى نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ
وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَاِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا يَخْرُجُوْنَ
فَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا
انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَّعَلٰى
وَسْطِ النَّهَرِ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرِ
بْنِ حَازِمٍ وَّعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ
الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَاهُ الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ
حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ
مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ
عَظِيْمَةٌ وَّفِيْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَّاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ
يَدَيْهِ نَارٌ يُّوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ اَرَ قَطُّ
اَحْسَنَ وَاَفْضَلَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَاءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ
اَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ فِيْهَا
شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا
الَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُّحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى
تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشْدَخُ رَاْسُهُ فَرَجُلٌ
عَلَّمَهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهُ فِي النَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهُ فِي النَّهَرِ اٰكِلُوا
الرِّبٰوا وَالشَّيْخُ الَّذِيْ فِيْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرٰهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَاَوْلَادُ
النَّاسِ وَالَّذِيْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلَى الَّتِيْ دَخَلْتَ
دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا
مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا فَوْقِيْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذٰلِكَ
مَنْزِلُكَ فَقُلْتُ دَعَانِيْ اَدْخُلْ مَنْزِلِيْ قَالَا اِنَّهٗ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَّمْ تَسْتَكْمِلْهُ

فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی ۔ جب کسی نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف چہرہ مبارک سے متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا تم نے آج کوئی خواب دیکھا ہے ۔ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کرتا ۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتے وہ بیان فرماتے ۔ پس ایک دن آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ۔ ہم نے کہا ۔ نہیں ۔ تو آپؐ نے فرمایا ۔ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ میرے پاس آئے اور میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑا ۔ اور مجھے پاک زمین کی طرف نکال کر لے گئے ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہے ۔ جس کے ہاتھ میں بقول ہمارے ساتھی شاگردوں کے موسیٰ سے یوں روایت ہے کہ اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور (چمٹا) ہے ۔ جو اس بیٹھے ہوئے کے جبڑے میں داخل کرتا ہے ۔ پھر اس کے دوسرے جبڑے کے ساتھ بھی اسی طرح کرتا ہے ۔ اتنے میں وہ پہلا جبڑا مل جاتا ہے ۔ پھر آکر وہ اس کے ساتھ ایسے ہی کرتا ہے ۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ان دونوں نے کہا ۔ چلو ! ہم سب چل دیئے ۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا ۔ اور دوسرا اس کے سرہانے بڑا پتھر یا مطلق پتھر لے کر کھڑا ہوا تھا ۔ جس سے اس کا سر پھوڑتا تھا ۔ جب وہ اسے پتھر مارتا تو پتھر لڑھکتا ہوا جا پڑتا ۔ پس اسے لینے کے لئے جاتا ۔ ابھی واپس نہیں آیا ہوتا تھا ۔ کہ اس کا سر مل چکا ہوتا تھا ۔ اور اس کا سر اسی طرح ہو جاتا جس طرح کہ وہ تھا ۔ تو وہ پھر واپس آکر اسے مارتا ۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے ۔ انہوں نے کہا ۔ کہ چلو ! ہم چل دیئے ۔ اور ایسے غار تک پہنچے جو تنور کی طرح تھا کہ اس کا اوپر کا حصہ تنگ تھا اور نیچے کا کھلا ہوا وسیع تھا ۔ جس کے نیچے آگ دہک رہی تھی ۔ قریب تھا کہ وہ لوگ اوپر کو اٹھ کر نکلنے لگیں ۔ جب وہ آگ بجھ جاتی تو وہ نیچے چلے جاتے ۔ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں ۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں ۔ بتلایا کہ آگے چلو ! ہم آگے چلے تو ہم ایسی ایک خون کی نہر تک پہنچ گئے ۔ جس میں ایک آدمی کھڑا ہے اور نہر کے درمیان ۔ مگر یزید بن ہارون اور وہب بن جریر بن حازم کہتے ہیں کہ نہر کے کنارے پہ ایک آدمی ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہیں ۔ وہ آدمی جو نہر کے اندر ہے جب وہ باہر نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ اس کے منہ میں پتھر مار کر اس جگہ واپس کرتا ہے ۔ جہاں وہ تھا ۔ پس اسی طرح جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے ۔

تو یہ اس کے منہ میں پتھر مار کر واپس کرتا ہے۔ جیسے وہ تھا۔ تو میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ چلو! ہم لوگ چل دیئے۔ تو ہم ایک ایسے سبز باغ تک پہنچ گئے کہ جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ جس کے بن میں ایک بوڑھے بیٹھے تھے اور کچھ بچے بھی تھے اور اچانک اس درخت کے قریب ایک آدمی تھا جس کے سامنے آگ تھی۔ جسے وہ دہکا رہا تھا۔ پس وہ لوگ مجھے اس درخت پر چڑھا کر لے گئے۔ اور مجھے ایک ایسی حویلی میں داخل کیا جس سے اچھی اور بہتر حویلی میں نے نہیں دیکھی تھی۔ جس میں بوڑھے آدمی بھی تھے اور نوجوان بھی تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں مجھے ساری رات گھماتے رہے۔ پس جو کچھ میں نے دیکھا اس کے متعلق مجھے کچھ بتلاؤ تو سہی۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اب بتلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے۔ وہ ایک بہت جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی کہانیاں بیان کرتا تو لوگ اس سے لے کر چار دانگ عالم میں پہنچا دیتے۔ تو اس کے ساتھ قیامت کے دن تک یہی ہوتا رہے گا۔ اور وہ شخص جس کا سر پھوڑا جا رہا تھا۔ وہ ایک آدمی تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم سکھایا۔ لیکن وہ رات کو اس سے غافل ہو کر سوتا اور دن کو اس پر عمل نہ کرتا۔ پس اس کے ساتھ قیامت تک یہی سلوک ہوتا رہے گا۔ اور وہ لوگ جن کو آپؐ نے ایک غار میں دیکھا وہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ اور جس شخص کو آپؐ نے خون کی نہر میں دیکھا وہ لوگ سود خور تھے۔ اور وہ شیخ جو درخت کے بن میں بیٹھا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور بچے جو ان کے اردگرد تھے وہ لوگوں کی اولادیں ہیں اور جو آگ دہکا رہا تھا وہ مالک جہنم کا داروغہ ہے۔ اور وہ پہلی حویلی جس میں آپؐ داخل ہوئے وہ عام مؤمنوں کی حویلی ہے۔ اور یہ حویلی شہداء کی ہے۔ میں جبرائیلؑ ہوں یہ میکائیلؑ ہے۔ آپؐ اوپر کو سر اٹھائیں۔ میں نے جب اوپر کو اپنا سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک بادل کی طرح تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ یہ آپؐ کا گھر ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ تاکہ میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا۔ ابھی آپؐ کی عمر باقی ہے۔ جس کو آپؐ نے ابھی تک مکمل نہیں کیا جب وہ مکمل ہو جائے گی۔ تو پھر آپؐ اپنے گھر آ سکتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | سیدنا ابراہیم علیہ السلام والی روایت کو لا کر یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی وہی مختار ہے۔ جس کو ہم نے اختیار کیا۔ کہ بالآخر یہ سب بچے جنت میں داخل ہوں گے۔

قال بعض اصحابنا عن موسیٰ الخ امام بخاریؒ اس سے یہ بتلانا چاہتے ہیں، کہ کلوب کا لفظ انہوں نے براہِ راست استاذ سے نہیں سُنا۔ بلکہ استاذ کے حاضرین طلبہ میں سے بعض سے میں نے سوال کیا۔ تو انہوں نے بتایا بفہر اوصخرۃ فہر چھوٹا اور صخرہ بڑے پتھر کو کہتے ہیں۔
علیٰ وسط النہر ممکن ہے وسط سے نہر کی لمبائی کا وسط مراد ہو چوڑائی کا وسط مراد نہ ہو تاکہ اس کا خون کے اندر کھڑا ہونا ثابت ہو۔ اس صورت میں وسط نہر اور شط نہر میں تنافی نہیں ہوگی۔ کیونکہ وسط نہر اور شط نہر دونوں پہ وسط طول نہر صادق آتا ہے۔ اس وقت مقابلہ ابتدار نہر اور منتہائے نہر کا ہوگا۔ نہر کے کناروں سے بحث نہ ہوگی۔
ناعم عنہا بالليل الخ ظاہر یہ ہے کہ اس سے ترک عمل پہ سزا دینا مراد ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نوم سے نوم عن صلوٰۃ العشاء مراد ہو۔ تو اب ترک فریضہ صلوٰۃ پہ عذاب ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ترکِ عمل اور ترکِ فریضہ دونوں پہ عذاب ہوگا۔

بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

ترجمہ۔ پیر کے دن کی موت۔

حدیث نمبر ۱۲۰۱ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍؓ فَقَالَ فِيْ كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِيْ اَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ اَرْجُوْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ اِلٰى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيْهِ بِهٖ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ اغْسِلُوْا ثَوْبِيْ هٰذَا وَزِيْدُوْا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُوْنِيْ فِيْهِمَا قُلْتُ اِنَّ هٰذَا خَلَقٌ قَالَ اِنَّ الْحَيَّ اَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ اِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتّٰى اَمْسٰى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس حاضر ہوئی۔

انہوں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا فرماتی ہیں کہ سحولہ کے بنے ہوئے
ہوئے تین سفید کپڑے تھے۔ جن میں نہ تو قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی تھی۔ پھر پوچھا کس دن میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ کہا پیر کے دن پھر پوچھا یہ کون سا دن ہے۔ کہا
کہ پیر کا دن ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں۔ موت میرے اور رات کے درمیان ہے۔ پھر آپ
نے اپنے بدن کے اوپر کے کپڑے کو دیکھا جس میں انہوں نے بیماری گزاری تھی۔ کہ اس میں تو زعفران
کا داغ ہے۔ فرمایا میرے اس کپڑے کو دھولو اور اس پہ دو کپڑے اور بڑھالو۔ پھر مجھے ان میں
کفنا دو۔ میں نے کہا کہ یہ تو پُرانے ہیں۔ فرمایا مُردہ کی بنسبت زندہ نئے کپڑے کا زیادہ حق دار
ہے۔ یہ نئے کپڑے تو پیپ کی نذر ہوں گے یا یہ نئے کپڑے مہلت والے یعنی باقی رہنے والے
کے لئے ہیں۔ پس بدھ کی رات شام ہونے تک ان پہ وفات نہ آئی۔ اور صبح ہونے سے پہلے پہلے
دفن کر دیئے گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ نے اس روایت سے اس بات کی طرف اشارہ
فرمایا کہ موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا۔ اگرچہ ان کی تمنا پوری نہ
ہوئی۔ کیونکہ ان کی وفات بدھ کی رات کو ہوئی۔ البتہ اتصال اور وقت کا قرب ان سے فوت نہیں
ہوا۔ کیونکہ یوم الاثنین اور لیلۃ الثلاثہ میں نہایت غیر معتد بہ وقفہ تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ موت کا وقت مقرر ہے۔ کسی کو اس میں اختیار نہیں ہے۔
سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ لیکن رغبت لموافقت دفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پہ تمنا
جائز ہے۔ یوم الجمعہ اور لیلۃ الجمعہ میں مسلم کی وفات فتنۂ قبر سے حفاظت کا باعث ہے اس
کی تخریج امام ترمذیؒ نے فرمائی ہے۔ جو متصل السند نہیں۔ بنا بریں امام بخاریؒ نے اس کی
تخریج نہیں فرمائی۔

تشریح از قاسمی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمادی الآخری کی سات تاریخ کو یوم بارد
میں غسل کیا۔ پندرہ دن بخار میں مبتلا رہے۔ جمادی الآخری کی بائیس ۲۲ تاریخ کو ۱۳ھ میں
وفات پائی اور بعض نے مرض کا سبب زہر کو بتلایا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

بَابُ مَوْتِ الْفُجَاءَةِ بَغْتَةً

ترجمہ۔ یعنی اچانک موت کا آنا۔

حدیث نمبر ۱۲۰۲ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَرْيَمَ … عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری والدہ اچانک وفات پا گئی۔ اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ موت کے وقت کلام کرتی تو صدقہ خیرات ضرور کرتی۔ کیا اس کو ثواب ملے گا۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ثواب ملے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ کا مقصد اس روایت سے یہ ہے کہ اچانک موت سزا ہے۔ جو جرم کی سزا ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان نہ تو کسی امر خیر کے بارے میں وصیت کر سکتا ہے اور نہ ہی گناہوں سے توبہ کر سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ اس روایت سے اشارہ کرتے ہیں کہ جس پہ اچانک موت آجائے تو اس کی اولاد مھما امکن تدارک کرے۔ بہرحال موت فجاءۃ باعثِ تاسف ضرور ہے۔ اگرچہ امام نوویؒ اُسے محبوب للمراقبین قرار دیتے ہیں۔ یعنی ہر وقت تیار رہنے والوں کے لئے محبوب ہے۔ دوسروں کے لئے مکروہ ہے۔ چنانچہ وارد ہے۔ موت الفجاءۃ راحۃ للمومن واسف علی الفاجر کہ اچانک موت مومن کے لئے راحت ہے اور بدکار کے لئے باعثِ افسوس ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَأَقْبَرَهُ أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ أُقْبِرُهُ إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا وَّقَبَرْتُهُ دَفَنْتُهُ كِفَاتًا يَكُونُونَ فِيهَا أَحْيَاءً وَّيُدْفَنُونَ فِيهَا أَمْوَاتًا ۔

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبر کے بارے میں امام بخاریؒ اقبر کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اقبرہ کے معنی قبر بنانے کے ہیں۔ اور مجرد اس کے

معنی دفن کرنے کے ہیں۔ کفاتا کے معنی ہیں۔ اس زمین میں تم لوگ زندہ ہو کر بسر کرو گے اور اسی زمین میں مُردوں کو دفن کرو گے۔ الم نجعل الارض کفاتا۔

حدیث نمبر ۱۲۰۳ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِيْ مَرَضِهٖ اَيْنَ اَنَا الْيَوْمَ اَيْنَ اَنَا غَدًا اِسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض میں عذر طلب کرتے تھے یا گراں سمجھ رہے تھے کہ آج میں کہاں ہوں گا اور کل میں کس بیوی کے ہاں ہوں گا۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ کی باری میں دیر محسوس کر رہے تھے۔ پس جس دن میری باری آئی تو اللہ تعالیٰ میرے پہلو اور میرے سینے کے درمیان ہی آپؐ کی روح کو قبض کر لیا اور آپؐ میرے گھر میں ہی دفن کئے گئے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۴ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذٰلِكَ اُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ خَشِيَ اَوْ خُشِيَ اَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا وَعَنْ هِلَالٍ قَالَ كَنَّانِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُوْلَدْ لِيْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس سے آپؐ اٹھ نہیں سکے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا دیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں آپؐ کی قبر کو ظاہر کر دیتی۔ مگر آپؐ کو خطرہ تھا یا خطرہ محسوس کیا گیا کہ کہیں آپؐ کی قبر کو مسجد نہ بنا لیا جائے۔ ہلال فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الخ نے مجھے کنیت سے پکارا۔ حالانکہ میرے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ہلال کی ملاقات عروہ سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ

رَأى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا۔

ترجمہ۔ حضرت سفیان تمار حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کوہان کی شکل میں دیکھا۔

حدیث نمبر ۱۲۰۶ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ الخ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكّٰى بِهِ أَبَدًا۔

ترجمہ۔ حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں دیوار ان کے اوپر گری تو وہ لوگ اس کی مرمت میں لگ گئے۔ تو اچانک ان کے سامنے ایک پاؤں ظاہر ہوا۔ جس سے لوگ گھبرا گئے۔ اور ان کا گمان تھا کہ یہ قدم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ پس کوئی ایسا شخص انہیں نہ ملا جو اس کا علم رکھتا ہو یہاں تک کہ حضرت عروہؓ نے فرمایا۔ یہ تو حضرت عمرؓ کا قدم ہے۔ اللہ کی قسم! جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ الزبیرؓ کو وصیت فرمائی تھی۔ کہ مجھے ان حضرات کے ساتھ دفن نہ کرنا۔ مجھے میری سوکنوں کے ساتھ بقیع غرقد میں دفن کرنا۔ تاکہ اس کی وجہ سے کبھی میری پاکبازی نہ بیان کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ اذْهَبْ إِلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْ يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَدَيْكَ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مَا

كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمُوا ثُمَّ قُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَادْفِنُونِي وَإِلَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا فَسَمَّى عُثْمَانَؓ وَعَلِيًّاؓ وَطَلْحَةَؓ وَالزُّبَيْرَؓ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍؓ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍؓ وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ فَقَالَ لَيْتَنِي يَا ابْنَ أَخِي وَذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ خَيْرًا أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن میمون الاودی فرماتے ہیں ۔ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو فرما رہے ہیں کہ تم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر میرا سلام پڑھو ۔ اور پھر ان سے پوچھو کہ کیا مجھے اپنے دو ساتھیوں یعنی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت ہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کے لئے تو میں اپنی ذات کا ارادہ رکھتی تھی ۔ لیکن آج میں ان عمر بن الخطابؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں ۔ پس جب ابن عمرؓ واپس آئے تو باپ نے ان سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو ۔ انہوں نے فرمایا امیر المؤمنین ام المؤمنین نے اجازت دے دی ہے ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ فکر اسی مدفن کی تھی ۔ پس جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جانا سلام کرنا پھر کہنا کہ عمر بن الخطابؓ اجازت مانگتا ہے ۔ اگر اجازت مل جائے تو دفن کر دینا ورنہ پھر مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا ۔ اور میں ان حضرات سے زیادہ کسی کو خلافت کے معاملہ کا حقدار نہیں سمجھتا جس جماعت سے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو کر وفات پا گئے۔ پس میرے بعد جو شخص بھی خلیفہ بنایا جائے وہی خلیفہ ہوگا۔ اور اس کی بات سننا اور اس کا کہنا ماننا۔ پھر انہوں نے نام لئے۔ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ اسی اثنا میں انصار کا ایک نوجوان گھس آیا۔ کہنے لگا امیرالمؤمنین آپؓ کو اللہ تعالیٰ کی بشارت سے خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آپ کو اسلام میں قدامت کا شرف حاصل ہے۔ جو آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے۔ عدل و انصاف فرمایا۔ پھر ان سب کے بعد آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ فرمایا کاش! اے میرے بھتیجے یہ سب کچھ میرے لئے برابر سرابر ہو جائے کہ نہ میرے لئے نقصان کا باعث بنے اور نہ ہی نفع مند ہو تو غنیمت ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اوّلین مہاجرین کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ ان کے حقوق کو پہچانے ان کی عزت و حرمت کی حفاظت کرے اور انصار کے بارے میں بھی اسے خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ جنہوں نے مکان اور ایمان کو ٹھکانا دیا۔ یہ کہ ان کے نیکوکار کی نیکی کو قبول کرے۔ ان کے بدکار کو معافی دے۔ اور اسے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داریوں کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے عہد و پیمان کو پورا کرے۔ اور پیچھے رہنے والوں کی طرف سے قتال کرے۔ اور ان کو طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہ دے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فما وجد واحدا یعلم ذلک۔ یہ شاید اس لئے ہوا کہ مقام حرہ میں قتل عام کی وجہ سے صحابہ کرامؓ اس شہر سے نقل مکانی کر چکے تھے۔ اس لئے کوئی پہچاننے والا نہیں رہا تھا۔ ورنہ جو لوگ علم رکھتے تھے۔ ان حضرات پر روضۂ اقدس کے مکینوں کی جگہیں مخفی نہیں تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان بھی اعلیٰ تھا۔ جس طرح آپ کی شان ارفع تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | مختلف کتب تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ولید بن عبدالملک جو ۸۶ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ہے اور ۹۶ھ میں اس کی دمشق میں وفات ہوئی ہے۔ اس وقت مدینہ میں حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ کے علاوہ کوئی صحابی باقی نہیں رہا تھا۔ اور راجح یہ ہے کہ مدینہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ یہ ولید بن عبدالملک کی خلافت کا ابتدائی دور تھا۔ دیوار کا گرنا یا تو قبر نبوی کو اونچا کرنے کی وجہ سے ہوا یا مسجد نبوی میں توسیع کی غرض سے

سے حجرات نبوی کا انہدام ہوا۔ ان دنوں عمر بن عبدالعزیزؒ حاکم مدینہ تھے۔ جنہوں نے بیت عائشہؓ کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ اور اسی طرح بعد کے ملوک اضافے کرتے رہے۔ علامہ عینیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ مغربی دیوار کے ساتھ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک ہے۔ اور آپؐ کے پاؤں کے پاس حضرت ابوبکرؓ کا سر مبارک ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے حضرت عمرؓ ہیں اور بھی مختلف صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔ وفاء الوفا میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فاذا قبضت فاحملونی الخ حضرت عمرؓ نے دوبارہ اجازت لینے کا حکم اس لئے دیا کہ شاید میری زندگی میں حضرت عائشہؓ نے حیاء شرم کی وجہ سے اجازت دے دی ہو۔ لیکن موت کے بعد تو ان پر کوئی جبر و اکراہ نہیں۔ اس لئے ان سے دوبارہ پوچھا جائے۔ تاکہ ان کی رضامندی خوب اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ایفاء وعدہ ضروری و لازم ہے۔ مگر صاحب وعدہ کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے احتیاط اور ورع کی بنا پر دوبارہ اجازت طلب کرنے کا حکم دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اس گھر کے منافع کی مالک تھیں۔ کیونکہ وہ (معتدات) عدت گزارنے والی ازواج میں سے تھی۔ جن کو سکنی کا حق تھا۔ وراثت نہیں تھی۔

اور حضرت عمرؓ کے دفن کے بعد فرماتی تھیں۔ کہ لم اصنع ثیابی منذ دفن عمرؓ فی بیتی یعنی جب سے حضرت عمرؓ میرے گھر میں دفن ہوئے ہیں۔ میں نے پردے کے کپڑے نہیں اتارے۔ کیونکہ پہلے تو میرا خاوند اور باپ تھا اب اجنبی آ گیا۔ اب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چوتھی قبر حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کی جگہ باقی ہے۔

قولہ استخلفوا بعدی ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو علم تھا کہ میرے بعد خلیفہ حضرت عثمانؓ ہوں گے۔ لیکن انہوں نے چھ نفر کی کمیٹی اس لئے بنائی۔ تاکہ ان پر جانبداری کا الزام عائد نہ ہو۔ اور جن امور کا آنے والا خلیفہ مرتکب ہو۔ اس کی ذمہ داری سے یہ سبکدوش سمجھے جائیں۔ نیز یہ صورت مسلمانوں میں اتفاق اور خلیفہ بنانے کی بہتر صورت تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ابوداؤد کی ایک طویل حدیث میں ہے۔ کیف تجد الذی یجیئ بعدی قال اجدہ خلیفۃ صالحا غیر انہ یوثر قرابتہ فقال عمرؓ یرحم اللہ

عثمان ثلاثا الخ اس سے پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا علم تھا۔ بیٹے کو اس لئے خلیفہ نہ بنایا کہ میں زندگی اور موت کے بعد خلافت کے بوجھ اٹھانے کو پسند نہیں کرتا۔

لاعلیّ ولالی یہ غلبہ خشیت کی وجہ سے فرمایا۔

تشریح از قاسمی مسنما ای غیر مسطح ائمہ ثلاثہؒ کا یہی قول ہے۔ البتہ اکثر شوافع یہ فرماتے ہیں کہ تسنیم کی بجائے تسطیح افضل ہے۔

سمی عثمان حضرت ابو عبیدہؓ وفات پا چکے تھے۔ حضرت سعید بن زیدؓ غائب تھے کہ قرابت دار ہونے کی وجہ سے ان کو اس کمیٹی میں نامزد نہیں فرمایا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

ترجمہ۔ مُردوں کو گالی دینے سے روکا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۸ حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا تَابَعَهُ عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مُردوں کو گالیاں نہ نکالو۔ کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے وہ اس کو پہنچ چکے ہیں (تم زبان گندی نہ کرو)

تشریح از شیخ گنگوہیؒ گالی وہ ممنوع ہے جو کسی دینی منفعت کو شامل نہ ہو۔ جیسے وہ شخص جس کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ خواہ مخواہ اس کے حالات کا تفحص کر کے اس کی برائیوں کو نہ پھیلایا جائے۔ اس طرح جو شخص اہل اصلاح اور تقویٰ میں سے ہے۔ اس کی بُرائیاں ڈھونڈھ کر اسے بدنام نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس سے اپنی آخرت کا نقصان ہے بلکہ ہلاکت کا باعث ہے ہاں البتہ ایسا شخص جس کی بُری خصلتوں سے لوگوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہو تو اس کی شرارتیں اور بُری خصلتیں لوگوں پر واضح کرنی چاہئیں تاکہ وہ گمراہ نہ ہوں۔ یا اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ کہ مطلق مساوی موتٰی کا ذکر منہی عنہ نہیں ہے۔ بنابریں اس

کے بعد باب ذکر شرار الموتٰی باندھا ہے ۔

تشریح از شیخ زکریا حاصل کلام یہ ہے کہ اموات کفار اور فساق کی برائیوں کا ذکر تو جائز ہے ۔ تاکہ لوگ ان سے نفرت کرکے ان کی برائیوں سے بچیں اور جرح رواۃ مجروحین کے جواز میں بھی علماء کا اجماع ہے ۔ خواہ زندہ ہوں یا مردہ ۔ تاکہ حدیث صحیح کا علم حاصل ہو سکے ۔ اور بعض نے الاموات کے الف لام کو عہد خارجی کا قرار دیا ہے ۔ کہ مسلمان اموات کا سب ممنوع ہے ۔ آپؐ کا ارشاد ہے ۔ اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم الحدیث

بَابُ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتٰى

ترجمہ ۔ برے مردوں کا ذکر کیسے ہو ۔

حدیث نمبر ۱۲۰۹ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابولہب نے صفا پہاڑی کے وعظ کے موقعہ پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا ۔ العیاذ باللہ ۔ آپؐ ہلاک ہوں ۔ ہمیں اس لئے جمع کیا تھا ۔ اس پر سورۃ تبت یدا نازل ہوئی کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے ۔ اور خود وہ بھی ہلاک ہوا ۔

تشریح از شیخ زکریا امام بخاریؒ نے اس باب سے اشارہ فرمایا کہ اموات شرار مستثنٰی ہیں ۔ میرے نزدیک تمام سورۃ ہی شرار موتٰی کے ذکر پر مشتمل ہے اور تا قیام قیامت قرآن مجید میں پڑھا جائے گا ۔ تو یہ ذکر اشرار بعد الموت ہوا ۔ اس طرح حدیث کو ترجمہ سے مطابقت ہو جائے گی ۔

الحمد للہ کتاب الجنائز ختم ہوئی آگے کتاب الزکوٰۃ شروع ہو رہی ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الزکوٰۃ

باب وجوب الزکوٰۃ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسُفْيَانَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ۔

ترجمہ۔ وجوب زکوٰۃ کے بیان میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ نماز کو پابندی سے پڑھو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو۔ ابن عباسؓ نے ابوسفیان کی طویل حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل فرمایا کہ آپؐ نماز۔ زکوٰۃ۔ صلہ رحمی اور پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۱۰ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ فِيْ فُقَرَآئِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا فرمایا سب سے پہلے ان کو اللہ تعالےٰ کی توحید اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت کی دعوت دو۔ اگر وہ اس کے لئے آپ کا

کہنا مان لیں ۔ تو پھر ان کو بتاؤ ۔ کہ ہر دن اور رات میں اللہ تعالےٰ تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس کے لئے آپ کی اطاعت کریں ۔ تو پھر ان کو بتلاؤ ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان پر صدقہ یعنی زکوٰۃ فرض فرمائی ہے ۔ جو ان کے مال دار طبقہ سے وصول کی جائے گی ۔ اور ان کے محتاج غریب لوگوں پر خرچ کی جائے گی ۔

حدیث نمبر ۱۲۱۱ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ قَالَ مَالَهٗ مَالَهٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَبٌ مَّالَهٗ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَّ تُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَخْشٰی اَنْ یَّكُوْنَ مُحَمَّدٌ غَیْرَ مَحْفُوْظٍ اِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ۔ کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے ۔ جو مجھے جنت میں داخل کر دے ۔ کہنے لگا کیا ہے اس کے لئے کیا ہے اس کے لئے ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ صاحب حاجت ہے اس کو کیا ہو گیا ۔ اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا ۔ نماز کو پابندی سے ادا کر اور مال کی زکوٰۃ دے ۔ اور صلہ رحمی کر ۔ آخر میں سند سے بحث کرتے ہوئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں ۔ کہ سند میں محمد بن عثمان کے بارے میں شعبہ کو وہم ہو گیا ۔ اصل میں صحیح عمرو بن عثمان ہے ۔

حدیث نمبر ۱۲۱۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَنْ عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا ۔ مجھے ایسے عمل کا پتہ دیجئے جس پر کاربند ہونے سے میں جنت

میں داخل ہو جاؤں ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ اللہ کی عبادت کرو ۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ ۔ فرض نماز پابندی سے پڑھو ۔ فرض زکوٰۃ ادا کرو ۔ اور رمضان کے روزے رکھو ۔ وہ کہنے لگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ۔ میں اس پر زیادتی نہیں کروں گا ۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنتی آدمی دیکھنا پسند کرتا ہو ۔ وہ اس شخص کو دیکھ لے ۔

حدیث نمبر ۱۲۱۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ زُرْعَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا ۔

ترجمہ ۔ ابو زرعہ نے بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے حدیث بیان کی ۔

حدیث نمبر ۱۲۱۴ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا هٰذَا الْحَیَّ مِنْ رَبِیْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَیْكَ اِلَّا فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَیْءٍ نَاْخُذُهٗ عَنْكَ وَنَدْعُوْا اِلَیْهِ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَشَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَعَقَدَ بِیَدِهٖ هٰكَذَا وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ سُلَیْمَانُ وَاَبُو النُّعْمَانِ عَنْ حَمَّادٍ اَلْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عبدالقیس قبیلہ کا وفد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا ۔ کہ یا رسول اللہ کہ ہمارا یہ قبیلہ ربیعہ سے ہے ۔ ہمارے اور آپؐ کے درمیان یہ مضر قبیلے کے کفار حائل ہیں ۔ ہم سوائے شہر حرام کے آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتے ۔ ہمیں کوئی ایسا پروگرام بتلایئے ۔ جس کو لے کر ہم اپنے پیچھے والے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں ۔ فرمایا میں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے تمہیں منع کرتا ہوں ۔ ایک تو الایمان باللہ اور شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ ہے ۔ اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح گننے کے لئے

گرہ لگائی - کہ یہ ایک ہوا - اور نماز کی پابندی کرنا - زکوٰۃ ادا کرنا - اور غنیمت کے مال کا پانچواں حصہ ادا کرنا اور شراب کے اندر چار برتنوں سے منع کرتا ہوں - دبار - حنتم - نقیر اور مزفت - سلمان اور ابو النعمان حماد سے روایت کرتے ہیں - الایمان باللہ کے بعد شہادۃ ان لا الٰہ ہے - درمیان میں حرف واؤ نہیں ہے -

حدیث نمبر ۱۲۱۵ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الٰخ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ كَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ -

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی - اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ مقرر ہوئے - اور عرب کے جن لوگوں نے کفر کیا وہ کافر ہو گئے - تو حضرت عمرؓ نے فرمایا - آپ لوگوں سے کیوں قتال کرتے ہیں - حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں - مجھے قتال الناس کا حکم اس وقت تک ہے - جب لوگ کلمہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں جب انہوں نے کلمہ پڑھ لیا تو انہوں نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی - مگر حق اسلام ادا کرنا ہوگا - اور اس کے باطن کا حساب اللہ کے سپرد ہے - حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا - اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتا ہے - زکوٰۃ تو مال کا حق ہے - اللہ کی قسم! اگر انہوں نے بھیڑ کا وہ بچہ روک لیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے - تو اس کے روکنے پر میں ان سے ضرور لڑوں گا - حضرت عمرؓ فرماتے ہیں - حضرت ابو بکرؓ کے اس استقلال کے بعد اللہ کی قسم! میں بھی وہی سمجھنے لگا - جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا تھا - تو میں پہچان گیا - کہ یہی حق ہے -

تشریح از شیخ گنگوہی | ان اطاعوا الذلک فاعلمہم ظاہرًا یہ جملہ ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو کہتے ہیں کہ کفار احکام الدنیا میں شرائع اسلام کے مخاطب اور مکلف نہیں ہیں کیونکہ یہاں نماز کی فرضیت کو قبول ایمان پہ مرتب کیا گیا ہے۔ یعنی اگر ایمان لائیں تو اسلام کے مکلف ہیں ـــــ لیکن درحقیقت یہ جملہ ان کے لئے مفید نہیں ہے۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ نماز کا ترتب ایمان پہ اس لئے ہو کہ نماز ایمان پہ موقوف ہے۔ ایمان کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوسکتی۔ جب وہ بدوں ایمان صحیح نہیں ہوسکتی۔ تو ایمان کے قبول کرنے سے پہلے اس کی اطلاع دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اس کی تائید بعد والے جملہ سے ہوتی ہے۔ ان ھم اطاعوا الذلک فاعلمہم الخ کیونکہ ظاہر ہے کہ وجوب زکوٰۃ وجوب صلوٰۃ کے اعلام پہ موقوف نہیں۔ البتہ ایمان پہ ضرور موقوف ہے۔ ظاہر ترتیب کا فائدہ یہ ہے کہ اھم فالاھم سے ابتدا کی گئی۔ بہدایۃ الاھم کے علاوہ توقیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ وہ لوگ وجوب زکوٰۃ کے تب مخاطب ہوں گے۔ جب وجوب صلوٰۃ کا اعتراف کریں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | زکوٰۃ کے لغوی معنی بڑھنے کے ہیں۔ مال بڑھتا ہے۔ اجر بڑھتا ہے۔ اور زکوٰۃ کا تعلق ان اموال سے ہے جن میں نماز یعنی بڑھنا پایا جاتا ہو۔ جیسے تجارت۔ زراعت اور اس کے معنی تطہیر کے بھی آتے ہیں۔ جو زکوٰۃ پر صادق ہیں کہ کیونکہ مزکی کا نفس رذائل بخل سے پاک ہوجاتا ہے۔

زکوٰۃ کے شرعی معنی احناف کی فروع کے مطابق یہ ہیں۔ تمليك جزء مال عينه الشارع و هو ربع عشر نصاب حولی من مسلم فقير غير هاشمی و لا مولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالىٰ۔ یعنی کسی مسلمان فقیر غیر ہاشمی کو اپنے نصابی مال چالیسویں حصہ کا اس طرح مالک بنا دینا کہ اس میں اپنی کوئی منفعت نہ ہو۔ لوجہ اللہ تعالیٰ اس کو مالک بنا دیا جائے۔ نیز یہ زکوٰۃ انبیاء علیہم السلام پہ واجب نہیں ہوتی۔ اس پہ سب ائمہ کا اتفاق ہے کیونکہ ان سب کا مال اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی فرضیت ہجرت کے بعد وجوب صیام رمضان کے بعد ہوئی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مکہ معظمہ میں فرضیت ہوئی۔ اور تفصیلات مدینہ منورہ میں بتلائی گئیں۔ باقی رہا کہ کفار شرائع اسلام کے مخاطب ہیں یا نہیں۔ نور الانوار میں ہے۔ الكفار مخاطبون بالامر بالايمان وبالمشروع من العقوبات والمعاملات یعنی

کفار فروع کے تو مکلف نہیں ہیں۔ البتہ وہ ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ شرعی سزائیں اور شرعی معاملات (لین دین) کے بھی مکلف ہیں۔ اس لئے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ حدود و قصاص نظام عالم برقرار رکھنے اور گناہوں سے روکنے کے لئے ہیں۔ پس مسلمانوں کی طرح وہ بھی اس کے مکلف ہوں گے۔ اس لئے کہ حدود و کفارات زاجرہ ہیں ساترہ نہیں ہیں کہ گناہوں کو زائل کرنے والے ہوں۔ معاملات یعنی بیع و شراء اسی طرح ہوگی جس طرح مسلمان آپس میں کرتے ہیں۔ البتہ خمر و خنزیر کی آپس میں بیع و شراء کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آپؐ کا ارشاد الخمر لهم كالخل لنا والخنزير لهم كالشاة لنا۔

بہر حال آخرت میں بالاتفاق کفار سے اصول اور فروع دونوں پر مواخذہ ہوگا۔ دنیا میں عبادات کے نہ اداءً مخاطب ہیں۔ اور نہ ہی اعتقاداً مخاطب ہیں۔ سمرقندیوں کا یہی مسلک ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **کیف تقاتل الناس الخ** مرتدین کے ساتھ قتال میں تو کسی کو اختلاف نہیں۔ البتہ یہ اختلاف ان مسلمانوں سے قتال کے بارے میں ہوا۔ جنہوں نے زکوٰۃ روک لی۔ کہ ہم امام کو نہیں دیتے۔ خود خرچ کریں گے۔ تو یہ لوگ اہلِ بغی کے حکم میں ہوتے۔ اس لئے ان سے قتال جائز تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | **کفر من کفر من العرب** حضرت ابو ہریرہؓ کی مراد وہ لوگ ہیں جو دین اسلام سے مرتد ہو کر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ شرائع اسلام کا انکار کر دیا۔ اور کچھ لوگ انکارِ ختم نبوت کر کے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے پیرو کار ہو گئے۔ وہ بھی کافر تھے۔ جن سے صدیق اکبرؓ نے قتال کر ۔ ان کا خاتمہ کر دیا۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں تفریق کرتے تھے۔ فرض نماز کا اقرار اور وجوب اداءِ زکوٰۃ الی الامام کا انکار کرتے تھے۔ یہ لوگ درحقیقت اہلِ بغی تھے۔ یہ نام اگرچہ خلافت ثلاثہ کے دور میں مشہور نہیں تھا۔ البتہ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں معروف ہوا۔ اور ان لوگوں سے حضرت علیؓ نے قتال کیا۔ جو امام برحق تک زکوٰۃ نہیں پہنچنے دیتے تھے۔ تو مانعین زکوٰۃ ہونے کی بناء پر رسمی طور پر ان کو بھی مرتدین عن الاسلام کے القاب سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ ممانعت زکوٰۃ دونوں میں مشترک تھی۔ ہمارے اس دور میں اگرچہ زکوٰۃ امام برحق کو ادا نہیں کی جاتی۔ مگر ہم ان کو اہلِ بغی اس لئے نہیں کہیں گے کہ ہمارے دور میں نہ تو نظام زکوٰۃ قائم ہے بلکہ نظام اسلام

بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت قطب گنگوہیؒ نے اپنی تقریر نسائی میں فرمایا ہے کہ اختلاف بین الشیخین نہ تو مرتدین کے بارے میں تھا اور نہ ہی منکرین وجوب زکوٰۃ کے بارے میں تھا۔ البتہ ایک تیسرا گروہ جو امام کو زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے بارے میں تاویلیں کرتا تھا۔ ان کے بارے میں شیخین کے درمیان اختلاف ہوا۔ جو بعد میں اتفاق پر منتج ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فعرفت انه الحق اس لئے کہ یہ لوگ توالا بحقہ کے ذیل میں آتے تھے۔ جن سے قتال جائز تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اس کو سمجھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے نہ سمجھا۔ کیونکہ ابوبکر صدیقؓ اعلم ھذہ الامۃ تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | یہ حضرت عمرؓ نے تقلیدًا نہیں فرمایا اس لئے کہ مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کیا کرتا۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس دلیل سے ان کا انشراح صدر ہوا۔ جو صدیق اکبرؓ نے نصًا۔ دلالۃً اور قیاسًا قائم کی تھی۔ خوارج اور ابن عباسؓ کا مناظرہ اس کی مزید وضاحت کرتا ہے۔ جس کو زیلعی نے نصب الرایہ میں بیان کیا ہے۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى إِيتَاءِ الزَّكٰوةِ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔

ترجمہ۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے پر بیعت لینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو پابندی سے پڑھیں اور زکوٰۃ کو ادا کریں تو وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتوں پر بیعت کی۔ نماز کو قائم کرنے پر۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے پر اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر۔

تشریح از قاسمی | آیت کریمہ حکم ترجمہ کی تاکید کے لئے ذکر کی گئی ہے۔ کیونکہ آیت کے معنی یہ ہوئے کہ کفر سے توبہ اور اخوۃ مؤمنین میں داخلہ تب ہوگا جب اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء الزکوٰۃ ہو

اس طرح بیعت اسلام بھی ان دونوں کے بغیر مکمل اور تمام نہیں ہوتی۔

بَابُ اِثْمِ مَانِعِ الزَّكٰوةِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۔

ترجمہ۔ زکوٰۃ روکنے والے کے گناہ کے بارے میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ جو لوگ سونے اور چاندی کو گاڑھ کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ ان سے کہا جائے گا۔ جس کو تم گاڑھ کے رکھتے تھے۔ اس کا عذاب چکھو۔

حدیث نمبر ۱۳۱۷ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ ... اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاْتِي الْاِبِلُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَأُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَاْتِي الْغَنَمُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَأُهٗ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا قَالَ وَمِنْ حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ قَالَ وَلَا يَاْتِيْ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَاْتِيْ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهٗ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اونٹ اپنے مالک کے پاس اپنی بہترین حالت میں آئے گا جب کہ مالک نے اس کا حق ادا نہ کیا ہوگا تو وہ اپنے سُموں سے اس کو روندے گا۔ اسی طرح بکری اپنے مالک کے پاس بہترین حالت میں آئے گی جب کہ اس نے اس کا حق ادا نہ کیا ہوگا۔ تو وہ اسے اپنے کھروں سے روندے گی اور اپنے سینگوں سے ٹکر مارے گی۔ فرمایا کہ اس کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ چشمے پر اس کا دودھ بانٹا جائے اور قیامت کے دن کوئی شخص بکری کو گردن پر اٹھائے ہوئے نہ آئے کہ وہ بکری میں میں کی آواز کر رہی ہو۔ اور یہ کہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد کرو۔ تو

یں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو تبلیغ کر چکا اور اسی طرح اونٹ کو گردن پر اٹھائے ہوئے نہ آئے کہ وہ اونٹ گڑ گڑ کی آواز کر رہا ہو۔ وہ مجھے کہے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد کرو۔ میں کہوں گا میرا تو کچھ اختیار نہیں ہے میں تو پہنچا چکا۔

حدیث نمبر ۱۲۱۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الآية۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے پس وہ اس کی زکات ادا نہ کرے تو وہ مال اس کا قیامت کے دن ایک گنجے اژدھا کی شکل بنا دیا جائے گا۔ جس کے دو کالے نقطے ہوں گے یا اس کے دو منہ ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بنے گا۔ اور مالک مال کے دونوں جبڑوں کو کاٹ رہا ہوگا۔ پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر اس کی تصدیق میں یہ آیت تلاوت فرمائی کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا مال بخیلوں کے گلے کا طوق بنے گا۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ الآية۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ تاتی الابل علی صاحبہا اگر جنس ابل مراد ہے تو پھر اس کا مصداق زکوٰۃ ہے تو پھر علیٰ قدر النصاب مراد ہوگا جو ظاہر ہے۔ اگر یہ مراد نہیں تو پھر زکوٰۃ تجارت کے اونٹوں میں واجب ہے۔ اگرچہ ایک اونٹ بھی کیوں نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ نفلی صدقہ بھی کبھی واجب ہو جاتا ہے۔ جب کہ فقیر مضطر ہو۔ اور فقر نے اسے سخت بھوک میں ڈال دیا ہو۔ تو یہاں نہ نصاب شرط ہے اور نہ ہی نیت تجارۃ شرط ہے۔ کیفما اتفق اس فقیر پر خرچ کرنا ہے۔ اور حق سے مراد عام لیا جائے۔ خواہ زکوٰۃ مفروضہ یا صدقہ واجبہ۔ تو پھر کسی تکلف کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس توجیہ کی تائید من حقہا ان تحلب الخ سے ہوتی ہے۔

جو واجب نہیں ۔ استحبابی امر ہے ۔ اور اگر حق سے مراد عام ہے خواہ واجب ہو یا نفل تو پھر اس عبارت کے معنی ہوں گے کہ جس نے اس کا کوئی حق بھی خواہ وہ فرض ہو یا نفل ادا نہیں کیا ۔ اگرچہ عذاب صرف حقوق واجبہ کے منع کرنے پر ہوگا ۔ اگر حقوق کی تفسیر صرف نافلہ سے کی گئی جو اس کے بعض افراد میں سے ہے ۔ تو اب نفی سب اقسام کی ہوگی ۔ کہ اس نے نہ فرض حقوق ادا کئے نہ ہی نفل ادا کئے ۔ بنا بریں تکلف کی حاجت نہ ہوگی ۔

تشریح از شیخ زکریا | از قولہ اریدبہ الجنس سے قطب گنگوہیؒ ان دو اعتراض کا جواب دے رہے ہیں ۔ جو ظاہر حدیث پر وارد ہوتے ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک اونٹ اور بکری پر تو زکوٰۃ واجب نہیں ۔ پھر عذاب کیسا ہو ۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ حلبہا علی الماء بھی حقوق واجبہ میں سے ہے ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے ۔ تو بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ یہ حکم قبل فرضیۃ زکوٰۃ تھا ۔ اور دوسرا جواب یہ دیا کہ حق سے مراد قدر زائد علی الواجب ہے ۔ جس کے ترک پر عذاب نہیں ہوگا بلکہ یہ حکم علی سبیل المواساۃ ہے کہ مکارم اخلاق کا تقاضا ہے کہ ابناء سبیل اور فقراء کی خبر گیری کی جائے ۔ اس لئے اس جگہ اس کا ذکر استطراداً ہوا ہے ۔ الغرض قطب گنگوہیؒ نے لطیف جواب دیئے ہیں جو قابل تحسین ہیں ۔

بَابُ مَا اُدِّیَ زَکٰوتُہٗ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ

ترجمہ ۔ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں رہتا ۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے ۔

حدیث نمبر ۱۲۱۹ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ شَبِیْبٍ الخ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ کَنَزَھَا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَھَا فَوَیْلٌ لَّہٗ اِنَّمَا کَانَ ھٰذَا قَبْلَ اَنْ تُنَزَّلَ الزَّکٰوۃُ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ جَعَلَھَا اللّٰہُ طُھْرًا لِّلْاَمْوَالِ ۔

ترجمہ۔ حضرت خالد بن اسلم فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہمراہ باہر نکلے۔ تو ایک دیہاتی نے کہا۔ مجھے اللہ تعالٰی کے اس قول کے بارے میں فرمائیے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ الآیۃ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ مال کو وہ شخص گاڑتا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ پس اس کے لئے ہلاکت ہے۔ تو یہ وعید زکوٰۃ کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔ جب زکوٰۃ کا حکم آگیا تو یہ بقیہ مال کے لئے طہارت کا باعث بن جائے گی۔ یہ کنز نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۰ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ یَزِیْدَ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدٍ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ وَّلَا فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذُوْدٍ صَدَقَۃٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ صَدَقَۃٌ۔

ترجمہ۔ حضرت یحیٰی بن عمارہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو سعیدؓ سے سنا فرماتے تھے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اس طرح پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ ہی پانچ وسق سے کم غلہ پر زکوٰۃ ہے۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور ذود کا اطلاق اونٹوں کی نو سے کم جماعت پر ہوتا ہے اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔ یہ اوزان ہیں جو اختلافِ زمانہ کی وجہ سے ادل بدل ہوتے رہتے ہیں۔ رائج الوقت سکہ سے حساب لگایا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۲۱ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ ھَاشِمٍ الخ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَھْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِالرَّبَذَۃِ فَاِذَا اَنَا بِاَبِیْ ذَرٍّ فَقُلْتُ لَہٗ مَا اَنْزَلَکَ مَنْزِلَکَ ھٰذَا قَالَ کُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ اَنَا وَمُعَاوِیَۃُ فِی الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ مُعَاوِیَۃُ نَزَلَتْ فِیْ اَھْلِ الْکِتٰبِ فَقُلْتُ نَزَلَتْ فِیْنَا وَفِیْھِمْ فَکَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فِیْ ذٰلِکَ فَکَتَبَ اِلٰی عُثْمَانَ یَشْکُوْنِیْ فَکَتَبَ اِلَیَّ عُثْمَانُ اَنِ اقْدَمِ الْمَدِیْنَۃَ فَقَدِمْتُھَا فَکَثُرَ عَلَیَّ النَّاسُ حَتّٰی کَاَنَّھُمْ لَمْ یَرَوْنِیْ قَبْلَ ذٰلِکَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ تَنَحَّیْتَ فَکُنْتَ قَرِیْبًا فَذَاکَ الَّذِیْ اَنْزَلَنِیْ ھٰذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ اَمَّرُوْا

عَلَيَّ حَبْشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں کہ مقام ربذہ سے میرا گذر ہوا تو حضرت ابو ذر غفاری سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس دور مقام تک آپ کو کس نے اتارا۔ میں نے کہا کہ میں ملک شام میں تھا۔ میرا اور حضرت امیر معاویہؓ کا اَلَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ الآیۃ میں اختلاف پڑ گیا۔ حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے بارے میں اتری ہے۔ میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے اور اہل کتاب دونوں کے بارے میں ہے۔ پس میرے اور ان کے درمیان یہی جھگڑا پیدا ہو گیا۔ انہوں نے میری شکایت خلیفۃ المسلمین حضرت عثمانؓ کو لکھی جنہوں نے مجھے لکھا کہ تم مدینہ میں آجاؤ۔ جب میں مدینہ پہنچا تو لوگ اس کثرت سے میرے اوپر جمع ہو گئے کہ گویا کہ انہوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا۔ جس کا ذکر میں نے حضرت عثمانؓ سے کیا۔ کہ اگر آپ چاہیں تو کہیں قریب الگ چلے جائیں۔ پس یہی وہ معاملہ ہے جس نے مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے۔ اگر وہ لوگ مجھ پر کوئی حبشی غلام بھی امیر بنا دیں تو میں اس کی بات سنوں گا اور اس کی اطاعت کروں گا۔

حدیث نمبر ۱۲۲۲ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ أَنَّ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى مَلَإٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعْرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتَّى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِّرِ الْكَافِرِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُقْضِ كَتِفِهِ وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ ثُمَّ وَلَّى فَجَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ وَتَبِعْتُهُ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهُ لَا أُرَى الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِي قُلْتَ قَالَ إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ لِي خَلِيلِي قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيلُكَ تَعْنِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ تُبْصِرُ أُحُدًا قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَأَنَا أُرَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ

اِلَّا ثَلٰثَةَ دَنَانِيْرَ وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا اِنَّمَا يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا وَلَا وَاللّٰهِ لَا اَسْئَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا اَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنٍ حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ ۔

ترجمہ۔ احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں قریش کی ایک جماعت کے پاس جاکر بیٹھا تو ایک ایسے بزرگ تشریف لائے۔ جن کے بال۔ کپڑے اور شکل وصورت بالکل سادہ تھی۔ ان کے پاس آکر کھڑے ہوئے پھر سلام کے بعد فرمانے لگے کہ مال جمع کرنے والوں کو ایسے گرم پتھر کی خوشخبری سناؤ جس کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان میں سے ایک کے پستان کے نرم حصہ پہ اسے رکھا جائے گا۔ جو اس کے کندھے کے پٹھے سے جاکر خارج ہوگا۔ پھر کندھے کے پٹھے یعنی (نرم حصہ) پہ رکھا جائے گا تو وہ اس کے پستان کے نرم حصہ سے نکلے گا جس سے پریشان ہو کر حرکت کرنے لگے گا۔ پھر وہ شخص ایک ستون کے سہارے جاکر بیٹھ گیا۔ میں ان کے پیچھے لگ گیا۔ یہاں تک کہ میں ان کے پاس جاکر بیٹھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی۔ یہ قوم تو آپ کی بات کو پسند نہیں کرتے۔ فرمایا یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ میرے خلیل نے فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کا خلیل کون ہے۔ جو آپ کی مراد ہے۔ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذرؓ! اُحد پہاڑ کی طرف نگاہ کرو۔ میں نے سورج کو دیکھا تو دن باقی نہیں رہا تھا۔ میں سمجھا کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی ضرورت کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں حضرت دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا اگر اُحد پہاڑ میرے لئے سونے کی شکل بنا دیا جائے۔ تو میں یہی پسند کروں گا کہ یہ سب کا سب خرچ کر دوں۔ مگر صرف تین دینار باقی رہ جائیں۔ یعنی ایک گھر والوں کے لئے۔ دوسرا غلام آزاد کرنے کے لئے اور تیسرا ادائیگی قرض کے لئے۔ اور یہ لوگ اس کی عقل نہیں رکھتے۔ دھڑا دھڑ دنیا جمع کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! نہ تو میں ان سے دنیا مانگتا ہوں۔ اور نہ ہی دین کے بارے میں ان سے مسئلہ دریافت کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ما ادی زکوٰۃ فلیس بکنز | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب بغیر زکوٰۃ ادا کئے ما دون خمس اواق کا جمع کرنا جائز ہے تو معلوم ہوا۔ کہ ہر قسم کا سونا چاندی جمع کرنا ممنوع نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ لقول النبی ﷺ الخ میں لام تحلیل کا ہے۔ اس سے امام بخاریؒ ترجمہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ مال کے کنز ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ نصاب ہو۔ دوسرے اس کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے۔ اگر نصاب نہ ہو تو بھی کنز نہیں۔ اگر نصاب ہو کر زکوٰۃ نکال لی جائے تو بھی کنز نہ ہوگا۔ لہٰذا مستحق عذاب نہیں ہوگا۔ لہٰذا جب نصاب موجود ہو۔ زکوٰۃ نہ نکالے تو کنز ہے۔ آیت کے تحت داخل ہے اور جب نصاب پایا گیا زکوٰۃ نکال لی تو کنز نہیں اور مستحق عذاب نہیں یہی ترجمہ ہے۔ اور ترجمہ کے یہ الفاظ حضرت ابن عمرؓ کی اس روایت میں وارد ہیں۔ جس کو بیہقی نے نقل کیا ہے۔ عن ابن عمرؓ کل مال ادیت زکوتہ وان کان تحت سبع ارضین فلیس بکنز وکل مالا تودی زکوتہ فھو کنز وان کان ظاھرًا علی وجہ الارض۔

نزلت فی اھل الکتب حضرت امیر معاویہؓ کا مقصد اس سے یہ تھا کہ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں ہے۔ جو حقوق میں سے کچھ بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ البتہ یہ حکم ان مسلمانوں کو شامل ہوگا۔ جو اہل کتاب کی صفت پر ہوں گے۔ لیکن جو حقوق مالی ادا کرتے ہیں وہ ان کے حکم میں نہیں ہیں۔ آیت کنز کے تحت داخل نہیں ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ابن بطال فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے سیاقِ آیت کو دیکھا کہ وہ احبار اور رھبان کے بارے میں ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اور حضرت ابوذرؓ نے عموم آیت کو دیکھا۔ اور یہ کہ جو وجوب زکوٰۃ کا عقیدہ تو رکھتا ہے۔ مگر اس کو ادا نہیں کرتا وہ بھی اس وعید شدید کا مستحق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ایک فائدہ اس حدیث کا یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ کفار فروع شرعیہ کے بھی مکلف ہیں۔ کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ابوذرؓ دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں ہے۔

ولو امّروا علیّ حبشیًا اہل کوفہ نے جب ربذہ سے حضرت ابوذرؓ کو بلا کر علم بغاوت بلند کرنے کی دعوت دی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت عثمانؓ مجھے مشرق سے مغرب تک بھی پھرائے تب بھی ان کی سمع اور اطاعت کروں گا۔ حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوذرؓ کو جلا وطن کر دیا تھا۔ حالانکہ حدیث کے پیش نظر وہ خود ربذہ گئے تھے اور وہیں ان کی

وفات پائی ۔ چنانچہ قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ کا حکم واجب الاطاعت ہوتا ہے ۔جس قسم کا حکم بھی ہو ۔ یہ نزول ربذہ تو معمولی چیز ہے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **لایعقلون شیئاً** حضرت ابوذرؓ کا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ نصوص ظاہری کی تاویلیں کرتے ہیں ۔کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو زکوٰۃ ادا نہ کریں ۔ حالانکہ ظاہراً عموم ہے ۔لیکن یہ حضرت ابوذرؓ کا اجتہاد تھا جو جمہور صحابہؓ کے خلاف تھا ۔ اسی بنا پر شام اور حجاز میں فساد برپا ہوتا تھا ۔جس کی وجہ سے انہیں ان کی درخواست پر ربذہ بھیجا گیا جہاں وہ قبل ازیں بھی آیا جایا کرتے تھے ۔ یا یہ آیات بیان افضل کے لئے تھی ۔ کہ دنیا سے بے رغبتی برتی جائے ۔ اور ضروریات پوری کرنے کے لئے تھوڑی سی جمع کی جائے اور آخر میں جو ان کا جملہ ہے ۔ **یجمعون الدنیا** اسی پر دال ہے ۔کہ وہ مطلق جمع مال کو کنز قرار دیتے تھے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **اتبصر احداً** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا منشار یہ تھا کہ وہ سورج سے عظیم جثہ کو دیکھیں کہ اس کا طول وعرض کتنا ہے ۔حضرت ابوذرؓ کا گمان یہ تھا ۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دن کا باقی حصہ دکھانا چاہتے ہیں ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ترک دنیا زہداً افضل ہے ۔کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ سے ۔کیونکہ آپؐ فرما رہے ہیں ۔ **ما احب لو ان لی احداً ذھباً** یہ اولویت پر محمول ہے ۔

ما بقی من النھار حضرات شراح فرماتے ہیں ما بقی بمعنی ای شئی لبقی منہ کے معنی میں ہے ۔گویا کہ ما استفہامیہ ہے ۔ اور بعض حضرات ما کو ما موصولہ قرار دیتے ہیں ۔ **وانظر الی الذی بقی منہ** کے معنی ہیں ۔

بَابُ اِنْفَاقِ الْمَالِ فِیْ حَقِّہٖ

ترجمہ ۔ مال کو اپنے حق میں خرچ کرنا

حدیث نمبر ۱۲۲۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاحَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ

آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِى الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِىْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ حسد نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر دو آدمیوں پر ایک تو وہ جس کو اللہ تعالیٰ مال دے پس پھر اسے حق کے راستہ میں خرچ کی توفیق عطا فرمائے اور دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ علم و دانش عطا فرمائے۔ وہ اس کے مطابق فیصلے کرے اور ان کی تعلیم دے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اس باب سے امام بخاریؒ نے اشارہ فرمادیا کہ مطلق جمع مال مذموم نہیں ہے۔

بَابُ الرِّيَاءِ فِى الصَّدَقَةِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ الخ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِيْدٌ وَالطَّلُّ النَّدٰى۔

ترجمہ۔ صدقہ میں ریار کرنا کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلانے اور تکلیف دینے سے باطل (ضائع) نہ کرو۔ اس شخص کی طرح جو لوگوں کے دکھلاوے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان نہیں رکھتا الخ ابن عباسؓ صلدًا کی تفسیر فرماتے ہیں۔ بالکل چٹیل جس پر کچھ بھی نہ رہا ہو۔ حضرت عکرمہؒ وابل کے معنی موسلا دھار بارش اور طلؔ کے معنی تری کے ہیں۔

بَابُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ وَلَا يَقْبَلُ اِلَّا مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ۔

تشریح از قاسمیؒ | ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ جب اذی تتبعہا اذی الخ

بعد الصدقۃ مبطل صدقہ ہے تو اذی مقارن للصدقہ ہو یعنی تکلیف رسانی صدقہ کے ساتھ ہو وہ بطریق اولی مبطل ہے کیونکہ خیانت کرنے والا مال منصوب کا صدقہ کر رہا ہے تو غاصب موذی لصاحب المال ہوا فہو اولی بالابطال۔

بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ

ترجمہ۔ صدقہ پاک کمائی سے ہونا چاہیئے۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ ناشکرے گناہ گار کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا ثواب ہے۔ ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمناک ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ پاک مال کو قبول کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتے ہیں۔ پھر اس صدقہ کرنے والے کے لئے اس کو اس طرح پالیتے ہیں۔ جس طرح تم اپنے گھوڑے کے بچے کو پالیتے ہو یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ اگرچہ صدقات کا لفظ کسب طیب اور خبیث دونوں کو شامل ہے۔ لیکن سیاق وسباق آیت میں ہے ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون

تو اس کی وجہ سے مال حلال کے ساتھ مقید رہے گا۔ اس لئے کہ آیت میں یہ بھی ہے کہ سود کو اللہ مٹا دیتا ہے تو صدقہ محقوق کی جنس میں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ مقبول ہوگا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ

ترجمہ۔ مردود ہونے سے پہلے صدقہ کر لو۔

حدیث نمبر ۱۲۲۵ حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ عَنْ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهٗ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِيْ الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت حارثہ بن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ لوگو! صدقہ کر لو۔ کیونکہ تم پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ کوئی اپنا صدقہ لئے پھرتا ہوگا۔ لیکن اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اس کا صدقہ قبول کر لے۔ آدمی کہے گا کہ اگر تو کل اسے میرے پاس لاتا تو شاید میں قبول کر لیتا۔ آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۶ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى يَعْرِضَهٗ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا اَرَبَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم میں مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ وہ اچھلنے لگے گا اور صاحب مال اس شخص کے بارے میں فکرمند ہوگا۔ جس کو اس کے صدقہ کو قبول کرے یہاں تک کہ وہ اس پر اپنا مال پیش کرے گا۔ جس شخص پر مال پیش کرے گا وہ کہے گا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهٗ رَجُلَانِ

اَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ وَالْآخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَاِنَّهُ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَّ اَمَّا الْعَيْلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَّلَا تَرْجُمَانٌ يُّتَرْجِمُ لَهُ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهُ اَلَمْ اُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی آپؐ کے پاس آئے۔ ایک تو فقر و احتیاجی کا شکوہ کرتا تھا اور دوسرا رہزنی کا شاکی تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رہزنی تو جلد ختم ہو جائے گی۔ تم پر بہت تھوڑا عرصہ گزرے گا۔ ایک قافلہ مکہ سے بغیر کسی نگرانی کے روانہ ہو گا۔ رہ گئی فقر و احتیاجی۔ اس کے بارے میں یہ ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی۔ جب تک کہ تم میں سے کوئی ایک صدقہ لئے پھرتا ہو گا۔ اس صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ پھر وہ قیامت کے دن اپنے اللہ کے سامنے کھڑا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے درمیان نہ تو کوئی پردہ ہو گا۔ اور نہ ہی کوئی ترجمان ترجمانی کرے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ اس سے فرماتے گا۔ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا۔ اغنیاء لوگ کہیں گے۔ کیوں نہیں دیا تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ کیا میں نے تیرے پاس رسول و نبی نہیں بھیجا پس وہ کہے گا۔ ہاں کیوں نہیں۔ پس وہ اپنے دائیں طرف آگ کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ پھر اپنی بائیں طرف بھی آگ کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ پس تم ضرور بالضرور آگ سے بچو۔ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا بھی خرچ کر کے بچو۔ اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو وہ اچھے کلمہ کے بول کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | چونکہ مسلمانوں پر غنا اور دولت مندی کا وقت یقیناً آنے والا تھا۔ اس لئے آپؐ نے ان کو اموال کے فتنہ سے ڈرایا تاکہ یہ لوگ کہیں اس فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ظاہراً حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ استغنار کا دور جس میں مال کی یہاں تک کثرت ہوگی۔ کہ مال پانی کی طرح بہنے لگے گا۔ یہ قیامت کے قریب ہوگا۔ بنا بریں امام بخاریؒ اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ کتاب الفتن میں لایا ہے۔ اور حضرت عدی بن حاتمؓ کی روایت سے بھی اشارہ ملتا ہے۔ کہ یہ کثرت مال ان کے زمانہ میں نہیں ہوگی۔ کیونکہ ان کی وفات حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی ہے۔ جو فتوحات ملکی کا دور تھا۔ ابن التین فرماتے ہیں۔ کہ یہ دور حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔ جب کہ ایک انار ایک کنبہ کو کافی ہوگا۔ اور روئے زمین پہ کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔ اور علامہ بیہقیؒ نے اس کو حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دورِ خلافت پہ محمول کیا ہے۔ جن کا دورِ خلافت محض تیس۳۰ ماہ کا تھا۔ جس نے لوگوں کو اس قدر غنی کر دیا تھا۔ کہ لوگ مال عظیم لے کر آتے تھے ان کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن احتمال اوّل راجح ہے۔ ان **طالت بک حیوۃ** کے الفاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

حذرھم کے لفظ سے شیخ گنگوہیؒ نے اس مناسبت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۸ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لوگوں پہ ایک ایسا دور ضرور آنے والا ہے۔ جس میں آدمی اپنا سونے کا صدقہ زکوٰۃ لئے لئے پھرتا ہوگا۔ اسے کوئی ایسا شخص نہیں مل سکے گا۔ جو اس سے یہ زکوٰۃ قبول کرلے۔ اور ایک آدمی دیکھے گا کہ چالیس۴۰ عورتیں اس کے ہاں پناہ پکڑ رہی ہیں۔ یہ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کا زمانہ ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ واؤ جمع پہ دلالت نہیں کرتی کہ کثرت مال اور کثرت نسار کا ایک ہی زمانہ ہے۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں واقعے قیامت سے پہلے پہلے وقوع پذیر ہوں گے۔ اگرچہ ان کا زمانہ مختلف ہے۔

تشریح از شیخ زکریا اس سے احتمال ثالث کی ترجیح معلوم ہوتی ہے۔ کہ کثرت مال کا دور حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور تھا۔ کیونکہ جملہ ثانیہ سے جو قلت رجال اور کثرت نساء کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دور تو قیامت کے قریب ہوگا۔ نیز کتاب الفتن کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف فتنے مختلف اوقات میں واقع ہوں گے۔ کثرت نساء کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قرب قیامت میں قتل و قتال بہت ہوگا۔ اہل حرب مردوں کا قتل عام ہوگا۔ عورتیں کثرت سے بچ جائیں گی۔ چالیس پچاس عورتوں کا ایک ایک منتظم ہوگا۔ غرضیکہ نظام عالم میں فساد برپا ہوگا۔ رفع علم سے دین میں خلل پڑے گا۔ شرب خمر یعنی شراب نوشی سے عقل میں فتور پیدا ہوگا۔ زنا کی کثرت سے نسب بگڑ جائے گا۔ فتنوں کی کثرت کی وجہ سے نفس اور مال میں خلل پڑے گا۔ معاش اور معاد دونوں فسادات و فتن کی بھینٹ چڑھیں گے۔

بَابُ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

وَالْقَلِيْلِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ۔

حدیث نمبر ۱۲۲۹ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُدَامَةَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالُوْا مُرَاءٍ وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا اِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا فَنَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ۔ الْاٰيَةَ۔

ترجمہ۔ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا اور تھوڑا سا مال صدقہ کر کے بچاؤ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اپنے دل کی مضبوطی سے خرچ کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب صدقہ کی کوئی آیت نازل ہوتی تھیں تو ہم لوگ اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اُجرت پر بوجھ اٹھایا کرتے تھے۔ پس اگر کوئی شخص بہت سا مال

لاکر صدقہ کرتا تو منافق کہتے کہ یہ ریاکار ہے۔ کوئی ایک صاع چار سیر وزن کا صدقہ کرتا تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایک صاع کا محتاج نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ نفلی صدقہ کرنے والے مؤمنوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ تو اپنی طاقت کے مطابق خرچ کر رہے ہیں۔ ان پر کوئی طعن نہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۳۰ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيٰى الخ عَنْ أَبِي مَسْعُودِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ الْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیتے۔ تو ہم لوگ بازار جا کر باربرداری کرتے۔ کہیں مشکل سے ہمیں ایک سیر گندم حاصل ہوتی۔ جس کو ہم خیرات کرتے۔ آج تو بعض لوگوں کے پاس لاکھوں روپے ہیں۔ لیکن وہ خیرات نہیں کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | الیوم سے حضرت ابو مسعود انصاریؓ کا دور مراد ہے۔

مولانا زکریا کاندھلویؒ کا ارشاد ہے۔ کہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ بدری جلیل القدر صحابی ہیں۔ جن کی وفات سنہ ۴۰ھ سے قبل کی ہے۔ جو اشارہ فرما رہے ہیں۔ کہ عہد نبوی میں تو مال کی قلت تھی جس میں سخاوت کا شوق تھا بعد میں کثرت فتوحات کی وجہ سے مال میں وسعت ہوئی۔ تو بخل پیدا ہونے لگا مال کی کمی نہیں۔ دل غنی نہیں ہے۔ تو گویا صحابہ کرامؓ کے دور سے کثرت اموال شروع ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۲۳۱ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

ترجمہ۔ جہنم کی آگ سے بچو۔ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا بھی خرچ کر سکتے ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۳۲ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ہمراہ میرے گھر میں داخل ہوئی۔ جو کچھ مانگتی تھی۔ میرے پاس سوائے ایک کھجور کے دانے کے کچھ نہیں تھا۔ میں نے وہی اسے دے دیا۔ جس کو اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان بانٹ دیا۔ اس میں سے خود اس نے کچھ نہ کھایا۔ پھر کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو میں نے آپؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ان بیٹیوں میں سے کچھ بھی مبتلا ہوا۔ تو یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ بنیں گی۔

بَاب فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِلَى آخِرِهَا وَقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ الْآيَةَ۔

ترجمہ۔ باب ہے فضیلت بیان کرنے اس شخص کے صدقہ کے جو بخیل و حریص ہو۔ اور تندرستی میں صدقہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے۔ اس میں سے موت کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو۔ اس دن کے آنے سے پہلے پہلے میرے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرلو۔ جس دن نہ خرید و فروخت ہو سکے گی۔ نہ دوستی کام آئے گی۔ اور نہ کسی کی سفارش کارگر ہوگی

حدیث نمبر ۱۲۳۳ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کون سا صدقہ بڑے ثواب والا ہے۔ آپؐ نے فرمایا صدقہ وہی ہے جو تندرستی کی حالت میں ہو۔ بخیل و حریص ہو کہ فقر کا خطرہ ہو۔ اور غنی ہونے کی امید رکھتا ہو۔ اور خرچ کرنے میں دیر نہ کرے۔ یہاں تک کہ جب جان حلق تک پہنچے۔ پھر کہنے لگے اس قدر تو فلاں

کے لئے اس قدر فلاں کے لئے ۔ حالانکہ وہ تو فلاں کے لئے ہو چکا ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ممکن ہے بخل سے مراد بخل کے گمان کی جگہ ہو ۔ کہ ضروریات پیش آنے کی صورت میں اکثر انسان بخل سے کام لیتا ہے ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ شحیح سے وہ بخیل مراد ہو ۔ بخل جس کی عادت ثانیہ بن چکا ہو ۔ تو اس صورت میں اس کی فضیلت جزئیہ حاصل ہوگی ۔ کیونکہ ایسے شخص پر بخل کی وجہ سے خرچ گراں ہوتا ہے ۔ ورنہ سخی تو قریب من اللہ و قریب الناس ہوتا ہے ۔ جس کی فضیلت کلیہ حدیث سے آشکارا ہے ۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے یہ ہے کہ شحیح صحیح کے صدقہ کی فضیلت بیان کرنا ہے ۔ تحذیر اور ترغیب ترجمہ کے دو جزء نہیں ہیں ۔ کہ امام بخاریؒ کو اس میں تردد ہو ۔ بلکہ وہ تو ای الصدقۃ افضل اور فضل صدقۃ الشحیح الصحیح اس کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ شح کا معنی ہے بخل مع الحرص اور ابو اسحاق حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں شح کے تین درجے بیان کئے ہیں ۔ پہلا تو یہ ہے کہ دوسرے کا مال ناحق غصب کرے ۔ دوسرا یہ کہ زکوٰۃ ادا نہ کرے اور حرام مال جمع کرے ۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ ضرورت مند تندرستی کی حالت میں خرچ کرے ۔ ایسے شحیح اور صحیح کا صدقہ فضیلت جزئیہ رکھتا ہے ۔ بوجہ گرانی طبع کے ۔ الشحیح کو ہماری زبان میں کنجوس کہتے ہیں ۔ اور شاہ ولی اللہؒ نے المحتاج الی المال یعنی ضرورت مند سے اس کو تعبیر کیا ہے ۔

فضیلۃ جزئیہ کے لفظ سے قطب گنگوہیؒ نے ایک وہم کا دفعیہ فرمایا ہے ۔ کہ ظاہراً حدیث سے صدقۃ البخیل کی صدقہ سخی پر فضیلت معلوم ہوتی تھی ۔ حالانکہ سخی بہرحال بخیل سے افضل ہے ۔ ترمذی کی روایت ہے لجاھل سخی احب الی اللہ من عابد بخیل تو فرمایا کہ اس شخص کو فضیلت جزئیہ حاصل ہے ۔ جیسے الذی یقرأ القرآن وھو یشتد علیہ فلہ اجران فرمایا گیا ہے ۔ یعنی جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے ۔ اس کو دوہرا ثواب ملے گا ۔ ایک قرآۃ کا دوسرے مشقت اٹھانے کا ۔ ایسے اس کو بھی مشقت پر ثواب ملے گا

باب

حدیث نمبر ۱۳۳۴ حدثنا موسی بن اسمعیل الخ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا

اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُكُنَّ یَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَةً یَذْرَعُوْنَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا كَانَتْ طُوْلُ یَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپؐ کی کسی زوجہ محترمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم میں سے کون آپؐ سے جلدی ملنے والی ہے۔ آپؐ نے فرمایا لمبے ہاتھ والی۔ تو انہوں نے سرکنڈا لے کر ناپنا شروع کر دیا۔ تو سب سے لمبے ہاتھ والی حضرت سودہؓ تھی۔ لیکن ہمیں بعد میں معلوم ہوا۔ کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقہ ہے۔ اور آنحضرتؐ سے جلدی ملنے والی حضرت زینبؓ تھی۔ جن کو صدقہ کی کثرت کی وجہ سے ام المساکین کہا جاتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فعلمنا بعد روایت میں اختصار ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہمارا گمان یہ تھا کہ ید سے ظاہری معنی عضو مراد ہے۔ اس لئے ہم نے ناپنا شروع کیا۔ تو حضرت سودہؓ اطول ید اتھیں۔ جب حضرت زینبؓ کی وفات سب سے پہلے ہوئی۔ تو واضح ہوا کہ طول ید سے مراد سخاوت ہے۔ روایت کو غلط قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دوسرے حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقی معنی مراد لینا اولیٰ ہے۔ اگرچہ مجاز بھی متعارف ہو۔ ورنہ ازواجِ مطہرات آپؐ کے کلام کو حقیقت پر محمول نہ کرتیں۔ اس لئے کہ مجاز یعنی طول ید کا سخاوت کے مستعمل ہونا عرب میں مشہور تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ نے صراحۃً حضرت زینبؓ کا نام ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ مسلم شریف میں صراحت ہے۔ کانت اطولنا یدًا زینب بنت جحش لانها کانت تعمل وتصدق یعنی حضرت زینبؓ دستکاری کے ذریعہ مال حاصل کرتیں اور پھر اسے مساکین پر خرچ کرتیں۔ امام بخاریؒ نے تصریحِ نام اس لئے نہیں کی کہ بعض حضرات اس سے حضرت سودہؓ مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ اہلِ سیر کا اتفاق ہے۔ کہ سب سے پہلے ازواجِ مطہرات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت زینبؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت سودہؓ کی ان کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں ہوئی۔ امام بخاریؒ نے مختصر حدیث نقل فرمائی ہے۔ جس سے حضرت سودہؓ کے متعلق وہم ہوا۔ ابن جوزیؒ نے اس حدیث کو غلط قرار دیا ہے۔ تعجب ہے کہ امام بخاریؒ نے اس پر تنبیہ نہیں

فرمائی۔ واقدی کا قول ہے۔ هذا الحديث دخل في سورة انما هو زينب الخ

بَابُ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ وَقَوْلُهُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

ترجمہ۔ باب ہے علی الاعلان صدقہ کرنے کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو لوگ اپنا مال دن اور رات میں خفیہ اور ظاہر طور پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ ان پر نہ تو خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ لوگ غمناک ہوں گے۔

بَابُ صَدَقَةِ السِّرِّ

ترجمہ۔ خفیہ طور پر صدقہ کرنے کے بارے میں

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَقَوْلِهِ إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ الآية۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی صدقہ کرتا ہے اور اس کو اس قدر چھپاتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو علم نہیں ہوتا کہ اسکا دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اگر تم اپنے صدقات ظاہر کرکے دو تو یہ بھی بہت اچھا ہے۔ اور اگر ان کو چھپا کر دو بشرطیکہ فقرا کو دو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری برائیاں مٹا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔ اس سے خوب خبردار ہے۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ

ترجمہ۔ جب بے خبری میں کوئی شخص غنی (مالدار) پر صدقہ کردے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۵ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي

يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں ضرور صدقہ کروں گا ۔ پس اس نے صدقہ نکالا اور اسے چور کے ہاتھ پر رکھ دیا ۔ صبح کو لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ چور کو صدقہ دیا گیا ۔ کہنے لگا اے اللہ تیرے لئے حمد ہے ۔ اب میں ضرور صدقہ نکالوں گا ۔ چنانچہ صدقہ نکال کر زانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا ۔ تو صبح کو باتیں ہونے لگیں کہ آج رات زانیہ پر صدقہ کیا گیا ۔ اس نے کہا اے اللہ تیرے لئے حمد ہے ۔ زانیہ پر صدقہ ہو گیا ۔ اب میں ضرور صدقہ کروں گا ۔ چنانچہ صدقہ نکال کر مالدار غیر مستحق زکوٰۃ کے ہاتھ پر رکھ دیا ۔ تو صبح کو چرچا ہونے لگا کہ مالدار کو صدقہ دے دیا گیا ۔ کہنے لگا اے اللہ تیرے لئے حمد ہے ۔ چور پر، زانیہ پر اور مالدار پر صدقہ ہو گیا ۔ اسے خواب میں بتایا گیا ۔ کہ چور پر تیرا صدقہ شاید وہ اس کو چوری سے روک دے ۔ زانیہ پر صدقہ شاید اسے زنا سے بچالے ۔ اور غنی پر صدقہ شاید وہ اس سے عبرت پکڑے ۔ کہ جو کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرنے لگے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اللهم لك الحمد اس نے اس لئے کہا کہ اسے گمان ہوا کہ میرا صدقہ مقبول نہیں ہوا ۔ اور وہ ردّی بھی ہو گیا ۔ اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ ان لوگوں پر صدقہ کا ثواب نیکوکار پرہیزگار لوگوں پر صدقہ کے ثواب سے ضرور کم ہو گا ۔ تو اس کا افسوس کرنا ثواب کے ضائع ہونے یا ثواب سے محروم ہونے پر نہیں تھا ۔ بلکہ اس نقصان پر افسوس تھا ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | لك الحمد میں لک کی تقدیم اختصاص کے لئے ہے ۔ اور حمد امر جلیل پر ہوا کرتا ہے ۔ تو معنی ہوتے کہ اے اللہ تیرے لئے حمد ہے ۔ کہ زانیہ پر صدقہ تیرے ارادہ

سے ہوا۔ میرے ارادے کا اس میں دخل نہیں ہے اور تیرے سب ارادے جمیل ہیں۔ میرا ارادہ مستحق پر خرچ کرنے کا تھا۔ لیکن تو نے اپنی حکمت سے زانیہ پہ خرچ کرا دیا۔ یا لکے الحمد تعجب کے لئے ہے۔ "مادر چہ خیالم فلک در چہ خیال" یا اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کے لئے یہ کلمہ پڑھا۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ بہرحال حدیث باب سے یہ معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک صدقہ کی مقبولیت کی یہ علامت تھی۔ کہ اہلِ خیر سے صدقہ اہلِ حاجت کو پہنچے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اگر اہل صدقہ کی نیت نیک ہو تو صدقہ قبول ہے۔ اگرچہ غیر موقع پہ جا پڑے۔ اب فقہاء میں یہ اختلاف ہوا۔ کہ آیا فرض زکوٰۃ اس طرح ادا ہو جائے گی یا نہیں۔ حدیث میں کسی شق کا تعین نہیں ہے۔ نہ منع نہ قبول۔ اس لئے مصنفؒ نے ترجمہؒ استفہام سے قائم کیا۔ بقیہ ائمہ کرام تو صدقہ نافلہ میں جواز کے قائل ہیں۔ واجبہ اور فرضیہ میں اعادہ کرنا ہوگا۔ بخلاف امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ اعادہ واجب نہیں ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اعادہ واجب ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ امام بخاری نے تین تراجم باندھے۔ باب صدقۃ العلانیہ۔ صدقۃ السر و الصدق علی غنی۔ پہلے دو ابواب کے لئے کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ تیسرے ترجمہ کیلئے حدیث ذکر فرمائی۔ میرے نزدیک تینوں تراجم اسی حدیث سے ثابت ہو رہے ہیں۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ صدقہ علی الاعلان افضل ہے یا علی الاخفاء۔ تو اس پہ تو سب کا اتفاق ہے۔ کہ صدقۃ الفرض میں اعلان افضل ہے۔ اور صدقہ تطوع میں اس کا برعکس یعنی اخفاء افضل ہے۔ فیصلہ کن بات یہ ہے۔ کہ خیر القرون کے لوگ سعاۃ تحصیل داروں کو زکوٰۃ دیتے تھے۔ جن میں اعلان افضل تھا۔ آج کل کے لوگ خود بخود زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اس لئے اس زمانہ میں اخفاء افضل ہوگا۔ تاکہ ریاء سے بچ جائے۔

بَابُ اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰی اِبْنِهٖ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

ترجمہ۔ بے شعوری میں جب اپنے بیٹے پر صدقہ کر دے تو کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ اَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهٗ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَبِيْ وَجَدِّيْ وَخَطَبَ عَلَيَّ فَاَنْكَحَنِيْ وَخَاصَمْتُ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبِيْ يَزِيْدُ اَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ

رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ وَاللهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ۔

ترجمہ۔ حضرت معن بن یزید فرماتے ہیں۔ کہ میں نے میرے باپ نے اور میرے دادے نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رشتہ کا پیغام دیا جو قبول ہوا۔ تو آپ نے ہی میرا نکاح پڑھایا اور آپ ہی کی طرف جھگڑے چکانے کے لئے مقدمہ لے جاتا تھا۔ (گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے اس قدر تعلقات تھے) ایک مرتبہ یوں ہوا کہ میرے باپ یزید نے کچھ دنانیر صدقہ کے لئے نکالے۔ تو انہیں جا کر مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیئے۔ میں وہاں پہنچا۔ دنانیر لئے اور گھر لے آیا۔ میرے باپ نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تو یہ مقدمہ میں فیصلہ کرنے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے یزید تجھے تو اپنی نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔ اور اے معن جو کچھ تو لے آیا وہ تیرا ہو گیا۔

تشریح از قاسمی | مسئلہ بیان ہو چکا کہ نفلی صدقہ تو ادا ہو جائے گا۔ فرضی صدقہ کا عند الائمہ اعادہ ہے۔ عند الحنفی نہیں ہے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِيْنِ

ترجمہ۔ صدقہ دائیں ہاتھ سے دینا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۳ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ مُّعَلَّقٌ قَلْبُهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سات آدمی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو عدل کرنے والا حاکم ہے۔ دوسرا وہ نوجوان ہے جس کا اٹھان ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوا ہے۔ تیسرا وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں لٹکا ہوا ہے۔ یعنی مسجد میں جانے کا دھیان رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو آدمی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہی باہمی محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت پہ ان کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور اسی محبت پر مجلس سے ان کی جدائی ہوتی ہے۔ اور پانچواں وہ آدمی ہے۔ جس کو حسب ونسب اور خوبرو عورت گناہ کی دعوت دیتی ہے۔ وہ کہتا ہے میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (یعنی اللہ کے لئے گناہ سے رک جاتا ہے) اور چھٹا وہ شخص ہے۔ جو صدقہ وخیرات اس طرح چھپا کر دیتا ہے۔ کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو خبر نہیں ہوتی۔ کہ اس کا دایاں ہاتھ کیا خرچ کر رہا ہے۔ اور ساتواں وہ شخص ہے۔ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔ تو اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں (یعنی خشیۃ الٰہی سے اس کے آنسو بلا اختیار بہہ پڑیں اور شوقِ جمال کی تڑپ دل میں موجزن ہو۔ مرتب) اور لا تعلم شمالہ شدت اخفار سے کنایہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۸ حدثنا علیّ بنُ الجعدِ الخ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِیَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَيَأْتِیْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِی الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْجِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا مِنْكَ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَاحَاجَةَ لِیْ فِيْهَا ۔

ترجمہ۔ حضرت حارثہ بن وہب الخزاعیؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ کہ صدقہ خیرات کر لو۔ عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ آدمی صدقہ لئے پھرتا ہوگا۔ دوسرا آدمی کہے گا اگر تو کل گذشتہ میرے پاس لے آتا تو میں یہ صدقہ تیرے سے قبول کر لیتا۔ لیکن آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی ظاہراً یہ حدیث ترجمہ سے مطابق نہیں ہے۔ اس کے کئی جواب ہیں۔ قسطلانیؒ نے تو یہ کہا۔ کہ سابق حدیث میں بھی حامل صدقہ کا ذکر تھا۔ اس میں بھی حامل صدقہ کا ذکر ہے۔ گویا کہ وہ اس صدقہ کو چھپا رہا ہے۔ کہ بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلنے دیتا۔ تو مطلق کو مقید پر حمل کیا

جائے گا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حامل صدقہ کے مناسب ہے کہ وہ صدقہ محتاج الیہ کو دے۔ اور دے بھی دائیں ہاتھ سے۔ کیونکہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت ہے۔ اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ زمانہ کثرت مال کا ہے۔ صدقہ قبول کرنے والا کوئی ملتا نہیں۔ تو وہ مال کثیر کو دونوں ہاتھوں سے اٹھائے پھرتا ہوگا یا دائیں ہاتھ سے اٹھائے گا۔ کیونکہ وہ قوی ہے۔ بہرحال دونوں صورتوں میں اعطاء بالیمین ثابت ہوگا۔ اور یہی مقصود تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَنْ اَمَرَ خَادِمَہٗ بِالصَّدَقَۃِ وَلَا یُنَاوِلُ بِنَفْسِہٖ

ترجمہ۔ جو شخص صدقہ کرنے کا حکم اپنے نوکر کو دیتا ہے۔ لیکن خود نہیں عطا کرتا۔

وَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ ایک صدقہ کرنے والا خادم بھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۹ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَۃُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِھَا غَیْرَ مُفْسِدَۃٍ کَانَ لَھَا اَجْرُھَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِھَا اَجْرُہٗ بِمَا کَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِکَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُھُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَیْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے طعام سے خرچ کرتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اجاڑنے والی نہ ہو۔ تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور شوہر کو اس کی کمائی کا ثواب ملے گا۔ اور خزانچی کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ ان میں سے کوئی بھی کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

تشریح از قاسمیؒ اگر اشکال ہو۔ کہ ترجمہ میں تو خادم کا لفظ ہے۔ حدیث میں وہ نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا۔ کہ خازن بھی خادم ہوتا ہے۔ اور بیوی بھی گھر میں خادمہ ہے۔ غیر مفسدہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ اصلاح کی نیت ہو۔ گھر کو اجاڑنا مدنظر نہ ہو۔ کیونکہ گھر کی اصلاح دونوں کے تعاون سے ہو سکتی ہے۔ خازن کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ مال اسی کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ افساد اور اسراف دونوں

کو بچنا چاہیئے۔

باب لَا صَدَقَةَ اِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ اَوْ اَهْلُهُ اَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَالدَّيْنُ اَحَقُّ اَنْ يُّقْضٰى مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ وَالْهِبَةِ وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ لَيْسَ لَهُ اَنْ يُّتْلِفَ اَمْوَالَ النَّاسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَعْرُوْفًا بِالصَّبْرِ فَيُؤْثِرُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَلَوْ كَانَ بِهٖ خَصَاصَةٌ كَفِعْلِ اَبِىْ بَكْرٍ حِيْنَ تَصَدَّقَ بِمَالِهٖ وَكَذٰلِكَ اٰثَرَ الْاَنْصَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يُّضَيِّعَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلَّةِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ قَالَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَاِنِّىْ اُمْسِكُ سَهْمِىَ الَّذِىْ بِخَيْبَرَ

ترجمہ۔ صدقہ مستغنی آدمی کر سکتا ہے۔ جو خود محتاج ہو یا اس کے اہل و عیال ضرورت مند ہوں۔ یا اس پر قرضہ ہو۔ تو صدقہ سے بہتر ہے کہ پہلے قرضہ ادا کیا جائے۔ اور آزاد شدہ غلام اور بخشش و ہبہ بھی اس پر واپس کیا جائے گا۔ پس اس کو حق نہیں پہنچتا کہ صدقہ کے ذریعہ لوگوں کے اموال تلف کرے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص لوگوں سے مال لے کر تلف کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالٰے اس کو تلف کر دے گا۔ البتہ جو شخص صبر کرنے میں مشہور ہو۔ وہ اپنی بھوک کے باوصف اپنے نفس پر دوسرے کو ترجیح دے سکتا ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا تھا (غزوۂ تبوک) میں۔ اور اسی طرح انصار نے مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دی تھی۔ نیز! جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس اس شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ صدقہ کے بہانے لوگوں کے مالی حقوق ضائع کرے۔ حضرت کعب بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میری توبہ کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ میں اپنے مال سے الگ تھلگ ہو کر سب کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنے مال کا کچھ حصّہ روک لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ میں نے کہا حضرت! میں نے اپنا خیبر والا حصّہ روک لیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ بہترین صدقہ وہ ہے۔ جو استغناء کے طور پر ہو۔ اور جو لوگ تمہارے عیال اور کنبہ داری میں ہیں۔ صدقہ کی ابتداء انہیں سے کرو۔

حدیث نمبر ۱۲۴۱ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور صدقہ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جو تمہاری کنبہ داری میں ہیں۔ اور بہترین صدقہ وہ ہے جو استغناء کی صورت میں ہو۔ اور جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ اس کو بچائے گا۔ اور جو غنی رہنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۲ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْئَلَةَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کہ آپؐ منبر پر تشریف فرما تھے۔ تو آپؐ نے صدقہ کے سوال سے بچنے کا۔ سوال کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | عن ظہر غنی | مقصد یہ ہے کہ افضل صدقہ وہی ہے۔ جس کی طرف خود صاحب صدقہ کی نگاہ نہ ہو۔ وہ اس سے مستغنی ہو۔ خواہ یہ غنا مال کا ہو یا غنا دل کا۔ پس جو خود محتاج ہے یا اس کے اہل وعیال ضرورت مند ہیں۔ اس کا صدقہ صدقہ نہیں

ہوگا۔ اگرچہ یہ صدقہ اس کی صحت وتندرستی کے زمانہ میں بھی کیوں نہ ہو، تو اسی معنی پر فہو ردّ علیہ کو محمول کیا جائے تاکہ علماء کرام کے اقوال کی مخالفت نہ ہو۔ اور جو لوگ ردّ علیہ کو اس کے ظاہری معنی پر حمل کرتے ہیں۔ تو یہ امام بخاریؒ کی رائے ہے۔ جس کا اتباع ضروری نہیں ہے۔

ومن یستعفف یعنی اپنی ذات سے عفت کا مظاہرہ کرے۔ اور اس کو اپنی عادت بنالے۔ تاکہ انجام کار اس کو اس کے اخلاق میں شمار کیا جائے۔ جس سے وہ عفیف اور پاکدامن بن جائے گا۔ اسی طرح استغناء بھی اس کی عادت ثانیہ بن جائے۔ تاکہ آخر الامر وہ مستغنی شمار ہونے لگے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ لاصدقۃ الا عن ظہر غنی الخ خیر الصدقہ سے اشارہ ہے۔ کہ نفی کمال کے لئے ہے۔ حقیقت کی نفی نہیں ہے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔ ظہر غنی کا مطلب یہ ہے۔ کہ صدقہ اس طرح ہو کہ اس کے بعد صاحبِ صدقہ کے لئے غنی باقی رہ جائے۔ یا قوت قلب کی وجہ سے یا اتنا مال موجود ہو۔ جس سے اپنی ضروریات پوری کر سکے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا۔ ما ابقیت لاہلک گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ ابقیت لہم اللہ ورسولہ یہی قوتِ قلب کی وجہ سے توکل کا اظہار تھا۔ ہر ایک کا کام نہیں ہے۔

من یستعفف عفت کا معنی ہے کہ حرام سے بچے اور لوگوں سے سوال بھی نہ کرے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے غنی طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے غنا عطا فرمائے گا۔ اور جو عفاف یعنی ترک سوال طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے عفیف بنادے گا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ عفاف سے مراد صبر ہے۔

بَابُ الْمَنَّانِ بِمَا اَعْطٰى لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى۔ الْاٰيَة

ترجمہ۔ جو کچھ دیا ہے اس پر احسان جتلانے والے کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر اپنے خرچ کئے کے بعد احسان جتلانا اور عار دلانا نہیں لاتے۔ الآیۃ۔

بَابُ مَنْ اَحَبَّ تَعْجِيْلَ الصَّدَقَةِ مِنْ يَوْمِهَا

ترجمہ ۔ جو شخص صدقہ کو اس کے دن سے پہلے ادا کرنا چاہے ۔

حدیث نمبر ۱۳۴۳ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الخ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ خَرَجَ فَقُلْتُ اَوْ قِيْلَ لَهُ فَقَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهُ فَقَسَمْتُهُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی ۔ اور جلدی گھر تشریف لائے ۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے ۔ میں نے کہا یا آپؐ سے پوچھا گیا ۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں گھر کے اندر صدقہ کا ایک سونے کا ٹکڑا چھوڑ آیا تھا ۔ مجھے پسند نہ آیا کہ میں رات اس کے ساتھ گزاروں ۔ اس لئے میں اسے تقسیم کر آیا ہوں ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فی یومہا یعنی میں نے اسی دن جلدی صدقہ کر دینا چاہا ۔ کہ اس میں تاخیر نہ ہو جائے ۔ اس صورت میں من زائدہ ہوگا ۔ تو یومہا سے مراد یوم حاضر ہوگا ۔ جیسے عامنا اور یومنا کہا جاتا ہے ۔ کہ من بمعنی فی کے ہو ۔ تو پھر تعجیل کے ابہام کو دور کرنا ہوگا ۔ کہ اسی دن میں ادا کر دیا جائے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | قطب گنگوہیؒ نے حرف من کی عجیب توجیہات بیان فرمائی ہیں ۔ جن کو دیگر شراح نے بیان نہیں فرمایا ۔ اور نہ ہی انہوں نے ترجمہ کی غرض بیان فرمائی ہے ۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا وجوب الزکوٰۃ علی الفور ہے یا علی التراخی ہے یعنی جلدی ہے یا دیر سے ہے ۔ امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ وجوب علی الفور ہے ۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تاخیر اس وقت تک جائز ہے جب تک اس کا مطالبہ نہ کیا جائے ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں ۔ کہ نیکی کے کام میں جلدی کرنی چاہیئے ۔ موت اور آفات کا کوئی پتہ نہیں کب آجائیں ۔ دوسرے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں استحباب کو بیان کیا کراہت کا ذکر نہیں کیا ۔ حالانکہ تاخیر کی کراہت حدیث سے صراحۃً

ثابت ہے اور استحباب قرآن سے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ (اپنی عادت کے مطابق) نے اخفی کو اجلی پر ترجیح دی ہے۔ اس باریکی کی وجہ سے استحباب تعجیل سے ترجمہ باندھا۔ نیز امام بخاریؒ اس ترجمہ کے لئے تو حدیث لائے۔ لیکن باب سابق کے لئے حدیث بیان نہیں کی۔ شاید کوئی حدیث انہیں اپنی شرط کے مطابق نہیں ملی۔ یا کسی دوسری روایت کی طرف اشارہ فرمادیا۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا

ترجمہ۔ صدقہ دینے کے لئے آمادہ کرنا اور اس کے بارے میں سفارش کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۴ حَدَّثَنَا مسلم عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَاءِ وَبِلَالٌ مَعَهُ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن باہر تشریف لائے۔ دو رکعت نماز پڑھائی۔ ان سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کوئی نماز پڑھی۔ پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ حضرت بلالؓ آپؐ کے ہمراہ تھے۔ پس آپؐ نے عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ پس عورتیں اپنے کنگن اور بالیاں حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

حدیث نمبر ۱۲۴۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي مُوسَىؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آجاتا۔ یا آپؐ سے کسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے کہا جاتا تو فرماتے سفارش کر دیا کرو۔ تمہیں ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے۔ فیصلے کر دیتا ہے۔

یعنی بہر صورت کوشش کرنے والے کو ثواب حاصل ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۶ حدثنا صدقۃ بن الفضل عن اسماء رضی اللہ عنہما قالت قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا توکی فیوکی علیک۔

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کہ تو مال کو بند کرکے نہ رکھ۔ کہیں تم پر بندش نہ کردی جائے۔

وحدثنی عثمان بن ابی شیبۃ عن عبدۃ وقال لا تحصی فیحصی اللہ علیک۔

ترجمہ۔ کہ تم مال کو ذخیرہ بنا کر نہ رکھو۔ کہیں اللہ تعالیٰ تم پر بندش نہ کردیں۔

تشریح از قاسمی پہلی حدیث باب سے وضاحت سے ترغیب صدقہ معلوم ہوئی۔ اور المرھون ان یتصدقن حکم اور سفارش بھی معلوم ہوتی۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ ساعی کو بہر حال ثواب ملے گا۔ خواہ اس کی سفارش پر عمل ہو یا نہ ہو۔

اشفعوا توجروا دال ہے اور حضرت اسماءؓ کی روایت سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا۔ آپؐ نے ایکاء بندش مال سے منع فرمایا۔ جو ذخیرہ بنانے کی صورت ہے۔ گویا کہ آپؐ نے فرمایا ذخیرہ نہ بناؤ صدقہ کرو۔ اور احصار کا معنی بھی یہ ہے کہ ذخیرہ بنانے کے لئے کسی مال کو گن گن کر رکھا جائے اور اسے خرچ نہ کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احصار کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کہیں رزق کا مادہ ہی بند کردیں یا برکت اٹھ جائے اور مال کم ہو جائے۔ یا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حساب لینے والا ہے اور اس احصار پر گرفت ہوگی۔

باب الصدقۃ فیما استطاع

ترجمہ۔ طاقت کے مطابق صدقہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۷ حدثنا ابو عاصم عن اسماء بنت ابی بکرؓ انہا جاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا توعی فیوعی اللہ علیک ارضخی ما استطعت۔

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا۔ تو مال کو صدقہ سے نہ روک۔ کہیں اللہ تعالیٰ تجھ پہ بندش نہ کر دے۔ اور دیتی رہو۔ جس قدر تمہاری طاقت ہو۔

بَابُ الصَّدَقَةُ تُكَفِّرُ الْخَطِيْئَةَ

ترجمہ۔ صدقہ گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۴۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِتْنَةِ قَالَ قُلْتُ اَنَا اَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيٌّ فَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْمَعْرُوْفُ قَالَ سُلَيْمَانُ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ هٰذِهِ اُرِيْدُ وَلٰكِنِّيْ اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَاْسٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَكَ بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ فَاِنَّهُ اِذَا كُسِرَ لَمْ يُغْلَقْ اَبَدًا قَالَ قُلْتُ اَجَلْ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ قَالَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَالَ فَقُلْنَا اَفَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ تَعْنِيْ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً وَذٰلِكَ اَنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ۔

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ فتنہ کے بارے میں تم میں سے کوئی شخص جناب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد رکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اسی طرح یاد رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ ہاں! آپؓ کی جرأت اس بارے میں قابلِ داد ہے۔ بتاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے فرمایا تھا۔ میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اپنے اہل وعیال اولاد اور ہمسائے کے بارے میں اس کو نماز اور

صدقہ اور نیکی مٹا دیتے ہیں۔ سلیمان نے کہا۔ وہ یوں فرمایا کرتے تھے۔ کہ نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ سب اس کا کفارہ بن جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں اس کے متعلق نہیں پوچھنا چاہتا۔ لیکن میں تو اس فتنے کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ جو سمندر کی موجوں کی طرح جوش کرے گا۔ میں نے کہا امیر المومنین! آپ اس کے متعلق کوئی فکر نہ کریں۔ آپ کے اور اس کے درمیان تو ایک بند شدہ دروازہ ہے۔ فرمایا۔ کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ میں نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ فرمایا جب توڑا جائے گا تو پھر وہ کبھی بند نہیں ہو گا۔ میں نے کہا کہ ہاں کچھ معاملہ ایسا ہی ہے۔ پس ہم دروازے کے متعلق پوچھنے سے ڈر گئے۔ ہم نے مسروق سے کہا۔ کہ تم حضرت حذیفہؓ سے پوچھو تو انہوں نے فرمایا وہ دروازہ حضرت عمرؓ ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ کیا حضرت عمرؓ کو بھی آپ کی مراد کا علم ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں بالکل۔ جیسے آنے والے کل سے پہلے رات کا ہونا یقینی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ میں نے جو ان کی حدیث بیان کی ہے یہ کوئی پہیلی نہیں ہے۔ جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ گویا کہ آپ کا وجود باجود اس فتنہ کے لئے سد سکندری ہے۔ بند ٹوٹا تو پھر بند نہ ہو گا۔

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ اَسْلَمَ

ترجمہ۔ جس نے شرک کی حالت میں صدقہ کیا پھر مسلمان ہو گیا۔

حدیث نمبر ۱۳۴۹ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ اَشْيَاءَ كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عَتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! بتلایئے کہ جو کچھ کام نیکی کے میں نے کفر کی حالت میں کئے ہیں۔ مثلاً صدقہ ہے غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اور صلہ رحمی ہے۔ کیا مجھے ان کا کچھ بدلہ ثواب ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انہیں گذشتہ نیکیوں کی بنا پر تو آپ اسلام لائے ہیں۔ اس سے بڑا اجر کیا ہو گا کہ اسلام لانے کی توفیق ہو گئی۔

تشریح از قاسمی | علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ کافر کی حالت میں کفر کی کوئی عبادت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صحت کے لئے نیت شرط ہے۔ کافر کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ لیکن اسلام لانے کے بعد اس کی نیکیوں کا لکھا جانا یہ محض اللہ تعالیٰ کا تفضل ہے یا مطلب یہ ہے کہ ان افعالِ خیر کی برکت سے اسلام کی ہدایت ہوئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ کہ کافر جب مسلمان ہو جائے اور اسلام پر اس کی موت واقع ہو۔ تو حالتِ کفر کی نیکیوں کا بھی اسے ثواب حاصل ہوگا۔

بَابُ اَجْرِ الْخَادِمِ اِذَا تَصَدَّقَ بِاَمْرِ صَاحِبِهٖ غَيْرَ مُفْسِدٍ

ترجمہ۔ بغیر بگاڑ کے جب کوئی خادم اپنے مالک کے حکم سے صدقہ کرے تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۵۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت اپنے خاوند کی غذا میں سے بغیر بگاڑ کے صدقہ کرے تو اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔ اور خاوند کو اس کی کمائی کا ثواب ملے گا۔ اور اسی طرح خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۵۱ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰىؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبٌ بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ مسلمان خزانچی جو امانت دار ہے اور نافذ کرتا ہے یا فرمایا کہ وہی کچھ دیتا ہے جس کا اسے حکم کیا گیا ہے۔ بالکل کامل پورا دینے میں اس کا دل بھی خوش ہے۔ اور دیتا اسی کو ہے جس کے لئے دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو وہ بھی ایک صدقہ کرنے والا شخص ہے۔

بَابُ اَجْرِ الْمَرْأَةِ اِذَا تَصَدَّقَتْ اَوْ اَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ

ترجمہ۔ باب ہے اس عورت کے ثواب کے بارے میں جو صدقہ کرے یا اپنے خاوند کے گھر سے بغیر بگاڑ کے کھانا کھلائے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۲ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَحَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَائِشَةَ الخ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَّهَا اَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ مراد ان کی یہ ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرے اور دوسری سند سے ہے کہ آپؐ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت بغیر بگاڑ کے اپنے شوہر کے گھر سے کسی کو کھانا کھلائے۔ تو بیوی کو اس کا ثواب ملے گا اور شوہر کو بھی اسی کے برابر ثواب ہوگا۔ اور خازن کو بھی اسی طرح ثواب ملے گا۔ مالک کے لئے اس کی کمائی کا ثواب اور عورت کے لئے اس کے خرچ کرنے کا ثواب ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۵۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا اَجْرُهَا وَلِلزَّوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے بغیر بگاڑ کے خرچ کرے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا۔ اور خاوند کو کمائی کا ثواب حاصل ہوگا اور خزانچی کو بھی اسی طرح ثواب ملے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى الْاٰيَةَ۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفًا۔

ترجمہ۔ باب اللہ تعالےٰ کا قول ہے۔ پس جس نے دیا اور بچتا رہا۔ اور نیکی کی تصدیق کی۔ ہم اس کے لئے آسانی کر دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہی برتی الآیۃ۔ اے اللہ مال خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے (خواہ مال ہو یا ثواب ہو)

حدیث نمبر ۱۲۵۴ حدثنا اسمٰعیل الخ عن ابی ھریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس کی صبح میں بندگانِ خدا داخل ہوں مگر دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما۔ اور بخیل رد کنے والے کے مال کو ہلاک کر دے۔ یہ بطور مشاکلہ کے فرمایا۔

باب مثل المتصدق والبخیل

ترجمہ۔ صدقہ کرنے والے اور بخیل کی مثال بیان کی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۵ حدثنا موسیٰ الخ عن ابی ھریرۃؓ مثل البخیل والمتصدق کمثل رجلین علیھما جبتان من حدید وحدثنا ابو الیمان الخ انہ سمع اباھریرۃؓ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل البخیل والمنفق کمثل رجلین علیھما جبتان من حدید من ثدیھما الی تراقیھما فاما المنفق فلا ینفق الا سبغت او وفرت علی جلدہ حتی تخفی بنانہ وتعفو اثرہ واما البخیل فلا یرید ان ینفق شیئا الا لزقت کل حلقۃ مکانھا فھو یوسعھا فلا تتسع تابعہ الحسن الخ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم جبتان۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے۔ جن کے بدن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں۔

پستانوں سے لے کر ہنسلی تک کسی ہوئی ہوں۔ خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے۔ تو وہ اس کے سارے بدن کو مکمل گھیر لیتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو بھی چھپا لیتی ہے۔ اور اس کے نشان کو مٹا دیتی ہے۔ یعنی سخی آدمی کا سینہ فراخ ہو جاتا ہے۔ اور خوشدلی سے خرچ کرتا ہے۔ لیکن بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کی ہر کڑی اپنی جگہ پر چمٹ جاتی ہے۔ وہ اسے فراخ کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ فراخ نہیں ہوتی۔ اور ایک روایت میں جبتان کی بجائے جنتان ہے۔ دونوں سے مراد زرہ ہے۔ لوہے کی قمیص مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ممکن ہے ان دونوں زرہوں سے مراد مال ہو۔ کہ سخی کے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے وہ بڑھتا ہے اور فراخی حاصل کرتا ہے۔ مگر کنجوس مکھی چوس کے لئے قلیل بھی ہوتا ہے۔ اور اس پر تنگی بھی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد خرچ کرتے وقت فراخ حوصلہ ہوتا ہے۔ اور وہ دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ اور بخیل کی تنگی پر تنگی بڑھتی ہے۔ وہ تنگ سینہ اور تنگ دل بن جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رداء بخیل کو ایک زرہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جس کو پہلے پہل سینہ اور پستان سے پہنا جاتا ہے۔ پھر وہ دراز ہوتے ہوتے آستینوں حتی کہ پوروں تک کو چھپا لیتی ہے۔ اور بخیل کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں جب وہ زرہ پہننے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کے دونوں ہاتھ زرہ کے نیچے جانے سے روکتے ہیں۔ تو وہ زرہ اس کی ہنسلی سے چمٹ جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سخی جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ عطیہ کرنے کے لئے دراز ہو جاتے ہیں۔ بخلاف بخیل کے کہ اس کا سینہ تنگ اور ہاتھ عطیہ سے کوتاہ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ منفق کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے اور بخیل مکشوف عورہ اور دارین میں رسوا ہوگا اور تعفوا اثرہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دے گا۔ بعض نے اور توجیہات بھی بیان فرمائی ہیں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

اِلٰی قَوْلِہٖ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۔

ترجمہ۔ صدقہ پاک کمائی اور تجارت کے مال سے کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو۔ اور اس پیداوار سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے۔

تشریح از قاسمی ترجمۃ الباب کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ وہی معتبر ہوگا جو کسب حلال سے ہو۔ دو آیتوں پر اکتفا کیا۔ امام بخاریؒ حدیث نہیں لاتے۔ کیونکہ کوئی حدیث ان کی شرط کے مطابق نہیں ملی۔

بَابٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ

ترجمہ۔ ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے۔ یعنی جس شخص کے پاس صدقہ کے لئے مال نہ ہو تو اسے نیک عمل کرنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ جَدِّہٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَقَالَ یَعْمَلُ بِیَدِہٖ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ یُعِیْنُ ذَا الْحَاجَۃِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ فَلْیَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْیُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّہَا لَہٗ صَدَقَۃٌ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ہر مسلمان کے ذمہ صدقہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی اگر کوئی یہ نہ کر سکے تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے مزدوری کرے اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے۔ اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اگر کوئی یہ نہ کر سکے تو آپؐ نے فرمایا کسی پریشان حال ضرورتمند کی اعانت کرے۔ صحابہ کرام نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ نیکی کرے اور برائی سے رک جائے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمی علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ صدقہ مال موجود سے ہوگا اگرچہ مقدور التحصیل ہو۔

یا بغیر مال کے ہوگا اور یا یہ کوئی فعل ہوگا تو اعانت یا ترک ہوگا تو یہ امساک عن الشر ہے۔ بشرطیکہ عبادت کی نیت ہو۔

بَابُ قَدْرُ كَمْ يُعْطِي مِنَ الزَّكٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ اَعْطٰى شَاةً

ترجمہ۔ صدقہ اور زکوٰۃ کتنی مقدار میں دی جائے اور جس نے ایک بکری دی اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۷ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّهَا قَالَتْ بُعِثَ اِلٰى نُسَيْبَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى عَائِشَةَ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا اِلَّا مَا اَرْسَلَتْ بِهٖ نُسَيْبَةُ مِنْ ذٰلِكَ الشَّاةِ فَقَالَ هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نُسَیبہؓ انصاریہ کے پاس ایک بکری صدقہ کی بھیجی گئی۔ جس میں سے کچھ حصہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو پوچھا کہ کیا کوئی کھانے پینے کی چیز تمہارے پاس موجود ہے؟۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور تو کچھ نہیں البتہ حضرت نسیبہؓ کی بھیجی ہوئی بکری کے ہدیہ سے کچھ موجود ہے۔ فرمایا کہ لاؤ! وہ تو اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب سے امام بخاریؒ کی مراد یہ ہے۔ کہ وہ جو بعض علماء نے کہا ہے کہ ایک فقیر کو مقدارِ نصاب سے زائد صدقہ نہ دیا جائے تو وہ بیان اولیٰ ہے۔ اس سے جواز کی نفی نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ بعض حضرات فرماتے ہیں اس باب سے امام ابوحنیفہؒ پر رد کرنا ہے۔ جو فرماتے ہیں۔ مقدار نصاب سے زائد کسی ایک فقیر کو صدقہ نہ دیا جائے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ یہ ردّ علی الحنفیہ پر کیسے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ایک بکری تو نصاب ہی نہیں ہے۔ البتہ غیر حنفیہ پر ردّ ہوسکتا ہے۔ جو اس بات کے قائل ہیں کہ کسی محتاج کو اتنا صدقہ نہ دیا جائے۔ جس سے اسے غِنیٰ حاصل ہوجائے۔ یہ قول امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ، امام سفیان ثوریؒ وغیرہم کا ہے۔ جس کو وہ نکاح بین الاختین کے برابر گردانتے ہیں۔ اگر ردّ ہے تو ان پر ہے۔ مگر میرے نزدیک

راجح یہ ہے۔ امام بخاریؒ نہ تو حنفیہ پر رد فرمارہے ہیں نہ غیر حنفیہ پر بلکہ وہ " قدر کم یعطی " سے استفہام کو کے اس اختلاف واقع بین الائمہ کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔ حنفیہ کثرھم اللہ کا مسلک یہ ہے جو درمختار میں ہے۔ فقیر کو نصاب یا اس سے زائد دینا مکروہ مگر اگر فقیر مدیون ہو یا صاحب عیال ہو تو اس کو دینا جائز ہے۔ ترجمہ کے دو جزء ہیں۔ مقدارِ عطیہ اور اعطار شاۃ۔ جزء ثانی کو عطیہ شاۃ سے ثابت کیا۔ جزء اول میں شرعاً کوئی تحدید نہیں۔ اس لئے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں لائے۔

بَابُ زَكٰوةِ الْوَرِقِ

ترجمہ۔ چاندی کی زکوٰۃ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اونٹوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں اسی طرح پانچ وسق سے کم غلہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔

محمد بن المثنٰی کی سند کے ساتھ بھی حضرت ابوسعید خدریؓ کے یہی الفاظ مروی ہیں۔

بَابُ الْعَرْضِ فِي الزَّكٰوةِ

وَقَالَ طَاؤُسٌ قَالَ مُعَاذٌ لِاَهْلِ الْيَمَنِ ائْتُوْنِيْ بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيْصٍ اَوْ لَبِيْسٍ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيْرِ وَالذُّرَةِ اَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِاَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ اَدْرُعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَلَمْ يَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعَرْضِ مِنْ غَيْرِهَا فَجَعَلَتِ

الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوضِ۔

ترجمہ۔ زکوٰۃ میں سامان اور اسباب بھی لیا جا سکتا ہے۔ حضرت طاؤس فرماتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے یمن والوں سے فرمایا۔ کہ تم میرے پاس زکوٰۃ کے اسباب میں کپڑے کی چادریں اور خمیس سین کے ساتھ ہے۔ تو پانچ پانچ گز کی چادریں یا فرمایا صدقہ میں جو اور جوار کی بجائے میرے پاس لباس لے آؤ۔ اس لئے کہ تمہارے یہ آسان ہے۔ اور مدینہ میں اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ کپڑوں کے محتاج ہیں، غلہ کے نہیں۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے تو زرہیں اور اپنا تمام مال و اسباب جس کی جنگ میں ضرورت پڑتی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں روک رکھا ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عید کے موقعہ پر فرمایا کہ صدقہ کرو۔ اگرچہ زیورات میں سے کیوں نہ ہو۔ غرضیکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ میں اسباب کو غیر اسباب سے نکالا نہیں ہے چنانچہ عورتیں اپنی بالیاں اور خوشبوئی ہار حضرت بلالؓ کی جھولی میں ڈال رہی تھیں۔

الحاصل عروض میں سے سونے چاندی کو خاص نہیں کیا۔ ہر چیز زکوٰۃ میں دی جا سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو زکوٰۃ کا وہ پروانہ لکھا۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ فرمایا جس کا صدقہ بنت مخاض کو پہنچ جائے۔ اور وہ اس کے پاس نہ ہو۔ بلکہ اس سے اونچے درجہ کا بنت لبون موجود ہو۔ تو وہی بنت لبون اس سے قبول کر لیا جائے گا۔ اور تحصیلدار اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اگر بنت مخاض شرعی طریقہ پر موجود نہیں بلکہ مادہ کی بجائے نر ابن لبون موجود ہے تو وہی اس سے قبول کر لیا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ اور کوئی چیز واپس نہ کی جائے گی۔

حدیث نمبر ۱۲۶۰ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ وَمَعَهُ بِلَالٌ نَاشِرٌ ثَوْبَهُ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي وَأَشَارَ أَيُّوبُ إِلَى أُذُنِهِ وَإِلَى حَلْقِهِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گواہی دیتا ہوں ۔ کہ آپؐ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی ۔ پس جب آپؐ نے یہ سمجھا ۔ کہ میں عورتوں کو وعظ نہیں سنا سکا ۔ تو آپؐ عورتوں کے پاس تشریف لائے ۔ آپؐ کے ہمراہ حضرت بلالؓ کپڑا پھیلانے والے تھے ۔ آپؐ نے عورتوں کو نصیحت فرمائی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا ۔ تو عورتیں ڈالنے لگیں ۔ ایوب نے اپنے کان اور گلے کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی بالیاں اور خوشبوئی ہار ڈالے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ عرض فی الزکوٰۃ سے امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ جس شخص پر کسی نصاب کی کوئی زکوٰۃ واجب ہو جائے ۔ تو اس مقدار کی قیمت زکوٰۃ میں ادا کر سکتا ہے ۔ اس جنس پر نصاب ادا کرنا ضروری نہیں ہے ۔ وہ جنس اس پر متعین نہیں کی جاتی ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ نقدین کے علاوہ دوسرا مال و اسباب بھی زکوٰۃ میں لینا جائز ہے ۔ اس مسئلہ میں امام بخاریؒ نے احنافؒ کی موافقت کی ہے ۔ کیونکہ احنافؒ کے نزدیک نصابِ زکوٰۃ کی قیمت زکوٰۃ میں ادا کرنا جائز ہے ۔ ایک روایت امام احمدؒ کی بھی یہی ہے ۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اجازت نہیں دیتے ۔

احتبس کے معنی وقف فی سبیل اللہ کے ہیں ۔ اور وقف میں زکوٰۃ نہیں ہوتی ۔ عامل نے یہ سمجھا کہ یہ زرہیں اور سامانِ حرب حضرت خالدؓ نے تجارت کے لئے رکھا ہے ۔ اس لئے ان سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا ۔ اب وقف نہ ہونے کی صورت میں وہ انہیں میں سے زکوٰۃ دیتے تبدیلی نہ کرتے تو عروض فی الزکوٰۃ ثابت ہو گیا ۔ یا جب عروض کا فی سبیل اللہ صرف کرنا جائز ہوا ۔ تو یہ مصارفِ زکوٰۃ میں سے ہو جائے گا ۔ اور اسی تعلیق کو امام بخاریؒ نے فی الرقاب والغارمین کی

تفسیر میں بھی ذکر فرمایا ہے ۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب بھی اس کی تائید کرتا ہے ۔ کہ فی سبیل اللہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہیں ہے ۔ اعتد جمع عتد کی ہے ۔ جنگی سامان مراد ہے ۔ اور یہی محل ترجمہ ہے ۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ منقول کا وقف جائز ہے ۔ یہی سب ائمہ کا مذہب ہے ۔

بَابٌ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَيُذْكَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُهُ ۔

ترجمہ ۔ الگ الگ مال کو جمع نہ کیا جائے جمع شدہ کو الگ الگ نہ کیا جائے ۔ یہی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ۔

حدیث نمبر ۱۳۶۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اس کی طرف وہ فریضہ (حکمنامہ) لکھ کر بھیجا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا ۔ اس میں یہ بھی تھا کہ الگ الگ مال کو صدقہ کے خوف سے جمع نہ کیا جائے اور جمع شدہ کو الگ الگ نہ کیا جائے ۔

تشریح از قاسمی امام مالکؒ نے موطا میں یہ صورت تحریر فرمائی ہے ۔ کہ تین آدمی ہیں ۔ ہر ایک کی چالیس چالیس بکریاں ہیں ۔ جن پہ الگ الگ ایک ایک بکری واجب ہے ۔ محصل کو انہوں نے جمع کر کے بتائیں ۔ تاکہ تین کی بجائے صرف ایک بکری دینی پڑے ۔ اس سے منع کیا گیا ۔ اسی طرح دو شریک ہیں ۔ جن کے پاس دو سو دو ۲۰۲ بکریاں ہیں ۔ جن پر تین بکریاں زکوٰۃ واجب ہے ۔ انہوں نے ان جمع شدہ کو الگ الگ کر لیا ۔ تاکہ صرف ایک بکری ادا کرنی پڑے ۔ اس سے بھی منع کیا گیا ۔ امام شافعیؒ بھی تقریباً یہی فرماتے ہیں ۔ مگر ان کے نزدیک خطاب ساعی کو ہے اور امام مالکؒ کے ہاں خطاب مالک کو تھا ۔ احنافؒ کے نزدیک جمع و تفریق میں املاک کا اعتبار ہے ۔ امکنہ اور چراگاہ راعی محلب وغیرہ کا اعتبار نہیں ہے ۔ تو لایفرق بین مجتمع کا مطلب احناف کے نزدیک یہ ہوگا کہ ساعی ثمانین یعنی اسّی بکریوں کو دو نصاب بنا کر دو بکریاں وصول نہ کرے ۔ اسی طرح

چالیس بکریاں متفرق الملک بھی - مثلاً ہر ایک کے حصّہ میں بیس بیس بکریاں ہیں - جن پر کچھ بھی واجب نہیں وہ دونوں کو جمع کرکے ایک بکری وصول نہ کرے - تو اب خشیۃ الصدقۃ کا مطلب ایک تو یہ ہوگا کہ ساعی زکوٰۃ کے قلیل ہونے کے خوف سے جمع و تفریق نہ کرے اور مالک صدقہ کے کثیر ہونے کے خوف سے جمع و تفریق نہ کرے - تو دونوں کو حکم ہوا - ہر ایک اپنی طرف سے کوئی گڑبڑ نہ کرے -

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَقَالَ طَاوُسٌ وَعَطَاءٌ إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُجْمَعُ مَالُهُمَا وَقَالَ سُفْيَانُ لَا تَجِبُ حَتَّى يَتِمَّ لِهٰذَا أَرْبَعُونَ شَاةً -

ترجمہ - جب دو آدمی مال مویشی میں شریک ہوں - تو وہ آپس میں برابر برابر رجوع کریں اور طاؤسؒ اور عطاءؒ تابعین فرماتے ہیں کہ جب ہر دو شریکوں کو اپنے اپنے مال کی تعداد کا علم ہے تو ان کے مال کو اکٹھا نہ کیا جائے اور حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی - جب تک اس ایک کے پاس بھی چالیس بکریاں ہو جائیں اور دوسرے کے پاس بھی چالیس بکریاں ہوں تب ایک ایک بکری ہر ایک پر واجب ہوگی -

حدیث نمبر ۱۳۶۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ -

ترجمہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکمنامہ لکھا جس میں تھا - کہ دو شریکوں کے درمیان جو مال مشترک ہو - وہ ایک دوسرے سے برابری کے ساتھ رجوع کریں -

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اذا علم الخلیطان الخ مقصد یہ ہے کہ جب دونوں کے حصّے تقسیم شدہ اور ممتاز ہوں تو ان کے مال کو جمع کرنا ناجائز ہے - اس پر سب علماء کا اتفاق ہے - اور جب مال تقسیم شدہ نہ ہو - اور مشترک ہو تو ہمارے احنافؒ کے نزدیک زکوٰۃ تب واجب ہوگی جب ہر ایک کا حصّہ نصاب کو پہنچ جائے - اگر نصاب سے کم ہے تو کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے - چنانچہ طاؤسؒ اور عطاءؒ نے جو وجوب زکوٰۃ کی صورت ذکر فرمائی ہے - یہ اس وقت ہے جب کہ

ہر ایک کا حصّہ نصاب کو پہنچ جائے ۔ یا کل مال نصاب کو پہنچ جائے ۔ اگرچہ ہر ایک کا حصّہ نصاب کامل کو نہ پہنچے ۔ حصّہ برابر تراجع کی صورت یہ ہے ۔ کہ مثلاً دو شریکوں میں سے ایک کی سو بکریاں ہیں ۔ دوسرے کی پچاس ۔ ساعی تو دو لے گیا ۔ اب سو والا تو دونوں کی قیمت کا ثلث واپس لے گا ۔ اور پچاس والا دو ثلث واپس لے گا ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ خلطۃ کا مسئلہ مشہور اختلافی مسئلہ ہے ۔ خلطۃ دو قسم ہے ۔ خلطۃ اشتراک اور خلطۃ جوار پہلے کو خلطۃ الاعیان اور دوسرے کو خلطۃ اوصاف سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ ائمہ کے درمیان اس میں یہ اختلاف ہے کہ آیا اس خلطۃ کا زکوٰۃ میں کوئی دخل ہے یا نہیں حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے اندر خلطۃ کا دخل ہے ۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک صرف مال مویشی میں اثر ہے اور کسی میں نہیں ۔ اور احنافؒ فرماتے ہیں ۔ کہ خلطۃ کا زکوٰۃ کے اندر کوئی دخل نہیں ۔ نہ اموال میں نہ مواشی میں ۔ اور امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ انہوں نے باب باندھ کر طاؤس اور عطاء کا اثر ذکر فرمایا ۔ اذا علم الخلیطان اموالہما فلا یجمع یہ نص ہے کہ خلطۃ جوار ان کے نزدیک کوئی شئ نہیں ہے ۔ اور ائمہ کرام کے نزدیک خلطۃ کے لئے مختلف شرائط ہیں ۔ احنافؒ کے نزدیک خلطۃ کا نہ تو قدر واجب میں کوئی اثر ہے اور نہ قدر نصاب میں کوئی دخل ہے ۔

وھو متفق علیہ بین العلماء شیخ گنگوہیؒ نے جو صورت بیان فرمائی ہے کہ ہر ایک کا حصّہ تقسیم شدہ ہو تو وجوب زکوٰۃ کے لئے بالاجماع مقدار نصاب ضروری ہے امام بخاریؒ نے جو دو اثر بیان فرمائے ہیں ۔ ان میں وجوب زکوٰۃ کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ البتہ شیخ کے کلام پر صحیح ہے ۔

بَابُ زَكٰوةِ الْإِبِلِ

ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ۔ باب ہے اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں جس کو حضرت ابو بکرؓ ، ابو ذرؓ اور ابو ہریرۃؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرمایا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۲۶۳ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّ اَعْرَابِیًّا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَیْحَكَ اِنَّ شَاْنَهَا شَدِیْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ تُؤَدِّیْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ یَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَیْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے متعلق پوچھا۔ کہ بھائی ہجرت کا حال بڑا سخت ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں۔ جن کی تو زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔ اس نے کہا کہ ہیں۔ تو فرمایا۔ بس درار البحار بحر فارس اور ہند کے درمیان جزیرۃ العرب کے قریب ایک ملک ہے۔ جس کا دار الخلافہ عمانؒ ہے۔ مراد من درار البحار یعنی بعید سے بعید جگہ پر عمل کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ ہجرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپؐ نے اس کو ہجرت سے اس لئے منع فرمایا۔ کہ اس کے لئے ہجرت کرنا مشکل تھا۔ گرانی کی وجہ سے برداشت نہ ہوسکتی۔

بَابُ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَّلَیْسَتْ عِنْدَهٗ

ترجمہ۔ جس شخص پر اونٹ کی زکوٰۃ بنت مخاض تک پہنچ جائے اور وہ اس کے پاس نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔ بنت مخاض یعنی اونٹنی کا وہ مادہ بچہ جو ایک سال کا پورا ہو کر دوسرے میں داخل ہو چکا ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍؓ كَتَبَ لَهٗ فَرِیْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَیْسَتْ عِنْدَهٗ جَذَعَةٌ وَّعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَیَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَیْنِ اِنِ اسْتَیْسَرَتَا لَهٗ اَوْ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَیْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَیُعْطِیْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَیْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَیْسَتْ عِنْدَهٗ

اِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّيُعْطِي شَاتَيْنِ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهٗ وَعِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو صدقہ کا وہ فریضہ لکھ بھیجا۔ جس کا اللہ تعالٰی نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ فرمایا جس کا صدقہ جذعہ تک پہنچ جائے یعنی جو چار سال پورے کر چکا ہو۔ اور پانچواں شروع ہو۔ لیکن اس کے پاس جذعہ نہیں بلکہ حِقّہ ہے۔ جو تین سال پورے کر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ تو اس سے حِقّہ قبول کر لیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا۔ اگر اسے میسر ہوں۔ ورنہ بیس درہم دے گا۔ اس طرح جس شخص کے پاس صدقہ حِقّہ کو پہنچ گیا۔ لیکن اس کے پاس حِقّہ نہیں بلکہ اس سے فوق جذعہ ہے۔ تو اس سے جذعہ قبول کر کے مصدق کو اسے بیس درہم یا دو بکریاں دینی پڑیں گی۔ اور اگر کسی کے پاس صدقہ حِقّہ کو پہنچا مگر اس کے پاس بنت لبون ہے جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہے۔ تو اس سے بنت قبول کر کے مزید دو بکریاں یا بیس درہم وصول کرے گا۔ اس طرح اگر کسی کے پاس صدقہ بنت لبون کا ہے۔ لیکن اس کے پاس اس سے بڑھ کر حِقّہ ہے۔ تو حِقّہ وصول کرلے اور مصدق اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے دے۔ اور جس کا صدقہ بنت لبون تک پہنچا جو اس کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اس کے پاس بنت مخاض ہے جو ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہے تو اس سے بنت مخاض قبول کر لیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ اسے مزید بیس درہم یا دو بکریاں دینی ہوں گی۔

بَابُ زَكٰوةِ الْغَنَمِ

ترجمہ۔ باب بکریوں کی زکوٰۃ کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۳۶۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ

اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهِ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِىْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِىْ اَمَرَ اللهُ بِهٖ رَسُوْلَهُ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِىْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّثَلٰثِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ يَعْنِىْ سِتَّةً وَّسَبْعِيْنَ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِىْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّفِىْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَّمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ اِلَّا اَرْبَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِّنَ الْاِبِلِ فَفِيْهَا شَاةٌ وَّفِىْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِىْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِىْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَّاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا وَفِى الرِّقَّةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں درج ذیل خط لکھا۔ جب کہ انہیں بحرین کا عامل بنا کر بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد درج تھا کہ یہ زکوٰۃ کا وہ فریضہ ہے۔ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ جس کا اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے۔ پس مسلمانوں میں سے جس شخص سے اس کے مطابق مطالبہ کیا جائے وہ تو اسے پورا دے دے۔ اور جس شخص سے اس فریضہ سے

زیادہ کا مطالبہ ہو تو وہ نہ دے۔ فرمایا چوبیس اونٹوں اور اس سے کم میں زکوٰۃ بکریوں سے ادا کی جائے کہ ہر پانچ پر ایک بکری ہو گی۔ جب یہ اونٹ پچیس۲۵ سے پینتیس۳۵ تک پہنچیں۔ تو ان پر مادہ بنت مخاض جو کامل ایک سال کی ہو ادا کی جائے۔ جب چھتیس۳۶ سے پینتالیس۴۵ تک پہنچیں تو مادہ بنت لبون ہو گی جس پر دو سال پورے گزر چکے ہوں۔ اور جب فریضہ ابل چھیالیس۴۶ سے ساٹھ تک پہنچے تو اس میں ایک حقہ جو نر اونٹ کی جفتی کے قابل ہو چکا ہو۔ کہ تین سال اس پر مکمل گزر چکے ہوں۔ چوتھے میں قدم رکھا ہو۔ اور جب اکسٹھ۶۱ سے پچھتر تک پہنچیں تو اس میں جذعہ ہو گا۔ جس پر چار سال پورے گزر چکے ہوں اور پانچویں میں قدم ہو۔ اور جب چھہتر۷۶ سے نوّے۹۰ تک پہنچیں تو ان پر دو بنت لبون واجب ہوں گے۔ اور جب اکانوے۹۱ سے ایک سو بیس۱۲۰ تک پہنچیں تو اس پر دو حقّے واجب ہوں گے۔ جو نر اونٹ کی جفتی کے قابل ہو چکے ہوں۔ جب ایک سو بیس۱۲۰ سے زائد ہو جائیں تو پھر ہر چالیس پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ واجب ہو گا۔ اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں۔ تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں۔ البتہ اگر مالک از خود دینا چاہے تو کوئی ممانعت نہیں۔ اور جب پانچ اونٹ ہوں تو ان پر ایک بکری ہے۔ اور سائمہ بکریاں جو سال کا اکثر حصہ باہر چرتی ہیں۔ جب وہ چالیس۴۰ تک پہنچ جائیں تو پھر ایک سو بیس۱۲۰ تک صرف ایک بکری رہے گی۔ اور جب ایک سو بیس۱۲۰ سے بڑھ کر دو سو۲۰۰ تک پہنچ جائیں۔ تو ان پر دو بکریاں واجب ہوں گی۔ پھر جب دو سو۲۰۰ سے تین سو۳۰۰ تک ہو جائیں تو اس پر تین بکریاں واجب ہوں گی۔ پھر جب تین سو۳۰۰ سے بڑھ جائیں تو ہر سو پر ایک بکری دینی ہو گی۔ اگر کسی آدمی کی بکریاں چالیس سے کم ہوں۔ تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر مالک از خود کوئی صدقہ کر دے۔ تو جائز ہے۔ اور چاندی کے اندر چالیسواں حصہ واجب ہے۔ اگر دو سو۲۰۰ درہم سے کم ایک سو نوّے درہم ہوں تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ہاں جو مالک دینا چاہے دے دے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | من الغنم میں کلمہ من زائدہ ہے یا تبعیضہ یا بیانیہ ہے۔ بہرصورت من الغنم موقع ابتدا پر واقع ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ جب اونٹ پچیس سے کم تعداد میں ہوں تو ان کی زکوٰۃ بکریوں کی جنس سے ادا کی جائے گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ من الغنم مبتدا محذوف

کی خبر ہے۔ ای زکوٰتھا من الغنم فقہار فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں من وجہ تفسیر ہے اور من وجہ اجمال ہے۔ تفسیر تو اس طرح کہ چوبیس۲۴ اونٹوں میں بکریوں کے سوا اور کچھ واجب نہیں اور اجمال اس طرح کہ واجب کی مقدار معلوم نہ تھی۔ اس کی تفسیر اس طرح فرمائی۔ کہ فی کل خمس شاۃ ہر پانچ میں ایک بکری ہے۔ تو یہ ابتدار نصاب کا بیان ہوا اور واجب کی مقدار بھی معلوم ہو گئی۔ اور اونٹ کی زکوٰۃ سے ابتدار اس لئے کی گئی کہ عرب کا اکثر مال ابل تھے پھر بکریاں۔ اور عام طور پر اس کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ اور ان کی تفصیل کا ضبط کرنا بڑا مشکل ہے۔ اور خبر کو اس لئے مقدم کیا گیا کہ غرض ان مقادیر کا بیان کرنا ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور زکوٰۃ نصاب کے موجود ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے بنا بریں تقدیم خبر حسن ہوئی۔

بَابُ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ

ترجمہ۔ زکوٰۃ میں کوئی بوڑھا اونٹ بھی نہیں لیا جائے گا جس کے دانت ٹوٹ چکے ہوں۔ اور نہ ہی عیب دار لیا جائے گا۔ اور نہ ہی سانڈھ بکرا لیا جائے گا۔ البتہ اگر محصّل چاہیے تو بکریوں کیلئے لے سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۶۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ الَّتِىْ اَمَرَ اللهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کو وہ فریضہ لکھ بھیجا جس کا اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ زکوٰۃ میں کوئی بوڑھا جانور نہ لیا جائے گا جس کے دانت ٹوٹ چکے ہوں نہ لیا جائے اور نہ ہی عیب دار جانور لیا جائے گا۔ اسی طرح نر سانڈھ بکرا بھی نہ لیا جائے گا۔ البتہ اگر مصدّق چاہے تو لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ زکوٰۃ اناث کی ہو اگر زکوٰۃ ہی ذکور کی ہو تو پھر تیس لیا جائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ما شاء المصدق کا تعلق بظاہر تیس (سانڈھ) سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں مصدق سے مراد مالک ہوگا۔ اور آخذ بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے سانڈھ کا زکوٰۃ میں لینا فقراء کے لئے نقصان دہ ہے۔ ہاں اگر عامل اس سانڈھ کے اندر خیر سمجھے کہ صدقہ کی بکریوں کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ پھر جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ المصدق سے مراد یا تو ساعی ہے یا مالک۔ علامہ عینیؒ اسے مصدّق بفتح الدال مراد لیتے ہیں۔ یعنی ساعی اور جمہور محدثین بکسر الدال بول کر اس سے معطی مراد لیتے ہیں۔ اور استثناء متصل اور منقطع دونوں ہو سکتے ہیں۔ انقطاع کی صورت میں صرف تیس یعنی بکرے کا حکم معلوم ہوگا۔

بَابُ اَخْذِ الْعَنَاقِ فِی الصَّدَقَۃِ

ترجمہ۔ زکوٰۃ میں چار ماہ کے بزغالہ کا لینا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۷ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اَنَّ اللّٰہَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ بِالْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمایا کہ اللہ کی قسم! کہ اگر ان لوگوں نے چار ماہ کا بزغالہ جو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے روک لیا۔ تو اس روکنے پر میں ان سے قتال کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں بھی سمجھ گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قتال کے لئے حضرت ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے۔ تو میں نے پہچان لیا۔ کہ یہی حق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اخذ العناق فی الصدقۃ میں ایسی تاویل کی جائے جو مذاہب فقہاء کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً ایک آدمی کے پاس صرف چالیس بزغالہ ہیں۔

تو ان کی زکوٰۃ صرف ایک بزغالہ ہو گی۔ لیکن پھر اشکال ہے کہ وجوب زکوٰۃ کے لئے تو حولان حول شرط ہے۔ تو سال گزر جانے پر تو وہ عناق نہیں رہیں گے۔ تو جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ کی صورت ممکنۃ الوقوع یہ ہی ہو سکتی ہے۔ کہ کسی شخص کے پاس دو سو بکریاں تھیں۔ جنہوں نے بچے جنے۔ کچھ ماہ بعد ان میں آفت کی وجہ سے مرگ واقع ہو گئی جس نے ان سب کو ختم کر دیا۔ صرف چار ماہ کے بزغالہ بچ گئے۔ وجوب زکوٰۃ تو ابتداء سال سے ہو چکا تھا۔ اب ادائیگی زکوٰۃ انہی عنوق (بزغالہ) سے ہو گی۔

تشریح از شیخ زکریا | فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جب امہات نصاب ہوں تو ان کے بچوں کا کوئی زکوٰۃ میں اعتبار نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر نصاب سخال یعنی بچوں سے پورا ہوتا ہے تو سال اس وقت سے شمار ہو گا۔ جب سے نصاب مکمل ہوا ہے۔ لیکن امام احمدؒ کی ایک روایت اور امام مالکؒ کا کہنا ہے کہ جب سے امہات کا نصاب مکمل ہوا ہے۔ اس وقت سے حولانِ حول ہو گا۔ تو جمہور فقہاء کا یہ مذہب ہوا کہ صغار میں زکوٰۃ واجب نہیں البتہ امام مالکؒ کے ہاں جو کبار میں واجب ہے وہی صغار میں بھی واجب ہے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے **لا صدقۃ فی الفصلان و العجاجیل و السخال** اور امام بخاریؒ کا ترجمہ عناق سے اسی کا متقاضی ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی حولانِ حول شرط نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس حدیث کو مبالغہ پر محمول کیا جائے گا جیسے دوسری روایت میں عقالاً وارد ہے۔ جس میں یقیناً زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ کہ **اعتد و اعلیہم السخلۃ و لا تاخذھا**۔ جو صورت شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے اس پر محمول کیا جائے گا۔

بَابُ لَا تُؤْخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

ترجمہ۔ زکوٰۃ میں لوگوں سے عمدہ مال چھانٹ کر نہ لیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۸ **حَدَّثَنَا** أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ

تَقْدُمُ عَلٰی قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْتَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللهِ فَاِذَا عَرَفُوا اللهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً تُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ تم اہل کتاب لوگوں کے پاس آؤ گے۔ تو سب سے پہلے تو ان کو اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دو۔ جب وہ اللہ کی توحید کو پہچان لیں۔ تو پھر ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالٰی نے تم پہ دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالٰی نے ان پہ زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے مال سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پہ خرچ کی جائے گی۔ پس جب وہ اس کی اطاعت پہ آمادہ ہو جائیں۔ تو ان سے زکوٰۃ وصول کرو۔ مگر لوگوں کے عمدہ مال سے بچتے رہو۔

بَابُ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ پانچ اونٹوں سے کم پہ زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ وسق سے کم کھجور پہ زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس طرح چاندی کے پانچ اوقیوں سے کم پہ زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ سے کم اونٹوں پہ زکوٰۃ نہیں ہے۔

بَابُ زَکٰوةِ الْبَقَرِ

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَّهَا خُوَارٌ وَّيُقَالُ جُؤَارٌ يَجْأَرُوْنَ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ۔

ترجمہ۔ باب گائے کی زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ حضرت ابو حمید فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں خوب پہچانتا ہوں اس حال کو جبکہ اللہ تعالےٰ کے پاس آدمی گائے کو لائے گا۔ جو آواز کر رہی ہوگی۔ اور خُوار بھی کہا جاتا ہے۔ یجأرون کے معنی ہیں اپنی آواز کو اونچا و بلند کرتے ہیں۔ جیسے کہ گائے آواز کو بلند کرتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۰ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَوْ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اَوْ كَمَا حَلَفَ مَا مِنْ رَّجُلٍ تَكُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ بُكَيْرٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ یا اس معبود کی قسم ہے۔ جس کے سوا اور کوئی اِلٰہ نہیں ہے یا جن الفاظ سے آپؐ نے قسم کھائی پھر فرمایا ہر وہ شخص جس کے اونٹ ہوں یا گائے ہو یا بکری۔ جس نے ان کا حق زکوٰۃ ادا نہیں کیا۔ وہ قیامت کے دن وہ بڑی سی بڑی اور موٹی سی موٹی قامت میں لائی جائے گی۔ جو اسے اپنے سموں سے روندے گی۔ اپنے سینگوں سے ٹکر مارے گی۔ جب کہ دوسری بڑھ جائے گی۔ تو پہلی واپس آجائے گی۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے گا۔

بَابُ الزَّکٰوۃِ عَلَی الْاَقَارِبِ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَہٗ اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَۃِ وَالصَّدَقَۃِ

ترجمہ۔ رشتہ داروں پر زکوٰۃ خرچ کرنا کیسا ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو دوہرا ثواب ملے گا ایک رشتہ داری کا دوسرا زکوٰۃ کا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ اَبُوْطَلْحَۃَ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَۃِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّکَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِہٖ اِلَیْہِ بَیْرُحَآءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَۃَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُھَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِیْھَا طَیِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْطَلْحَۃَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحٰی وَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ لِّلّٰہِ اَرْجُوْا بِرَّھَا وَذُخْرَھَا عِنْدَ اللّٰہِ فَضَعْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حَیْثُ اَرَاکَ اللّٰہُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِکَ مَالٌ رَّابِحٌ ذٰلِکَ مَالٌ رَّابِحٌ وَّقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَھَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَۃَ اَفْعَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَسَمَھَا اَبُوْطَلْحَۃَ فِیْ اَقَارِبِہٖ وَبَنِیْ عَمِّہٖ تَابَعَہٗ رُوْحٌ وَّقَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاِسْمٰعِیْلُ عَنْ مَّالِکٍ رَّائِحٌ بِالْیَآءِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ مدینہ کے انصار میں سے سب سے زیادہ کھجوروں کے مال کے مالک تھے۔ اور ان کے نزدیک محبوب مال بیرحار تھا جو مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے۔ اور اس میں سے اچھے پانی کو پیتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت اتری کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کر دو۔ تو حضرت ابوطلحہؓ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ کر گئے۔ اور فرمانے لگے یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ الآیۃ فرماتے ہیں اور میرے نزدیک محبوب ترین مال بیرحاء ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ
کے لئے صدقہ ہے۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ کی میں اللہ تعالیٰ کے پاس امید رکھتا ہوں۔
پس جہاں اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھائیں۔ وہاں آپ اسے رکھ دیں۔ حضرت انسؓ کا قول ہے۔
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہ فرمایا کہ یہ مال نفع دینے والا ہے۔ جو کچھ تم نے
کہا وہ میں نے سن لیا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے رشتہ داروں میں صرف کر دیں۔ حضرت
ابو طلحہؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اپنے قریبی
رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت مالکؒ نے رایح کے ساتھ روایت
ہے کہ یہ مال جانے والا مال ہے۔ یعنی جب خیر کے ساتھ جائے گا تو اولیٰ اور بہتر ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۲ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی مَرْیَمَ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی
ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَاَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ
تَصَدَّقُوْا فَمَرَّ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِيْتُكُنَّ
اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ
تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ
الْحَازِمِ مِنْ اَحَدٰكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ اِلٰی
مَنْزِلِهٖ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ تَسْتَاْذِنُ عَلَيْهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ هٰذِهٖ زَيْنَبُ فَقَالَ اَیُّ الزَّيَانِبِ فَقِيْلَ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَعَمْ
ائْذَنُوْا لَهَا فَاُذِنَ لَهَا قَالَتْ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنَّكَ اَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَ
كَانَ عِنْدِیْ حُلِیٌّ لِیْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ وَ
وَلَدَهٗ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهٖ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهٖ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قربانی یا فطر کی عید کے موقعہ پر عیدگاہ تشریف لائے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ اے لوگو! صدقہ کرو۔ پھر عورتوں کے پاس سے گزر ہوا۔ تو فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو۔ کیونکہ تم مجھے جہنم میں اکثریت سے دکھائی گئی ہو۔ عورتوں نے عرض کی یہ کس وجہ سے یا رسول اللہ! فرمایا ایک تو تم لعنت بہت کرتی ہو۔ دوسرے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے عقل اور دین میں تم سے زیادہ کوئی ناقص نہیں دیکھا۔ جو پختہ کار عاقل مرد کی عقل کو لے جانے والی ہو۔ اے عورتوں کا گروہ! یہ تمہاری حالت ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگنے لگی۔ تو آپؐ سے کہا گیا کہ یہ زینبؓ ہے۔ فرمایا کون سی زینبؓ۔ کہا گیا کہ ابن مسعودؓ کی بیوی آپؐ نے فرمایا ہاں اسے آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔ تو آکر کہنے لگی۔ اے اللہ کے نبی! آج آپؐ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ میرے پاس میرے اپنے زیورات ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ان کا صدقہ کروں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ اور اس کی اولاد سب صدقہ کئے جانے والوں میں سے آپ کے صدقہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن مسعودؓ نے سچ کہا۔ تیرا خاوند اور تیری اولاد تیرے صدقہ والے سب لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں۔

تشریح از قاسمی اذهب للب الرجل لب خالص عقل کو کہتے ہیں اور حازم پختہ کار کو کہا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب پختہ کار کی عقل پر قابو پا لیتی ہیں تو غیر حازم تو بطریق اولیٰ ان کا شکار ہوگا۔ اور علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا۔ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ عورتیں کوئی بات منوانا چاہیں ٹھیک یا غلط۔ تو مرد پر غالب آجاتی ہیں۔ منوا کر چھوڑتی ہیں آپؐ کا ارشاد ہے۔ لاخير في النساء ولا صبر عنهن يغلبن كريما ويغلب عليهن لئيم الحديث۔ ترجمہ۔ عورتوں میں بھلائی بھی نہیں ان کے بغیر صبر بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ شریف آدمی پر غالب آجاتی ہیں۔ کمینہ آدمی سے دب جاتی ہیں۔

مسئلہ انه وولده احق سے بعض حضرات شوافعؒ اور حنابلہؒ نے استدلال

کیا ہے۔ کہ عورت اپنے خاوند محتاج کو خیرات دے سکتی ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اسے صدقہ نفلی پر محمول کرتے ہیں۔ ورنہ زکوٰۃ واجبہ تو بالاتفاق اولاد کو نہیں دی جاسکتی۔

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ مسلمان کے گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۲ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ فَرَسِهٖ وَغُلَامِهٖ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان کے گھوڑے اور غلام پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ سب ائمہ کرام اس پر متفق ہیں کہ جو گھوڑے اور غلام تجارت کے لئے ہیں۔ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ جو خدمت کے لئے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ یہ حاجت سے زائد ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اوجز میں تفصیل مذاہب اور ہر ایک کے مذاہب بیان کئے گئے ہیں۔ اہل ظواہر مطلق خیل اور غلام میں اس حدیث کی وجہ سے زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں۔ اگرچہ خیل و غلام تجارت کے لئے بھی ہوں۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ الخیل للتجارۃ پر زکوٰۃ اجماع سے ثابت ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کے بعد ان پر زکوٰۃ مقرر فرمائی تھی۔ اور اہل شام کے مطالبہ پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو لکھا۔ ان احبوا فخذھا منھم اگر وہ خیل اور رقیق سے زکوٰۃ دینا پسند کرتے ہیں۔ تو ان سے ضرور زکوٰۃ وصول کرو۔ اور صحیحین کی روایت میں ہے۔ الخیل ثلثۃ ھی للرجل اجر ولرجل ستر ولرجل وزر کہ ایک قسم کے گھوڑے آدمی کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہیں اور کچھ پردہ پوشی کا ذریعہ ہیں۔ اور کچھ گناہ کا باعث ہیں۔ بہرحال خلفاء راشدین کا عمل ثبوت کے لئے کافی ہے۔
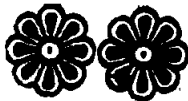
بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ مسلمان کے غلام پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۴ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ امام ابوحنیفہؒ اور زفرؒ فرماتے ہیں۔ کہ نسل بڑھانے والے گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر ذکور یا اناث الگ الگ ہوں تو اس میں دو روایتیں ہیں۔ وجوب اور عدم وجوب کی۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتَامَى

ترجمہ۔ یتیموں پر صدقہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲۷۵ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ

وَالْيَتِيْمِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اَوْكَمَاقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ مَنْ يَاْخُذُهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ ہم بھی آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بعد جس چیز کا مجھے تم پر خطرہ ہے۔ وہ یہ کہ دنیا کی رونق اور اس کی زیب و زینت تم پر کھول دی جائے گی۔ تو ایک آدمی کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! کیا خیر بھی شر کو لا سکتا ہے۔ یعنی یہ دنیا کی رونق عذاب کا باعث بن سکتی ہے۔ جس پر آپؐ خاموش ہو گئے۔ تو اس سائل سے کہا گیا کہ تیرا کیا حال ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا ہے۔ اور آپؐ تیرے سے کلام نہیں کرنا چاہتے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب آپؐ نے اپنے آپ سے پسینہ کو پونچھا تو فرمانے لگے سائل کہاں ہے۔ گویا آپؐ اس کا شکر ادا کر رہے تھے فرمایا بے شک خیر شر کو تو نہیں لاتا۔ مگر یہ جو موسم ربیع گھاس پھونس جو اُگتے ہیں۔ بعض ان میں سے زیادہ کھانے کی وجہ سے مار ڈالتے ہیں۔ یا مرنے کے قریب کر دیتے ہیں۔ مگر وہ سبزہ خور جانور جو یہاں تک کھائے کہ اس کی کوکھیں پر ہو جائیں پھر وہ بالکل سورج کے سامنے کھڑے ہو کر گرمی حاصل کرے پس پتلا سا لید کرے۔ پیشاب کرے۔ گویا کہ ابھار کو ختم کر دے۔ پھر چرنے لگے (تو یہ بچ جائے گا) اسی طرح یہ دنیا کا مال سر سبز اور میٹھا ہے۔ مسلمان ساتھی تو اچھا ہے۔ جو اس مال میں سے مسکین یتیم اور مسافر کو دیتا ہے۔ یا اس طرح جو آپؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو شخص اس مال کو ناحق لیتا ہے۔ وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے پر سیر نہیں ہوتا۔ وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ او یاتی الخیر بالشر یہ اس بات پر مبنی ہے جب کہ مال خیر ہو۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مال خیر محض تو نہیں ہے۔ بلکہ اس شخص کے لئے خیر ہے جو اس کو شرعی طور سے خرچ کرے اور اس کے لئے شر ہے۔ جو شرعی طور پر خرچ نہ کرے۔

الحاصل مال من وجہ خیر ہے۔ اور من وجہ شر ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے روزمرہ کے مشاہدہ کی بات بتلاکر تنبیہہ فرما دی کہ مال سبزی کی طرح خوش رنگ ہے۔ اس کی مٹھاس اس کو محسوس ہوگی جو سلیقہ سے کھائے۔ جیسے خضر آغذا کا کام دیتا ہے۔ جب کہ اس کی مقدار تحمل کے مطابق ہو۔ مال کا بھی یہی حال ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ مثال کے معنی یہ ہیں کہ موسم ربیع کا سبزہ جس کو جانور میٹھا سمجھتا ہے۔ اگر کثرت سے کھائے یہاں تک کہ پیٹ پھول جائے۔ یہ لبسا اوقات ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔ کثیر دولت جمع کرنے والے کا بھی یہی حال ہے۔ یہ حریص مال ہلاک ہوکر رہے گا۔ آکلۃ الخضر یہ میانہ روی والے کی مثال ہے۔ جو طلب دنیا میں قناعت کرتا ہے۔ اور حقوق مالیہ کی ادائیگی بخل سے کام نہیں لیتا۔

الحاصل مطلق مال کا جمع کرنا حرام نہیں ہے۔ لیکن استکثار اور میانہ روی سے نکل جانا یہ ضرر رساں ہے۔ جیسے کھانے پینے کی چیزیں جن کا استعمال حرام نہیں۔ لیکن ان کی کثرت بیماری بلکہ ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ تشبیہہ کا حاصل یہ نکلا **معطی للمساکین** یہ آکلۃ الخضر کی طرح ہے۔ جیسے کوئی نقصان نہیں بلکہ نفع ہے اور حریص آکل بالقتل کی طرح ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے مال کو خیر محض نہیں فرمایا۔ اس کی مثال میں امام غزالیؒ نے فرمایا۔ کہ مال سانپ کی طرح ہے۔ اس میں تریاق نافع بھی ہے۔ اور زہر قاتل بھی ہے۔ عارف باللہ اس کے شر سے بچتے ہوئے تریاق کو نکال لے گا۔ جو اس کے لئے نعمت بن جائے گا۔ اور غبی بلا ر مہلک کا شکار ہو جائے گا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کے لئے حجت ہے جو فقر کو غنی پر ترجیح دیتے ہیں۔

بدریا گر منافع بے شمار است
اگر خواہی سلامت برکنار است

بَابُ الزَّكٰوةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْاَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ قَالَهُ اَبُوْسَعِيْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ زکوٰۃ شوہر پر اور ان یتیموں پر خرچ کرنا جو کسی عورت کی گود پرورش میں ہوں۔ حضرت ابو سعیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۶ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَأَيْتَامٍ فِي حَجْرِهَا فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِئُ عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلٰى أَيْتَامٍ فِي حَجْرِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِي أَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِئُ عَنِّي أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَيْنَبُ فَقَالَ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ ۔

ترجمہ۔ حضرت زینبؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی فرماتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ فرما رہے تھے۔ اے مستورات صدقہ کرو۔ اگرچہ اپنے زیورات سے بھی ہو۔ اور حضرت زینبؓ حضرت عبداللہ اور اپنی گود کے یتیموں پر خرچ کرتی تھیں۔ تو انہوں نے حضرت عبداللہؓ سے کہا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ کہ کیا جو خرچہ میں آپ پر یا اپنی گود کے یتیم بچوں پر کرتی ہوں۔ کہ اس کا ثواب مجھے ملے گا۔ انہوں نے فرمایا۔ تم خود ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو۔ تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑی۔ دیکھتی کیا ہوں کہ آپؐ کے دروازے پر انصار کی عورت ہے۔ جس کا مدعا میرے مدعا کی طرح ہے۔ حضرت بلالؓ کا ہم پر گذر ہوا۔ ہم نے ان سے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر بتائیں کہ میں جو اپنے خاوند اور اپنی گود کے یتیم بچوں پر خرچ کروں کیا اس کا مجھے ثواب ہوگا۔ لیکن ہمارے متعلق نہ بتانا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر حضرت بلالؓ نے پوچھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہ کون عورتیں ہیں۔ انہوں نے فرمایا زینب۔ پوچھا کون سی زینب۔ انہوں نے بتلایا کہ حضرت عبداللہؓ کی بیوی زینبؓ ہے۔

فرمایا۔ ہاں اس کے لئے تو دوہرا ثواب ہے۔ ایک قرابت کا دوسرے صدقہ کا ثواب۔

حدیث نمبر ۱۳۷۷ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ الخ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلِیْ اَجْرٌ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰی بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِیَّ فَقَالَ اَنْفِقِیْ عَلَیْهِمْ فَلَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں۔ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے اس کا ثواب ملے گا۔ کہ میں ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کروں۔ جب کہ وہ خود میرے بھی بیٹے ہیں۔ فرمایا تو ان پر خرچ کرتی رہ تجھے ان پر خرچ کئے کا ثواب ملے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ فخرج علینا بلال الخ یہ ماسبق کے منافی نہیں ہے کہ انہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا۔ کیونکہ ایک کی طرف اسناد مجازی ہے۔ اور دوسرے کی طرف حقیقی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے من وراء الباب حضرت بلالؓ کے واسطہ سے پوچھا ہو۔ دوسری مرتبہ خود اندر جاکر خود آپؐ سے سوال کیا ہو۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو مسئلہ سنایا ہو۔ تو اس میں کوئی منافات نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ دو قصے ہیں ایک واقعہ میں زیورات کے صدقہ کا سوال ہے اور دوسرے میں محض نفقہ کا سوال ہے۔ بہر حال اس پر تو اجماع ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہ دے۔ آیا بیوی خاوند کو دے سکتی ہے یا نہیں اس میں دو روایت ہیں۔ نفلی صدقہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یُعْتِقُ مِنْ زَکٰوةِ مَالِهٖ وَیُعْطِیْ فِی الْحَجِّ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنِ اشْتَرٰی اَبَاهُ مِنَ الزَّکٰوةِ جَازَ وَیُعْطِیْ فِی الْمُجَاهِدِیْنَ وَالَّذِیْ لَمْ یَحُجَّ ثُمَّ تَلَا اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ الْاٰیَةَ فِیْ اَیِّهَا اَعْطَیْتَ اَجْزَأَتْ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالِدًا احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ لَاسٍ حَمَلَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ صدقات گردنوں کے چھوڑنے۔ قرضہ والوں کے قرضہ

ادا کرنے اور مجاہدین فی سبیل اللہ پر خرچ کئے جائیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ اور حج کے لئے بھی امداد کرتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص نے اپنے مال زکوٰۃ سے باپ کو خرید کر لیا تو جائز ہے۔ اور مجاہدین اور جو لوگ حج نہیں کر سکے۔ ان کو بھی زکوٰۃ دیتے تھے۔ پھر انما الصدقات الخ والی آیت تلاوت کرتے۔ فرماتے جس مد میں بھی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ جائز ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت خالدؓ نے اپنی زرہیں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے روک رکھی ہیں۔ اس لئے ان کی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ حضرت ابولاس سے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لئے ہمیں صدقہ اور زکوٰۃ کے اونٹ سواری کے طور پر عطا فرمائے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۸ **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَّمِثْلُهَا مَعَهَا تَابَعَهُ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ الخ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی وصولی کا حکم دیا۔ تو کہا گیا۔ کہ ابن جمیل اور خالد بن الولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ روک لی ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابن جمیل نے تو اس کا بدلہ لیا ہے کہ وہ فقیر تھا۔ اللہ اور اس کے رسول نے اسے غنی کیا (یعنی اب وہ شکریہ ادا نہیں کرتا) رہ گیا حضرت خالد تو تم لوگ اس پر ظلم کرتے ہو۔ کیونکہ اس نے اپنا تمام جنگی سامان خواہ وہ زرہیں ہوں یا گھوڑے اور دیگر اسباب کو سب اللہ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ وقف پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ لیکن حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ صدقہ مطلوبہ اس پر ثابت ہے اور اس کے ساتھ اس جیسا اور بھی یعنی دوگنا ادا کریں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ و شیخ زکریاؒ و شیخ مولانا محمد حسن مکیؒ نے اپنی تقریر میں لکھا ہے **یعتق من زکوٰۃ مالہ** یہ **فی الرقاب** کی تفسیر ہے۔ لیکن ہمارے ہاں زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے۔ جو یہاں نہیں پائی جاتی اس لئے اس کی تاویل یہ کی جائے گی۔ کہ وہ مکاتبین کی گردنیں چھڑانے میں موالی کو زکوٰۃ دیتے تھے۔ اور **یعطی فی الحج** یہ فی سبیل اللہ کی تفسیر ہے۔ غارمین کی تفسیر بوجہ ظہور کے بیان نہیں کی گئی۔ چونکہ ابن عباسؓ کی حدیث مضطرب ہے۔ کہ اس کی اسناد علی الاعمش میں اختلاف ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے اس پر اعتماد نہیں کیا۔ یذکر کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ فی الرقاب کی تفسیر میں اگرچہ اختلاف ہے۔ مگر جمہور اس سے مکاتبین مراد لیتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ **ان خالدا احتبس الخ** امام بخاریؒ کا مقصد اس چیز کو ثابت کرنا ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت خالدؓ نے اپنا سب مال واسباب جہاد کے لئے وقف کر دیا تھا۔ تو اس سے آلات حرب کے خرید کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا۔ یہی امام بخاریؒ کا میلان ہے۔ لیکن جمہور ائمہ جواب دیتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف منع کی نسبت کو صحیح قرار نہیں دیا۔ وہ فرض کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ جب کہ تطوع پر عمل کر رکھا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ محصلین نے سمجھا۔ کہ جنگی اسلحہ انہوں نے تجارت کے لئے رکھا ہے۔ اس لئے انہوں نے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا جب اس کا سب مال وقف ہے تجارت نہیں۔ تو پھر زکوٰۃ کیسی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اخراج عن ملکہ کے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لی۔ کیونکہ وہ فی سبیل اللہ مجاہدین میں خرچ ہو رہا تھا۔ تو اب دوسری مرتبہ زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ **فاغناہ اللہ و رسولہ** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اغناء کی نسبت اس لئے کی گئی ہے۔ کہ آپؐ نے اس کو اہل صدقہ میں سے اور اس طرح دیگر اموال میں سے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس سے ان کو مالدار بنا دیا۔

تشریح از شیخ زکریا حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ اغناء کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس لئے ہوئی کہ آپؐ اس کے دخول فی الاسلام کا سبب بنے۔ اور آپؐ کی وجہ سے فقر دور ہو کر غنا نصیب ہوا۔ اور اس پر تعریض تھی کہ اس نے احسان کا بدلہ منع

زکوٰۃ سے دیا۔ حافظ نے لکھا ہے کہ ابن جمیل منافق تھا بعد میں تائب ہو گیا۔ عباس بن عبد المطلب پر دوگنا صدقہ آپؐ نے اس لئے مقرر فرمایا تاکہ ان کی شان ارفع ہو جائے۔ مانعین میں نہ رہیں۔

بَابُ الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

ترجمہ۔ سوال کرنے سے بچنا۔

حدیث نمبر ۱۲۷۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ کہ انصار کے کچھ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپؐ نے انہیں دے دیا۔ پھر مانگا پھر دے دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپؐ کے پاس تھا سب ختم ہو گیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا جو کچھ مال ذخیر میرے پاس ہو گا۔ اس کو میں ہرگز تم سے روک کر ذخیرہ نہیں بناؤں گا۔ اور جو شخص سوال سے بچتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے محارم سے بچائے گا۔ اور جو شخص غنا ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دے گا اور جو شخص مشقت اٹھا کر مصائب پر صبر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے صبر کرنے کی توفیق دے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۸۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْتِیَ رَجُلًا فَيَسْاَلَهٗ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ البتہ تم

میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں جمع کر کے لائے۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی کے پاس آکر مانگے وہ اسے دے یا نہ دے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۱ حَدَّثَنَا مُوْسٰی الخ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَاْتِيْ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ۔

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص رسی لے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لاتا ہے۔ پس اسے بیچتا ہے۔ جس کے طفیل اللہ تعالیٰ اس کو ذلت سے روک لیتا ہے۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے۔ کہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے خواہ وہ اسے دیں یا اس سے روک لیں۔

حدیث نمبر ۱۲۸۲ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَّدْعُوْا حَكِيْمًا اِلَى الْعَطَاءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهٗ فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهٗ فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا۔ آپؐ نے مجھے عطا فرما دیا۔ پھر مانگا پھر دے دیا پھر مانگا پھر دے دیا پھر فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ جو شخص اس کو دل کی سخاوت سے لے گا۔ اس کے لئے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔ اور جس شخص نے اسے نفس کی حرص سے حاصل کیا۔ اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہو گی۔ بلکہ وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا کہ جو کھاتا ہے۔ اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ سنو! اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ حضرت حکیمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ اب آپؐ کے بعد میں کسی شخص سے مال مانگ کر اس کے مال میں کمی نہیں کروں گا یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت حکیمؓ کو عطیہ کے لئے بلاتے تھے۔ وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ ان کو بلاتے تاکہ انہیں کچھ عطا کریں۔ تو وہ اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے مسلمانوں کی جماعت۔ میں تمہیں حکیمؓ کے خلاف گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں فیئ کے مال میں سے اس کا حق اسے پیش کرتا ہوں۔ مگر وہ لینے سے انکار کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت حکیمؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے کچھ مانگ کر اس کے مال کو کم نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فیکف اللہ بہ وجھہ الخ یعنی لکڑیاں جمع کرنے میں جو عار اسے لاحق ہو گی وہ اس ذلت سے زیادہ خفیف ہے جو دین اور دنیا میں اسے سوال کرنے سے لاحق ہو گی۔

ثم قال یا حکیم الخ یہ مؤلفۃ قلوب میں سے تھے۔ جب ایمان اور حب اللہ و حب رسول دل میں راسخ ہو گئے۔ تو آپؐ نے انہیں زہد دنیا کا وعظ و نصیحت فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ کہ حدیث باب سے سوال سے بچنا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انسان طلب رزق میں اپنے آپ کو خوار کرے اور مشقت برداشت کرے۔ یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر شریعت کی نگاہ میں سوال کی قباحت نہ ہوتی تو عفت کی فضیلت نہ بیان کی جاتی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ احادیث باب سے سوال کرنے کی کراہیۃ

پر دلالت کرتی ہیں۔ مگر سوال تین طرح کا ہے۔ حرام۔ مکروہ اور مباح حرام تو اس شخص کے لئے ہے جو زکوٰۃ سے مستغنی ہو کر سوال کرتا ہے یا خواہ مخواہ اپنے آپ کو فقیر ظاہر کرتا ہے۔ اور مکروہ اس کے لئے ہے۔ جس کے پاس ضرورت کا مال موجود ہے۔ اور فقر کو بھی ظاہر نہ کرے۔ اور مباح اس کے لئے جو مشہور طریقے سے قریبی یا دوست سے مانگتا ہے۔ اور عند ضرورت جان بچانے کے لئے سوال کرنا واجب ہے۔ اور بغیر سوال اور حرص نفس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ باقی حد غنی میں اختلاف ہے جس کی تفصیل اوجز میں ملے گی۔

بَابٌ مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَّلَا اِشْرَافِ نَفْسٍ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔

ترجمہ۔ جس کو اللہ تعالیٰ بلا مانگے اور بغیر نفس کی انتظار کے دے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان مؤمنین کے مال میں سوال کرنے والے اور محروم المال کا حق ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ سَمِعْتُ عُمَرَؓ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کوئی عطیہ دیتے۔ تو میں عرض کرتا کہ حضرت یہ عطیہ کسی ایسے شخص کو دیجئے۔ جو میرے سے زیادہ اس مال کا محتاج ہو۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جب اس مال میں سے کوئی چیز تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تم نہ تو اس کی تاڑ میں ہو۔ اور نہ ہی مانگنے والے ہو۔ تو اسے لے لو اور اگر اس صفت پر نہیں ہو تو پھر اپنے آپ کو اس مال کے پیچھے نہ لگاؤ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | انت غیر مشرف ولا سائل | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مال اشراف نفس اور سوال کے بعد حاصل ہو وہ بھی مکروہ ہوگا کیونکہ معروف ومشہور کا مشروط کی طرح ہوتا ہے۔ کہ نفس انتظار کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کراہۃ حاصل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت حکیم بن حزام کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ کی قسم! آپؐ کے بعد میرا ہاتھ کسی عرب کے ہاتھ کے نیچے نہیں آئے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو نبھایا اور اپنا حق بھی وصول نہیں کرتے تھے۔ کہ کہیں لینے کی عادت نہ پڑ جائے۔ اور نفس حد سے آگے تجاوز کر جائے۔ اور حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ان پر گواہ اس لئے بنایا۔ کہ کوئی ان کو متہم نہ کرے۔ کہ وہ ان کی قدر نہیں پہچانتے۔ حکیم بن حزامؓ بعثت نبوی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔ اسلام لانے میں تاخیر ہو گئی۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ ساٹھ سال جاہلیت میں عمر گزاری اور ساٹھ سال اسلام میں گزرے۔ ۶۴-۶۵ھ میں مدینہ منورہ کے اندر وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

بَابُ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا

ترجمہ۔ جو شخص لوگوں سے مال کثیر کرنے کے لئے سوال کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۴ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ وَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْاُذُنِ بَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِاٰدَمَ ثُمَّ بِمُوْسٰى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ عَبْدُ اللهِ فَيَشْفَعُ لِيُقْضٰى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِيْ حَتّٰى يَاْخُذَ حَلْقَةَ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَحْمَدُهٗ اَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہے گا۔ یہاں تک کہ جب قیامت کے دن آئے گا۔ تو اس کے چہرہ میں گوشت کا ٹکڑا نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سورج قیامت کے دن اتنا قریب آجائے گا۔ کہ پسینہ کان کے آدھے حصّہ تک پہنچ جائے گا۔ پس وہ لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ پہلے آدمؑ بعد ازاں موسیٰ علیہ السّلام بعد ازاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب

کریں گے۔ اور عبداللہ نے یہ الفاظ زائد کئے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے۔ تاکہ مخلوقات کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چل کر جنت کے دروازہ کے حلقہ کو پکڑیں گے۔ پس اسی دن اللہ تعالیٰ آپؐ کو مقام محمود تک پہنچا دے گا۔ جہاں تمام اہل محشر آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔ یہی مقام شفاعت ہو گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ان الشمس تدنو | اگرچہ یہ دو واقعے الگ الگ ہیں مگر راوی نے ان دونوں کو یکجا ذکر کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | لیس فی وجہہ الخ | خطابیؒ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ سائل ایک ذلیل ہو گا نہ تو اس کی کوئی قدر ہو گی اور نہ ہی اس کا کوئی مرتبہ ہو گا یا مراد یہ ہے۔ کہ اس کے چہرہ میں اتنا عذاب دیا جائے گا۔ کہ اس کا گوشت تک گر جائے گا۔ کیونکہ سوال کر کے اس نے چہرہ کو ذلیل کر دیا تھا۔ اور تیسرا مطلب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا چہرہ سارے کا سارا ایک ہڈی کی شکل میں ہو گا۔ اور یہی اس کے پہچانے جانے کی علامت ہو گی۔ مہلبؒ نے اسے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ جب چہرہ میں گوشت کا ٹکڑا نہیں رہے گا۔ اور سورج بہت قریب ہو گا۔ تو دھوپ کی اذیت گوشت کے نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ہو گی۔ اس سے دونوں واقعات میں مناسبت بھی ظاہر ہو گئی۔

نصف الاذن ای من بعضہم یعنی بعض کو پسینہ کان تک اور بعض کا ٹخنے تک بعض کا گھٹنوں تک ہو گا۔ اور بعض کا نصف کان تک ہو گا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى لَا يَسْئَلُونَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَكَمِ الْغِنٰى وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔ باب اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ لوگوں سے چمٹ چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔ اور غنی کتنی مقدار میں حاصل ہوتا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اتنا مال نہیں رکھتا جو اس کو غنی کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ صدقات ان فقراء کے لئے ہے۔ جو

اللہ تعالیٰ کے راستے میں روک دیئے گئے ہیں۔ جو زمین پر چل پھر کر کام کاج کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ سوال سے بچنے کی وجہ سے ناواقف حال ان کو غنی سمجھتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ تک آپؐ نے پڑھا۔

حدیث نمبر ۱۲۸۵ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ الْاُكْلَةُ وَالْاُكْلَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَيْسَ لَهٗ غِنًى وَّيَسْتَحْيِيْ اَوْ لَا يَسْاَلُ النَّاسَ اِلْحَافًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مسکین اور غریب وہ نہیں ہے۔ جسے ایک لقمہ یا دو لقمے واپس کر دیں۔ لیکن حقیقی مسکین وہ ہے۔ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو۔ جو اسے سوال سے بے پرواہ کر دے۔ شرم کرے یا لوگوں سے چمٹ چمٹ کر نہ مانگے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۶ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنِ اكْتُبْ اِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ۔

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ صحابی کی طرف خط لکھا کہ تم مجھے ایسی بات لکھ کر بھیجو جو تم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے لکھا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند کرتا ہے۔ فضول باتیں۔ مال کو ضائع کرنا اور بہت مانگنا۔

حدیث نمبر ۱۲۸۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ الخ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَّاَنَا جَالِسٌ فِيْهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فِيْهِمْ لَمْ يُعْطِهٖ وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُمْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَّاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ

قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَجَمَعَ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ أَقْبِلْ أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فَكُبْكِبُوا قُلِبُوا مُكِبًّا أَكَبَّ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ فِعْلُهُ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلَى أَحَدٍ فَإِذَا وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتُ كَبَّهُ اللّٰهُ بِوَجْهِهِ وَكَبَبْتُهُ أَنَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت پر عطیہ کیا۔ جن میں مَیں بھی بیٹھا ہوا تھا۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا۔ میں نے اٹھ کر آہستہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ میں نے کہا حضرت! آپؐ فلاں شخص سے کیوں اعراض فرماتے ہیں۔ حالانکہ میں تو اللہ کی قسم! اسے مؤمن سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا مؤمن نہیں مسلم کہو۔ راوی فرماتے ہیں۔ پس تھوڑی دیر میں خاموش رہا۔ پھر اس کا وہ حال جو مجھے معلوم تھا مجھ پر غالب آگیا تو میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپؐ فلاں شخص سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں تو اسے مؤمن سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ مؤمن نہ کہو مسلمان کہو۔ تین مرتبہ یہ گفتگو ہوئی۔ جس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ میں جو کسی آدمی کو دیتا ہوں۔ حالانکہ دوسرا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ وہ اس خطرہ کے پیش نظر دیتا ہوں۔ کہ کہیں وہ چہرے کے بل جہنم میں نہ گر جائے۔ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے میری گردن اور کندھے کے درمیان مُکا مارا۔ پھر فرمایا اے سعد! متوجہ ہو جاؤ۔ بلاشبہ میں آدمی کو اس لئے دیتا ہوں الخ امام بخاریؒ الفاظ کی تشریح فرماتے ہیں۔ کبکبو کے معنی

الٹے ڈالے جائیں گے۔ مکبا اوندھے منہ۔ اکب الرجل۔ اس وقت بولتے ہیں۔ جب اس کا فعل کسی دوسرے پر واقع نہ ہو۔ جب واقع ہو تو کہتے ہیں۔ کبہ اللہ لوجہہ وکببت انا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اکب لازم ہے۔ اور کب متعدی ہے۔ نیز! امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ صالح بن کیسان محدث امام زہریؒ سے عمر میں بڑے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کا زمانہ پایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۸ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّہُ اللُّقْمَۃُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنِ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ لَایَجِدُ غِنًی یُّغْنِیْہِ وَلَایُفْطَنُ بِہٖ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْہِ وَلَایَقُوْمُ فَیَسْأَلُ النَّاسَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں ہے۔ جو لوگوں کے پاس گھومتا پھرتا ہے۔ جسے ایک لقمہ یا دو لقمے ایک کھجور کا دانہ یا دو دانے واپس کر دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت مسکین وغریب وہ ہے جو اتنا سرمایہ نہیں رکھتا جو اس کی ضروریات پوری کر دے۔ اور نہ ہی کسی کو اس کے متعلق علم ہو سکتا ہے۔ کہ اس پہ صدقہ کیا جائے اور نہ ہی خود کھڑے ہو کر لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۹ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ یَّأْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ ثُمَّ یَغْدُوْا وَاَحْسِبُہٗ قَالَ اِلَی الْجَبَلِ فَیَحْتَطِبُ یَبِیْعُ فَیَاْکُلُ وَیَتَصَدَّقُ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّسْأَلَ النَّاسَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے ایک آدمی اپنی رسی لے کر صبح کو پہاڑ کی طرف چلا جائے۔ لکڑیاں جمع کر کے بیچ دے۔ خود بھی کھائے اور صدقہ بھی کرے۔ یہ بہتر ہے اس سے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لیس لہ غنی یعنی اتنا مال نہیں جو اسے سوال کرنے سے بے پرواہ کر دے بلکہ سوال کرنے سے پھیر دے۔ وہ اس قدر ہے کہ اس کے اس دن

کی ضروریات پوری کر دے۔ کیونکہ جب آدمی کو اس قدر میسر ہو جائے تو وہ سوال کرنے سے مستغنی ہو جائے گا۔ یہی وہ مقدار ہے جس کو ترجمہ کا جزء بنایا گیا تھا۔

غشیتہ ان یکبتہ فی النار یا تو مرتد ہو کر ہمیشہ کے لئے جہنم میں گرے گا یا اگر ہمیشہ جہنم میں نہ رہے۔ مگر سوال حرام کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔ اس سے ترجمہ ظاہر ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریا لیس له غنی امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کم الغنی کہ غنی کی کیا مقدار ہے۔ احادیث باب میں سے کسی حدیث سے یہ مقدار ثابت نہیں ہوتی تو قطب گنگوہیؒ نے اس اشکال کا جواب دیا۔ جو بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قدر مال ہو جو اس کی ایک دن اور رات کی ضرورت پوری کر دے۔ بعض روایات میں پچاس درہم وارد ہوا ہے۔ اور بعض میں اوقیہ کا لفظ وارد ہے۔ لیکن یہ احادیث امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں تھیں۔ اس لئے ان کو بیان نہیں کیا۔ اور یہ بھی ہے غنی یغنیه سے استفادہ کیا ہو۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں۔ وہ شئی جو اس کی ضرورت پوری کر دے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ اتنی مقدار جس سے سوال کرنا حرام ہو جائے وہ قوت الیوم واللیلۃ ہے۔

لا یسئلون الناس سے مراد سوال کی حرمت ثابت کرنا ہے اور یہ بھی کہ کتنی مقدار سے سوال کرنا حرام ہو جائے گا۔

لا یستطیعون اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو زمین میں چل پھر کر کما سکتا ہے اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ غنی ہے۔

ولکن المسکین الخ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غنی یہ ہے کہ انسان نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو۔ جس کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ آپؒ کا مستدل ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ جس میں ہے تؤخذ من اغنیاءھم وترد علی فقرائهم۔ کہ غنیوں سے زکوٰۃ لی جائے اور ان کے فقراء پر خرچ کی جائے۔ جس سے زکوٰۃ لی جائے اس کو غنی کہا گیا ہے۔ اور وہ مالک نصاب ہوتا ہے۔ اس طرح احناف کے نزدیک غنی کی تین اقسام ہوئیں۔ ایک تو مایوجب الزکوٰۃ جو مال زکوٰۃ کو واجب کرے۔ دوسرا جو زکوٰۃ لینا حرام کر دے۔ تیسرا جو سوال کرنا حرام کر دے۔ ایجاب زکوٰۃ تو بعد حولان حول یعنی سال گزرنے کے بعد ہوگا اور زکوٰۃ لینا

محض مالک نصاب ہونے سے حرام ہو جائے گا اور تیسرا جس سے سوال حرام ہو وہ یہ کہ قوت یوم ولیلۃ کا مالک ہو۔ اور اتنا کپڑا موجود ہو۔ جس سے ننگ چھپا سکے۔ دیگر ائمہ کے نزدیک بہت اختلاف ہے۔ جس سے مسئلہ خلط ملط ہو جاتا ہے۔ احنافؒ کا مسلک واضح ہے۔

بہذا یظہر الترجمۃ ظاہر ترجمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہے۔ مگر قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ فرمائی ہے۔ یکبہ فی النار سے اگر خلود مراد ہے تو یہ مرتد کے لئے ہے۔ اگر دخول جہنم مراد ہے تو یہ اس مسلمان کے لئے ہے جو سوال حرام کا مرتکب ہو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہے۔ کہ جس شخص کو آپ نے چھوڑ دیا تھا۔ حضرت سعدؓ کی مراجعت کے باوجود اس نے سوال نہیں کیا۔

الحاصل حدیث باب سے دو امر کی طرف اشارہ ہوا ایک تو یہ کہ عطیہ کرنے کی حکمت بتلائی اور جعیل کو محروم فرمایا۔ کیونکہ مؤلفۃ القلوب کے مرتد ہونے کا خطرہ تھا۔ جو جعیل کے محروم کرنے میں نہیں تھا۔ دوسرا حکم یہ ثابت ہوا کہ امر باطنی کے متعلق وثوق سے کوئی بات نہ کی جائے۔ البتہ ظاہر امر پر ثنا جائز ہے۔

بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ

ترجمہ۔ کھجور کا اندازہ لگانا جسے ہندی میں کنترہ کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۹۰ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اخْرُصُوا وَخَرَصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَلَا يَقُومَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّئٍ وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ

فَلَمَّا اَتٰی وَادِی الْقُرٰی قَالَ لِلْمَرْءَةِ کَمْ جَاءَتْ حَدِیْقَتُكِ قَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ مُتَعَجِّلٌ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَمَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ یَّتَعَجَّلَ مَعِیَ فَلْیَتَعَجَّلْ فَلَمَّا قَالَ ابْنُ بَكَّارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهُ اَشْرَفَ عَلَی الْمَدِیْنَةِ قَالَ هٰذِهٖ طَابَةٌ فَلَمَّا رَاٰی اُحُدًا قَالَ هٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَیْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ دُوْرُ بَنِی النَّجَّارِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِیْ سَاعِدَةَ اَوْ دُوْرُ بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَ فِیْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ یَعْنِیْ خَیْرًا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَیْهِ حَائِطٌ فَهُوَ حَدِیْقَةٌ وَّمَا لَمْ یَكُنْ عَلَیْهِ حَائِطٌ لَا یُقَالُ حَدِیْقَةٌ وَ قَالَ سُلَیْمَانُ ثُمَّ دَارُ بَنِی الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِیْ سَاعِدَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحُدٌ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوحمید الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کے لئے نکلے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وادی القرٰی میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے باغ کے اندر کھڑی ہے۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔ اس کے باغ کا کنترہ کرو۔ اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دس وسق کا اندازہ فرمایا (ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے) پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا۔ کہ جو کچھ اس باغ کی پیداوار نکلے اس کو شمار کر کے حفاظت کرو۔ پس جب ہم تبوک پہنچے تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ آج رات ایک سخت آندھی چلے گی۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہو۔ اور جس کے ساتھ اونٹ ہو۔ وہ اس کے گھٹنے باندھ دے۔ پس ہم نے ان کو باندھ لیا۔ اور سخت آندھی چلی تو ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا جسے آندھی نے قبیلہ طے کے دو پہاڑوں میں جا پھینکا اور ایلہ کے بادشاہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پہ دیا۔ جس کو اس نے چادریں پہنائی ہوئی تھیں اور آپؐ نے اس کے لئے اس کا سمندری علاقہ لکھ دیا کہ تو اس کا بادشاہ ہے اور جو جزیہ مقرر تھا اس کو

برقرار رکھا۔ پھر جب وادی القریٰ واپس پہنچے تو آپؐ نے اس عورت سے پوچھا تیرا باغ کس قدر پھل لایا۔ اس نے وہی دس وسق بتلائے۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ فرمائے تھے۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جلدی مدینہ جا رہا ہوں۔ تم میں سے جو شخص جلدی میرے ساتھ جانا چاہے۔ وہ جلدی کرلے۔ پس جب مدینہ نظر آیا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ طابہ ہے۔ جب احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بہترین محلوں کی خبر نہ دوں۔ ہم صحابہ نے کہا۔ کیوں نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ پہلے تو بنو النجار کا محلہ بہتر ہے پھر بنو عبد الاشہل کا محلہ پھر بنو ساعدہ کا محلہ یا بنو الحارث بن الخزرج کا محلہ اور انصار کے تمام محلوں میں خیر ہی خیر ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں ہر وہ باغ جس کے ارد گرد دیوار بنی ہوئی ہو۔ اس کو حدیقہ کہتے ہیں۔ اگر دیوار نہ ہو تو اسے حدیقہ نہیں کہا جاتا۔ سلیمان کی سند میں بنو الحارث بن الخزرج کے محلہ کا ذکر پہلے ہے۔ اور بنو ساعدہ کے محلہ کا ذکر بعد میں ہے۔ اور روایۃ میں ھذا جبل کی بجائے اُحد جبل یحبنا ونحبہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اس باب سے مقصد پھلوں کے اندازہ کرنے کا جواز ثابت کرنا ہے۔ حتیٰ کہ عشر والی زمین اور عرایا وغیرہ صدقات میں بھی جائز ہے۔ اگرچہ اندازہ سے خرید و فروخت ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں تبادلہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ابن رشد نے بدایہ میں ذکر فرمایا ہے کہ نصاب کو اندازہ سے مقرر کرنا اور اس کا اعتبار کرنا۔ جمہور علماء کے نزدیک کھجور اور انگور میں جائز ہے۔ جب کہ وہ پکنے لگیں۔ داؤد ظاہری صرف کھجور میں اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اور علماء احنافؒ فرماتے ہیں۔ کہ خرص باطل ہے۔ رب المال کے قبضہ میں جو کچھ آئے اس کا عشر ادا کرے خواہ وہ خرص سے بڑھ جائے یا کم ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ اگرچہ احادیث سے خرص بھی ثابت ہے۔ مگر وہ روایات جن سے اصول وضوابط معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ان کے معارض ہیں۔ مثلاً آپؐ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا۔ وہ بیع التمر فی رؤس النخل بالتمر کیلاً کو کہتے ہیں۔ کہ درختوں پر لٹکی ہوئی کھجور اور انگور کو ڈھیری والی کھجور سے تبادلہ کیا جائے۔ نیز آپ نے بیع الرطب بالتمر کو نسیئۃً منع فرمایا ہے۔ رہا خیبر والا معاملہ تو وہ زکوٰۃ کے طور پر نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک تخمینہ تھا۔ جس سے

ہر قوم کے پھلوں کو معلوم کرنا تھا۔ رہے حبوب یعنی دانے ان کے خرص نہ کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ کا میلان اس کے جواز کی طرف ہے۔ حتیٰ کہ عشر اور عرایا میں بھی جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ حدیث سے ثابت ہے۔ تاویل نہ کرنی چاہیئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | قام رجل یہ بیان واقع کا ہے۔ اس میں تصریح نہیں ہے۔ کہ وہ آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے تھا یا کوئی اور آدمی تھا۔ ظاہر یہی ہے کہ وہ صحابی نہیں تھا۔ اس حدیث سے مقصود آندھی کی شدت بیان کرنا ہے۔ تاکہ وہ لوگ خود بھی محفوظ ہوں اور ان کی سواریاں بھی محفوظ رہیں۔ نیز! شیخ گنگوہیؒ نے جو اشرف کی تحقیق فرمائی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف لمّا کا تعلق اشرف سے ہے قال سے نہیں ہے۔

بخیر دور الانصار ان کی خیریت قدیم الاسلام ہونے اور نصرت میں سبقت کرنے کی وجہ سے ہے۔

تشریح از قاسمی | احد جبل یحبنا الخ یا تو حقیقی معنی مراد ہیں کہ جیسے اللہ تعالےٰ نے کھجور کے تنے میں محبت پیدا کر دی تھی یا پتھر آپؐ کو سلام کرتے تھے۔ ایسے اُحد بھی محبت کرتا ہو یا مجازی معنی ہیں کہ اہل الجبال یعنی انصار ہم سے محبت کرتے ہیں اور ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔

بَابُ الْعُشْرِ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَّآءِ السَّمَآءِ وَالْمَآءِ الْجَارِي وَلَمْ يَرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا۔

ترجمہ۔ عشر ان اراضی پر ہے جن کو بارش کے پانی سے یا چالو پانی سے سیراب کیا جاتا ہو۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ شہد کے اندر کچھ بھی واجب نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۱ **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الخ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا تَفْسِيرُ الْأَوَّلِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْأَوَّلِ يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَآءُ الْعُشْرُ

وَبَيَّنَ فِي هٰذَا وَوَقَّتَ وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ وَالْمُفَسَّرُ يَقْضِي عَلَى الْمُبْهَمِ إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبْتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ قَدْ صَلّٰى فَأُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ جو زمین بارش کے پانی یا چشموں کے پانی سے سیراب ہو یا سیلابی پانی سے سیراب ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ ہے۔ اور جو کھینچے ہوئے پانی سے سیراب ہو تو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں یہ پہلی حدیث کی تفسیر ہے۔ کیونکہ حضرة کی پہلی حدیث میں تفصیل بیان نہیں ہوئی اور اس حدیث میں فیما سقت السماء میں تفصیل اور تحدید ہوگئی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہے۔ اور مفسر حدیث مبہم کے خلاف فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ ثقہ لوگ اس کی تفسیر کریں۔ جیسے حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ پڑھی ہے۔ تو حضرت بلالؓ کے قول کو لیا گیا اور فضل بن عباسؓ کے قول کو چھوڑ دیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | لم یوقت وبیّن فی ھذا لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں کوئی ابہام نہیں جس کے نتیجہ میں ابو سعید کی روایت کو اس کی تفسیر قرار دیا جائے بلکہ دونوں روایتوں کے معنی ظاہر اور واضح ہیں۔ جو بیان کے محتاج نہیں۔ کیونکہ دونوں روایتیں دو امر کو ثابت کر رہی ہیں۔ ایک کو دوسرے پر حمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ امام بخاریؒ کا والزیادۃ مقبولۃ یہ مسلم ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ جب کہ وہ اوثق کی روایت کے منافی نہ ہو۔ لیکن یہ ضابطہ امام بخاریؒ کے لئے مفید نہیں۔ اس لئے کہ زیادتی تو ابن عمرؓ کی روایت میں ہے۔ ابو سعیدؒ کی روایت میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ مادون خمسۃ اوسق کو ابو سعیدؒ کی روایت شامل نہیں ہے۔ بلکہ مفہوم مخالف کے طریق پر عشر کی نفی ہو رہی ہے۔ البتہ ابن عمرؓ کی روایت اس کو شامل ہے۔ اور وہ عشر کا حکم ثابت کر رہی ہے۔ تو یہ معنوی زیادۃ ہے۔ تو ابن عمرؓ کی حدیث کے حکم کی

زیادتی کو قبول کیا جائے گا۔ جیسا کہ مؤلف نے قاعدہ باندھا ہے ۔ اس طرح حضرت بلالؓ کی روایت سے مثال بیان کرنا بھی صحیح نہیں ۔ اس لئے کہ اس میں نہ مفسّر ہے نہ مبہم ہے اور نہ ہی کوئی ثقہ کی زیادتی ہے بلکہ اس کو تو ایک دوسرے ضابطہ کے تحت اختیار کیا گیا ہے ۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے ۔ اگر مصنفؒ کی مراد الزیادۃ مقبولہ کے یہ معنی ہیں ۔ تو ابن عمرؓ کی روایت مثبت ہے جس سے فیما دون خمسۃ اوسق کا حکم ثابت ہو رہا ہے ۔ ابو سعیدؓ کی روایت تو مفہوم مخالف کے طور پر نافی ہے ۔ لہٰذا اس ضابطے کے مطابق اس میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر عمل کرنا لازم ہے ۔ کہ فیما دون خمسۃ اوسق پر عشر واجب ہوگا ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اگر حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر اشکال ہو کہ وہ تو مجمل ہے ۔ جس کی تفسیر لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ سے ہوگئی ۔ کہا جائے گا ۔ کہ فیما سقت السماء کلمہ ما عموم کا ہے ۔ جس کو عموم پر رکھا جائے ۔ تخصیص نہ کی جائے ۔ اس مسئلہ مختلف فیہا کی توضیح یہ ہے ۔ کہ حبوب و ثمار یعنی دانے اور پھلوں کا نصاب ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پانچ وسق ہے اور ابو سعیدؓ کی روایت میں جو صدقہ ہے اس سے عشر مراد لیتے ہیں ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ زکوٰۃ مراد لیتے ہیں ۔ کہ ابو سعید کی روایت میں زکوٰۃ تجارت پر محمول ہے ۔ اور احنافؒ نے ایک روایت خاصہ سے بھی استدلال کیا ہے ۔ جس کو امام طحاویؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے مرفوعاً نقل کیا ہے ۔ و فی کل عشرۃ اقناءٍ قنوٌ ترجمہ کہ ہر دس خوشے پر ایک خوشہ صدقہ ہے ۔ یوضع فی المساجد للمساکین ۔ کہ اسے مسکینوں کے لئے مساجد میں رکھا جائے ۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے خود ترجمہ باندھا ہے ۔ تعلیق القنو فی المسجد ۔ مسجد کے اندر خوشہ لٹکانا ۔ و کان علیہا معاذ بن جبل یعنی معاذ بن جبل ان خوشوں کے منتظم تھے ۔ چنانچہ ابن العربی فرماتے ہیں کہ تمام مذاہب میں سے احناف کا مسلک دلیل کے اعتبار سے بھی قوی ہے ۔ کیونکہ وہ عموم آیت اور عموم حدیث سے ثابت ہے اور مساکین کے بھی موافق ہے ۔ اور شکر نعمت کے طور پر بھی افضل ہے ۔ حضرات ائمہ ثلاثہؒ نے حضرت ابو سعید کی روایت کے دس جوابات دیئے ہیں ۔ جن کی تفصیل اوجز میں ہے ۔ ابو سعید کا سب سے اچھا جواب میرے نزدیک یہ ہے ۔ کہ فیما دون خمسۃ اوسق کو خود ادا

کریں ۔ بیت المال میں لے جانے کی ضرورت نہیں زائد کو بیت المال میں داخل کیا جائے ۔

تشریح از قاسمی لم یر عمر بن عبد العزیز فی العسل شیئا ای من الزکوٰۃ اس ترجمہ میں شہد کا ذکر کرنا اس بات پر تنبیہ ہے ۔ کہ حدیث کا تقاضا یہ ہے ۔ کہ عشر فیما سقت السماء کے ساتھ خاص ہے ۔ عسل اس میں سے نہیں ہے ۔ اس لئے اس پر عشر نہیں ہوگا ۔ گویا کہ حنفیہؒ پر رد کرنا ہے ۔ یا اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے ۔ مؤطا امام محمدؒ میں روایت ہے ۔ اما العسل ففیہ العشر جبکہ پانچ مشکیزے ہو ۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں ۔ فی قلیلہ وکثیرۃ العشر امام شافعیؒ اور امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں ۔ لاشئی فی العسل حالانکہ امام ترمذیؒ اور ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ فی العسل فی کل عشر ازق زق الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ امام بخاریؒ کی غرض ھذا تفسیر الاول سے یہ ہے کہ حدیث ابن عمرؓ تو نصاب اور دون نصاب سب کو شامل ہے ۔ اور حدیث ابوسعید لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقہ یہ قدر نصاب کے ساتھ خاص ہے ۔ اور خاص اور عام جب متعارض ہوں ۔ تو خاص عام میں تخصیص پیدا کر دے گا ۔ قضی علیہ کا یہی مقصد ہے ۔ لیکن علماء احنافؒ فرماتے ہیں ۔ کہ عام کو اپنے عموم پر رہنے دیا جائے ۔ اس میں تخصیص نہ کی جائے ۔ اس جگہ تاریخ معلوم نہیں کہ کون مقدم ہے کون مؤخر ہے ۔ اس لئے احتیاط یہی ہے کہ عام کو آخر قرار دیا جائے دوسرے یہ ہے کہ آپؐ نے صدقہ کی نفی فرمائی ہے ۔ عشر کی نفی نہیں فرمائی ۔ واقعی صدقات کو تو آیت زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا ۔ لیکن عشر تو صدقہ ہی نہیں ہے ۔ بلکہ یہ تو ایک قسم کا ٹیکس ہے جو وقف زمین پر بھی عائد ہوتا ہے ۔ حالانکہ وقف پر زکوٰۃ نہیں ۔

بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ ۔ پانچ وسق سے کم پر صدقہ نہیں ہے ۔

حدیث نمبر ۱۲۹۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

وَلَا فِيْ أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ وَلَا فِيْ أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجور پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اِس طرح پانچ اونٹ سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ اور چاندی کے پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی یہ روایت ابی سعیدؓ اگرچہ ہمارے بخاری کے نسخوں میں بعد میں وارد ہوئی ہے۔ لیکن فربری کے نسخہ میں حدیث ابو سعید پہلے ہے۔ اس کے بعد حدیث ابن عمرؓ وارد ہے۔ اس لئے اوّل سے مراد حدیث ابن عمرؓ ہے۔ جو حدیث الباب ہے۔

بَابُ أَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ۔

ترجمہ۔ کھجور کا صدقہ کھجور کے کاٹنے کے وقت لیا جائے۔ کیا بچے کو چھوڑ دیا جائے کہ صدقہ کے کھجور کو چھوتا رہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۳ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيْءُ هٰذَا بِتَمْرِهٖ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهٖ حَتّٰى يَصِيْرَ عِنْدَهٗ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهٗ فِيْ فِيْهِ نَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهِ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا يَأْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کھجوروں کی کٹائی کے وقت آپؐ کے پاس کھجور لائی جاتی تھی۔ یہ اپنی کھجور لا رہا ہے وہ اپنی کھجور لا رہا ہے۔ یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ اس کھجور سے کھیلتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے کھجور کا دانہ لیا اور اپنے منہ میں ڈال لیا۔ تو آپؐ نے ان کی طرف دیکھا اور

وہ دانہ منہ سے نکال لیا۔ فرمایا۔ تم جانتے نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان صدقہ کو نہیں کھایا کرتا۔

بَابُ مَنْ بَاعَ ثِمَارَهُ اَوْ نَخْلَهُ اَوْ اَرْضَهُ اَوْ زَرْعَهُ وَقَدْ وَجَبَ فِيْهِ الْعُشْرُ اَوِ الصَّدَقَةُ فَاَدَّى الزَّكٰوةَ مِنْ غَيْرِهٖ اَوْ بَاعَ ثِمَارَهُ وَلَمْ تَجِبْ فِيْهِ الصَّدَقَةُ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَةَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا فَلَمْ يَحْظُرِ الْبَيْعَ بَعْدَ الصَّلَاحِ عَلٰى اَحَدٍ وَلَمْ يَخُصَّ مَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الزَّكٰوةُ مِمَّنْ لَمْ تَجِبْ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنے پھل بیچ دیئے یا کھجور کے درخت اور زمین یا اپنی کھیتی بیچ دی۔ جب کہ اس پر عشر واجب ہو چکا تھا۔ اس طرح زکوٰۃ واجب ہو چکی تھی۔ تو اس نے زکوٰۃ دوسرے مال سے ادا کر دی۔ یا پھلوں کو ایسے حال میں بیچ دیا کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی تھی۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ پھلوں کو اس وقت تک نہ بیچو۔ جب تک کہ ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ اور پکنے کے بعد جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر خرید و فروخت کی ممانعت نہیں فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس پر زکوٰۃ واجب ہے اور کس پر نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۴ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَكَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتّٰى تَذْهَبَ عَاهَتُهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے دانے کی بیع سے منع فرما دیا۔ جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔ اور جب آپؐ سے صلاحیت کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس کی آفت کا خطرہ ٹل جائے۔ یعنی پکنا شروع ہو جائے مٹھاس آنے لگے کھٹاس زائل ہو جائے۔ تو اس وقت وہ بڑھے گا۔ بڑے ہونے کی وجہ سے ضائع نہیں ہوگا اس سے قبل آفت کا شکار ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۹۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرما دیا۔ جب تک ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۹۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قَالَ حَتّٰى تَحْمَارَّ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرما دیا جب تک کہ پکنے نہ لگیں یعنی سرخ ہونے لگیں۔

تشریح از قاسمی باع ثمارہ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ کھجور کے درخت جن پر پھل آچکا ہے۔ اور وہ زمین جس پر کھیتی تیار ہو گئی ہے۔ ان کا بیچنا جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ نفس نخل اور ارض پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

فلم یحظر البیع خطر کے معنی منع کرنے کے ہیں۔ اس سے امام بخاریؒ امام شافعیؒ پر رد کر رہے ہیں۔ جن کے نزدیک یہ بیع فاسد ہے۔ کیونکہ یہ بیع ما یملک و ما لا یملک کی ہے۔ کہ مسکینوں کا حصہ بھی جس کا وہ مالک نہیں اسے بھی بیچ رہا ہے۔ اس لئے یہ سودا ہی فاسد ہو جائے گا۔ فلم یحظر کو فا سے اس لئے ذکر کیا کہ یہ ما قبل کی تفسیر ہے۔

حتی تذھب عاھتہ ظاہرا حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بیع مطلقاً ممنوع ہے۔ حالانکہ اگر بیع کے وقت قطع کی شرط لگا دی جائے تو بالاجماع جائز ہے۔

بَابٌ هَلْ يَشْتَرِيْ صَدَقَتَهٗ وَلَا بَأْسَ اَنْ يَّشْتَرِيَ صَدَقَةَ غَيْرِهٖ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَهَى الْمُتَصَدِّقَ خَاصَّةً عَنِ الشِّرٰى وَلَمْ يَنْهَهٗ غَيْرَهٗ۔

ترجمہ۔ کیا آدمی اپنے صدقہ کو خرید سکتا ہے۔ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کہ کسی دوسرے کے صدقہ کو خرید کرلے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کر متصدق (صدقہ کرنے والے) کو خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ دوسرے کو منع نہیں فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۲۹۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ بْنَ الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ يُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ يَّشْتَرِيَهٗ

ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهُ فَقَالَ لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ فَبِذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَتْرُكُ اَنْ يَبْتَاعَ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهٖ اِلَّا جَعَلَهُ صَدَقَةً۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے تھے۔ کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا پھر دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔ انہوں نے خرید کر لینے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشورہ طلب کرنے لگے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اپنے صدقہ میں عود نہ کرو۔ اسی بنا پر ابن عمرؓ کسی صدقہ شدہ چیز کو بکتا ہوا دیکھتے مگر اُسے صدقہ کر کے ہی چھوڑ دیتے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ سَمِعْتُ عُمَرَؓ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جہاد فی سبیل اللہ میں ایک شخص نے سواری کے لئے گھوڑا دیا۔ پس اس نے اس کو ضائع کر دیا۔ میں نے اس کے خرید کر لینے کا ارادہ کیا۔ اور میرا گمان تھا کہ وہ سستے نرخ پہ اسے بیچ دے گا۔ اس کے بارے میں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا اس کو مت خرید و۔ اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے دے دے۔ اپنے صدقہ میں عود نہ کرو۔ کیونکہ اپنے صدقہ میں عود کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے اپنی قے کے اندر عود کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | العائد فی صدقتہ اس صورت میں عود لازم ہے۔ اگرچہ بعض اجزاء کے اندر ہو۔ کیونکہ بائع جب واہب متصدق کے پاس سستے داموں بیچے گا تو جتنی مقدار قیمت کی وہ کم کرے گا۔ تو حکماً وہ حصہ رجوع کیا ہوا شمار ہوگا تو اس سے بچنا اولیٰ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ کہ متصدق کی غرض ثواب آخرت تھا۔ جب اس نے اپنے صدقہ کو سستے داموں خرید لیا۔ تو گویا اس نے آخرت سے اعراض کرکے دنیا کو اختیار کیا۔ بایں ہمہ عادت یہ ہے کہ مفت میں حاصل کرنے والا شخص غیر متصدق کے پاس سستے داموں بیچتا ہے تو متصدق کے پاس تو اور کمی کرے گا۔ تو وہ اس مقدار ساقط میں عود کرنے والا ہوا۔ امام بخاریؒ نے حدیث الباب پر دو ترجمے باندھے ہیں۔ ایک تو هل یشتری الرجل صدقته اور دوسرا لا بأس ان یشتری صدقة غیرہ میرے نزدیک هل یشتری سے امام بخاریؒ نے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ شراء المتصدق صدقتہ حرام ہے۔ ظاہر حدیث کی وجہ سے لیکن جمہور علماء اسے کراہۃ تنزیہ پر محمول کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں قبح لغیرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے مال کا وارث بن جائے یا تیسرے کی طرف منتقل ہونے کے بعد پھر اسے یہ خرید کرلے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ یہی احناف اور جمہور علماء کا مسلک ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ

ترجمہ۔ نبی اکرمؐ اور آپؐ کی آل اولاد پر جو صدقہ کیا جائے اس کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے اس باب میں اس کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۹ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّؓ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَخْ كَخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؓ صدقہ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور کا دانہ لے لیا۔ اور اسے اپنے منہ میں ڈال دیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کخ کخ مقصد یہ تھا کہ کسی طرح وہ اس دانے کو پھینک دے۔ پھر فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں۔ کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | کخ کخ ایک کلمہ ہے۔ جب بچہ کوئی قبیح کام کرے تو اس وقت یہ کلمہ بولتے ہیں۔ جیسے ہندی میں چھی چھی بہو بہو کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | کخ کخ یہ کلمہ زجرہ ہے۔ جس کا معنی ہے۔ رک جا رک جا۔ پھینک دے۔ ایک باب منعقد کرکے امام بخاریؒ نے اسے فارسی لفظ معرب قرار دیا ہے۔ بعض اسے عربی قرار دے کر اسمارِ اصوات میں سے کہتے ہیں۔

الحاصل امام بخاریؒ نے ترجمہ تو باندھا لیکن اس کا حکم بیان نہیں کیا۔ کیونکہ اس میں اختلاف مشہور ہے۔ یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ صدقہ علی النبیؐ کیسا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں۔ نفلی اور فرضی ہر قسم کا صدقہ نبی پر حرام ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ سے مروی ہے کہ ہر قسم کا صدقۃ الفطر و زکوٰۃ الاموال نبی اور آل نبی کے لئے حرام ہے۔ اس کے علاوہ حرام نہیں ہے۔ جیسے قرض۔ ہدیہ۔ فعل معروف یہ حرام نہیں ہیں۔ ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ تحریم صدقہ یہ آپؐ کے خصائص میں سے ہے یا دیگر انبیاء کے لئے بھی یہی حکم تھا۔ ظاہر یہی ہے کہ ہر قسم کا صدقہ فرض اور نفل آپؐ پر حرام تھا۔ جس سے بچنا آپؐ کی نبوت کی علامت قرار دیا گیا۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں **یأکل الھدیۃ ولا یأکل الصدقۃ**۔ دوسرا مسئلہ آل نبی کا ہے۔ اس میں بھی دو طرح سے بحث ہے۔ ایک آل نبی پر صدقہ کا کیا حکم ہے اور دوسرا یہ کہ آل سے کون لوگ مراد ہیں۔ اکثر احنافؒ۔ شوافعؒ اور حنابلہؒ یہی فرماتے ہیں۔ کہ نفلی صدقہ تو ان کے لئے جائز ہے۔ فرضی حلال نہیں ہے بہرحال منع کے دلائل ظاہر ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے صدقات کو اوساخ الناس فرمایا ہے۔ دوسرا مسئلہ آل سے کون مراد ہیں۔ بنو ہاشم تو بالاجماع آل میں داخل ہیں۔ البتہ بنو المطلب کے بارے میں اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ آل سے بنو ہاشم مراد ہیں۔

بَابُ الصَّدَقَۃِ عَلٰی مَوَالِیْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے آزاد کردہ غلاموں پر صدقہ کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۰۰ حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَّيِّتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِّمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردہ بکری دیکھی جو حضرت میمونہؓ کی باندی کو صدقہ کے طور پر دی گئی تھی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ اس کے چمڑے سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا۔ حضرت! یہ مردہ ہے۔ فرمایا اس کا کھانا حرام ہے۔ چمڑے سے فائدہ حرام نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۰۱ حدثنا آدم الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِلْعِتْقِ وَاَرَادَ مَوَالِيْهَا اَنْ يَّشْتَرِطُوْا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَتْ وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقُلْتُ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت بریرہؓ کو آزاد کرنے کے لئے خرید کرنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت بریرہؓ کے مالکوں نے اپنے لئے ان کے لئے ولاء کی شرط لگائی حضرت عائشہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر فرمایا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم خرید لو۔ ولاء اسی کا ہوگا۔ جو اسے آزاد کرے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت! یہ تو وہ گوشت ہے۔ جو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

تشریح از قاسمی | انما حرم اکلھا | اس حدیث سے بہت سے صحابہؓ اور تابعین نے استدلال کیا ہے۔ کہ مردہ جانور کا چمڑہ رنگ دینے سے پاک ہو جاتا ہے یہی امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

اشتریھا یہ حکم اباحت کے لئے نہیں بلکہ سرے سے شرط ہی باطل تھی۔ کیونکہ وہ

شرع کے خلاف ہے ۔

بَابُ اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ

ترجمہ ۔ جب صدقہ بدل جائے

حدیث نمبر ۱۳۰۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا اِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهٖ اِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ لَهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا ۔

ترجمہ ۔ حضرت اُمِّ عطیہ انصاریہؓ فرماتی ہیں ۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے ۔ پوچھا کوئی کھانے کی چیز ہے ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور تو کوئی چیز نہیں ہے ۔ البتہ صدقہ کی اس بکری کا گوشت موجود ہے جو آپؐ نے حضرت نسیبۃ باندی کو بھیجی تھی ۔ اس نے اسے ہمارے پاس بھیج دیا ۔ پس آپؐ نے فرمایا وہ اپنے ٹھکانے کو پہنچ گئی ۔

حدیث نمبر ۱۳۰۳ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ ۔

ترجمہ ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے ۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ گوشت لایا گیا جو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا تھا ۔ آپؐ نے فرمایا وہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے ۔

تشریح از قاسمی | قد بلغت محلها کیونکہ آپؐ نے جب نسیبۃ پر صدقہ کیا تو اس کا ملک ہو گیا ۔ وہ اپنے ملک میں بیع شراء ۔ ہبہ ۔ ہدیہ وغیرہ ہر طرح کا تصرف کر سکتی ہے ۔ تو تبدیل شئی ہو جائے گا کہ وہ اب صدقہ نہ رہا ۔ ہدیہ ہو جائے گا ۔ جو نبی اور آل نبی کے لئے حلال ہے ۔

بَابُ اَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ تُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوْا

ترجمہ۔ غنیوں سے صدقہ لیا جائے۔ کہ جہاں کہیں کے فقیر ہوں۔ ان پر خرچ کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۳۰۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ اِنَّكَ سَتَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ الْكِتَابِ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَّشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ عنقریب ایک ایسی قوم کے پاس آئے گا جو اہل کتاب ہوں گے۔ جب تو ان کے پاس آئے تو سب سے پہلے ان کو کلمۂ شہادت کی دعوت دو۔ کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس بارے میں وہ لوگ آپ کا کہنا مان لیں۔ تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ پس اگر وہ اس بارے میں آپؐ کی اطاعت کریں (کہنا مان لیں) تو ان کو بتلاؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لیا جائے اور ان کے فقراء پر خرچ کیا جائے۔ پس اگر وہ اس بارے میں آپ کا کہنا مان لیں۔ تو ان کے عمدہ مال سے بچو۔ اور مظلوم کی بد دعا سے ڈرو۔ کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ زکوٰۃ

اور صدقات محض اس شہر کے باشندوں پر خرچ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ بغیر ضرورت دوسرے شہر منتقل نہ کیا جائے۔ اور اس غرض پر حدیث باب کی دلالت ظاہر ہے۔ کیونکہ فقراء میں عموم ہے۔ تخصیص کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ چنانچہ صرف فقرائہم فرمایا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے۔ کہ اہل کتاب جن کی طرف حضرت معاذؓ بھیجے گئے تھے۔ ان کے لئے محض شہر نہیں تھے۔ بلکہ وہ تو شہروں۔ ولایتوں اور بستیوں کے مکین تھے۔ تو ان کو بتلایا گیا۔ کہ صدقہ ان پر واپس ہوگا۔ جہاں بھی وہ مقیم ہوں۔ یہ نہیں کہ محض ایک شہر کا صدقہ ان پر واپس ہوگا۔ بایں ہمہ یہ بھی ظاہر ہے کہ اغنیاءھم وفقرائہم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان اغنیاء سے وصول کرکے مسلمان فقراء پر خرچ کیا جائے۔ اس لئے کہ غیر مسلم تو مخاطب نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ یہ مسئلہ بین الائمہ مختلف فیہا رہا ہے کہ آیا ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے کیا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ علماء احنافؒ تو جواز نقل کے قائل ہیں۔ لیکن جمہور ائمہ ترک نقل کا حکم دیتے ہیں۔ بشرطیکہ اگر مستحقین نہ ہوں تو پھر دوسرے شہر منتقل کرنے کی وہ بھی اجازت دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ بھی اسی کو اختیار فرمارہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے حیث کانوا کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ زکوٰۃ کو کسی شہر سے منتقل نہ کیا جائے۔ بشرطیکہ مستحقین موجود ہوں۔ اگر کسی نے منتقل کر بھی دیا تو اکثر اہل علم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ کرمانیؒ پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام بخاریؒ کی یہ غرض کیسے متعین کرلی۔ حالانکہ انہوں نے تو حیث کانوا فرمایا ہے۔ جو عموم پر دال ہے۔ بات یہ ہے کہ اصل اختلاف اس میں ہے۔ کہ فقرائہم کی ضمیر کا مرجع شوافعؒ کے نزدیک اغنیاء ہے۔ احنافؒ فرماتے ہیں فقراء ہے۔ اور معنی فقراء المسلمین کے ہیں۔ یہ معنی عموم حدیث کے موافق ہوگا۔ ای اعم ان یکون من فقراء اہل تلک البلدۃ او غیرہم۔

بَابُ صَلٰوۃُ الْاِمَامِ وَدُعَائِہٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَۃِ وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَکِّیْہِمْ بِہَا وَصَلِّ عَلَیْہِمْ الْاٰیَۃَ

ترجمہ۔ امام کا صاحب صدقہ کے لئے دعاء کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ ان کے اموال سے صدقہ لے لو۔ تاکہ وہ انہیں پاک وصاف کر دے۔ اور آپؐ ان کے لئے دعاء کریں۔

حدیث نمبر ۱۳۰۵ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابو اوفیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ جب کوئی قوم اپنا صدقہ لے کر آپؐ کے پاس آتی تو آپؐ دعا کرتے ہوئے فرماتے۔ کہ اے اللہ! فلاں کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔ چنانچہ جب میرا باپ اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوا تو آپؐ نے آل ابی اوفیٰ کے لئے رحمت کی دعاء فرمائی۔

بَاب مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ وَقَالَ الْحَسَنُ فِی الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ الْخُمُسُ وَاِنَّمَا جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الرِّكَازِ الْخُمُسَ لَيْسَ فِی الَّذِیْ يُصَابُ فِی الْمَاءِ۔

ترجمہ۔ سمندر سے جو چیز نکالی جائے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ عنبر اور موتی میں خمس یعنی پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑے ہوئے خزانہ کے اندر تو خمس واجب کیا ہے۔ اور جو چیز پانی سے حاصل کی جائے اس میں خمس نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۰۶ وَقَالَ اللَّيْثُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ اَنْ يُّسْلِفَهٗ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ فَخَرَجَ فِی الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ فَرَمٰى بِهَا فِی الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ اَسْلَفَهٗ فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ

فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنو اسرائیل کے ایک آدمی نے کسی دوسرے اسرائیلی سے ہزار دینار قرضہ مانگا۔ پس اس اسرائیلی نے وہ رقم ایک مدت مقررہ تک دے دی۔ وہ مقروض ادائیگی کے لئے سمندر کی طرف آیا تو سمندر میں اسے کوئی سواری نہ ملی۔ اس نے ایک لکڑی لی۔ اس میں سوراخ کیا ہزار دینار اس میں رکھ کر سمندر میں پھینک دیا۔ وہ آدمی جس کو قرضہ دیا تھا اتفاق سے باہر نکلا تو اس نے اچانک لکڑی کو دیکھا تو اسے گھر والوں کے لئے سوختنی لکڑی کے طور پر پکڑ لیا۔ پھر لمبی حدیث ذکر فرمائی۔ جب اس کو کھولا تو اپنا مال اسے مل گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فاخذها لاهله حطبا اس سے امام بخاریؒ ترجمہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ سمندر سے لکڑی کو پکڑا۔ اور اس میں خمس کا ذکر نہیں ہے۔ اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فعل کی تردید فرمائی اور نہ ہی یہ ذکر فرمایا کہ خمس نہ نکالنا ان کی شریعت کا حکم تھا۔ لیکن صحابہ کرامؓ! تمہارے لئے سمندری چیز سے اس وقت تک نفع اٹھانا جائز نہیں جب تک خمس نہ نکال لو۔ تو معلوم ہوا۔ کہ سمندر سے لی ہوئی چیز پر خمس نہیں ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ یہ فرما سکتے ہیں کہ جب اس نے لکڑی پکڑ لی۔ تو وہ خمس ادا کرنا چاہتے تھے۔ کہ جب اسے چیرا تو اس میں سے مال اور رقعہ نکلا۔ تو اس نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ کیونکہ یہ تو اس کا خالص اپنا مال تھا۔ جو مدیون کی طرف سے ہبہ تھا۔ بایں ہمہ شرائع من قبلنا ہمارے لئے تب حجت ہیں۔ جب تک ہماری شریعت سے ان کا نسخ ثابت نہ ہو۔ تو جو لوگ سمندری مال کے بھی خمس کے قائل ہیں۔ وہ رکاز کو عام قرار دیتے ہیں۔ خواہ وہ خزانہ زمین سے ملے یا سمندر سے ملے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بنا پر کہ رکاز میں خمس واجب ہے۔ تو شرائع من قبلنا کے اس حکم عدم اخراج کو منسوخ قرار دیا جائے گا۔ تو واقعہ مؤلف کا ذکر کردہ حضرت حسن بصریؒ پر حجت نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ مسئلہ فی نفسہا صحیح ہے۔ کہ جو چیز سمندر سے ملے اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ کرمانیؒ نے ابن بطالؒ کا قول ذکر فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز سمندر سے پکڑی جائے۔ اس پہ کوئی صدقہ نہیں ہے۔ جس نے پایا اسی کا حق ہے۔ بشرطیکہ کوئی حقدار نہ آجائے۔ علامہ عینیؒ معترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اس باب میں داخل کر کے یہ بتلایا ہے۔ کہ سمندری چیز کا لینا مباح ہے۔ اور اس میں خمس بھی نہیں ہے۔ تو ترجمہ مایستخرج من البحر تھا۔ حدیث سے بھی مایستخرج من البحر ثابت ہے۔ محض استخراج من البحر ہیں سے مطابقت ثابت ہوئی۔ باقی اشیاء سے قطع نظر کی گئی ہے۔ اور شرائع من قبلنا جب ہماری کتاب میں بلا انکار وارد ہوں تو ہمارے رسول کی شریعت بن جائے گی۔ جیسے ان النفس بالنفس الایۃ اور انکار کی مثال علی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الایۃ اور علامہ عینیؒ نے مذاہب کی تفصیل بتلاتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ لا زکوٰۃ فی المستخرج من البحر کا للؤلؤ والمرجان والعنبر ونحوہ جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ جو چیز ساحل سمندر پہ ملے اس کا خمس دیا جائے۔ اور جو سمندر میں غوطہ لگا کر حاصل کی جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔ البتہ امام احمدؒ سے ایک روایۃ ہے کہ اس میں زکوٰۃ ہے۔ کیونکہ سمندر سونے کی کان ہے۔

بَابُ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

ترجمہ۔ خزانہ میں پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ الرِّكَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِيَّةِ فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الْخُمُسُ وَلَيْسَ الْمَعْدِنُ بِرِكَازٍ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَعْدِنِ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ وَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمَعَادِنِ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً وَقَالَ الْحَسَنُ مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ فَفِيهِ الْخُمُسُ وَمَا كَانَ مِنْ أَرْضِ السِّلْمِ فَفِيهِ الزَّكٰوةُ وَإِنْ وَجَدْتَ لُقَطَةً فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرِّفْهَا فَإِنْ كَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَفِيهَا الْخُمُسُ

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدِنُ رِكَازٌ مِّثْلُ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ لِاَنَّهُ يُقَالُ اَرْكَزَ الْمَعْدِنُ اِذَا اُخْرِجَ مِنْهُ شَيْئٌ قِيْلَ لَهُ فَقَدْ يُقَالُ لِمَنْ وُّهِبَ لَهُ الشَّيْئُ وَ رَبِحَ رِبْحًا كَثِيْرًا اَوْكَثُرَ ثَمَرُهُ اَرْكَزْتَ ثُمَّ نَاقَضَهُ وَقَالَ لَابَأْسَ اَنْ يَّكْتُمَهُ وَلَا يُؤَدِّيَ الْخُمُسَ ۔

ترجمہ۔ رکاز میں خمس ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ محمد بن ادریسؒ فرماتے ہیں۔ رکاز جاہلیۃ کا دفینہ ہے۔ جس کے قلیل اور کثیر میں خمس ہے۔ اور معدن یعنی کان رکاز دفینہ نہیں ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کے بارے میں فرمایا ہے۔ اس کی زکوٰۃ معاف ہے۔ البتہ دفینہ میں خمس ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے معادن میں سے ہر دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ لی ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ دار الحرب کے دفینہ میں تو خمس ہے۔ لیکن دار الاسلام کے دفینہ میں زکوٰۃ ہے۔ اگر دشمن کی زمین پر کوئی گری پڑی چیز تمہیں مل جائے تو اس کا اعلان کرتے رہو۔ اگر وہ لقطہ دشمن کا ہے تو اس میں خمس ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ معدن بھی رکاز ہے۔ جاہلیت کے دفینہ کی طرح۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ارکز المعدن جب کہ اس سے کوئی چیز نکالی جائے۔ مگر اس سے کہا جائے گا۔ کہ اس طرح تو جس شخص کو کوئی مال ھبہ کیا جائے اور اسے اس سے بہت سا نفع حاصل ہو۔ یا اس کے پھل بہت آ جائیں تو کہتے ہیں اَرْكَزْتَ کہ تو نے خزانہ پالیا۔ تو پھر موھوب اور پھلوں پر خمس ہونا چاہیئے۔ حالانکہ بالاجماع اس پر عشر واجب ہے۔ پھر انہوں نے خود ہی اس ضابطہ کو توڑ دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی دفینہ کو چھپالے اور اس کا خمس ادا نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۰۷ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جانور کا مارا ہوا خون ھدر اور معاف ہے۔ کنویں میں گر کر مر جانے والے کا خون بھی ھدر اور معاف ہے۔ اسی طرح کان میں

مرجانے والے کا خون ھدر او معاف ہے ۔ اور دفینہ کے اندر خمس ہے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے ۔ کہ معدن اور رکاز میں فرق ہے ۔ اور دونوں ایک چیز ہوتے تو کہا جاتا کہ معدن میں بھی خمس ہے ۔ لیکن معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ معدن رکاز مرکوز نہیں ہے ۔ بلکہ وہ گاڑنے کی جگہ مرکز ہے ۔ تو معدن ظرف ہوا اور رکاز مظروف ہوا ۔ اگر فیہ الخمس کہا جاتا تو مقصود فوت ہوجاتا اور معنی خراب ہوجاتے ۔ کیونکہ اس وقت معنی یہ ہوجاتے کہ دفینہ کھودنے میں خمس واجب ہے ۔ حالانکہ اس میں خمس نہیں ہوتا ۔ بلکہ جو چیز معدن سے حاصل ہوتی ہے ۔ اس پر خمس واجب ہوتا ہے ۔ تو یہ روایت امام بخاریؒ کی دلیل نہیں بن سکتی ۔ رہ گیا حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا ربع العشر لینا نا معلوم اس کی کیا وجہ تھی ۔ دوسرے اس میں خمس لینے کی نفی بھی نہیں ہے ۔ پس یہ چالیسواں حصّہ لینا اگر حولان حول یعنی سال گزرنے کے بعد ہے ۔ تو یہ ہمارے لئے کوئی نقصان دہ بات نہیں ہے ۔ اگر فوراً معدن سے ہی ربع العشر لیا ہے تو پھر تو تمام اہل مذاہب پر اعتراض وارد ہوتا ہے ۔ کیونکہ قبل حولان حول تو کوئی بھی وجوب زکوٰۃ کا قائل نہیں ہے ۔ جو تمہارا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہوگا ۔

وقال الحسنؒ ماکان من رکاز فی ارض الحرب ففیہ الخمس یہ اس لئے کہ وہ غنیمت کے حکم میں ہے ۔ مگر احنافؒ کے نزدیک اس کا حکم غنیمت اس وقت تک نہیں ہوگا ۔ جب تک اس کا دخول دار حرب میں امان کے ساتھ نہ ہو ۔ بلکہ چور بن کر یا متغلب بن کر داخل ہوا ہو ۔ پس اگر کوئی شخص امان حاصل کرکے دار الحرب میں داخل ہوا ہے تو اب ان کے اموال کو لوٹنا غدر ہوگا جو مسلم کے لائق نہیں ہے اور یہی تفصیل مذہب احنافؒ کے مطابق **ان وجدت لقطۃ فی ارض العدو** کے اندر بھی ملحوظ رہے گی ۔

وقال بعض الناس المعدن رکاز ہے اور جس نے یہ قول کیا ہے ۔ ٹھیک کہا ہے ۔ کیونکہ رکاز بمعنی مرکوز ہے ۔ خواہ اس میں کسی کے عمل کا دخل ہو یا نہ ہو ۔ چنانچہ صاحب قاموس رکزہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ رکاز کی وحدت ہے ۔ اور رکاز دہ ہے ۔ جسے اللہ تعالےٰ معادن میں پیدا کرتے ہیں تو رکز اور ارکز ایک طرح کے ہوئے اور رکاز دفینہ

اہل جاہلیۃ کو بھی کہتے ہیں تو اس لغوی تحقیق سے یہ معلوم ہو گیا کہ رکاز کا اطلاق دونوں کو شامل ہے۔ معدن کو بھی اور دفینہ کو بھی۔ تو اس میں خمس ثابت کرنا یہ نص پر عمل کرنا ہے۔ اور مؤلف امام بخاریؒ نے جو بعض الناس کے قول کی ارکز المعدن کہہ کر توجیہ کی ہے۔ یہ ان پر افتراء ہے۔ کیونکہ استدلال کا خلاصہ یہ ہوا کہ ارکز المعدن میں ہمزہ سلب کا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ معدن سے جو کچھ نکلتا ہے۔ اس پر رکاز کا اطلاق صحیح ہے۔ اس لئے کہ کان سے جو کچھ نکلے گا وہ بھی رکاز ہو گا۔ اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ تو اس اطلاق سے اس کا مدفون میں داخل ہونا صحیح ہو گیا۔ جس پر خمس واجب ہو گا۔ پھر مؤلف نے بعض الناس کے استدلال پر جو اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر یہ اطلاق اشتراک حکم کا باعث ہے۔ تو پھر موھوب اور ثمار میں بھی وجوب خمس ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ارکزت میں ہمزہ وجدان کے لئے ہے سلب کے لئے نہیں۔ تو جو کچھ ثمار یا موھوب میں سے موجود ہے وہ رکاز بن جائے۔ حالانکہ یہ مؤلف کا اختراع ہے۔ کیونکہ محض اطلاق سے انہوں نے حکم ثابت کر دیا۔ حکم کی علت اور سبب کو نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی نہیں دیکھا کہ آیا یہ اطلاق حقیقۃً ہے یا مجازاً ہے۔ دوسرے ان حضرات کا استدلال کہ لفظ رکاز معدن کو شامل ہے وہ باعتبار حقیقت لغویہ کے ہے۔ اور ارکز الرجل مجاز ہے۔ اور دونوں کے درمیان جامع کثرت ہے۔ گویا کہ معنٰی یہ ہے کہ ثمار اور موھوب و دیگر اشیاء رکاز کے ساتھ ایسے اگتی ہیں اور منقطع نہیں ہوتیں جیسے معدن والی چیزیں منقطع نہیں ہوتیں۔ پھر امام بخاریؒ نے مناقضہ سے بعض الناس پر اعتراض کیا ہے۔ جس کا جواب دینا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ امام اعظمؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر واجد رکاز کو امام کی طرف ادائے خمس میں کسی فتنہ کا خطرہ ہو۔ مثلاً یہ کہ امام اس سے سارا مال چھین لے گا یا اسے جھوٹا متصور کرے گا۔ یا اسے چوری اور خیانت کی تہمت لگائے گا۔ تو اس وقت امام کو خمس ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ خود فقراء پر تقسیم کر دے۔ اب مناقضہ کہاں رہا۔ مناقضہ تو تب تھا۔ جب سرے سے وجوب خمس کا انکار پایا جاتا۔ ایسا تو نہیں ہے وہ وجوب خمس کو تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ امام کے سپرد کرنے میں مصلحت سے کام لیا۔ کہ اس فتنہ کے خوف سے امام کا واسطہ ختم کر دیا۔ قرآن مجید میں ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لیس للمؤمن ان یعرض نفسہ للھلاک الحدیث کہ مومن

کے لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے **قال بعض الناس** کہہ کر جو بعض علماء پہ رد کیا ہے وہ چوبیس مقامات ہیں۔ جن میں سے پہلا موقعہ یہی ہے۔ اور علماء کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ بعض الناس سے علماء احنافؒ پہ رد کیا ہے۔ خصوصاً حضرت امام اعظمؒ پر طعن ہے۔ تو یہ دعویٰ اکثریت کے اعتبار سے تو صحیح ہے۔ مگر چند مواقع ایسے ہیں۔ جہاں پر اجماعی مسئلہ پہ امام بخاریؒ کا اعتراض وارد ہوا ہے۔ خصوصاً یہی پہلا موقع ہے۔ جس میں امام اعظمؒ منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ کوفہ کے سفیان ثوری اور شام کے امام اوزاعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ اپنی تقریر میں لکھتے ہیں کہ بعض الناس سے امام ابو حنیفہؒ مراد ہیں۔ نام کی تصریح ادباً نہیں کی اور الناس سے تخفیف مقصود نہیں بلکہ تقویٰ اور تحذیر ملحوظ ہے۔ کیونکہ اگر بعض الفقہاء یا بعض العلماء کہتے۔ تو فقہ اور علم پہ غضب اور غصہ کا اظہار ہوتا۔ وہ قبیح ہے۔

قال صاحب القاموس نہایہ میں ابن اثیر نے کہا ہے۔ المعدن والرکاز واحد اور ملک العلماء فرماتے ہیں کہ رکاز حقیقۃً معدن کا نام ہے۔ کنز پہ اس کا اطلاق مجازاً ہے کیونکہ رکاز رکز سے ماخوذ ہے جس کے معنی اثبات کے ہیں۔ تو جو کچھ معدن میں ہوتا ہے وہی مثبت فی الارض ہے۔ کنز تو مثبت نہیں ہوتا۔ وہ تو مجاور الارض ہوتا ہے۔

بما تناوله النص مؤطا امام محمد کی مشہور حدیث ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الرکاز الخمس قیل یا رسول اللہ ما الرکاز قال المال الذی خلقه اللہ تعالیٰ فی الارض یوم خلق السموٰت والارض فی هٰذه المعادن ففیها الخمس۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ رکاز کیا چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا وہ مال جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین کے پیدا کرنے کے دن سے زمین کے اندر ان معادن میں رکھا ہے۔ اس میں خمس ہے اور بیہقیؒ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ امام نسائیؒ نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ یہ تو نص ہوگئی۔ اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں **فی السیوب الخمس قال السیوب عروق الذهب والفضة التی تحت الارض** کہ سونے چاندی کی چیزیں ہیں۔ جو زمین کے اندر ہوتی ہیں ان کو سیوب کہا جاتا ہے۔ اور بعض روایات میں کنز کے بعد رکاز کا

ذکر ہے جو عطف تغایر کو چاہتا ہے۔ جو دلیل ہے کہ رکاز کنز کا مغایر ہے۔

فما فترا علیہم یعنی لبعض الناس نہ ہی اہل عرب سے منقول ہے کہ وہ ارکز المعدن کہتے ہوں بلکہ ارکز الرجل کہا کرتے ہیں۔ تو جب یہ مقولہ صحیح نہیں بلکہ افتراء ہے تو الزام کیسے صحیح ہوگا۔ یہ علامہ قسطلانیؒ کی تحقیق ہے۔

ھمزۃ السلب جب ارکز کی تفسیر خروج الرکاز یا اخراج رکاز سے کی جائے گی، تو ضروری ہے یہ ہمزہ سلب کا ہوگا۔ امام بخاریؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔

مما ذکرہ ھنا نیز افعال کا ہمزہ صیرورت کے لئے آتا ہے۔ تو ارکز الرجل کا معنی ہوگا۔ صار ذا رکاز جیسے **اغد البعیر ای صار ذا غدۃ** تو ارکز المعدن اپنے حقیقی معنی پر ہوگا۔ موھوب۔ ربح اور ثمار پر اس کا اطلاق مجازاً کثرت کی وجہ سے ہوگا۔ تو ہمارا رکاز کو معدن میں داخل کرنا صحیح ہوا۔ **لا اعتراض علیہ**۔

ناقض قولہ امام طحاویؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو رکاز ملے تو اگر وہ خمس مساکین میں تقسیم کر دے۔ اور اگر محتاج ہو تو خود بھی خرچ کر سکتا ہے۔ کیونکہ بیت المال میں اس کے بھی حقوق ہیں۔

اخرج توسط الامام لعارض ادار زکوٰۃ کے بارے میں امام کے توسط میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام احمدؒ تو فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اموال ظاہرہ اور باطنہ دونوں کی زکوٰۃ خود تقسیم کرے۔ کیونکہ اس میں تعیین ہے۔ کہ وہ مستحقین تک پہنچ گئی۔ اگر سلطان کو دے تو جائز ہے۔ افضل یہ ہے کہ خود تقسیم کرے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اگر امام عادل ہو تو اس کے سپرد کرے۔ ورنہ خود تقسیم کرے اور تیسرا قول یہ ہے کہ مواشی۔ زروع اور معادن کی زکوٰۃ تو امام کے سپرد کرے۔ اور اموال باطنہ کی خود ادا کرے تو احناف منفرد نہ ہوئے دیگر ائمہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا وَمُحَاسَبَۃِ الْمُصَدِّقِیْنَ مَعَ الْاِمَامِ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو زکوٰۃ کے محصلین ہیں وہ بھی صدقات کے مستحق ہیں۔

اور صدقہ کرنے والوں کا امام کے ساتھ حساب کرنا

حدیث نمبر ۱۳۰۸ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی الخ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَسْدِ عَلٰی صَدَقَاتِ بَنِیْ سُلَیْمٍ یُدْعَی ابْنُ اللُّتْبِیَّۃِ فَلَمَّا جَآءَ حَاسَبَہٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو اسد کے ایک آدمی کو بنی سلیم کے صدقات وصول کرنے کے لئے محصل مقرر فرمایا جسے ابن اللتبیۃ پکارا جاتا تھا۔ جب وہ آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حساب لیا۔

بَابُ اِسْتِعْمَالِ اِبِلِ الصَّدَقَۃِ وَاَلْبَانِہَا لِاَبْنَاءِ السَّبِیْلِ

ترجمہ۔ صدقہ کے اونٹ اور ان کا دودھ مسافروں کے لئے استعمال کرنا۔

حدیث نمبر ۱۳۰۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ عُرَیْنَۃَ اجْتَوَوُا الْمَدِیْنَۃَ فَرَخَّصَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّاْتُوْا اِبِلَ الصَّدَقَۃِ فَیَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِہَا وَاَبْوَالِہَا فَقَتَلُوا الرَّاعِیَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُتِیَ بِہِمْ فَقَطَّعَ اَیْدِیَہُمْ وَاَرْجُلَہُمْ وَسَمَرَ اَعْیُنَہُمْ وَتَرَکَہُمْ بِالْحَرَّۃِ یَعَضُّوْنَ الْحِجَارَۃَ تَابَعَہٗ اَبُوْ قِلَابَۃَ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ کہ عرینہ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے مدینہ کی آب وہوا کو ناموافق پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس جائیں۔ ان کا دودھ اور پیشاب پیئیں۔ پس انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے ایک فوجی دستہ بھیجا تو ان کو لایا گیا۔ تو آپؐ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ اس طرح ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا اور ان کو سرخ پتھروں والی زمین میں چھوڑ دیا گیا۔ کہ وہ پتھر کو کاٹتے تھے۔

بَابُ وَسْمِ الْإِمَامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهِ

ترجمہ۔ امام کا اپنے ہاتھ سے صدقہ کے اونٹوں کو نشان لگانا۔

حدیث نمبر ۱۳۱۰ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ قَالَ غَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ فَوَافَيْتُهُ فِي يَدِهِ الْمِيسَمُ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہؓ کو لے کر صبح سویرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تاکہ آپؐ اس کی تحنیک کریں یعنی کھجور کو چبا کر تالو میں چپکائیں (جسے گھٹی کہا جاتا ہے) تو میرا آپؐ سے اس حال میں اتفاق ہوا کہ آپ کے ہاتھ میں نشان لگانے کا آلہ تھا۔ جس سے آپ صدقہ کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَرَأَى أَبُو الْعَالِيَةِ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيرِينَ صَدَقَةُ الْفِطْرِ فَرِيضَةٌ۔

ترجمہ۔ باب صدقہ فطر کا فرض ہونا۔ حضرت ابو العالیہ عطاء اور ابن سیرین صدقۃ الفطر کو فرض قرار دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۱۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو فرض فرمایا۔ ایک صاع کھجور میں سے یا ایک صاع جو میں سے ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پہ اور حکم دیا کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ یہ لوگ جن کے اسماء امام بخاریؒ نے ذکر فرماتے ہیں وہ فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ تو ان کا مذہب بھی ہمارے مذہب کی طرح وجوب کا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں فرض صدقۃ الفطر کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ جس سے بتلانا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں۔ احنافؒ کے نزدیک فرض اور واجب میں فرق مشہور و معروف ہے۔ ان تین حضرات کا نام امام بخاریؒ نے اس لئے ذکر فرمایا کیونکہ انہوں نے فرضیۃ کی تصریح کی ہے۔ اگرچہ ابن المنذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ چونکہ احنافؒ جو فرض اور وجوب میں فرق کرتے ہیں اس لئے وہ وجوب صدقۃ الفطر کے قائل ہیں فرضیۃ کے نہیں۔ علامہ عینیؒ نے صدقۃ الفطر کے بارے میں اختلاف علماء نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اس کی فرضیۃ کے قائل ہیں علماء احنافؒ وجوب کا قول کرتے ہیں اور امام مالکؒ کی ایک روایت سنت مؤکدہ کی ہے۔ اور ایک گروہ اسے فعل خیر یعنی مندوب کہتے ہیں۔ کیونکہ پہلے واجب تھا پھر وجوب منسوخ ہوگیا۔ اباحت باقی رہ گئی ہے۔ دراصل ان حضرات کے درمیان نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک فرض دو قسم ہے۔ ایک فرض قطعی جس کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔ دوسرا غیر قطعی جس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ صدقۃ الفطر کا منکر کافر نہیں ہے۔ اور اس طرح اس کو بھی کافر نہیں کہا جاتا جو اس کو مستحب قرار دیتا ہے۔ اوجز المسالک میں شیخ نے آٹھ ابحاث بیان فرمائی ہیں۔ فانظر الیہ ان شئت۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ۔ صدقہ مسلمان غلام وغیرہ پر بھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو۔ ہر آزاد یا غلام پر خواہ وہ نر ہو یا مادہ جو مسلمان ہوں ان پر فرض کیا ہے۔

بَابُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ

ترجمہ۔ صدقہ فطر جو میں سے ایک صاع ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۳ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ الخ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ كُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم جو کا ایک صاع صدقہ فطر کھلایا کرتے تھے۔

بَابُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ

ترجمہ۔ گندم سے ایک صاع صدقۃ الفطر

حدیث نمبر ۱۳۱۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِىَّ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گندم۔ جو۔ کھجور۔ پنیر اور کشمش میں سے ایک صاع یعنی چار سیر صدقۃ الفطر نکالا کرتے تھے۔

بَابُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

ترجمہ۔ کھجور سے ایک صاع صدقۃ الفطر ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۵ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ اَمَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا

مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو کے زکوٰۃ الفطر کا حکم دیا۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ لوگوں نے دو مدّ یعنی دو سیر گندم کو۔ چار سیر کھجور اور جَو کے برابر قرار دیا۔

بَابُ صَاعٌ مِّنْ زَبِيْبٍ

ترجمہ۔ کشمش میں سے ایک صاع ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ كُنَّا نُعْطِيْهَا فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ فَلَمَّا جَآءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتِ السَّمْرَآءُ قَالَ اَرٰى مُدًّا مِّنْ هٰذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فطرانہ ایک صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کشمش ادا کیا کرتے تھے۔ جب حضرت امیر معاویہؓ کا زمانہ آیا اور ادھر گندم کی بہتات ہوگئی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس گندم کا ایک مدّ یعنی ایک سیر کھجور اور جَو کے دو مدّ کے برابر ہوتے تھے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيْدِ

ترجمہ۔ عید کی نماز سے پہلے صدقہ ادا کرنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۷ حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے نماز کی طرف جانے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

حدیث نمبر ۱۳۱۸ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ

قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ وَّكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيْرُ وَالزَّبِيْبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہم لوگ فطر کے روز طعام کا ایک صاع نکالتے تھے اور ابوسعیدؓ فرماتے ہیں ہماری خوراک ان دنوں جو۔ کشمش۔ پنیر اور کھجور ہوتے تھے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْمَمْلُوْكِيْنَ لِلتِّجَارَةِ يُزَكّٰى فِي التِّجَارَةِ وَيُزَكّٰى فِي الْفِطْرِ ۔

ترجمہ۔ فطرانہ ہر آزاد اور مملوک غلام پر واجب ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں جو مملوک غلام تجارت کے لئے ہوں۔ تجارت میں بھی ان کی زکوٰۃ دی جاتی ہے اور فطرانہ میں بھی۔

حدیث نمبر ۱۳۱۹ **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ أَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي التَّمْرَ فَأَعْوَزَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ التَّمْرِ فَأَعْطٰى شَعِيْرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يُعْطِي عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُعْطِي عَنْ بَنِيَّ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يُعْطِيْهَا الَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللهِ بَنِيَّ يَعْنِي بَنِي نَافِعٍ قَالَ كَانُوْا يُعْطُوْنَ لِيُجْمَعَ لَا لِلْفُقَرَآءِ ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان فرض کیا۔ ہر مرد پر اور عورت پر ہر آزاد اور ہر غلام پر ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع جو کا اور لوگوں نے گندم کے آدھ صاع یعنی دو سیر کو ایک صاع جو کے برابر قرار دیا۔ پس ابن عمرؓ کھجور دیا کرتے تھے۔ جب مدینہ والے کھجور سے عاجز آگئے۔ یعنی کھجور نہ ملا۔ تو انہوں نے

اس کے بدلے جَو ادا کیا۔ اور ابن عمرؓ ہر چھوٹے اور بڑے کی طرف سے فطرانہ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے۔ اور ابن عمرؓ فطرانہ ان لوگوں کو دیتے تھے۔ جو اسے قبول کرتے۔ اور وہ یہ فطرانہ عید سے ایک دن یا دو دن پہلے ادا کیا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ بَنِی سے مراد نافع کے بیٹے ہیں۔ ان کو اس لئے محصلین کے لئے دیا جاتا تھا تاکہ جمع کیا جائے فقراء کے لئے نہیں دیا جاتا تھا۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ

قَالَ أَبُو عَمْرٍو وَرَأَى عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَعَائِشَةُ وَطَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيرِينَ أَنْ يُزَكَّى مَالُ الْيَتِيمِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يُزَكَّى مَالُ الْمَجْنُونِ۔

ترجمہ۔ صدقہ فطر ہر چھوٹے اور بڑے کے اوپر واجب ہے۔ ابو عمرو نے فرمایا۔ کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ۔ حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت جابرؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور طاؤس۔ عطاء اور ابن سیرین کی رائے یہ ہے۔ کہ یتیم کے مال سے زکوٰۃ ادا کی جائے اور امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ پاگل کے مال سے بھی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ... عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض فرمایا۔ ایک صاع جَو سے یا ایک صاع کھجور سے وہ ہر چھوٹے اور بڑے آزاد یا غلام سب پر فرض ہے۔

تشریح از قاسمی صدقہ فطر غلام پر واجب ہے۔ لیکن اس کا تحمل آقا کرے گا۔ **انتہیٰ** شادی شدہ عورت کا فطرانہ خاوند پر واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ وغیرہم کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ نفقہ کے

کے تابع ہے۔ اس لئے خاوند ادا کرے گا۔ مگر حدیث سے خود زوجہ پر وجوب ثابت ہوتا ہے۔

علی الحر والمملوک پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ کہ صدقۃ الفطر عبد وغیرہ پر واجب ہے۔ اس ترجمہ کی غرض یہ تھی کہ کافر عبد سے فطرانہ نہ نکالا جائے۔ اس لئے من المسلمین کی قید سے مقید کر دیا۔ اور اس ترجمہ کی غرض یہ ہے۔ کہ مسلمان ہونے کی شرط پائے جانے کے بعد کس پر اور کس کی طرف سے صدقہ واجب ہے۔ لہٰذا تکرار نہ ہوا۔

یزکی یعنی تجارت میں غلاموں کی زکوٰۃ آخر سال میں ان کی قیمت کر کے ادا کی جائے۔ اور فطرانہ میں ان کے ابدان سے زکوٰۃ نکالی جائے۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ البتہ علماء احناف یہ فرماتے ہیں۔ کہ عبد تجارت کی طرف سے فطرانہ لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ مال واحد میں دو زکوٰۃ واجب نہیں ہو سکتیں۔

فعدل الناس یعنی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی اگرچہ حضرت ابو سعیدؓ صحابی رسول اس قول کے مخالف ہیں۔ مگر جمع غفیر صحابہ حتیٰ کہ خلفاء اربعہ کا بھی یہی قول ہے کہ گندم نصف صاع ادا کی جائے۔ چنانچہ امام طحاویؒ نے اجماع نقل کیا ہے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں۔

کل شیئ سوی الحنطۃ ففیہ صاع وفی الحنطۃ نصف صاع۔

الذین یقبلونہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو امام کی طرف سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

کِتَابُ الْمَنَاسِكِ

بَابُ وُجُوْبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهٖ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔

مناسک سے مراد امور حج ہیں۔ لِلّٰہ سے فرض اور وجوب حج ثابت ہوا من استطاع الناس سے بدل واقع ہے۔ اور استطاعت سے مراد زاد و راحلہ ہے۔ اور راستہ کا پُرامن ہونا ہے۔ آیت کریمہ سے وجوب حج ثابت ہوا۔

من کفر ای جحد فریضۃ الحج فان اللہ غنی عن العالمین یعنی اس کا انکار کوئی ضرر رساں نہیں۔ نہ ان کا ایمان نفع بخش ہے۔ یہ بھی وجوب حج کی تاکید کے لئے ہے۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ لم یحج کی جگہ من کفر رکھا گیا۔ اس سے ایک تو وجوب کی تاکید ہوئی۔ دوسرے تارک کے لئے وعید ہوئی۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ من مات ولم یحج فلیمت انشاء یہودیا او نصرانیا۔ ترجمہ۔ جو شخص حج کر کے نہ مرا وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ

فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ۔

ترجمہ ۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت فضل بن عباسؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے۔ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی حضرت فضل اس کو دیکھنے لگے۔ اور وہ حضرت فضل کو دیکھنے لگی ۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا ۔ اور عورت کہنے لگی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا جو فریضہ اپنے بندوں پر حج کے بارے میں ہے ۔ اس نے میرے باپ کو اس حالت میں پا لیا کہ وہ بہت بوڑھا ہے ۔ جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہے ۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ ہاں کر سکتی ہو ۔ اور یہ واقعہ حجۃ الوداع میں پیش آیا ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ **وجوب الحج وفضلہ** آیت کریمہ کا وجوب پر دلالت کرنا تو ظاہر ہے ۔ اور آیت کریمہ فضیلت حج پر بھی دلالت کرتی ہے ۔ کیونکہ ترکِ حج کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ اور روایت باب کا وجوب پر دلالت کرنا خثعمیہؓ کے قول کی وجہ سے ہے ۔ کہ اس نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرمایا ۔ کہ فریضۃ اللہ علیٰ عبادہ اور فضیلت اس طرح ثابت ہوئی کہ اس حج میں نیابت طلب کی گئی ۔ اس طرح ترجمہ کا ہر ہر جزء آیت اور روایت سے ثابت ہو گیا ۔ اگرچہ ہر ہر جزء کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اثبات المجموع بالمجموع ضروری ہوتا ہے ۔ اور حج کی فضیلت اس سے بھی ثابت ہوتی ہے ۔ کہ حج کے تارک کو معذور نہیں سمجھا گیا ۔ بلکہ عند العجز وہ اپنا نائب مقرر کر کے حج بدل کرائے ۔ جو احناف کا مسلک ہے ۔ امام شافعیؒ اور اسحاق حج بدل کی اجازت نہیں دیتے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ **مناسک** نسک کی جمع ہے ۔ جس کے معنی عبادت کے ہیں ۔ اس جگہ امورِ حج مراد ہیں ۔ اور امام بخاریؒ نے کتاب الحج کی بجائے کتاب المناسک اس لئے فرمایا تاکہ احکام حج اور عمرہ دونوں کو شامل ہو جائے ۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ عام طور پر فقہاء اور محدثین کتاب الزکوٰۃ کے بعد کتاب الصوم ذکر فرمایا کرتے ہیں ۔ امام بخاریؒ نے کتاب الحج کو کیوں بیان

فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کچھ تو بدنیہ محضہ ہیں کچھ مالیہ محضہ اور بعض بدنیہ مالیہ ہیں۔ چونکہ حج مرکب عبادت ہے۔ من البدن والمال۔ اس لئے ترتیب میں پہلے صلوٰۃ بعدازاں زکوٰۃ اور بعدازاں حج کو ذکر فرمایا۔ دوسرے حدیث عمرؓ بنی الاسلام علی خمس میں صیام کو آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ صوم تروک میں سے ہے۔ اور تروک اگرچہ عمل ہے۔ لیکن عملِ نفس ہے۔ عمل جسد نہیں ہے۔ اس لئے اسے مؤخر کیا گیا۔ حافظؒ نے بھی فتح الباری میں مناسبت لطیفہ بیان فرمائی ہے۔ اور میں نے بھی اوجز کے اندر دس ابحاث لطیفہ طویلہ بیان کئے ہیں۔ حج کے لغوی معنی بیان کئے گئے۔ پھر اس کی شرعی تعریف۔ ائمہ اربعہ کے مذاہب۔ سبب وجوب وغیرہا تفصیل سے مذکور ہیں۔

والتھا علی الفضل میرے نزدیک سب سے زیادہ قوی دلیل فضیلت ثابت کرنے میں یہ ہے۔ کہ حج اللہ کے لئے ہے اس لئے خبر کو مقدم کیا گیا۔ اور حج کو نفس کریمہ کی طرف منسوب کیا گیا۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔ کہ آیت اور حدیث دراصل وجوب حج کا فائدہ دیتے ہیں۔ اور فضیلت تبعًا ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وجوب مستلزم فضیلہ ہوتا ہے۔ اس لئے مصنفؒ نے ترجمہ میں وجوب کے بعد فضیلت کو ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے وجوب حج کو اتموا الحج والعمرۃ الخ سے ثابت کیا ہے۔ لیکن پہلی دلیل زیادہ ظاہر ہے۔

اثبات المجموع بالمجموع یہ ضابطہ کلیہ ہے۔ جس کا شیخؒ نے ذکر فرمایا ہے۔ حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حج میں غیر نائب بن سکتا ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ فِجَاجًا الطُّرُقُ الْوَاسِعَةُ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ۔ کہ یہ لوگ آپ کے پاس پیدل چل کر آئیں گے۔ اور لاغر اونٹنیوں پر سوار ہو کر بعید راستے سے آئیں گے۔ تاکہ اپنے منافع کو حاضر ہوں۔ فج کے معنی وسیع راستے کے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۲۲ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى الخ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهٗ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

ثُمَّ يُهِلُّ حِيْنَ تَسْتَوِيْ قَائِمَةً ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ذی الحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر جب وہ آپؐ کو لے کر برابر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپؐ نے احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۳ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ اِهْلَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ رَوَاهُ اَنَسٌ وَّابْنُ عَبَّاسٍ يَعْنِيْ حَدِيْثَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُوْسٰىؒ ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام باندھنا ذی الحلیفہ سے تھا۔ جب کہ آپؐ کی اونٹنی آپؐ لے کر سیدھی ہوئی۔ اس ابراہیم بن موسیٰ کی روایت کو انسؓ اور ابن عباسؓ نے بھی روایت کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ آیت کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لوگ حج پر جانے کے لئے سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر حکم دیا کہ حج پیدل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور سواریوں کو کمزور کر کے دور دراز سے سفر کیا جائے۔ تو رکوب کی اجازت دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مصنفؒ نے اسی آیت کو ترجمہ میں رکھا ہے۔ تاکہ تنبیہہ ہو۔ کہ وجوب حج کے اندر راحلہ کو شرط قرار دینا جواز حج کے منافی نہیں ہے۔

فجاجا کا لفظ سورۃ نوح کے اندر وارد ہوا ہے۔ بتا دیا کہ وہ فج کی جمع ہے جس کے معنی طریق واسع کے ہیں۔

بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ

ترجمہ۔ سواری پر حج کرنا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۴ حَدَّثَنَا قَالَ اَبَانُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهَا اَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمَرَهَا

مِنَ التَّنْعِيْمِ وَحَمَلَهَا عَلٰى قَتَبٍ وَّ قَالَ عُمَرُ شُدُّوْا الرِّحَالَ فِي الْحَجِّ فَإِنَّهُ أَحَدُ الْجِهَادَيْنِ۔

حدیث نمبر ۱۳۲۵ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَجَّ أَنَسٌ عَلٰى رَحْلٍ وَّ كَانَتْ زَامِلَتَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔کہ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو بھیجا۔چنانچہ انہوں نے ان کو تنعیم مسجد عائشہ سے عمرہ کرایا۔اور انہیں چھوٹی پالان پر سوار کیا۔اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حج میں کجاووں کو سخت باندھو۔کیونکہ یہ حج دو جہادوں میں سے ایک جہاد ہے۔

ترجمہ۔ اور محمد بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ حضرت انسؓ نے پالان پر حج کیا اور وہ بخیل نہیں تھے۔ کہ ہودج استعمال نہ کیا۔بلکہ انہوں نے حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالان پر حج کیا اور وہ اونٹنی باربرداری والی اونٹنی تھی۔جس پر کجاوہ نہیں تھا۔ صرف پالان تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۶ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْتَمَرْتُمْ وَلَمْ أَعْتَمِرْ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اذْهَبْ بِأُخْتِكَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَأَحْقَبَهَا عَلٰى نَاقَةٍ فَاعْتَمَرَتْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ آپؐ لوگوں نے تو عمرہ کرلیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا۔تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عبدالرحمٰن! اپنی بہن کو لے جا۔اور تنعیم مقام سے انہیں عمرہ کرادو۔چنانچہ انہوں نے اونٹنی پر پالان پر پچھلے حصّہ پر بٹھایا۔اس طرح حضرت عائشہؓ نے عمرہ قضا کیا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ

ترجمہ۔ مقبول حج کی فضیلت کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ

اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا کہ پھر کون سا عمل ہے۔ فرمایا۔ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کہا گیا پھر کون سا ہے آپؐ نے فرمایا مقبول حج ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الخ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرَی الْجِھَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاھِدُ قَالَ لٰکِنَّ اَفْضَلَ الْجِھَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المؤمنین نے فرمایا یا رسول اللہ ہم جہاد کو تمام اعمال میں سے افضل سمجھتے ہیں۔ کیا ہم عورتیں جہاد نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ لیکن تمہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۹ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ فرماتے تھے۔ جس نے اللہ کے لئے حج کیا۔ پس نہ بے ہودہ بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جس دن کہ اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ یعنی وہ گناہوں سے معصوم ہوگا۔

تشریح از قاسمی حج مبرور کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ بعض فرماتے ہیں۔ کہ وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ اور ریا نہ ہو۔

رفث کے معنی فضول باتیں یا مرد کا عورت سے جماع کے متعلق باتیں کرنا۔ اور جماع کو بھی رفث کہتے ہیں۔ لم یفسق کا مطلب ہے لم یأت بسیئۃ ولا معصیۃ۔

کیوم ولدتہ امہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صغائر اور کبائر سب معاف ہوں گے۔ حتیٰ کہ حقوق العباد بھی معاف ہوں گے۔ تو جیسے دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خصائص حج میں سے ہوگا۔ البتہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ مذہب اہل السنۃ یہ ہے کہ کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی کسی عمل سے کسی کی تکفیر کی جائے گی۔

بَابُ فَرْضِ مَوَاقِيْتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ۔

ترجمہ۔ حج اور عمرہ کے جائے احرام مقرر شدہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۳۰ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الخ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَؓ فِيْ مَنْزِلِهٖ وَلَهٗ فُسْطَاطٌ وَسُرَادِقٌ فَسَأَلْتُهٗ مِنْ أَيْنَ يَجُوْزُ أَنْ أَعْتَمِرَ قَالَ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّلِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن جبیرؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ان کے پڑاؤ کی جگہ میں آئے۔ تو ان کا ایک خیمہ اور پردہ بھی تھا۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ میرے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا جائز ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن مقرر فرمایا ہے۔ اور مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے جحفہ ہے۔

تشریح از قاسمی فرضہا بمعنی قدرہا اور وجبہا کے معنی ہیں۔ اور ضمیر مواقیت کی طرف راجع ہے۔ اور یہ مواقیت ساکنان نجد۔ شام اور مدینہ کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہیں جو وہاں سے گزریں۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے توشہ لے کر چلو بہترین توشہ سوال سے بچنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ

كَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَ لَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَاِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ یمن والے حج کرنے کے لئے آتے اور توشہ ساتھ نہ لاتے اور کہتے ہم تو توکل کرنے والے لوگ ہیں۔ پس جب مکہ معظمہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ بہترین توشہ سوال سے بچنا ہے۔ ابن عیینہ نے عکرمہ سے اس روایت کو مرسلاً روایت کیا ہے۔

تشریح از قاسمی | اس آیت اور حدیث میں توکل کی مذمت نہیں ہے بلکہ جو کچھ وہ لوگ کرتے تھے بتایا گیا کہ وہ تاکل ہے توکل نہیں ہے۔

بَابُ مُهَلِّ اَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ مکہ والوں کے لئے حج و عمرہ کے احرام باندھنے کی جگہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۲ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَأَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر فرمایا اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل جہاں مختلف راستے آکر ملتے ہیں۔ گویا کہ وہ چوک ہے۔ اور یمن والوں کے لئے یلملم مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت ان مقامات کے مکینوں کے لئے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے بھی ہیں جو ان کے پاس دوسرے مقامات سے آکر گزرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے جو حج اور عمرہ کے ارادے سے آئیں اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہیں۔ یعنی غیر آفاقی تو وہ جس مقام سے سفر کا آغاز کریں۔

حتیٰ کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

تشریح از قاسمی ظاہر حدیث سے لازم آتا ہے جو بھی احد النسکین کے لئے مکہ کا قصد کرے وہ احرام باندھے۔ شوافعؒ کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ احنافؒ کے نزدیک آفاقی کے لئے بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کی روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تجاوزوا المیقات الا باحرام۔
ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میقات سے بغیر احرام کے آگے نہ بڑھو۔
عام الفتح میں آپؐ کا بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا یہ آپؐ کی خصوصیت تھی۔ اس طرح صحابہؓ کے لئے بھی اس وقت کے لئے جائز تھا۔

حتی اھل مکۃ من مکۃ یعنی جب مکی حج کا قصد کرے تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہے۔ لیکن عمرہ کے لئے حل سے احرام باندھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کو عمرہ کے لئے تنعیم سے احرام باندھنے کا حکم ہوا تھا۔ امام بخاریؒ ظاہر حدیث کو عموم پر محمول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ معتمر بھی مکہ سے احرام باندھے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں باب مہل اہل مکہ للحج والعمرۃ فرمایا ہے۔ تو یہ عموم لفظ کی بنا پہ ترجمہ باندھا ہے۔ ورنہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے میقات تنعیم واضح ہے۔

بَابُ مِيقَاتِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَلَا يُهِلُّوا قَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ

ترجمہ۔ اہل مدینہ کا میقات کیا ہے۔ ان کو ذی الحلیفہ سے پہلے احرام نہیں باندھنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہؐ نے فرمایا

کہ مدینہ والے ذی الحلیفہ سے احرام باندھیں۔ شام والے جُحفہ سے اور نجد والے قرن سے اور حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی مجھے پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

تشریح از قاسمیؒ | ظاہر حدیث سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ حدیث سے عدم تجاوز بغیر احرام لازم ہے۔ اس لئے لایھلوا قبل ذی الحلیفہ کی کراہتہ تنزیہی پر محمول کیا گیا ہے۔ افضل یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرتے ہوئے میقات سے احرام باندھا جائے اس سے قبل نہ باندھا جائے۔ مؤلفؒ کا بھی ظاہر حدیث کی وجہ سے یہی مسلک معلوم ہوتا ہے۔ یا قبلیت سے مراد قدام من جہتہ مکہ ہو من جہتہ مدینہ مراد نہ لی جائے۔

بَابُ مُهَلِّ اَهْلِ الشَّامِ

ترجمہ۔ شام والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهٗ مِنْ اَهْلِهٖ وَكَذٰلِكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذی الحلیفہ میقات مقرر فرمایا اور شام والوں کے لئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور یمن والوں کے لئے یلملم پس یہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان مقامات کے علاوہ دوسرے مقامات سے آکر ان مواقیت سے گزرتے ہیں۔ جو کہ حج اور عمرہ کا ارادہ کر کے آتے ہیں۔ پس جو لوگ ان مواقیت کے

اندر رہتے ہیں۔ ان کا میقات ان کے گھر والے ہیں۔ اس طرح قریب سے قریب والے حتیٰ کہ مکہ والے اسی مکہ سے احرام باندھیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ من اهله او ما فی حکمہ باین طور کہ وہ حرم سے خارج ہو۔ اگرچہ اس کا گھر حرم کے قریب کیوں نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ یہ مسلک حنفیہؒ کے مطابق ہے۔ کیونکہ درمختار میں ہے۔ کہ جو لوگ داخل میقات کے باشندے ہیں۔ ان کا میقات حل ہے۔ جو مواقیت اور حرم کے درمیان واقع ہو۔ تو وہ بھی حرم میں بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتا۔ ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ اپنی منزل سے احرام باندھنا واجب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مواقیت سے احرام میں تاخیر نہ کرنی چاہیئے۔ لیکن علامہ سندھیؒ نے مسلک احنافؒ پر اشکال وارد کیا ہے کہ داخل مواقیت کو الی آخر الحل اور اہل مکہ کو الی آخر الحرم۔ تاخیر احرام کی اجازت دیتے ہیں۔ تو اس سے تفصّی[1] کی یہ صورت ہو گی۔ کہ ائمہ اربعہ کا اس پر تو اجماع ہے کہ مکی کے لئے عمرہ کا میقات سارا حل ہے۔ بخلاف ان لوگوں کے جو حضرت عائشہؓ کی روایت کی وجہ سے تنعیم سے احرام کو واجب کہتے ہیں۔ اس طرح ائمہ ثلاثہؒ کا اس پر بھی اجماع ہے کہ مکی کے لئے حج کا میقات سارا حرم ہے۔

ما فی حکمہ سے قطب گنگوہیؒ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور علامہ سندھیؒ کے کلام سے جو تاخیر الی الحرم یہ بھی ہمارے علماء احنافؒ کے ساتھ مختص ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کی تفصیل اوجز میں ملے گی۔

بَابُ مُهَلِّ اَهْلِ نَجْدٍ

ترجمہ۔ نجد والوں کے لئے احرام باندھنے کی کون سی جگہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۵ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ الخ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذُوالْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ زَعَمُوْا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَمْ اَسْمَعْهُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ۔

---

[1] تفصّی: چھٹکارا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے۔ اہل مدینہ کا میقات ذوالحلیفہ ہے۔ شام والوں کا مہیعۃ ہے جسے جحفہ کہتے ہیں۔ اور نجد والوں کا قرن ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ لوگ یہ کہتے ہیں۔ مگر میں نے نہیں سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو یمن والوں کا میقات یلملم ہے۔

بَابُ مُهَلِّ مَنْ كَانَ دُونَ الْمَوَاقِيتِ

ترجمہ۔ جو لوگ مواقیت کے اندر رہتے ہیں ان کا میقات کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتّٰى أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذاالحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا۔ شام والوں کے لئے جحفہ اور یمن والوں کے لئے یلملم اور نجد والوں کے لئے قرن مقرر فرمایا۔ پس یہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو ان مقامات کے علاوہ دوسرے علاقوں سے ان مواقیت کے پاس سے گزریں۔ جو کہ حج اور عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر داخل ہیں، وہ اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھیں۔ حتیٰ کہ اہل مکہ خود مکہ سے احرام باندھیں۔

تشریح از قاسمی میقات اہل الیمن یلملم حدیث سے یمن والوں کا میقات یلملم معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مراد اس سے تھامہ ہے۔ کیونکہ نجد الیمن میقات اھلھا میقات نجد الحجاز فرمایا گیا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اہل نجد کا میقات تو قرن کو قرار دیا گیا ہے۔ تو یہاں یمن بول کر خاص کر تھامہ یعنی بعض یمن مراد لیا گیا ہے۔

بَابُ مُهَلِّ اَهْلِ الْيَمَنِ

ترجمہ۔ یمن والوں کا میقات کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۷ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لِاَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ اٰتٍ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر فرمایا۔ اور شام والوں کے لئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن اور یمن والوں کے لئے یلملم مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے ہیں اور ہر اس آنے والے کے لئے ہیں جو ان مواقیت پر آیا۔ ان مقامات کے علاوہ دوسرے علاقوں سے آیا۔ جس نے حج اور عمرہ کا ارادہ کیا۔ پس جو شخص ان کے علاوہ ہے۔ پس وہ جس جگہ سے سفر شروع کرے حتیٰ کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ ذَاتِ عِرْقٍ لِاَهْلِ الْعِرَاقِ

ترجمہ۔ عراق والوں کے لئے ذاتِ عرق میقات ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ لَمَّا فُتِحَ هٰذَانِ الْمِصْرَانِ اَتَوْا عُمَرَ فَقَالُوْا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّ لِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيْقِنَا وَاِنَّا اِنْ اَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا قَالَ فَانْظُرُوْا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيْقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ دو شہر فتح ہوئے۔ یعنی بصرہ اور کوفہ

جن کے درمیان اسّی فرسخ کا فاصلہ ہے۔ اور فتح سے مراد مسلمانوں کا غلبہ ہے۔کیونکہ یہ دونوں شہر عہد فاروقی میں آباد ہوئے ہیں۔ تو وہاں کے باشندے حضرت عمرؓ کے پاس آکر کہنے لگے۔ اے امیر المؤمنین بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن کو میقات مقرر کیا۔ وہ ہمارے راستہ سے دور پڑتا ہے۔ اور اگر ہم قرن کا قصد کریں تو ہم پر گراں ہے۔ تو آپ نے فرمایا اپنے راستہ سے اس کے مقابل و برابر کا اندازہ کرلو۔ تو پھر آپ نے ذات عرق کو ان کے لئے میقات مقرر فرمایا۔ ذات عرق ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ مکہ اور اس کے درمیان بیالیس میل کا فاصلہ ہے۔ وہاں کی زمین بنجر ہے۔ جہاں جھاڑ کے درخت ہوتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ علماء کا یہ مسئلہ اختلافی رہا ہے۔ کہ آفاقی کے لئے ان مواقیت سے یا من منزلہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ امام مالکؒ اور اسحاقؒ تو اسی کو افضل فرماتے ہیں اور ان کی دلیل احادیث الابواب ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ و دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ مواقیت سے احرام باندھنا رخصت ہے۔ اور عزیمت یہ ہے کہ ان مواقیت سے پہلے احرام باندھا جائے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ وغیرہم مواقیت سے قبل احرام باندھا کرتے تھے اور وہ سنت کو زیادہ جاننے والے تھے۔ اور بعض حضرات بعید والے کو اجازت دیتے ہیں۔ قریب والے کو نہیں دیتے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی دلیل ابوداؤد کی وہ روایت ہے۔ جس میں ہے۔ من اھلّ بحجۃ او عمرۃ من المسجد الاقصٰی الی المسجد الحرام غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر ووجبت لہ الجنۃ یعنی جس نے حج یا عمرہ کا احرام مسجد اقصٰی سے مسجد حرام تک باندھا تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ اللہ تعالٰے بخش دے گا اور جنت اس کے لئے واجب ہوگی۔

بَابُ الصَّلٰوةِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ

ترجمہ۔ ذی الحلیفہ میں نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۱۳۳۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَؓ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحلیفہ میں جہاں چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہیں وہاں اپنی اونٹنی بٹھا کر نماز پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی یہی کرتے تھے ۔

بَابُ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے راستے سے تشریف لے جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۴۰ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے ۔ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق شجرہ سے تشریف لے جاتے اور طریق معرّس سے داخل ہوتے ۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لے جاتے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھتے ۔ اور جب واپس تشریف لاتے تو ذی الحلیفہ میں بطن وادی کے اندر نماز پڑھتے اور وہاں رات گزارتے یہاں تک کہ صبح کرتے ۔ شجرہ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے ۔ معرّس آخر حصہ رات میں مسافر کے آرام کے لئے اترنے کی جگہ ۔ یہ مسجد ذی الحلیفہ سے نچلی طرف مدینہ کے قریب ہے ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَقِیْقُ وَادٍ مُّبَارَکٌ

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ عقیق برکت والی وادی ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۴۱ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اِنَّہٗ سَمِعَ عُمَرَؓ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَادِ الْعَقِیْقِ یَقُوْلُ اَتَانِی اللَّیْلَۃَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّیْ فَقَالَ صَلِّ فِیْ ھٰذَا الْوَادِی الْمُبَارَکِ وَقُلْ عُمْرَۃٌ فِیْ حَجَّۃٍ۔

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وادی عقیق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ آج رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اور فرمایا کہ آپؐ اس وادی مبارک میں نماز پڑھیں اور فرمائیں کہ یہ عمرہ حج میں داخل ہے۔ اس سے حج قران کی فضیلت ثابت ہوئی۔ کیونکہ آپؐ میقات پر ہی ان کو جمع کرنے کے مامور ہوئے۔

حدیث نمبر ۱۳۴۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ اُرِیَ وَھُوَ فِیْ مُعَرَّسٍ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ بِبَطْنِ الْوَادِیْ قِیْلَ لَہٗ اِنَّکَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَکَۃٍ وَقَدْ اَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ یَتَوَخّٰی الْمُنَاخَ الَّذِیْ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یُنِیْخُ یَتَحَرّٰی مُعَرَّسَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِبَطْنِ الْوَادِیْ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الطَّرِیْقِ وَسَطٌ مِّنْ ذٰلِکَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ذی الحلیفہ میں وادی عقیق کے اندر آخری لیل میں آرام کی جگہ میں خواب دکھایا گیا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ برکت والی وادی کی چھوٹی چھوٹی کنکریوں میں ہیں (ترجمہ ثابت ہوا) صاحبزادہ سالم ہماری سواریاں اس جگہ بٹھاتے تھے جو بطن وادی کی مسجد کے نیچے ہے۔ اور یہ جگہ ان کے درمیان اور راستے کے بالکل درمیان میں واقع ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْخَلُوْقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ

ترجمہ۔ خلوق خوشبو کو تین مرتبہ کپڑوں سے دھو ڈالنا۔

حدیث نمبر ۱۴۴۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ يَعْلٰى قَالَ لِعُمَرَؓ اَرِنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَآءَهُ الْوَحْيُ فَاَشَارَ عُمَرُ اِلٰى يَعْلٰى فَجَآءَ يَعْلٰى وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ بِهٖ فَاَدْخَلَ رَاْسَهٗ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اَيْنَ الَّذِيْ سَاَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ فَاُتِيَ بِرَجُلٍ فَقَالَ اغْسِلِ الطِّيْبَ الَّذِيْ بِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجَّتِكَ فَقُلْتُ لِعَطَآءٍ اَرَادَ الْاِنْقَآءَ حِيْنَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّغْسِلَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ مجھے وہ حالت دکھاؤ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے۔ اور آپؐ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ کہ ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ اس آدمی کے بارے میں آپؐ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا احرام اس حالت میں باندھا کہ وہ خوشبو سے لبڑا ہوا ہو۔ آپؐ کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ پھر آپؐ کے پاس وحی آئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت یعلیٰؓ کی طرف اشارہ کیا حضرت یعلیٰ آپؐ کے پاس اس حال میں آئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کے ساتھ سایہ کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنا سر اندر داخل کر دیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ آپؐ کا چہرہ سرخ ہے۔ اور خراٹے مار رہے ہیں۔ پھر آپؐ سے یہ حالت کھل گئی۔ تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے جس

نے عمرہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ پس وہ آدمی لایا گیا۔ فرمایا وہ خوشبو جو تمہیں لگی ہوئی ہے۔ اسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور جُبّہ کو اتار دو۔ اور عمرہ میں بھی ایسے کرو۔ جیسے اپنے حج میں کرتے ہو۔ تو میں نے حضرت عطاء سے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسے تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔ اس سے مقصود خوب صاف کرنا ہے۔ فرمایا ہاں یہی مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قلت لعطاء الخ یعنی تین مرتبہ دھونے سے خوشبو کا زائل کرنا مقصود ہے یا تین کی قید بھی معتبر ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ مقصود ازالہ طیب ہے اور ممکن ہے یہ معنی مراد ہوں۔ کہ تین مرتبہ کے ذکر سے مقصود مزید انقاء ہے۔ ورنہ واجب تو ازالہ ہے خواہ وہ ایک مرتبہ سے بھی حاصل ہو جائے۔ تو جواباً فرمایا کہ ہاں انقاء اور مبالغہ مقصود ہے۔ جیسے آپ نے کہا۔ ورنہ مقصود ازالہ تھا۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ کرمانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ خوشبو کے اثر کو زائل کرنے کے لئے مبالغہ مقصود ہے۔ ورنہ واجب تو ازالہ ہے۔ شاید اس آدمی کے بدن یا کپڑے پر خوشبو زیادہ ہو گی۔ اس لئے مبالغہ کے ساتھ ازالہ کا حکم دیا۔ یہاں ایک اشکال ہے۔ کہ حدیث باب ترجمہ سے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث باب میں یہ کہیں نہیں ہے کہ خلوق ثوب پر تھی۔ جیسا کہ ترجمہ میں ہے۔ حدیث میں تو صرف اتنا ہے کان متضمخا اور اغسل الطیب الذی بک سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ طیب ثوب پر نہیں تھی۔ بلکہ بدن پر تھی۔ اور جُبّہ کا اتارنا احرام کی وجہ سے تھا۔ حافظؒ نے جواب دیا ہے کہ امام بخاریؒ اپنی عادت کے مطابق دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جو ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ محرمات الاحرام میں فرماتے ہیں۔ علیہ قمیص فیہ اثر صفرۃ اور خلوق عادۃً کپڑے میں لگایا کرتے ہیں۔ اس سے وہ اعتراض بھی رفع ہو گیا۔ کہ حدیث باب میں طیب خلوق کا لفظ نہیں ہے تو پھر بھی مطابقۃ ثابت نہ ہوئی۔ تو کہا جائے گا کہ خلوق بھی طیب کا قسم ہے۔

مسئلہ طیب للمحرم کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے۔ کہ ہر قسم کی خوشبو مُحرم کے لئے حرام ہے خواہ وہ مُحرِم بالحج یا بالعمرۃ ہو

البتہ قبل الاحرام اگر خوشبو لگائے اور اس کا اثر بعد الاحرام بھی باقی رہ جائے۔ تو اس کے جواز میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اس کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ باقی ائمہ جواز کے قائل ہیں۔ امام بخاریؒ کا رجحان بھی مسلک امام اعظمؒ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اولاً ترجمہ غسل الخلوق ثلاث قائم کیا۔ جس میں حدیث صفوان بیان کی اور باب الطیب عند الاحرام میں حدیث عائشہؓ کو بیان فرمایا۔ جس میں ہے کانی انظر الی وبیص الطیب فی مفارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو محرم یعنی میں خوشبو کی چمک آپؐ کے چوٹی کے بالوں میں دیکھتی تھی۔ جب کہ آپؐ محرم تھے۔

بَابُ الطِّيْبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَتَرَجَّلُ وَيَدَّهِنُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ يَشُمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرْأَةِ وَيَتَدَاوَى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَطَاءٌ يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلَى بَطْنِهِ بِثَوْبٍ وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بِالتُّبَّانِ بَأْسًا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ تَعْنِي لِلَّذِيْنَ يَرْحَلُوْنَ هَوْدَجَهَا

ترجمہ۔ احرام کے وقت خوشبو کا ہونا اور جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے۔ محرم کنگھا کر سکتا ہے۔ تیل لگا سکتا ہے۔ اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ محرم ناز بوٹی کو سونگھ سکتا ہے۔ اور شیشہ آئینہ میں نظر کر سکتا ہے اور جو چیزیں کھاتا مثلاً زیتون اور گھی ان سے دوا اور علاج بھی کر سکتا ہے۔ اور حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں۔ کہ انگوٹھی اور ہمیانی پہن سکتا ہے۔ اور ابن عمرؓ احرام کے ساتھ طواف کرتے تھے اور ان کے پیٹ پہ کپڑا بندھا ہوتا تھا۔ اور حضرت عائشہؓ لنگوٹ باندھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ لنگوٹ باندھنے والے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو ان کے کجاوہ کو کس دیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رض يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِهِ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا کہ ابن عمرؓ زیتون کا تیل لگاتے تھے۔ میں نے ابراہیم کو ان کا یہ قول ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تم اس کے قول کو کیا کرو گے۔ مجھے حضرت اسود نے یہ حدیث بیان کی۔ کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کہ احرام کی حالت میں گویا کہ میں آپؐ کی چوٹی کے بالوں میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

حدیث نمبر ۱۳۴۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ حِينَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کے لئے خوشبو لگاتی تھی۔ جب کہ آپؐ احرام باندھنے والے ہوتے تھے اور بیت اللہ کے طواف کرنے سے پہلے بھی حلال ہونے کے لئے خوشبو لگاتی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | یشم المحرم الریحان | ہمارے نزدیک اس کا سونگھنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ خوشبو ہے۔

تعنی الذین یرحلون ھودجھا تبتان بالشت برابر کپڑا ہوتا ہے جس سے عورت غلیظہ کو چھپایا جاتا ہے۔ جسے ہندی میں لنگوٹ کہتے ہیں۔ اس کے پہننے کو ضرورت کی وجہ سے اس شخص کے لئے جائز کہا گیا جو اس کا محتاج ہو۔ کیونکہ اونٹوں پر کجاوہ کسنے کے لئے ان کو اوپر نیچے اترنا چڑھنا پڑتا ہے۔ کشفِ عورت کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک کسی کے لئے تبان باندھنے کی اجازت نہیں۔ اگرچہ وہ محتاج کیوں نہ ہو۔ کیونکہ چادر کو اس طرح باندھا جانا ممکن ہے۔ جس سے کشف عورت نہ ہو۔

کان ابن عمر یدھن بالزیت یعنی احرام سے پہلے تیل لگانے کی اجازت ہے۔

لہ۔ نار بوئی۔

جب کہ احرام کے بعد اس کا اثر باقی رہ جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ریحان کے بارے میں ائمہ کرام میں اختلاف ہے۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ جو حضرات اسے خوشبو سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک حرام ہے اور جو اسے خوشبو نہیں سمجھتے وہ جائز فرماتے ہیں۔ اصح یہ ہے کہ اس کا سونگھنا محرم کے لئے حرام ہے۔ اور فدیہ واجب ہوگا۔ لنگوٹ کے بارے میں دو مسئلے ہیں۔ قطب گنگوہیؒ نے کشف عورت کی وجہ سے جواز کا حکم دیا۔ اور دیگر شراح مخیط (سلا ہوا) ہونے کی وجہ سے محرم کے لئے اجازت نہیں دیتے۔ شیخؒ نے تو ضرورت کی بنا پر جواب دیا۔ اور دیگر شراح فرماتے ہیں کہ یہ محض عائشہؓ کی اپنی رائے ہے۔ ممکن ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا ہو کہ من لم یجد ازارا فلیلبس السراویل تو اس وقت جمہور کی مخالفت نہ ہوگی۔

تبقی اثرہ بعد الاحرام حضرت ابن عمرؓ کا مذہب یہ تھا۔ کہ جس خوشبو کا اثر بعد الاحرام رہ جائے وہ ممنوع ہے۔ اس لئے وہ زیتون سے تیل لگاتے تھے۔ بشرطیکہ اس میں طیب نہ ہو۔

بَابُ مَنْ اَهَلَّ مُلَبِّدًا

ترجمہ۔ جس شخص نے بالوں کو گھمن لگا کر احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۱۳۴۶ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ الخ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپؐ بالوں کو گھمن لگا کر احرام باندھتے تھے۔ تاکہ بال نہ بکھریں۔

بَابُ الْإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَةِ

ترجمہ۔ مسجد ذی الحلیفہ کے پاس احرام باندھنا۔

حدیث نمبر ۱۳۴۷ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ یَقُوْلُ مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ یَعْنِیْ مَسْجِدَ ذِی الْحُلَیْفَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے باپ حضرت عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مسجد ذی الحلیفہ سے احرام باندھا ہے۔

بَابُ مَا لَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ

ترجمہ۔ محرم کون کون سے کپڑے نہیں پہن سکتا۔

حدیث نمبر ۱۳۴۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَ لَا السَّرَاوِیْلَاتِ وَ لَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَّا یَجِدُ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّیَابِ شَیْئًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ اَوْ وَرْسٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ یَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَلَا یَتَرَجَّلُ وَ لَا یَحُکُّ جَسَدَهٗ وَیُلْقِی الْقَمْلَ مِنْ رَّاْسِهٖ وَ جَسَدِهٖ فِی الْاَرْضِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ مُحرم کون کون سے کپڑے پہن سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قمیص نہ پہنے۔ پگڑی نہ باندھے۔ سلوار نہ پہنے اور نہ ہی چغے پہنے اور نہ موزے پہنے۔ مگر کسی شخص کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے اور ان کو ٹخنے سے نیچے سے کاٹ دے اور ایسے کپڑے بھی نہ پہنے جس

کو زعفران یا ورس بوٹی سے رنگا گیا ہو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے۔ لیکن نہ تو کنگھا کرے اور نہ ہی اپنے بدن کو کھجلائے۔ البتہ جوئیں اپنے سر اور بدن سے زمین پہ ڈال سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قال ابو عبد اللہ الخ ہمارے نزدیک جوئیں بدن سے زمین پہ ڈالنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر خود بخود گر پڑیں تو کوئی حرج نہیں۔ سر کا دھونا جائز ہے اور بالوں کو اس وقت کنگھا کرنا جائز ہے۔ جب کہ کوئی بال نہ ٹوٹے۔ اس طرح بدن کو کھجلانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ جب تک کوئی بال نہ ٹوٹے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اوجز میں اس مسئلہ کو بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ مالکیہ اور احناف کے نزدیک قمل کا قتل کرنا جائز نہیں۔ امام احمدؒ سے دو روائتیں ہیں۔ امام نوویؒ نے مناسک میں لکھا ہے کہ محرم قمل[1] کو اپنے بدن اور کپڑے سے دور کر سکتا ہے۔ بلکہ محرم کے لئے اس کا قتل کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے غیر محرم کے لئے جائز ہے۔ اور ہدایہ میں ہے۔ من قتل قملۃ تصدق بما شاء لانہا متولدۃ من التفث اس سے معلوم ہوا کہ یہ جزا میل کچیل زائل کرنے کی وجہ سے ہے۔

غسل رأس کے بارے میں اس پہ تو اتفاق ہے۔ غسل من الجنابۃ کر سکتا ہے۔ تبرید وغیرہ کے متعلق اختلاف ہے۔ جمہور اجازت دیتے ہیں۔ امام مالکؒ سے کراہتہ منقول ہے۔

بَابُ الرُّكُوبِ وَالْإِرْتِدَافِ فِي الْحَجِّ

ترجمہ۔ حج کے اندر سوار ہونا اور ردیف بنانا۔

حدیث نمبر ۱۳۴۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض أَنَّ أُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت اسامہؓ عرفات سے مزدلفہ تک

---

[1] یعنی جوئیں

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے۔ پھر آپؐ نے حضرت فضل کو مزدلفہ سے منیٰ تک ردلیف بنایا۔ پس ان دونوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک تلبیہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔

تشریح از قاسمی قمیص اور سلوار سے ہر سلا ہوا کپڑا مراد ہوگا۔ اور جو بدن کے لئے ساتر بنے۔ اس طرح عمائم سے بھی تمام ساتر راس مراد ہوں گے۔ مخیط ہوں یا غیر مخیط۔ جیسے پٹی اور خفاف سے تمام ساتر رجل (پاؤں) مراد ہوں گے۔ خواہ وہ موزے ہوں۔ جرابیں ہوں۔ مگر یہ سب احکام مردوں کے لئے ہیں۔ عورتوں کو تمام بدن چھپانے کا حکم ہے سوائے چہرہ کے۔

حتی رمی جمرہ العقبۃ ائمہ اربعہ کے لئے دلیل ہے کہ تلبیہ کو رمی جمرہ تک قطع نہ کرنا چاہیئے۔

بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ

مِنَ الثِّيَابِ وَالْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ وَلَبِسَتْ عَائِشَةُ الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ وَقَالَتْ لَا تَلَثَّمْ وَلَا تَبَرْقَعْ وَلَا تَلْبَسْ ثَوْبًا بِوَرْسٍ وَلَا زَعْفَرَانٍ وَقَالَ جَابِرٌ لَا أَرَى الْمُعَصْفَرَ طِيبًا وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُبْدِلَ ثِيَابَهُ۔

ترجمہ۔ محرم جو کپڑے پہن سکتا ہے۔ چادریں۔ لنگیاں اور حضرۃ عائشہؓ نے احرام کی حالت میں عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے اور فرمایا کہ ہم نقاب اور برقعہ نہیں پہنیں گی اور ایسا کپڑا بھی جو ورس اور زعفران سے رنگا ہوا ہو۔ اور حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں معصفر کو خوشبودار نہیں سمجھتا۔ اور حضرت عائشہؓ عورت کے لئے زیورات اور کالا کپڑا اور گلابی کپڑا اور موزے پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں۔ حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا کہ اگر اپنے کپڑے بدل لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۵۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ الخ عَنْ

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّھَنَ وَلَبِسَ اِزَارَہٗ وَرِدَآءَہٗ ھُوَ وَاَصْحَابُہٗ فَلَمْ یَنْہَ عَنْ شَیْءٍ مِّنَ الْاَرْدِیَۃِ وَالْاُزُرِ اَنْ تُلْبَسَ اِلَّا الْمُزَعْفَرَۃِ الَّتِیْ تَرْدَعُ عَلَی الْجِلْدِ فَاَصْبَحَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ رَکِبَ رَاحِلَتَہٗ حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الْبَیْدَآءِ اَھَلَّ ھُوَ وَاَصْحَابُہٗ وَقَلَّدَ بُدْنَہٗ وَذٰلِکَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَۃِ فَقَدِمَ مَکَّۃَ لِاَرْبَعِ لَیَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَلَمْ یَحِلَّ مِنْ اَجْلِ بُدْنِہٖ لِاَنَّہٗ قَلَّدَھَا ثُمَّ نَزَلَ بِاَعْلٰی مَکَّۃَ عِنْدَ الْحَجُوْنِ وَھُوَ مُہِلٌّ بِالْحَجِّ وَلَمْ یَقْرَبِ الْکَعْبَۃَ بَعْدَ طَوَافِہٖ بِہَا حَتّٰی رَجَعَ مِنْ عَرَفَۃَ وَاَمَرَ اَصْحَابَہٗ اَنْ یَّطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ یُقَصِّرُوْا مِنْ رُّءُوْسِہِمْ ثُمَّ یَحِلُّوْا وَذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَہٗ بَدَنَۃٌ قَلَّدَھَا وَمَنْ کَانَتْ مَعَہٗ امْرَاَتُہٗ فَہِیَ لَہٗ حَلَالٌ وَّالطِّیْبُ وَالثِّیَابُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چلے بعد اس کے کہ آپؐ نے کنگھا کرلیا ۔ تیل لگالیا ۔ لنگی پہن لی ۔ چادر اوڑھ لی ۔ آپؐ نے بھی اور آپؐ کے صحابہ کرام نے بھی چادر اور لنگی کے پہننے سے کسی میں سے کسی چیز کی ممانعت نہیں تھی ۔ مگر زعفران کا رنگا ہوا کپڑا جس کا اثر چمڑے پر رہ جائے وہ ممنوع تھا ۔ پس صبح کو ذی الحلیفہ پہنچے ۔ اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے ۔ یہاں تک کہ جب بیداء کے مقام پر ٹھیک طور پر سوار ہو گئے ۔ تو آپؐ نے اور آپؐ کے اصحابؓ نے احرام باندھا اور اپنی اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالے ۔ اور یہ واقعہ ذی قعدہ سے پانچ دن باقی رہنے کے وقت ہوا ۔ پس مکہ معظمہ میں ذی الحجہ کی چار راتیں گزر جانے کے بعد تشریف لائے ۔ بیت اللہ کا طواف کیا ۔ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑ لگائی ۔ اور قربانی کے جانوروں کی وجہ سے حلال نہ ہوئے ۔ جن کو آپؐ نے ہار پہنا رکھے تھے ۔ پھر مکہ کے بالائی حصہ میں حجون کے پاس اترے ۔ درآنحالیکہ آپ حج کا احرام باندھنے والے تھے ۔ طواف کر چکنے کے بعد پھر کعبہ کے قریب نہیں گئے ۔

یہاں تک کہ آپؐ عرفات سے واپس نہیں لوٹے۔ اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں۔ صفا اور مروہ پہاڑی کے درمیان دوڑ لگائیں۔ پھر اپنے سروں کے بال چھوٹے کریں۔ پھر حلال ہو جائیں۔ لیکن یہ حکم اس شخص کے لئے تھا جس کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں تھا۔ کہ اس نے اس کو ہار پہنایا ہو۔ اور جس کے ہمراہ اس کی بیوی تھی۔ پس وہ اس کے لئے حلال ہے۔ خوشبو اور کپڑے حلال ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فکلاهما قال یہ حکم ان دونوں کے کلام سے ثابت ہے۔ یہ نہیں کہ ہر ایک نے ان میں سے اس کی تصریح کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں آپؐ کے ہمراہ تو علی سبیل البدلیۃ صرف ایک ہی تھا۔ تو پھر ان میں سے ہر ایک آپ کے تمام راستے کے فعل کی کیسے حکایت کر سکتا ہے۔

لبست عائشة الثياب المعصفرة کیونکہ وہ معصفر کو طیب نہیں سمجھتی تھیں۔ ورنہ آپؐ اس سے کراہتہ نہ کرتے۔ حالانکہ اس کی تیز خوشبو کی وجہ سے آپؐ نے نفرت فرمائی۔ المورّد یا معصفر کے جواز کی وجہ سے ایسا کیا۔ یا مورّد کو بھی ان رنگوں پر محمول کیا جن میں خوشبو نہیں ہوتی۔ بلکہ گلابی رنگ ہو۔ گلاب کا خوشبو دار پھول نہ ہو۔

الا المزعفرة التى تردع زعفران کا رنگا ہوا کپڑا جس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے۔ عورتوں کے لئے صرف حالتِ احرام میں منع ہے۔ اور مردوں کے لئے احرام و غیر احرام دونوں صورتوں میں ناجائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | معصفر کپڑا پہننے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ثوریؒ فرماتے ہیں وہ طیب ہے اس میں فدیہ ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لا بأس به لانه لون ليس بطيب امام مالکؒ سے مختلف روایات ہیں۔

مورّد ورد[1] اجماعاً طیب ہے۔ اس لئے مورّد میں شراح کو توجیہ کی ضرورت پڑی۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مصبوغ علی لون الورد مراد ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے معصفر کی دو قسمیں بنائیں۔ معدم اور مورد بہر حال معصفر مزعفر اور ورس مرد اور عورت محرم دونوں کے لئے ناجائز ہیں۔ البتہ اگر ان کو دھو لیا جائے۔ تو اس میں باقی ائمہ اباحت کہتے ہیں۔

---

[1] بمعنی پھول۔ یعنی وہ کپڑا جو گلابی رنگ سے رنگا گیا ہو۔ [2] یعنی اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ رنگ ہے خوشبو نہیں ہے۔

امام مالکؒ خلاف کرتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ غیر محرم کے لئے مصبوغ بالزعفران کا پہننا مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حلال کو بھی بہر حال مصبوغ بالزعفران سے روکا جائے گا۔ لیکن جمہور ائمہ ممانعت کو صرف محرم کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ حَتّٰی اَصْبَحَ

قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو ذی الحلیفہ میں رات گزارے یہاں تک کہ صبح کر دے۔ یہ ابن عمرؓ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۵۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ اَرْبَعًا وَّبِذِی الْحُلَیْفَةِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰی اَصْبَحَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَاسْتَوَتْ بِهٖ اَهَلَّ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں چار رکعت نماز پڑھی۔ اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ پھر وہاں رات بسر کی۔ یہاں تک ذی الحلیفہ میں صبح کر دی۔ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ اونٹنی آپؐ کو لے کر سیدھی ہوئی تو آپؐ نے تلبیہ کہہ کر احرام باندھ لیا۔

حدیث نمبر ۱۳۵۲ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّهْرَ بِالْمَدِیْنَةِ اَرْبَعًا وَصَلَّی الْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَكْعَتَیْنِ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ بَاتَ بِهَا حَتّٰی اَصْبَحَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز ظہر پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ کہا کہ میرا گمان ہے۔ کہ وہاں رات بسر کی۔ یہاں تک کہ صبح کر دی۔

تشریح از قاسمی اس ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ شہر کے قریب رات بسر کی جائے۔

تاکہ پچھلے لوگ بھی آشامل ہوں۔
اَهَلَّ امام شافعیؒ تو یہی فرماتے ہیں۔ کہ استوار راحلہ کے بھی بعد تلبیہ کہا جائے۔
احنافؒ کے نزدیک نماز سے فراغت کے بعد تلبیہ پڑھا جائے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کی روایت میں
ہے۔ اهلّ بالحج حين فرغ من ركعتيه ابو داودؒ کی روایت میں ہے کہ جب آپ
رکعتین سے فارغ ہوئے حج کا تلبیہ پڑھا۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ

ترجمہ۔ تلبیہ کہتے وقت آواز کو بلند کرنا۔

حدیث نمبر ۱۳۵۳ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَّ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعت پڑھی۔ اور عصر کی ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ اور میں نے آپؐ کو اور صحابہ کرام کو سنا کہ وہ حج اور عمرہ دونوں کے لئے اکٹھی آواز بلند کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی جمہور کا یہی مذہب ہے کہ تلبیہ کے وقت آواز کو بلند کیا جائے۔ کما قالہ عینی۔ اور یہ حدیث دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام قارن تھے۔ اور یہ تمتع اور افراد سے افضل ہے۔ ایسے ہی عنقریب آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لبیک بحجۃ وعمرۃ فرماتے تھے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ

ترجمہ۔ لبّیک کہنا۔

حدیث نمبر ۱۳۵۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ ہوتا تھا ۔ اے اللہ میں حاضر ہوں ۔ میں حاضر ہوں ۔ تیرا کوئی شریک نہیں ۔ میں حاضر ہوں ۔ بے شک تعریف اور نعمت سب تیرے لئے ہے ۔ ملک بھی تیرا ہی ہے ۔ تیرا کوئی شریک نہیں ۔

حدیث نمبر ۱۳۵۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ تَابَعَهُ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ الخ

ترجمہ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ۔ کہ میں خوب جانتی ہوں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کیسے کہتے تھے ۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ الخ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ ۔

بَابُ التَّحْمِيْدِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوْبِ عَلَى الدَّابَّةِ

ترجمہ ۔ الحمد للہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر جانور پر سوار ہوتے وقت تلبیہ سے پہلے کہنا چاہیئے ۔

حدیث نمبر ۱۳۵۶ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوْا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهٖ قِيَامًا وَذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ

اَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَنَسٍ رض ۔

ترجمہ ۔ حضرت انس رض نے فرمایا ۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت اور ذی الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی پھر وہاں رات بسر کی ۔ یہاں تک کہ صبح کر دی ۔ پھر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب سواری بیداء کے میدان میں آپ کو لے کر سیدھی ہوئی ۔ تو آپ نے اللہ کی حمد بیان کی ۔ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہا ۔ پھر حج اور عمرہ کا تلبیہ پڑھا لوگوں نے بھی ان دونوں کے ساتھ تلبیہ کہا ۔ پھر جب ہم مکہ میں پہنچے تو آپ نے لوگوں کو حلال ہونے کا حکم دیا ۔ یہاں تک کہ جب یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن آیا تو انہوں نے حج کا احرام باندھا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے اونٹ خود کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے ذبح کئے ۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دو گدرے (ابیض اسود) مینڈھے ذبح فرماتے ۔ امام بخاری رح نے فرمایا کہ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ حدیث ایوب عن رجل عن انس ہے ۔

تشریح از شیخ گنگوہی اس حدیث سے اشارہ ہے کہ یہ دعائیں ہر اس وقت اور اس حالت میں پڑھی جائیں ۔ جیسے جیسے احادیث میں وارد ہوتے ہیں ۔ خلاصہ یہ ہوا کہ سواری پہ سوار ہونے سے پہلے دعائیں پڑھی جائیں اور پھر تلبیہ کہا جائے ۔ اور یہی صورت صبح اور شام کی دعاؤں میں اختیار کی جائے ۔

قال بعضہم الخ یعنی بعض رواۃ نے اس حدیث کو یا بہام رجل سے روایت کیا ہے ۔ پس احتمال ہے کہ وہ ابو قلابہ ہوں یا کوئی دوسرے صاحب ہوں ۔

تشریح از شیخ زکریا ترجمہ کی غرض جو شیخ گنگوہی رح نے بیان فرمائی ہے ۔ وہ واضح ہے ۔ حافظ ابن حجر رح بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں ۔ کہ تلبیہ سے پہلے ادعیہ اور ذکر اذکار کرنا مستحب ہے ۔ دیگر شراح نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ یہ احادیث سے ثابت ہے ۔ البتہ حافظ رح یہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح نے اس سے ان لوگوں پہ رد کیا ہے ۔ جو یہ فرماتے ہیں کہ تلبیہ کی بجائے تسبیح تکبیر اور تحمید پہ اکتفا کیا جائے ۔ وجہ یہ ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے محض ان اذکار پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے بعد تلبیہ بھی کہا ہے۔

الحاصل اس مسئلہ پر تو سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ احرام بغیر تلبیہ کے نہیں ہوگا پھر اس میں اختلاف ہے۔ کہ آیا نیت تلبیہ کی قائم مقامی کر سکتی ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نیت بغیر تلبیہ کے کافی سمجھتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ تلبیہ حج میں ایسا ہے۔ جیسے نماز میں تکبیر الافتتاح ہے۔ البتہ ان کے نزدیک ہر وہ لفظ تلبیہ کے بجائے کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ افتتاح صلوٰۃ میں تکبیر کی بجائے تعظیم والے الفاظ کہے جا سکتے ہیں۔ ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ انسان کے لئے مستحب ہے کہ وہ احرام باندھنے کے لئے تلبیہ کہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک نیت تلبیہ سے کفایت نہیں کرے گی۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صحیح ہے۔ حافظؒ نے تلبیہ کے بارے میں چار مذاہب نقل کئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے کسی پر رد نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ وہ بتلا رہے ہیں کہ تلبیہ سے قبل ادعیہ اور اذکار کرنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ کے افادہ سے معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ

ترجمہ۔ سواری جب سیدھی اٹھ کر کھڑی ہو جائے تو اس وقت تلبیہ کہا جائے۔

حدیث نمبر ۱۳۵۷ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍؒ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَهَلَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَائِمَةً۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تلبیہ کہا جب کہ آپؐ کی اونٹنی آپؐ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ یہ حدیث شوافعؒ کی دلیل ہے۔ احناف کا مستدل ابن عباس کی روایت ہے۔

بَابُ الْاِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

ترجمہ۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے تلبیہ کہنا۔

حدیث نمبر ۱۳۵۸ قَالَ اَبُوْمَعْمَرٍؒ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ

بِذِی الْحُلَیْفَۃِ اَمَرَ بِرَاحِلَتِہٖ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَکِبَ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِہٖ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ قَائِمًا ثُمَّ یُلَبِّیْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ یُمْسِکُ حَتّٰی اِذَا جَآءَ ذَا طُوًی بَاتَ بِہٖ حَتّٰی یُصْبِحَ فَاِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِکَ تَابَعَہٗ اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ فِی الْغُسْلِ۔

ترجمہ۔ حضرت نافع سے مروی ہے کہ جناب ابن عمرؓ جب صبح کی نماز ذی الحلیفہ میں پڑھتے تھے تو اپنی اونٹنی کے متعلق حکم دیتے کہ اس پر پالان کس دیا جائے۔ پھر وہ اس پر سوار ہوتے۔ پس جب وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی۔ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر تو پھر آپ تلبیہ کہتے رہتے۔ حتیٰ کہ حرم میں پہنچ جاتے۔ پھر تلبیہ کو روک دیتے۔ یہاں تک کہ جب ذی طوی میں پہنچے تو وہاں رات بسر کرتے حتیٰ کہ صبح کرتے۔ پس جب صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو غسل کرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اسمٰعیل نے غسل میں ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۵۹ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الخ عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَؓ اِذَا اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلٰی مَکَّۃَ ادَّھَنَ بِدُھْنٍ لَّیْسَ لَہٗ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ ثُمَّ یَاْتِیْ مَسْجِدَ ذِی الْحُلَیْفَۃِ فَیُصَلِّیْ ثُمَّ یَرْکَبُ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ قَائِمَۃً اَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ۔

ترجمہ۔ حضرت نافع نے فرمایا کہ جناب ابن عمرؓ جب مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کرتے تو ایسا تیل لگاتے جس میں خوشبو نہیں ہوتی تھی۔ پھر مسجد ذی الحلیفہ میں تشریف لاتے وہاں نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے۔ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی تو احرام باندھتے فرماتے کہ میں نے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | حتیٰ یبلغ الحرم ثم یمسک الخ یہ ابن عمرؓ کا مذہب تھا کہ وہ حرم میں داخل ہوتے ہی تلبیہ ترک کر دیتے تھے۔ ورنہ ابن عباسؓ کے متعلق سن چکے ہیں کہ وہ رمی جمرہ العقبہ کے بعد تلبیہ ترک کرتے تھے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي

ترجمہ۔ جب وادی میں اتریں تو تلبیہ کہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا مُوسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي۔

ترجمہ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں۔ کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھے کہ لوگوں نے دجال کا ذکر چھیڑ دیا۔ اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ کہا کہ پس ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ البتہ حضرت موسیٰؑ کو۔ گویا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وادی میں اتر رہے ہیں اور تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قال ابن عباس لم اسمعہ الخ یعنی ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تو اس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ اسکی صورت حال بیان کر رہے ہوں۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صورت کو دیکھا کہ میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ گویا وہ وادی میں اتر رہے ہیں اور تلبیہ کہہ رہے ہیں لیکن دجال کے حال کی کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول کر بیان نہیں فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اس کلام سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کشف حال کا انکار نہیں کر رہے بلکہ دجال کے کشف حال کا انکار کر رہے ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں اما موسیٰ۔ مہلب فرماتے ہیں کہ یہ بعض روات کی طرف سے وہم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور وہ عنقریب حج کریں گے۔ البتہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ تو راوی پر معاملہ مشتبہ ہوگیا۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے۔ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء۔ لیکن اہل تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ الانبیاء احیاء یرزقون عند ربھم تو اس حال میں حج کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے۔ چنانچہ مسلم کی روایت اس پر

دلالت کرتی ہے۔ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای موسیٰ فی قبرہ قائماً یصلی۔ کہ وادی ازرق میں آپؐ نے موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تو جمع کرنے میں کیا اشکال ہے۔

بَابُ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ

أَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهِ وَاسْتَهْلَلْنَا وَأَهْلَلْنَا الْهِلَالَ كُلُّهُ مِنَ الظُّهُورِ وَاسْتَهَلَّ الْمَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَهُوَ مِنْ اِسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ۔

ترجمہ۔ حائضہ اور نفاس والی کیسے احرام باندھے۔ اهلّ بمعنی تلبیہ کے کلمات بولنا استہلال اور اهلال سب کے سب ظہور کے معنی میں ہیں۔ استہل المطر۔ جب کہ بارش بادل سے نکلے۔ اهل لغیر اللّٰہ۔ جب کہ غیر اللہ کے نام پر پکارا جائے۔ اسہلال صبی بچے کے رونے کی آواز بلند کرنا۔ یہ امام بخاریؒ نے لغوی تحقیق فرمائی ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۶۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا

مِنْ مِنًى وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو ہم نے صرف عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو۔ وہ تو حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور اس وقت تک نہ کھولے۔ جب تک دونوں حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو جائے۔ پس جب میں مکہ میں آئی تو حائضہ تھی۔ نہ تو میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی صفاو مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑ لگائی۔ جس کا میں نے آپؐ سے شکوہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ سر کے بال کھول دو۔ کنگھا کرو۔ اور حج کا احرام باندھو۔ عمرہ چھوڑ دو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم نے حج کے ارکان پورے کر لئے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ہمراہ بھیجا تو میں نے تنعیم کے مقام سے احرام باندھ کر عمرہ قضا کیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ عمرہ تیرے اس عمرہ کی بجائے ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور صفاو مروہ کے درمیان سعی بھی کی۔ پھر وہ حلال ہو گئے۔ پھر منیٰ سے لوٹنے کے بعد انہوں نے دوسرا طواف کیا۔ اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا۔ تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

تشریح از قاسمی فانما طافوا طوافا واحدا یہی ائمہ ثلاثہؒ اور دیگر حضرات کا مستدل ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین ابراھیم نخعی وغیرہم کا مسلک ہے۔ کہ قارن کو دو طواف اور دو سعی کرنی چاہیئے۔ ان کا مستدل عبداللہ بن مسعودؓ اور ابن عمرؓ کی وہ روایت ہے۔ جس میں ہے۔ طاف لهما طوافين وسعى لهما سعيين وقال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اور خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا بھی یہی معمول رہا۔

بَابُ مَنْ اَهَلَّ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ جس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس طرح احرام باندھا۔

جس طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ یہ بات ابن عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی۔

حدیث نمبر ۱۳۶۲ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَذَكَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں۔ اور سراقہ کا قول نقل کیا۔ جس میں ہے کہ سراقہ کی عقبہ میں ملاقات ہوئی۔ جب کہ آپؐ رمی جمرہ عقبہ کر رہے تھے۔ فقال الکم خاصہ یا رسول اللہ فقال لا بل لکل قارنٍ یعنی افعال عمرہ افعال حج میں قارن کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر سے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؓ تم نے کس چیز سے احرام باندھا۔ فرمایا جس چیز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ فرمایا پس ھدی چلاؤ اور محرم ٹھہرے رہو۔ جیسا کہ تم ہو۔

حدیث نمبر ۱۳۶۳ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْهُذَلِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا۔ کہ حضرت علیؓ یمن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ تو آپؐ نے پوچھا۔ کس چیز سے احرام باندھا۔ فرمایا۔ جس سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی۔ تو میں حلال ہو جاتا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ

بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى قَوْمِيْ بِالْيَمَنِ فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ فَقُلْتُ اَهْلَلْتُ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ قُلْتُ لَا فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَاَحْلَلْتُ فَاَتَيْتُ امْرَاَةً مِنْ قَوْمِيْ فَمَشَطَتْنِيْ اَوْ غَسَلَتْ رَاْسِيْ فَقَدِمَ عُمَرُ فَقَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اپنی قوم کی طرف یمن میں بھیجا ۔ میں جب واپس آیا ۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطحاء میں پایا ۔ آپؐ نے پوچھا تم نے کس چیز سے احرام باندھا ۔ میں نے کہا کہ میں نے ایسے احرام باندھا ۔ مانند حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے ۔ تو آپؐ نے پوچھا ۔ کیا تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے ۔ میں نے کہا نہیں ۔ تو آپؐ نے مجھے حکم دیا ۔ کہ میں بیت اللہ کا طواف کروں ۔ چنانچہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا ۔ اور صفا و مروہ پہاڑی کے درمیان سعی کی ۔ پھر مجھے حکم دیا ۔ کہ حلال ہو جاؤ ۔ میں حلال ہو گیا ۔ تو میری قوم کی ایک عورت آئی ۔ جس نے مجھے کنگھا کیا ۔ اور میرے سر کو دھو دیا ۔ پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فرمایا ۔ کہ ہم تو کتاب اللہ کو لیں گے ۔ کیونکہ وہ ہمیں تمام کرنے کا حکم دیتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ۔ حج اور عمرہ کو تمام کرو ۔ اللہ کے لئے ۔ اور ہم سنّت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیں گے کہ وہ حلال نہیں ہوئے ۔ جب تک هدی کو ذبح نہیں کیا ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ فقدم عمرؓ ان کے قدوم سے یا تو ان کی خلافت کا زمانہ مراد ہے یا یہ کہ وہ حج کرنے کے ارادہ سے تشریف لائے ۔ حضرت عمرؓ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ حجت کتاب اللہ یا سنّت رسول اللہ ہے ۔ اور وہ دونوں عمرے کے فسخ کرنے کی نفی کرتے ہیں ۔ اور عمرہ کو فسخ کر کے حج میں شامل کرنا ۔ اس کا جواز اور وقوع للصحابہؓ

بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہ عارض کی وجہ سے تھا اور اسی سال کے ساتھ مختص تھا ۔ بنا بریں اس کے بعد عمل نہیں کیا جائے گا ۔ حضرت ابو موسیٰ جواز فسخ کا فتویٰ دیتے تھے ۔ حضرت عمرؓ نے ان پر رد فرمایا ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت عمرؓ کی ممانعت کس وجہ سے تھی ۔ حج کو عمرہ کی طرف فسخ کرنا ۔ جیسے کہ روایات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے ۔ اسی کو شیخ گنگوہیؒ نے اختیار کیا ۔ یا وہ مطلق تمتع سے منع کرتے تھے ۔ حضرت عمرؓ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب اللہ سے اتمام الحج والعمرۃ کا حکم ثابت ہے ۔ جب تک حج سے فراغت نہ ہو ۔ احرام نہ کھولا جائے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تقاضا بھی یہی ہے ۔ کہ اس وقت تک حلال نہ ہو ۔ جب تک ھدی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے ۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا **لولا ان معی الھدی لاحللت** دال ہے کہ اگر ھدی نہ ہو تو حلال ہونا جائز ہے ۔ مختار یہ ہے کہ اس متعہ سے ممانعت جو اشہر حج میں ہو اور پھر اسی سال حج بھی کرے ۔ یہ نہی تنزیہہ ہے ۔ جس سے حج افراد میں ترغیب دینا مقصود ہے ۔ ورنہ قران کے جواز پر تو اجماع ہے بلا کراہتہ ۔ البتہ افضل میں اختلاف ہے ۔ میرے نزدیک توجیہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فسخ سے بھی منع فرمایا ۔ اور تمتع معروف سے بھی منع فرمایا ۔ پہلی نہی تو علی التحریم تھی ۔ اس لئے اس پر مارتے بھی تھے ۔ اور دوسری نہی علی سبیل الاختیار تھی ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ اَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَكَرِهَ عُثْمَانُ اَنْ يُّحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ اَوْ كَرْمَانَ ۔

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ حج کے چند مہینے معلوم ہیں ۔ پس جو شخص ان مہینوں میں حج فرض کرلے تو نہ وہ بے ہودہ باتیں کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ ہی حج میں جھگڑا کرے ۔

آپ سے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ ان سے فرما دیں۔ کہ وہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے اوقات ہیں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اشہر الحج شوال۔ ذی القعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ سنت یہ ہے کہ حج کا احرام اشہر حج میں ہی باندھا جائے۔ اور حضرت عثمانؓ نے خراسان اور کرمان سے احرام باندھنے کو ناپسند فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۵ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ قَالَتْ نَخَرَجَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَا قَالَتْ فَالْاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ اَصْحَابِهٖ قَالَتْ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَكَانُوْا اَهْلَ قُوَّةٍ وَّكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ يَا هَنْتَاهُ قُلْتُ سَمِعْتُ قَوْلَكَ لِاَصْحَابِكَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَاْنُكِ قُلْتُ لَا اُصَلِّيْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ اِنَّمَا اَنْتِ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنَاتِ اٰدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ كُوْنِيْ فِيْ حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فِيْ حَجَّتِهٖ حَتّٰى قَدِمْنَا مِنًى فَطَهُرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِّنًى فَاَفَضْتُ بِالْبَيْتِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ فِي النَّفْرِ الْاٰخِرِ حَتّٰى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهٗ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِاُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ اَفْرُغَا ثُمَّ ائْتِيَا هٰهُنَا فَاِنِّيْ اَنْظُرُكُمَا حَتّٰى تَاْتِيَانِيْ قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغْتُ وَفَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُهٗ بِسَحَرٍ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتُمْ قُلْتُ نَعَمْ فَاٰذَنَ بِالرَّحِيْلِ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَضِيْرُ مِنْ ضَارَ يَضِيْرُ ضَيْرًا وَّيُقَالُ ضَارَ يَضُوْرُ ضَوْرًا وَضَرَّ يَضُرُّ ضَرًّا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

حج کے مہینوں میں اور حج کی راتوں میں اور حج کے مکانوں میں سے نکلے تو ہم سرف کے مقام پر اترے۔ تو آپؐ اپنے اصحاب کی طرف تشریف لاکر فرمانے لگے۔ کہ تم میں سے جس کے ہمراہ ھدی ہو۔ پس اسے عمرہ بنانا پسند کرے تو ایسا کرلے۔ اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو۔ تو وہ اسے عمرہ نہ بنائے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آپؐ کے اصحابؓ میں سے کچھ حضرات اسے عمرہ بنانے والے تھے اور کچھ چھوڑنے والے تھے۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب میں سے کچھ مرد قوت والے تھے۔ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے۔ وہ عمرہ پر قادر نہ ہوسکے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ پوچھا اے بے وقوف! تجھے کس چیز نے رلایا ہے۔ میں نے عرض کی۔ جو کچھ آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا وہ میں نے سن لیا۔ مگر میں عمرہ سے روک دی گئی۔ فرمایا۔ کیوں تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے کہا نماز نہیں پڑھ سکتی۔ فرمایا یہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گی۔ تو بھی آدم علیہ السلام کی بیٹیوں میں سے ایک عورت ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر لکھا ہے وہی تجھ پر لکھ دیا ہے۔ پس تو اپنے حج میں لگ جا۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے عمرہ کی توفیق بھی دے دے گا۔ فرماتی ہیں کہ ہم برابر حج کے افعال ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ہم منیٰ میں پہنچے تو میں پاک ہوگئی۔ پھر منیٰ سے نکل کر بیت اللہ کا طواف زیارۃ کیا۔ پھر میں آپؐ کے ہمراہ کوچ کے دوسرے دن یعنی تیرہ[۱۳] ذی الحجہ کو وہاں سے روانہ ہوئی۔ یہاں تک کہ آپؐ وادی محصب میں اترے۔ ہم بھی آپؐ کے ہمراہ وہاں اترے تو آپؐ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو بلوایا اور حکم دیا کہ اپنی بہن کو حرم سے لے جاکر عمرہ کا احرام بندھواؤ۔ پھر عمرہ سے فارغ ہوکر اس جگہ آجاؤ۔ میں تمہارے آنے تک انتظار کرتا رہوں گا۔ فرماتی ہیں کہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوگئی اور آپؐ یا میں بھی طواف وداع سے فارغ ہوگئے۔ تو میں سحور کے وقت آپؐ کے پاس پہنچی۔ تو آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہوگئے۔ میں نے عرض کی۔ ہاں فارغ ہوگئے۔ تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو کوچ کرنے کا اعلان فرمادیا۔ تو لوگ چل پڑے تو آپؐ مدینہ کی طرف متوجہ ہوکر گذر رہے تھے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ ضار یضیر ضار یضور اور ضر یضر۔ سب کے ایک معنی ہیں۔ نقصان اٹھانے کے۔

بَابُ التَّمَتُّعِ وَالْاِقْرَانِ وَالْاِفْرَادِ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْيٌ

ترجمہ :۔ حج تمتع۔ قران اور افراد اور جس کے ہمراہ ھدی نہ ہو اس کو حج فسخ کرنے کا حکم کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۶۶ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ اَنْ يَّحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاءُهٗ لَمْ يَسُقْنَ فَاَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّاَرْجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِيْ مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا وَقَالَتْ صَفِيَّةُ مَا اُرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتَكُمْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى اَوَمَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَا بَاْسَ اِنْفِرِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَاَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا اَوْ اَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ مِّنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہم یہی سمجھے ہوئے تھے۔ کہ یہ حج ہی ہے۔ پس جب ہم مکہ میں پہنچے تو بیت اللہ کا ہم نے طواف کیا۔ تو جن لوگوں نے سوق ھدی نہیں کیا تھا۔ ان کو آپؐ نے حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ تو جن لوگوں نے اور جن عورتوں نے ھدی نہیں چلائی تھی وہ حلال ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ مجھے حیض آگیا۔ جس کی وجہ سے میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی۔ جب لیلۃ الحصبۃ ہوئی۔ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ تو حج اور عمرہ کے ساتھ لوٹیں گے۔ اور میں صرف حج کے ساتھ لوٹوں گی۔ آپؐ نے پوچھا کہ تو نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا تھا۔ جب ہم مکہ آئے تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم مقام کی طرف

جاؤ۔ اور عمرہ کا احرام باندھو۔ پھر فلاں فلاں جگہ تمہارے وعدہ کی جگہ ہے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں سمجھتی ہوں کہ میں بھی تم کو روکنے والی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ عقریٰ ہلاک ہونے والی اور حلقی بال کٹی! یہاں حقیقی معنی مراد نہیں۔ تعجب کے لئے کلمات کہے۔ کہ کیا تو نے دسویں ذی الحجہ کو طواف نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ کوچ کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ کہ وہ مکہ کو جارہے تھے اور میں آرہی تھی یا میں جارہی تھی تو آپؐ آرہے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ **مصعد من** مکۃ کہ آپؐ طواف وداع کرکے واپس آرہے تھے۔ اور میں طواف عمرہ کرنے کے لئے جارہی تھی یا اس کا برعکس تھا جس پر **انا مصعدۃ منہا** کے الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں راوی کو شک ہوا ہے۔ ورنہ حضرت عائشہؓ پچھلی روایت میں فرماچکی ہیں۔ ثم جئتہ بسحر فقال **ھل فرغتم** تو اگر حضرت عائشہؓ مکہ سے آنے والی ہوتیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جانے والے ہوتے۔ تو یہ انتظار کرنے والی ہوتی نہ کہ جناب رسالت مآبؐ۔ حالانکہ وہ خود فرمارہے ہیں۔ **انی انظر کما حتی تأتیانی** الخ

تشریح از شیخ زکریاؒ **ھما ینفیان الفسخ** مشہور یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فسخ الحج الی العمرۃ کو منع فرمایا تھا۔ اگر حج تمتع کی بات ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دور تک لوگوں کو تمتع کا فتویٰ دیتے رہے۔ جب حضرت عمرؓ نے تمتع سے منع کردیا تو میں نے لوگوں کو فتویٰ دینا چھوڑ دیا۔ کہ حضرت عمرؓ آرہے ہیں۔ ان کی اقتدار کرو۔ کتاب اللہ سے تو اس طرح اتموا الحج والعمرۃ ای افردوا کلا بالسفر لہٗ۔ اور اخذ بالسنۃ اس طرح کہ یوم النحر تک احرام باقی رہنا چاہیئے۔ تمتع کی صورت میں احرام کھل جائے گا۔ اس حیثیت سے سنت کی مخالفت ہو جائے گی۔ بہرحال جمہور ائمہ فسخ الحج کو اس سال سے مختص قرار دیتے ہیں۔ اور فسخ کا حکم صحابہ کرام کو اس لئے دیا گیا تھا۔ تاکہ مشرکین کی مخالفت ہوجائے۔ کیونکہ وہ اشہر حج میں عمرہ کرنے کو افجر فجور کہتے تھے۔ اس بنا پر ان کی مخالفت کی گئی۔

والظاهر انه شک من الراوی بہت سے شراح نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ جمع کی صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کے چلے جانے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف وداع کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ تو آپؐ کی ملاقات حضرت عائشہؓ سے اس حالت میں ہوئی۔ کہ آپؐ طواف کے بعد واپس ہو رہے تھے اور وہ طوافِ عمرہ کے لئے داخل ہو رہی تھیں۔ ابھی آپؐ وادی محصب میں اپنی منزل پہ تھے کہ حضرت عائشہؓ پہنچ گئیں۔ لیکن میرے ذہن میں اس کا برعکس ہے۔ کیونکہ اس قصہ میں روایات مختلف ہیں۔ میرے اس قول کی تائید امام بخاریؒ کے اس ترجمہ سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے باب الادلاج من المحصب اگر دال کے سکون سے ہو تو سیر اوّل لیل کو کہتے ہیں۔ اگر تشدید کے ساتھ ہو تو سیر آخر اللیل کے معنی میں آتا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ کا جانا اوّل لیل میں ہوگا۔ اور آپؐ کا جانا آخر لیل میں۔ راستہ میں ملاقات ہو گئی۔ تو اس وقت انا منھبطۃ وھو مصعد الی مکۃ کہنا صحیح ہو جائے گا۔ اور وجوہ بھی بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶۷ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سال روانہ ہوئے۔ بعض ہم میں سے وہ تھے جنہوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا۔ اور بعض وہ تھے جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا اور بعض وہ بھی تھے۔ جنہوں نے صرف حج کا احرام باندھا ہوا تھا۔ وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ یوم النحر آیا۔ تو انہوں نے احرام کھولا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۸ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَاَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَاٰى عَلِيٌّ اَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِاَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِقَوْلِ اَحَدٍ۔

ترجمہ۔ حضرت مروان بن الحکم نے فرمایا۔ کہ میں حضرت عثمانؓ اور علیؓ کے پاس موجود تھا۔ کہ حضرت عثمان حج تمتع اور قران دونوں سے منع کرتے تھے۔ پس جب حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو دونوں کا احرام باندھ کر کہنے لگے۔ لبیک بعمرۃ وحجۃ اور فرمایا۔ کہ میں کسی ایک آدمی کے قول کی وجہ سے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ظاہر یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی نہی تنزیہا تھی۔ ان کے نزدیک حج افراد افضل تھا۔ اس کو بتلانا چاہتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں عوام اسے نہی تحریمی نہ سمجھ لیں۔ اس لئے انہوں نے دونوں کو جمع کر کے حج قران بنا لیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ کی نہی اس گمان پر ہو۔ کہ ان دونوں کو جمع کرنا اور خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع کرنا کسی عارض کی وجہ سے تھا۔ تو حضرت علیؓ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حاضرین لوگ تحریم قران کا عقیدہ نہ بنا لیں۔ تو اپنے فعل سے انہوں نے بتلا دیا کہ جواز اور تحریم دو مذہب ہیں۔ جو شخص چاہے حضرت عثمانؓ کا اقتدار کرے اور جو شخص چاہے میری اقتدار کرے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا سبب بسط کے ساتھ تو میں نے اوجز کے اندر بیان کیا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ ان کا اختلاف حج تمتع میں تھا۔ حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ کی طرح تمتع اور قران کو علی وجہ التحریم منع نہیں کرتے تھے بلکہ افراد کی افضلیت کے قائل تھے۔ حضرت عمرؓ کی اس سے غرض یہ تھی۔ کہ ان حضرات نجوم الہدایۃ کا آنا جانا بیت اللہ کی طرف کثرت سے رہے۔ تاکہ لوگوں کو احکام کی تعلیم وتبلیغ ہو سکے۔ اور دوسرے لوگ ان سے علم سیکھیں اور صحابہ کرام کے ساتھ مجتمع ہوں۔ کیونکہ اس وقت حجاز مجمع الصحابہ تھا۔ اور یہی غرض حضرت عثمانؓ کے نہی متعہ کی معلوم ہوتی ہے۔ اور حضرت علیؓ کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں لوگ اس نہی کو تحریم پر محمول نہ کریں۔ اور تمتع وقران کو بالکل چھوڑ نہ دیں۔ کہ اس سے ایک سنت نبوی کا ترک لازم آئے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ بھی حضرت علیؓ کے فعل پر خاموش رہے۔ تو یہ اجماع ہو گیا۔

کان لعارض چنانچہ جب حضرت علیؓ نے جو عمرہ کا احرام باندھا تو حضرت عثمانؓ نے ان کو روکا نہیں بلکہ جب حضرت علیؓ نے ان سے یہ فرمایا کہ الم تسمع رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم تمتع قال بلی یعنی کیا آپؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمتع کرتے نہیں سنا۔ تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے لکنا کنا خائفین جس کی کئی توجیہات کی گئی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ أَفْجَرُ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قریش مکہ اور دیگر اہل عرب یہ اعتقاد رکھتے تھے۔ کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین پر تمام گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے۔ اور وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے۔ یعنی اس محرم کی حرمت کو مؤخر الی صفر کر لیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا۔ کہ جب تک اونٹوں کی پیٹھ کے زخم مندمل نہ ہو جائیں۔ بلکہ ان کے نشانات تک مٹ جائیں۔ صفر کا مہینہ بھی گزر جائے۔ تو پھر عمرہ عمرہ کرنے والے کے لئے حلال ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کرام ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ اس کو عمرہ بنا لو۔ تو یہ عمرہ بنا لینا ان کو عظیم معلوم ہوا۔ پوچھنے لگے یا رسول اللہ! کون سی حلت ہے۔ فرمایا ہر طرح کی کلی حلت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | وانسلخ صفر الخ یعنی صفر کو ماہ محرم قصد کر کے اشہر حرم میں شامل کر لیتے۔ ورنہ ان کے نزدیک صفر میں عمرہ کرنا حرام نہیں تھا۔ کیونکہ نہ تو اشہر حرم میں اور نہ ہی اشہر حج میں سے تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ان کے اعتقاد کے مطابق صفر اشہر حرم میں سے ہو جاتا ہے۔ محرم نہیں رہتا۔ بنا بریں ان کے نزدیک کبھی کبھی سال تیرہ یا چودہ ماہ کا ہو جاتا تھا یہی نسیئ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ انما النسیئ زیادۃ فی الکفر باقی انسلاخ صفر کا ذکر

اس لئے کیا گیا کہ اگر بالفرض قتال راستہ میں یا مکہ میں برپا ہو جائے تو مقاتلہ کی قدرت حاصل ہو
گویا انسلخ صفر کا مطلب یہ ہوا کہ اشہر حج گزر جائیں اور ان کا اثر اور اشہر حرم گزر جائیں۔
تب عمرہ کیا جائے۔ یا صفر سے مراد محرم ہو۔ تو اب انسلخ صفر بطور بیان اور بدل کے ہوگا۔
اذا برء الدبر سے۔ کیونکہ غالب یہ ہے کہ چالیس سے پچاس والی تک کی اس مدت میں سفر حج
کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ اور تاخیر محرم کی مصلحت یہ تھی کہ تین ماہ مسلسل حرمت والے ان
پر گراں تھے۔ قتل وغارت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے عمرے کے مہینوں میں سے
پہلا مہینہ ماہِ محرم کو قرار دیا جو دراصل ماہِ صفر ہوتا تھا۔ تو اس اعتبار سے عمرہ ان کے نزدیک
اشہر حج میں نہ ہوا۔ اور صفر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ قتل وغارت ڈالنے کے لئے
اس ماہ میں وہ اپنے گھروں کو مال ومتاع سے خالی کر لیتے تھے۔ بلکہ اہل وعیال سے بھی خالی
کر لیتے تھے۔

بیاض فی الاصل سے شیخ گنگوہیؒ نے اس تعارض پر تنبیہہ فرمائی ہے۔ جو
امام بخاریؒ اور امام ابو داؤدؒ کی روایتوں میں ہے جس کی طرف کسی شارح نے توجہ نہیں فرمائی۔
بخاری میں تو انسلخ صفر ہے اور ابو داؤدؒ میں دخل صفر حلت لہ العمرۃ ظاہر یہ ہے کہ بخاری
کی روایت راجح ہے۔ کیونکہ مسلم کی روایت بھی اس کی متابعت کرتی ہے۔ جمع بین الروایتین
کی یہ صورت ممکن ہے۔ کہ دخل صفر میں صفر حقیقی مراد لیا جائے اور انسلخ صفر میں محرم مراد لیا
جائے۔ جس کو انہوں نے صفر بنا لیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۹ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ
قَدِمْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ بِالْحِلِّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا۔ کہ جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے مجھے احرام کھولنے کا حکم دیا۔ کیونکہ انہوں نے سوق ھدی نہیں
کیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۰ حدثنا اِسْمٰعِیْلُ الخ عَنْ حَفْصَةَؓ زَوْجِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ

وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّي لَبَّدْتُ رَاْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا اُحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! لوگوں کا کیا حال ہے۔ انہوں نے تو عمرہ کا احرام کھول دیا اور آپؐ نے ابھی تک اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا فرمایا۔ اس لئے کہ میں نے تو بال بکھرنے سے سر کے بالوں کو گھمن لگایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہے۔ میں تو اس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا جب تک کہ قربانی نہ کر لوں۔

تشریح از قاسمی | اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ جس نے سوق ھدی کیا ہو۔ وہ جب تک قربانی نہ کرلے احرام نہ کھولے۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔ اور اس میں سے تلبید اور تقلید کا استحباب بھی معلوم ہوتا ہے۔ مگر تلبید کا احلال اور عدم احلال میں کوئی دخل نہیں۔ لیکن آپؐ نے بیان واقع یا تاکید امر کے لئے اس کا ذکر فرمایا۔ کہ میرا احرام تو نحر ھدی تک رہے گا۔ طول احرام کے لئے تلبید کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے۔ کیونکہ اس جگہ عمرہ کا ذکر ہے حج کے تین اقسام کے جواز پر تو سب علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ شوافعؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک افراد افضل ہے پھر تمتع۔ پھر قران۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ افضل قران ہے۔ پھر تمتع ازاں بعد افراد ہے۔ ترجیح کی وجہ احادیث بالا اور قرآن مجید کی آیت وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ امام احمدؒ اور دوسرے حضرات کے نزدیک افضل تمتع پھر افراد اور پھر قران ہے۔ اور وجہ ترجیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لو استقبلت من امری ما استدبرت

حدیث نمبر ۱۴۷۲ حَدَّثَنَا آدم حَدَّثَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَمَرَنِي فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَجُلًا يَقُوْلُ لِي حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَاَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي اَقِمْ عِنْدِي وَاَجْعَلُ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِمَ فَقَالَ لِلرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتُ

ترجمہ۔ حضرت ابو جمرہ نصر بن عمران الضبعی نے فرمایا کہ میں نے تمتع کا احرام باندھا تو لوگوں نے

مجھے منع کیا۔ میں نے ابن عباسؓ سے اس کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے مجھے تمتع کا حکم دیا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا۔ گویا کہ ایک آدمی مجھے کہہ رہا ہے۔ حج مبرور ہے عمرہ مقبول ہے۔ جس کی ابن عباسؓ کو میں نے خبر دی۔ انہوں نے فرمایا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ پھر مجھے فرمایا۔ کہ تم میرے پاس قیام کرو۔ میں تمہارے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ مقرر کر دوں گا۔ شعبہ نے پوچھا۔ کس وجہ سے۔ فرمایا اس خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا۔ جس سے ابن عباسؓ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فنہانی ناس | اس رائے کی وجہ سے جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی رائے تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | حافظؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں کے نام تو معلوم نہ ہو سکے۔ لیکن یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے دور کا ہے جو تمتع سے منع کرتے تھے۔ بوجہ حدیث ابوالزبیر کے جو مسلم میں ہے۔ لا اری التمتع الا للمحصر اور جمہور فرماتے ہیں لا اختصاص للمحصر۔ اس کی تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۷۲ حدثنا اَبُوْنَعِيْمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْشِهَابٍ قَالَ قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَقَالَ لِيْ اُنَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ تَصِيْرُ الْاٰنَ حَجَّتُكَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلٰى عَطَآءٍ اَسْتَفْتِيْهِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهٗ وَقَدْ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ اَحِلُّوْا مِنْ اِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوْا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوْا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِيْ قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوْا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوْا مَا اَمَرْتُكُمْ فَلَوْلَا اَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَمَرْتُكُمْ وَلٰكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّيْ حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَفَعَلُوْا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْشِهَابٍ لَيْسَ لَهٗ مُسْنَدٌ اِلَّا هٰذَا۔

ترجمہ۔ ابوشہاب فرماتے ہیں کہ میں عمرہ سے نفع حاصل کر کے مکہ میں آیا اور آٹھویں ذی الحجہ

یوم الترویہ سے تین دن پہلے ہم پہنچے تو مکہ والے لوگوں نے مجھے کہا کہ اب تو تمہارا حج مکی ہوگا۔ میں نے حضرت عطاءؒ کے پاس حاضر ہو کر فتویٰ پوچھا۔ انہوں نے فرمایا مجھے جابر بن عبد اللہؓ نے حدیث بیان کی۔ کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھا۔ جس دن کہ آپؐ نے اپنے ہمراہ قربانی کے اونٹ چلائے تھے۔ درآنحالیکہ یہ سب لوگ حج افراد کا احرام باندھ چکے تھے۔ تو آپؐ نے ان سب سے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف صفا و مروہ کی سعی کے بعد تم سب احرام سے حلال ہو جاؤ۔ اور بال کٹوا لو۔ حلق نہ کرو۔ کیونکہ حج سے صرف چار دن باقی رہ گئے تھے۔ تاکہ یوم الحلق میں بال لمبے لمبے ہوں۔ پھر حلال ہو۔ قیام کرو۔ یہاں تک جب یوم الترویہ آجائے۔ تو پھر حج کا احرام باندھو۔ اور اس عمرہ کے ذریعہ جو تم لا چکے ہو۔ اسے تمتع بنا لو۔ انہوں نے عرض کی حضرت! کیسے تمتع بنائیں۔ ہم عندالاحرام حج کا نام لے چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو میں تم کو حکم دیتا ہوں اس کو کر گزرو۔ کیونکہ اگر میں نے سوق ھدی نہ کی ہوتی تو میں بھی اسی طرح کرتا۔ جس کا تمہیں حکم دیا ہے۔ لیکن میرے لئے حرام حلال نہیں ہے۔ جب تک کہ میری ھدی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابو شہاب کی مرفوع حدیث سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے (اور بعض فرماتے ہیں کہ مسند من عطاء ہے۔ مطلقاً مسند نہیں ہے)

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تصیر الآن حجتک مکیۃ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس عمرہ کو چھوڑ دو۔ اور مکہ سے حج کا احرام باندھو۔ جیسا کہ آپؐ نے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا جب کہ ان کے حج کو فسخ کر کے عمرہ بنانے کا حکم دیا تھا۔ تو حضرت عطاءؒ نے حضرت جابرؓ کی روایت کے ذریعہ ان پر رَدّ کیا۔ اور ممکن ہے کہ ابو شہاب متمتع ہوں۔ جیسا کہ متمتعاً بعمرۃ کے الفاظ دال ہیں تو ان کے لئے یہی حکم تھا۔ کہ وہ عمرہ کا احرام کھول دیں اور حج کے لئے دوسرا احرام باندھیں وہ اپنے احرام پر باقی رہنا چاہتے تھے کہ اہل مکہ نے انہیں تاکید کی۔ کہ عمرہ والا احرام کھول دو۔ تو یہ حضرت عطاء تابعی کے پاس فتویٰ پوچھنے آئے۔ تو حضرت عطاءؒ نے فرمایا۔ کہ تحلل من الاحرام تم پر واجب نہیں ہے۔ تمہیں تحلل اور عدم تحلل میں اختیار ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کرنے کے بعد بھی اپنا احرام باقی رکھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ

بات ہو گی کہ آپ سائق ھدی تھے۔ اس لئے آپ کے لئے تحلل جائز نہیں تھا۔ اور جس کے ہمراہ ھدی نہ ہو۔ اس کے لئے دونوں امر جائز ہیں۔ **ولیس لہ مسند الا ھذا ای فی باب الحج۔**

حدیث نمبر ۱۴۷۳ حدثنا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اخْتَلَفَ عَلِیٌّ وَعُثْمَانُ وَهُمَا بِعُسْفَانَ فِی الْمُتْعَةِ فَقَالَ عَلِیٌّ مَا تُرِیْدُ اِلٰی اَنْ تَنْهٰی عَنْ اَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنِی عَنْكَ قَالَ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ عَلِیٌّ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِیْعًا۔

ترجمہ۔ حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں۔ کہ عسفان کے مقام پر متعہ یعنی حج تمتع کے بارے میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا اختلاف ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کیا آپ ہم کو اس کام سے روکنا چاہتے ہیں۔ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ اچھا مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **دعنی عنک** مقصد یہ ہے کہ آپ اسی پر عمل کریں۔ جہاں تک آپ کا اجتہاد پہنچا ہے اور میں اس پر عمل کروں گا جو کچھ میں جانتا اور سمجھتا ہوں ہمیں جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | **تمتعت** سے تمتع اصطلاحی مراد ہے۔ اور حدیث کے معنی واضح ہیں۔ کہ ابو شہاب نے عمرہ کا احرام باندھا۔ اس سے فراغت کے بعد حلال ہوئے۔ تو اب ان کا احرام بالحج مکی ہو گا۔ آفاقی نہیں ہو گا۔ حضرت عطاءؒ نے بھی یہی خبر دی کہ حضورؐ کے حکم سے صحابہ کرامؓ نے بھی ایسا کیا تھا۔

دعنی عنک شارح ہدایہ نے فرمایا کہ ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے سوق ھدی نہ کیا۔ اس کے لئے تحلل لازمی ہے۔ مگر علامہ زیلعیؒ اور دیگر حضرات نے تصریح کی ہے۔ ایسا شخص مختار ہے۔ چاہے احرام باقی رکھے یا احرام کھول دے۔ اس کو شیخؒ نے بیان فرما دیا ہے۔

یسرے له حدیث مسند کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ شیخ گنگوہیؒ کے نزدیک مختار یہی ہے۔ کہ باب الحج میں اس کے علاوہ کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔ جو عطار کے واسطے سے ہو۔ مطلق حدیث مرفوع کی نفی نہیں ہے۔ ابوشہاب حناط کے لقب سے مشہور ہیں۔ موسیٰ بن نافع اسدی ان کا نام ہے۔ اور نسائی میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ نہی عثمان عن التمتع فلبّٰی علی و اصحابه بالعمرة فلم ینهہم عثمان الحدیث۔ اگر اشکال ہو۔ کہ تنازع تو تمتع میں تھا۔ حضرت علیؓ نے قران کا احرام کیسے باندھا۔ تو جواب یہ ہے۔ کہ قارن بھی تمتع کرتا ہے۔ دوبارہ اسے سفر نہیں کرنا پڑتا۔

بَابُ مَنْ لَبّٰى بِالْحَجِّ وَسَمَّاهُ

ترجمہ:۔ جس نے حج کے ساتھ تلبیہ کہا اور اسی کا نام لیا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ آئے تو ہم لبیک بالحج سے تلبیہ کہتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسے عمرہ بنانے کا حکم دیا۔ تشریح لبیک بالحج سے ترجمہ ثابت ہوا۔

بَابُ التَّمَتُّعِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمتع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۵ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ رَجُلٌ بِرَأْيِهٖ مَا شَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے میں ہم لوگ تمتع کرتے تھے۔ اور قرآن مجید اتر رہا تھا۔ اب اپنی رائے سے جو شخص چاہے کہے۔

تشریح از قاسمی | رجل سے مراد حضرت عمرؓ ہیں نہ کہ حضرت عثمانؓ۔ کیونکہ پہلے وہی شخص ہیں جنہوں نے تمتع سے روکا۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَالَ اَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنِ الْبَصْرِیُّ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کے اہل وعیال مسجد حرام میں حاضر نہ ہوں۔ ابو کامل فضیل بن حسین بصری نے کہا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۶ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ اَهَلَّ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَاَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاَهْلَلْنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا اِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً اِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْیَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَتَيْنَا النِّسَآءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَقَالَ مَنْ قَلَّدَ الْهَدْیَ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ثُمَّ اَمَرَنَا عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ اَنْ نُّهِلَّ بِالْحَجِّ فَاِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمَنَاسِكِ جِئْنَا فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ تَمَّ حَجُّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْیُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلٰى اَمْصَارِكُمْ اَلشَّاةُ تَجْزِیْ فَجَمَعُوْا نُسُكَيْنِ فِیْ عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهٗ فِیْ كِتَابِهٖ وَسَنَّهٗ نَبِيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَاحَهٗ لِلنَّاسِ غَيْرَ اَهْلِ مَكَّةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِیْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْ كِتَابِهٖ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ فَمَنْ تَمَتَّعَ فِیْ هٰذِهِ الْاَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ اَوْ صَوْمٌ وَّالرَّفَثُ الْجِمَاعُ وَالْفُسُوْقُ الْمَعَاصِیْ وَالْجِدَالُ الْمِرَاءُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے متعہ حج کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مہاجرین

انصار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام باندھا۔ پس جب ہم مکہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم لوگ حج کے احرام کو عمرہ بنالو۔ مگر وہ شخص جس نے سوقِ ھدی کیا ہو۔ تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ اپنی بیویوں سے ہم بستر ہوئے۔ اور ہم نے اپنے کپڑے بھی پہن لئے۔ اور جس نے قربانی کے جانور کو ہار ڈالا تھا۔ وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوا۔ جب تک اس کی ھدی اپنے محل تک نہ پہنچ گئی۔ پھر ترویہ آٹھویں ذی الحجہ کی شام کو آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگ حج کا احرام باندھیں۔ پس جب ہم ان اعمالِ حج سے فارغ ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا۔ مروہ کے درمیان سعی کی۔ پس ہمارا حج تمام ہوگیا۔ اور ہم پر دم شکر لازم ہوگیا۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ جو کچھ ھدی میسر ہو قربان کرے۔ اگر کسی کو جانور قربانی کا نہیں ملتا تو وہ تین روزے حج کے ایام میں رکھے۔ اور سات روزے جب اپنے اپنے شہروں کو لوٹیں۔ اس وقت رکھیں۔ ایک بکری کافی ہوگی۔ کیونکہ ایک سال میں دو عبادتیں یعنی حج اور عمرہ کو جمع کیا۔ پس یہ حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا۔ اور اس کے نبی نے اسے چالو کیا۔ اور اس تمتع کو لوگوں کے لئے سوائے اہل مکہ کے مباح قرار دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کے اہل وعیال مسجد حرام میں حاضر نہیں ہیں۔ اور اشہر حج جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ شوال۔ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔ پس جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے۔ تو اس پر ایک جانور کا خون ہے یا روزے ہیں۔ رفث کے معنی جماع کے۔ فسوق گناہ اور جدال کے معنی جھگڑے کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | وسبعۃ اذا رجعتم ای فی امصارکم۔ یہ حکم کی تعمیم کے لئے بیان فرمایا ہے۔ یہ نہیں کہ روزہ بغیر وطن کے جائز نہیں۔ وہاں بھی رکھ سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | جو کچھ شیخؒ نے فرمایا۔ یہ احناف کے مسلک کے مطابق ہے۔ اور امام شافعیؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ البتہ امام مالکؒ رجوع الی وطن کی شرط لگاتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ | عشیۃ الترویہ سے آٹھویں ذی الحجہ کی ظہر کے بعد کا وقت مراد ہے۔

فرغنا من المناسک۔ ای وقوف بعرفہ مبیت بمزدلفہ اور رمی جمار اور حلق۔

فصیام ثلثة ایام فی الحج فی الاشتغال بہ بعد الاحرام وقبل التحلل ولا یجوز تقدیمہا علی الاحرام بالحج کیونکہ یہ روزہ عبادت بدنیہ ہے۔ اس کو وقت سے مقدم نہ کیا جائے۔ اور مستحب ہے۔ کہ یوم عرفہ سے قبل رکھے جائیں۔ کیونکہ حاجی کے لئے یوم عرفہ میں افطار مستحب ہے۔ ولا یجوز یوم النحر وایام التشریق عند الاکثر البتہ امام مالکؒ ایام تشریق میں صوم کی اجازت دیتے ہیں۔

رجعتم سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فراغ من الافعال مراد ہے۔ اور دیگر ائمہ رجوع الیٰ اہلہ مراد لیتے ہیں۔ ذٰلک کا اشارہ عند الائمہ وجوب الھدیٰ والصیام ہے حاضری المسجد الحرام سے اہل حرم مراد ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ذٰلک کا اشارہ تمتع کی طرف ہے۔ جو اہل مکہ کے لئے عند الاحناف مکروہ ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تمتع اور قران پہ دم جبر ہے۔ اور وہ دونوں آفاقی کے حق میں مستحب ہے۔ اس لئے اسے دم شکر ادا کرنا لازم ہوگا۔

بَابُ الْاِغْتِسَالَ عِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ

ترجمہ:۔ مکہ معظمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۷ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ اِذَا دَخَلَ اَدْنَى الْحَرَمِ اَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت نافع نے فرمایا کہ ابن عمرؓ جب حرم کے قریب پہنچتے تو تلبیہ کہنے سے رک جاتے۔ پھر ذی طویٰ میں رات گزارتے۔ وہیں صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور حدیث بیان کرتے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی | یہی ابن عمرؓ کا مذہب تھا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جب عرفات کی طرف متوجہ ہو تو تلبیہ ترک کر دے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے

نزدیک رمی جمرہ عقبہ کے وقت تلبیہ ترک کرے۔ ان کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ جو ص۲۰۹ پر گزر چکی ہے۔

بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ نَهَارًا وَّلَيْلًا

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں دن اور رات کے وقت داخل ہونا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي طُوًى حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طوٰی میں رات بسر کی۔ یہاں تک کہ صبح کر دی۔ پھر مکہ میں داخل ہوئے اور ابن عمرؓ بھی یہی کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی دخولِ مکۃ نہارًا تو ظاہر ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ثم دخل مکۃ میں ثم تراخی کے لئے جو نہار اور لیل دونوں کو شامل ہے۔ یا دخول لیلاً عمرہ جعرانہ سے ثابت ہے۔ جس کو ترجمہ میں ذکر کر دیا۔ دخول نہار کی حدیث ان کی شرط کے مطابق تھی اور دخول لیل کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے اس نے سکوت کیا۔ ترجمہ میں ذکر کر دیا۔

بَابُ مِنْ اَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں کس مقام سے داخل ہوئے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۹ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں اوپر والی گھاٹی جو بطحاء کے اندر ہے۔ وہاں سے داخل ہوتے تھے اور نچلی گھاٹی جو مکہ کے اسفل میں باب شبیکہ کے پاس ہے۔ وہاں سے خارج ہوتے۔ ثنیہ علیا کو کدا بالفتح بھی کہتے ہیں۔ اور

ثنیہ سفلیٰ کو کُدیٰ بھی کہا جاتا ہے ۔

بَابُ مِنْ اَیْنَ یَخْرُجُ مِنْ مَکَّۃَ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ کے کس مقام سے باہر تشریف لاتے تھے ۔

حدیث نمبر ۱۳۸۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ مِنْ کَدَآءٍ مِنَ الثَّنِیَّۃِ الْعُلْیَا الَّتِیْ بِالْبَطْحَآءِ وَ خَرَجَ مِنَ الثَّنِیَّۃِ السُّفْلٰی۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں کدار کے مقام جو اوپر والی گھاٹی میں جو بطحار کے اندر ہے داخل ہوتے اور نچلی گھاٹی سے باہر آتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۱ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ عَنْ عَائِشَۃَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَآءَ اِلٰی مَکَّۃَ دَخَلَہَا مِنْ اَعْلَاھَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِہَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو اس کے اوپر والے حصہ سے داخل ہوئے اور نچلے سے باہر تشریف لائے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۲ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ الخ عَنْ عَائِشَۃَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ کَدَآءٍ وَّخَرَجَ مِنْ کُدًی مِنْ اَعْلٰی مَکَّۃَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدار سے داخل ہوئے اور کُدیٰ سے نکلے اور کدار اعلیٰ مکہ میں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | من اعلیٰ مکۃ یہ بدل یا تفسیر کدار بالمد سے ہے۔ کُدیٰ بالقصر سے نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مفسَّر اور مفسِّر میں فصل بالاجنبی لازم آئے گا۔ اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ ایسا ہوا کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | عموماً شراح حضرات ابو اسامہ راوی کے وہم پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن شیخ گنگوہیؒ نے راوی کو وہم سے بچانے کے لئے یہ تاویل فرمائی۔ ورنہ کرمانیؒ اور قسطلانیؒ نے احادیث سابقہ کی بناپر اسے وہم راوی قرار دیا۔ اور میرے نزدیک یہ ہے کہ دخول اور

خروج عام الفتح میں دونوں کدا یعنی اعلیٰ مکہ سے ہوئے۔ لیکن حج میں خروج اسفلہا سے ہوا۔ یہ توجیہ اس وقت ہے۔ جبکہ اسے کدا بالفتح پڑھا جائے۔ اوّل اور ثانی دونوں جگہ اگر ثانی بالضم ہو۔ تو پھر من اعلیٰ مکہ دخل کے متعلق ہوگا۔ اور خرج من کُدی حال مقدر ہوگا۔ تو اس وقت تخصیص بغیر عام الفتح کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسی ثانی توجیہ کو قطب گنگوہیؒ نے اختیار فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۳ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ کَدَاءٍ مِنْ اَعْلٰی مَکَّۃَ قَالَ ہِشَامٌ وَکَانَ عُرْوَۃُ یَدْخُلُ عَلٰی کِلْتَیْہِمَا مِنْ کَدَاءٍ وَکُدًی وَاَکْثَرُ مَا یَدْخُلُ مِنْ کُدًی وَکَانَتْ اَقْرَبَہُمَا اِلٰی مَنْزِلِہٖ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقعہ پر کدا سے داخل ہوئے۔ جو مکہ کا اعلیٰ حصہ ہے۔ ہشام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروہؓ دونوں کدا اور کُدی سے داخل ہوتے تھے۔ اور اکثر ان کا داخلہ کُدی سے ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ ان کے گھر کے قریب ہوتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ | کانت اقربھما الی منزلہ یہ حضرت عروہؓ کی طرف سے معذرت ہے۔ کہ حدیث تو من کدا بالفتح والی روایت کی اور عمل اس کے خلاف کیا۔ مقصد یہ ہے کہ داخلہ من اعلیٰ مکہ حتمی اور لازمی نہیں ہے۔ آسانی کے لئے کبھی کدا سے اور کبھی کُدی سے داخل ہوتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَہَّابِ عَنْ عُرْوَۃَؓ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ کَدَاءٍ مِنْ اَعْلٰی مَکَّۃَ وَکَانَ عُرْوَۃُ اَکْثَرَ مَا یَدْخُلُ مِنْ کُدًی وَکَانَ اَقْرَبَہُمَا اِلٰی مَنْزِلِہٖ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ نے فرمایا۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال کدا اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے۔ اور حضرت عروہ بن الزبیرؓ اکثر کُدی سے داخل ہوتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کے گھر کے قریب پڑتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۸۵ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا عَنْ ہِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ دَخَلَ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْ كُدًى أَقْرَبُهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَدَاءٌ وَكُدًى مَوْضِعَانِ۔

ترجمہ۔ حضرت ہشام اپنے باپ عروہ ابن الزبیرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدار سے داخل ہوئے اور حضرت عروہؓ دونوں سے داخل ہوتے تھے۔ اکثر ان کا داخلہ کُدی سے ہوتا۔ جو ان کے گھر کے قریب تھا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ کدار اور کُدی دونوں جگہ کے نام ہیں۔

بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا

وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

ترجمہ۔ مکہ اور اس کی بنا کی فضیلت۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور جب کہ ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لوٹنے بار بار آنے کی جگہ اور امن بنایا۔ اے لوگو! مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے وعدہ لیا کہ وہ دونوں میرے گھر کو پاک رکھیں۔ طواف کرنے والوں اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے۔ اور یاد کرو۔ جب کہ ابراہیمؑ نے دعا مانگی اے میرے رب! اس جگہ کو امن والا شہر بنا۔ اور یہاں کے ان باشندوں کو پھلوں کا رزق دے۔ جو ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آئیں۔ فرمایا جو کفر کرے گا اس

کو بھی تھوڑے عرصہ کے لئے نفع اٹھانے دوں گا۔ پھر اسے جہنم کے عذاب کی طرف مجبور کروں گا۔ اور وہ بہت بُری لوٹنے پھرنے کی جگہ ہے۔ اور یاد کرو! جب کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادوں کو اٹھا کر دعا کر رہے تھے۔ اے ہمارے رب اس ہماری خدمت کو قبول فرما۔ اس لئے کہ آپ ہی خوب سننے والے جاننے والے ہیں اور ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت اپنی فرمانبردار بنا اور ہمیں اپنے حج کے احکام بتلا۔ ہماری طرف توجہ فرما۔ بے شک آپ ہی توبہ قبول کرنے والے اور نہایت مہربان ہیں۔ چونکہ بنائے کعبہ بنائے مکہ کا سبب بنا اس لئے ان چار آیات کریمہ میں بنار کعبہ کا ذکر ہے۔ جس سے مکہ اور کعبہ دونوں کی فضیلت واضح ہوگئی۔ اور کعبہ امن ہے قتل وغارت سے اور امن ہے جذام برص اور جنون سے اور بعض نے کہا۔ کہ امن ہے جبابرہ کی چیرہ دستیوں سے۔ جیسے اصحاب فیل سے محفوظ رکھا گیا۔

مقام ابراھیم سے جمیع حرم یا مکہ یا بیت اللہ مراد ہے۔ لیکن اصح یہ ہے کہ وہ پتھر مراد ہے۔ جس میں ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ جہاں پہ طواف کے بعد دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۸۶ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ أَرِنِي إِزَارِي فَشَدَّهُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ جب خانہ کعبہ کی بنا بعثت سے پانچ سال پہلے شروع ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ پتھر اٹھا رہے تھے۔ تو حضرت عباسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ اپنی چادر گردن پہ ڈال لو تاکہ پتھر اٹھانے میں تقویت ہو۔ چنانچہ جب آپؐ نے ایسا کیا تو زمین پہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جس سے آپؐ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میری چادر مجھے دکھاؤ۔ پس آپؐ نے اس کو اپنے اوپر باندھ لیا۔

حدیث نمبر ۱۳۸۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرٰهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرٰهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذِيْنَ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرٰهِيْمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ تیری قوم قریش نے جب کعبہ کو بنانا شروع کیا۔ تو انہوں نے ابراھیمؑ کی بنیادوں سے کمی کر دی۔ تو میں نے کہا۔ یارسول اللہ! کیا آپؐ اس کو ابراھیمی بنیادوں پہ واپس نہیں لوٹاتے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تیری قوم کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں ایسا ضرور کرتا۔ اور حضرت عبداللہ اسی اسناد سے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ نے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ میں نہیں سمجھتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکن جو حطیم کے ساتھ متصل ہیں۔ ان کے ہاتھ لگانے کو چھوڑا ہو۔ مگر یہ کہ بیت اللہ ابراہیمی بنیادوں پہ مکمل نہیں ہوا۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آپؐ نے ایسر الضررین کو اختیار فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ذهب النبی صلی اللہ علیہ وسلم العباس ممکن ہے اس سے مکہ کی فضیلت بھی نکلتی ہو۔ کیوں کہ آپؐ نے اس کے پتھر اپنے کندھوں پر اٹھائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اوجز میں تفصیل کے ساتھ خانہ کعبہ دس مرتبہ تعمیر کو ذکر کیا گیا ہے۔ جو اس شعر میں منظوم ہے۔

بنی بیت رب العرش عشر فخذ هم ملائکة الله الکرام وآدم فشیث فابراهیم ثم عمالق
قصی قریش قبل هذین جرهم وعبد الاله بن الزبیر بنی کذا بناء حجاج وهذا متمم

اور حدیث باب میں جس بنا کا ذکر ہے وہ آٹھویں بنا ہے۔ جس کو قریش نے بنایا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس ۳۵ سال تھی۔

حدیث نمبر ۱۳۸۸ حدثنا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجِدَارِ مِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ کیا حطیم کی دیوار بیت اللہ میں سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے عرض کی کہ انہوں نے اس کو بیت اللہ میں کیوں شامل نہ کیا۔ فرمایا کہ تیری قوم کا خرچہ کم ہوگیا۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ بیت اللہ کا دروازہ کیوں اونچا رکھا گیا۔ فرمایا۔ تیری قوم نے اس لئے کیا۔ تاکہ جس کو وہ چاہیں داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔ اگر تیری قوم کفر سے قریب زمانے والی نہ ہوتی۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ ان کے دل انکار کریں گے تو میں حطیم کی دیوار کو بیت اللہ میں شامل کرلیتا اور اس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دیتا۔

حدیث نمبر ۱۳۸۹ حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلٰى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِي بَابًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سے فرمایا۔ کہ اگر تیری قوم کفر کے قریب نہ ہوتی۔ تو بیت اللہ کو توڑ دیتا اور اسے ابراہیمی بنیاد پر تعمیر کرتا۔ کیونکہ قریش نے اس کی عمارت کو چھوٹا کردیا۔ اور میں اس کے لئے خلف بناتا۔

ہشام فرماتے ہیں کہ خلف کے معنی دروازے کے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۹۰ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ وَأَلْزَقْتُهُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ فَذَلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى هَدْمِهِ قَالَ يَزِيدُ وَشَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ قَالَ جَرِيرٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ مَوْضِعُهُ قَالَ أُرِيكَهُ الْآنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ فَقَالَ هَا هُنَا قَالَ جَرِيرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے عائشہؓ! اگر تیری قوم جاہلیۃ یعنی کفر کے زمانہ کے قریب نہ ہوتی۔ تو میں بیت اللہ کے گرانے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس کا نکال دیا گیا ہے۔ اسے اس میں پھر شامل کرتا۔ اور اس کو زمین کے ساتھ ملا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا لیتا ایک دروازہ شرقی دوسرا غربی۔ پھر اس سے میں ابراہیمی بنیاد تک پہنچ جاتا۔ پس اسی حدیث نے ابن الزبیرؓ کو بیت اللہ کو گرانے پہ آمادہ کیا۔ یزید فرماتے ہیں کہ میں ابن الزبیرؓ کے بیت اللہ کے گرانے اور اس کے تعمیر کرنے کے وقت حاضر تھا۔ جب کہ حطیم کو انہوں نے بیت اللہ میں شامل کر لیا۔ اور میں نے ابراہیمی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا جو اونٹوں کی کوہان کی طرح تھے۔ جریر نے کہا۔ کہ میں نے کہا کہ وہ جگہ کہاں ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ جگہ میں تمہیں ابھی دکھاتا ہوں۔ تو میں ان کے ساتھ حطیم میں داخل ہوا۔ تو انہوں نے اس مکان کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا وہ یہاں ہے۔ جریر فرماتے ہیں کہ میں نے حطیم کا چھ گز یا اس کے برابر کا تخمینہ لگایا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ

وَقَوْلِهٖ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَوْلِهٖ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ حرم پاک کی فضیلت۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تو حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے محترم و معظم بنایا ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہر چیز ہے۔ اور مجھے اس کا بھی حکم ہوا ہے۔ کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ کیا ہم نے ان کو حرم امن والے میں اقتدار نہیں دیا۔ جس کی طرف ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں۔ یہ ہماری طرف سے رزق ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

تشریح از قاسمی حرم مکی جس نے چاروں جانب سے مکہ کا احاطہ کر رکھا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی شرافت اور کرامت کے لئے حرم بنایا ہے۔ اس میں بہت سی وہ چیزیں حرام ہیں جو دوسری جگہ نہیں ہیں۔ مدینہ کے راستہ سے تین میل عراق کے راستے سے سات میل اور جعرانہ سے نو میل اور جدہ سے دس میل کے فاصلہ تک اس کی حدود ہیں جنہیں مواقیت کہا جاتا ہے۔ اور یہ تحدید اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعہ سے کرائی۔

حدیث نمبر ۱۳۹۱ **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ لَا یُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُهٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقْطَتَهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا۔ کہ اس شہر مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ پس اس کا کانٹا تک نہ کاٹا جائے۔ درخت تو بطریق اولیٰ نہ کاٹے جائیں اور اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے۔ اور نہ ہی اس میں گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے۔ ہاں وہ شخص اٹھائے جو اس کی تعریف کرے۔

تشریح از قاسمی | احنافؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک لقطہ حرم اور غیر حرم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر ایک کی تعریف کی جائے۔ بعض فرماتے ہیں کہ تعریف سے مراد دوام ہے۔ نہ اسے اٹھایا جائے اور نہ صدقہ کیا جائے۔ بخلاف سائر البقاع قالہ الشافعیؒ۔

بَابُ تَوْرِيثِ دُوْرِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَآئِهَا

وَاَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَآءٌ خَاصَّةً لِقَوْلِهِ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَنِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ. قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبَادِيْ الطَّارِئُ مَعْكُوْفًا مَحْبُوْسًا۔

ترجمہ۔ مکہ معظمہ کے مکانات کی وراثت ان کا بیچنا اور خرید کرنا اور یہ کہ خاص کر مسجد حرام میں سب لوگ برابر ہیں۔ بوجہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے۔ کہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے اور اس مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے برابر بنایا ہے۔ خواہ اس میں قیام کرنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے مسافر۔ اور جو شخص اس میں ظلم کے ساتھ کجی کا ارادہ کرے گا۔ ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ البادی باہر سے آنے والا مسافر اور معکوف کے معنی بند ہونے والے کے ہیں۔ البتہ معکوفًا کے اندر معکوف کو عاکف کی مناسبت سے ذکر فرما دیا۔

حدیث نمبر ۱۳۹۲ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ الخ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ تَنْزِلُ فِيْ دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ عَقِيْلٌ مِّنْ رِّبَاعٍ اَوْدُوْرٍ وَّكَانَ عَقِيْلٌ وَّرِثَ اَبَاطَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَّلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَّلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِاَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَّطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانُوْا يَتَاَوَّلُوْنَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۤءُ بَعْضٍ اَلْاٰيَة۔

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ مکہ معظمہ میں اپنی کون سی حویلی میں اتریں گے۔ فرمایا کہ کیا عقیل نے کوئی محلہ یا حویلی چھوڑی ہے۔ عقیل ابو طالب کے وارث ہوئے تھے۔ وہ بھی اور طالب بھی۔ لیکن حضرت جعفرؓ اور علیؓ اس کی کسی چیز کے وارث نہ ہوئے۔ کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے۔ اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔ اور حضرت عمر بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے کہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوا کرتا۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل پکڑتے تھے۔ کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی۔ اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا۔ اور جن لوگوں نے ٹھکانا دیا اور ان کی مدد کی۔ یہی لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

تشریح از قاسمی خاصۃً یعنی یہ مساوات صرف مسجد حرام میں ہے۔ حرم کے دیگر مقامات میں نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ مکہ کے مکانات کی وراثت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے۔ کہ مکہ کے مکانات میں اور ان کی حویلیوں میں کوئی وراثت نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی مالک بن سکتا ہے۔ البتہ بناء و تعمیر کے اعتبار سے نسبت کی جا سکتی ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد تملیک اور تملک کو ثابت کرنا ہے۔ بظاہر ان کا استدلال اس آیت کریمہ سے ہے۔ کہ مساوات کی صورت صرف مسجد حرام میں ہے اور کسی مکان میں نہیں ہے۔ تو مکہ کی اراضی میں سے مسجد حرام کے علاوہ باقی سب میں ملک اور تصرف جائز ہے۔ ایک تو ملک کی وجہ سے دوسرے روایت بھی اس پہ دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ دارک میں اضافہ ملک کی دلیل ہے۔ اور اس طرح راوی کا یہ کہنا ورث اباطالب یہ بھی دلالت کرتا ہے۔ کہ ان میں وراثت چالو ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ مسجد حرام کے حقوق میں مساوات سے غیر مسجد حرام کے حقوق میں مساوات کی نفی نہیں ہوتی۔ بایں ہمہ حکم کی علۃ مشترک ہے۔ وہ یہ کہ حجاج پر تنگی نہ ہو۔ رہا ورث کا لفظ روایت میں دارک کی اضافہ بناء و تعمیر کے اعتبار سے ہے۔ یا سبقت قبضہ کی وجہ سے۔ جیسے کوئی شخص مسجد میں اپنی جگہ پہ کپڑا رکھ جائے یا وادیٔ منیٰ میں خیمہ گاڑ لے تو وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔ کیونکہ اس کا قبضہ پہلے ہو چکا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ اس جگہ کا مالک بن گیا۔

تشریح از شیخ زکریا امام طحاویؒ نے مجاہد سے نقل کیا ہے۔ کہ مکہ مباح لا یحل بیع رباعہا

ولا اجارۃ بیوتہا - ابن عمرؓ بھی فرماتے ہیں - لا یحل بیع بیوت مکۃ ولا اجارتہا - ترجمہ - مکہ معظمہ کے مکانات کا بیچنا اور ان کو کرایہ پر دینا حلال نہیں ہے - حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ کوئی شخص مکہ کی حویلیوں کو دروازے نہ لگائے - کیونکہ ان کے میدانوں میں حجاج کرام قیام کریں گے - یہ مسلک سفیان ثوریؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا ہے - جمہور ائمہ جواز کا فتویٰ دیتے ہیں - علامہ جصاصؒ نے فرمایا کہ مسجد حرام سے کل حرام مراد ہے - جیسا کہ قرآنی آیات اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں -

سواء ن العاکف فیہ والباد میں سکونت اور قیام میں مساوات مراد ہے - حضرت امام ابو حنیفہؒ اجرۃ الارض کو تو ناجائز قرار دیتے ہیں - البتہ اگر کوئی شخص عمارت تعمیر کرے تو وہ اس کا کرایہ لے سکتا ہے - اس لئے ورث اور اضافۃ اسی بنار کے اعتبار سے ہے - اور اضافۃ ادنیٰ ملابستہ کی وجہ سے ہوتی ہے - جس کی کئی مثالیں ہیں - جیسے بیت العنکبوت یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم الخ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت سے بھی استدلال صحیح نہیں ہے - کیونکہ کفار مکہ اموال مسلمین پر غلبہ حاصل کر چکے تھے - اور جمہور کا یہی قول ہے کہ کفار استیلار کی وجہ سے مالک بن جاتے ہیں -

لسبق الیدہ پر ابن قیمؒ نے فرمایا کہ یہ ایسے منافع میں سے ہے جو پہلے قبضہ کرے یا جسکو حاجۃ ہو - وہ مختص کر سکتا ہے - لیکن جب وہ بے نیاز ہو جائے - تو اس کا معاوضہ نہیں لے سکتا - جیسے چوپالوں اور وسیع راستوں پر بیٹھنے پر کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا - جس کی نظیر خراجی زمین کی بیع کا جواز ہے - کہ وہ خراجی ہی مشتری کی طرف منتقل ہوتی ہے -

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ نُسِبَتِ الدُّوْرُ اِلٰى عَقِيْلٍ وَّتُوْرَثُ الدُّوْرُ وَتُبَاعُ وَتُشْتَرٰى

ترجمہ - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ میں اترنا - امام بخاریؒ نے فرمایا - حویلیوں کی نسبت عقیل کی طرف کی گئی اور ان مکانات کی وراثت بھی جاری ہوتی ہے - ان کو بیچا اور خرید جا سکتا ہے -

حدیث نمبر ۱۳۹۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَادَ قُدُوْمَ مَكَّةَ مَنْزِلُنَا غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ -

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فرمایا جب کہ آپؐ نے مکہ معظمہ میں تشریف لانے کا ارادہ فرمایا۔ کہ کل انشاء اللہ ہماری منزل خیف بنی کنانہ میں ہوگی۔ جہاں مشرکین مکہ نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔

حدیث نمبر ۱۳۹۴ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِكَ اَنَّ قُرَيْشًا وَّكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَّبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ اَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا اِلَيْهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بَنِي الْمُطَّلِبِ اَشْبَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کی دوسری صبح کو فرمایا۔ جب کہ آپؐ منیٰ میں تھے۔ کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جہاں انہوں نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔ یعنی وادی محصب میں۔ اور یہ اس لئے کہ قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب یا بنو مطلب کے خلاف اس بات پر آپس میں قسمیں لی تھیں۔ کہ اس وقت تک ہم نہ ان سے نکاح وشادی کریں گے اور نہ ہی خرید و فروخت کریں گے۔ جب تک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد نہ کریں۔ اور ایک سند میں بغیر شک کے بنو ہاشم اور بنو المطلب مروی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ بنو المطلب زیادہ مناسب ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ نسبت الدور الیٰ عقیل اور اضافۃ دلیل ملک ہے۔ مگر اس کا جواب گزر چکا۔

بنو المطلب اشبہ اس لئے ہے کہ عبد المطلب ہاشم کا بیٹا ہے۔ تو بنو ہاشم ہی بنو عبد المطلب ہو گئے۔ ان کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو بنو عبد المطلب کا عطف بنو ہاشم پر کسی زیادتی کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ البتہ جب لفظ بنو المطلب ہو تو یہ مفید زیادتی ہے۔ اس لئے کہ مطلب ہاشم کا بھائی تھا۔ تو بنو المطلب بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے لوگ مراد ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں۔ کہ بنو المطلب اشبہ بالصواب ہے۔ اس لئے عبد المطلب ہاشم کا بیٹا ہے۔ البتہ مطلب ہاشم کا بھائی ہے۔ اور وہ دونوں عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ تو مقصود یہ ہوا۔ کہ ان کفار نے بنو عبد مناف کے خلاف تحالف کیا تھا۔ لیکن وہ بھی عبد مناف کے دو بیٹے مطلب اور ہاشم کی اولاد کے خلاف نہ کہ عبد شمس اور نوفل کے خلاف تحالف کیا۔ اور اس کی تائید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔ کہ بنو المطلب بنو ہاشم شئی واحد۔ الغرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شکر الٰہی کے خیف بنی کنانہ میں قیام فرمایا۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اِلٰی قَوْلِهٖ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ یاد کرو۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے ربّ اس شہر کو امن والا بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس چیز سے بچانا۔ کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔ اس لئے کہ اے میرے ربّ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت حدیث ذکر نہیں فرمائی یا تو کوئی حدیث ان کے شرط کے مطابق نہیں ملی۔ یا اوّلاً تراجم قائم کئے۔ پھر جیسے جیسے حدیث ملتی گئی۔ اس کو باب کے ساتھ لاحق کر دیا۔ شاید الحاق حدیث کا وقت نہ ملا ہو۔ یہی حال اس قسم کے دوسرے ابواب کا ہے (کرمانی)

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ اِلٰی قَوْلِهٖ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ بیت الحرام کو لوگوں کے لئے قوام بنایا اور شہر حرام کو۔ یعنی جب تک یہ باقی ہے۔ دین و دنیا قائم ہیں۔ اس لئے ذوالسویقتین کی روایت لاتے ہیں۔ جو آخر زمان میں ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۳۹۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خانہ کعبہ کو حبشہ کا ایک چھوٹی پنڈلیوں والا آدمی ویران و تباہ کرے گا۔ یعنی خرابی دنیا قرب قیامت میں ہوگی۔ اس سے قبل کعبہ امن کی جگہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۹۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللّٰهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ اور یہ عاشوراء وہ دن تھا۔ جس میں خانہ کعبہ کو پردہ ڈالا جاتا تھا۔ جب رمضان فرض ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے رکھ لے اور جو چھوڑنا چاہے وہ اسے چھوڑ دے۔

تستر فیہ الکعبۃ یہ موضع ترجمہ ہے کہ کعبہ کی تعظیم و تکریم یوم عاشوراء میں کی جاتی تھی۔

حدیث نمبر ۱۳۹۷ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تَابَعَهُ أَبَانُ الخ عَنْ شُعْبَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج کے بعد بھی بیت اللہ کا حج بھی کیا جائے گا۔ اور عمرہ بھی ہوتا رہے گا۔ شعبہ سے منقول ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج نہیں ہوگا۔ پہلا اکثر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | الاول اکثر ای اقوی اسناداً کیونکہ اس کے رواۃ کثیر ہیں بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دونوں روایات میں منافات

نہیں۔ اس لئے کہ اثبات کا صدق ایک مرتبہ کے وجود سے بھی ہو سکتا ہے۔ تو ممکن ہے۔ کہ یاجوج و ماجوج کے خروج کے بعد بیت اللہ کا حج ہو۔ پھر قیام قیامت تک حج نہ ہو سکے۔ امام بخاریؒ کو اس لئے اشکال پیش آگیا۔ کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یاجوج و ماجوج کے بعد ہمیشہ کے لئے نفخ صور تک حج نہیں ہوگا۔ اسی لئے دونوں حدیثوں میں تعارض پیدا کر دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | امام بخاریؒ نے تعارض بین الحدیثین اس طرح ثابت کیا۔ کہ پہلی حدیث سے مفہوم ثابت ہوتا ہے۔ کہ قیامت کی علامتوں کے بعد بیت اللہ کا حج ہوتا رہے گا۔ اور دوسری حدیث شعبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد حج نہیں ہوگا۔ حالانکہ دونوں کے مقتضی پر عمل صحیح اور ظاہر ہے۔ کیونکہ یاجوج و ماجوج کے بعد ایک مرتبہ حج ہوگا۔ پھر قرب قیامت تک متروک ہو جائے گا۔

والاول اکثر کا مطلب تمیمی کے قول کے مطابق یہ ہے۔ کہ قیام قیامت تک حج بیت اللہ ہوتا رہے گا۔ بہت سے شراح نے یہی توجیہ کی ہے۔ کہ بقاء الحج الی قیام الساعۃ اکثر واضح فلا یعارضہ الثانی لیکن ہمارے نزدیک معارضہ ہے نہیں کیونکہ خروج یاجوج ماجوج کے بعد ہبوب ریح طیبہ تک حج باقی رہے گا۔ پھر متروک ہو جائے گا۔ تو اب حدیث اول ثانی کے موافق ہو جائے گی۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا ہدم کعبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ یا عند قیام الساعۃ ہوگا۔ جب کہ کوئی مؤمن نہیں رہے گا۔ تو پھر حج کون کرے گا۔

تشریح از قاسمی | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے آیت کریمہ کو ترجمہ بنایا۔ جس سے چند امور کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ پہلا تو یہ کہ لوگوں کے دینی اور دنیوی امور کعبہ مشرفہ کی بدولت قائم رہیں گے۔ جس پر قیاماً للناس کے الفاظ دال ہیں۔ پھر جب ہدم کعبہ ہوگا۔ تو سب نظام بگڑ جائے گا۔ اس پر حدیث ابو ہریرہؓ نے دلالت کی۔ دوسرے تعظیم و توقیر کعبہ کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر حدیث عائشہؓ دلالت کرتی ہے۔

تستر فیہ الکعبۃ اور تیسری بات یہ بتلائی۔ کہ کعبہ کی زیارت کرنے والے یاجوج ماجوج

کے خروج کے بعد تک بھی رہیں گے۔ حالانکہ وہ فتن کا دور ہوگا۔ اس پر حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت لائے ہیں۔

لیحجن البیت سے مکان البیت مراد ہے۔

بَابُ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ کعبہ کو پوشاک پہنانا۔

حدیث نمبر ۱۳۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الخ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَلَسَ هٰذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ إِلَّا قَسَمْتُهُ قُلْتُ إِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَا الْمَرْآنِ أَقْتَدِي بِهِمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو وائلؓ نے فرمایا کہ میں شیبہ کے ساتھ خانہ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا تو اس نے کہا۔ اس جگہ حضرت عمرؓ بھی بیٹھے تھے۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس جگہ میں جو کچھ زرد اور سفید ہے۔ یعنی سونا اور چاندی ہے ان سب کو تقسیم کر دوں۔ تو میں نے کہا کہ آپ کے پہلے دو ساتھیوں نے تو ایسا نہیں کیا۔ فرمایا وہ دونوں ایسے مرد ہیں۔ کہ میں ان کی اقتدار کروں گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لا ادع فیہا صفراء الخ اس میں ترجمہ ہے۔ کیونکہ اس سے ثابت ہوا۔ کہ خانہ کعبہ میں مال و دولت موجود تھا۔ جس کو عند الضرورت خرچ کیا جاتا تھا۔ اور اس کی ضروریات میں سے خانہ کعبہ کو غلاف پہنانا بھی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ کرمانیؒ تو فرماتے ہیں کہ لوگ سونا، چاندی ہدیہ کے طور پر صندوق میں ڈالتے تھے۔ جس کو دربان آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حدیث کو ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہو گی۔ کہ کعبہ ہمیشہ معظم و محترم رہا ہے۔ کہ اس کی طرف ہدایا بھیجے جاتے۔ جن سے مقصد تعظیم کعبہ تھی۔ کسوۃ بھی تعظیم میں سے ہے۔ لیکن میری رائے یہ ہے۔ کہ ممکن ہے۔

حضرت عمرؓ کے جلوس کے وقت خانہ کعبہ کسوۃ فاخرہ سے مزین ہو۔ جس کی تقسیم کا آپ نے ارادہ فرمایا
توشیبہ کے کہنے پر رک گئے۔ جس سے کسوۃ کا جواز ثابت ہوا۔ مگر حدیث باب میں کسوۃ کا ذکر
نہیں ہے۔ لیکن ابن بطال نے ترجمہ کو ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے۔ کہ ہر زمانہ میں بادشاہان
وقت قیمتی سے قیمتی غلاف جو سونے کی تاروں سے بُنے ہوتے تھے بھیجتے تھے۔ جیسے کہ اموال
بھیجتے تھے۔ تو امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے سونے اور چاندی کے
تقسیم کرنے کو ٹھیک سمجھا تو غلاف وغیرہ سے جو کچھ بچ جائے اس کا تقسیم کرنا بطریق اولیٰ
صحیح ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ ہر سال غلافِ کعبہ کو اتار کر حجاج پر تقسیم
کر دیا کرتے تھے۔ شاید امام بخاریؒ اس کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہوں۔ بعض حضرات نے
اور وجوہ بھی ذکر فرمائی ہیں۔ بہر حال امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ مشروعیۃ کسوۃ ہے۔ اور بعض
وجوہ کے اعتبار سے کسوۃ کعبہ میں تصرف کرنا بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ خود نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی چادروں سے کعبہ کا غلاف بنایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ
اور اسی طرح حضرت عثمانؓ اور بعد کے خلفاء سے بھی کسوۃ کعبہ ثابت ہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ
تو بیت المال سے غلاف تیار کر کے پہناتے تھے۔ اور پرانا ہونے پر علماء فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ
اور حاکم وقت کے لئے جائز ہے اسے بیچ کر مصالح بیت میں خرچ کرے یا کسی مسکین مسلمان
کو دے دے یا فقراء پر تقسیم کر دے۔

بَابُ هَدْمِ الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ کعبہ کا گرانا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو جَيْشٌ
الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
کہ ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ تو اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۴۹۹ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ گویا کہ میں ابھی اس کالے ٹھنگرے قدموں والے کو دیکھ رہا ہوں جو خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجائے گا۔ یعنی اس کا ایک ایک پتھر اکھاڑ پھینکے گا۔

حدیث نمبر ۱۴۰۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ خانہ کعبہ کو حبشہ کا ایک چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ویران وتباہ کرے گا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

ترجمہ۔ حجر اسود کے بارے میں جو کچھ ذکر ہوا ہے اس کے بیان میں

حدیث نمبر ۱۴۰۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَؓ اَنَّهُ جَاءَ اِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ اِنِّي لَأَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے۔ پس اسے بوسہ دیا۔ پھر فرمایا۔ کہ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ تو ایک پتھر ہے۔ نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

تشریح از قاسمی حجر اسود بیت اللہ کے شرقی دروازے کے قریب رکن کعبہ میں واقع ہے۔ جس پر اب چاندی کا خول چڑھا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ کا مقصد یہ ہے۔ کہ تو بھی دوسرے پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے۔ تجھے کوئی قدرت حاصل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر اقتدار مقصود نہ ہوتی تو بوسہ نہ دیتے۔ بوسہ دینا سنت ہے۔

بَابُ اِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّي فِي اَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ

ترجمہ۔ بیت اللہ کا دروازہ بند کرنا اور بیت اللہ کے جس جانب چاہے نماز پڑھے جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۰۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الخ عَنْ اَبِيهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَاَغْلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوْا كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيْتُ بِلَالًا فَسَاَلْتُهٗ هَلْ صَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رض حضرت بلال رض اور حضرت عثمان بن طلحہ رض بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ پس ان پر انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔ جب انہوں نے کھولا تو میں پہلا شخص تھا جو داخل ہوا۔ میری ملاقات حضرت بلال رض سے ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ کیا خانہ کعبہ کے اندر آپ نے نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں ان دو یمنی ستونوں کے درمیان پڑھی ہے۔

تشریح از قاسمی علامہ عینی نے فرمایا فاغلقوا علیہم سے ترجمہ ثابت ہوا۔ لیکن ترجمہ کا دوسرا جزء یصلی فی ای نواحی البیت تو تخییر پر دلالت کرتا ہے اور حدیث بین العمودین الیمانیین سے تعیین معلوم ہوتی ہے۔ تو جواباً کہا جائے گا۔ کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس جگہ قصداً نہیں تھی۔ اتفاقاً واقع ہوئی تو یہ تخییر کے منافی نہیں۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ قصداً تھا تو تحتم اور لزوم کے درجہ میں نہیں تھا۔ بلکہ اس جگہ بوجہ مزید فضیلت کے اختیار کیا گیا تب بھی تعیین ثابت نہ ہوئی۔

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۱۴۰۳ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّهٗ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ الْوَجْهِ حِيْنَ يَدْخُلُ وَيَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّهْرِ

يَمْشِىْ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِىْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلٰثَةِ اَذْرُعٍ فَيُصَلِّىْ يَتَوَخّٰى الْمَكَانَ الَّذِىْ اَخْبَرَهٗ بِلَالٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدٍ بَأْسٌ اَنْ يُصَلِّىَ فِىْ اَىِّ نَوَاحِى الْبَيْتِ شَآءَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ بیت اللہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے جب داخل ہوتے تو اپنے منہ سامنے چلے جاتے۔ اور دروازے کو اپنی پیٹھ کی طرف کرتے چلتے رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو آپ کے سامنے ہوتی چھ گز کے قریب فاصلہ رہ جاتا پس وہاں نماز پڑھتے۔ مقصد آپ کا اس مکان کو تلاش کرنا ہوتا جس کی حضرت بلالؓ نے خبر دی تھی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ اب کسی پر کوئی حرج نہیں وہ بیت اللہ کے جس جانب چاہے نماز پڑھے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يَحُجُّ كَثِيْرًا وَّلَا يَدْخُلُ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بہت مرتبہ حج کرتے تھے۔ لیکن بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہوتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۰۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَ مَعَهٗ مَنْ يَّسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ اس طرح کیا۔ کہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز طواف پڑھی اور آپؐ کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو لوگوں سے آپؐ کو پردہ کر رہے تھے۔ (تاکہ آپؐ کو اذی نہ پہنچے) تو ایک آدمی نے ان سے پوچھا۔ کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تھے انہوں نے فرمایا نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | یہ واقعہ عمرۃ القضاء کا ہے۔ اس لئے آپؐ نے اس میں بیت اللہ

کے اندر نماز نہیں پڑھی۔ کیونکہ آپؐ کو بیت اللہ کے اندر کی تصویروں کو مٹانے کی قدرت نہیں حاصل ہوئی تھی اور ان کی موجودگی میں داخلہ جائز نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن مبارک مقامات پر کفر اور شرک کی کوئی حرکت ہوتی ہو وہاں جھانکنا بھی نہیں چاہیئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ یہ سنہ ۷ھ کا واقعہ ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے بیت اللہ کا داخلہ ان تصاویر و اصنام کی وجہ سے ترک کر دیا اور مشرکین تغییر کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اگلے سال سنہ ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء قبیحہ کو زائل کیا پھر داخل ہوئے۔ نیز! حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے حدیث باب پر جو ترجمہ باندھا ہے۔ من لم یدخل الکعبۃ اس سے ان لوگوں پر رد کرنا مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے اندر داخل ہونا مناسک حج میں سے ہے۔ اور مصنفؒ نے فعل ابن عمرؓ سے احتجاج کیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دخول کعبہ کی روایت کرنے میں مشہور ہیں۔ تو اگر دخول کعبہ مناسک حج میں سے ہوتا۔ تو وہ کبھی ترک نہ کرتے۔ کیونکہ وہ تو کثیر الاتباع تھے۔ حتی کہ طبعی امور میں بھی اتباع نبوی کرتے تھے۔ پھر روایات میں اختلاف ہے کہ آپؐ کا دخول کعبہ ایک مرتبہ ہے یا دو مرتبہ۔ راجح یہی ہے۔ کہ فتح مکہ کے دن بھی داخلہ ہوا۔ اور حجۃ الوداع میں بھی دخول کعبہ واقع ہوا ہے۔ البتہ اس موقعہ پر کسی راوی نے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔ ائمہ اربعہ نے دخول بیت کو مندوبات میں شمار کیا ہے۔ اور اس پر اجرت لینا حرام قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَنْ كَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کعبہ کے اطراف میں تکبیر کہے۔

حدیث نمبر ۱۴۰۵ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الْآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي أَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَمَا وَاللّٰهِ قَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لائے۔ تو بیت اللہ کے اندر داخل ہونے سے انکار فرما دیا۔ جب کہ اس کے اندر ان کے معبود ان باطل رکھے ہوئے تھے پس آپؐ نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ نکال دیئے گئے۔ جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی مورتیوں کو نکالا تو ان کے دونوں ہاتھوں میں تقسیم والے تیر تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالٰی انہیں لعنت کرے۔ اللہ کی قسم وہ خوب جانتے تھے۔ کہ ان دونوں حضرات نے کبھی ان تیروں کے ساتھ تقسیم طلب نہیں کی۔ پس آپ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ اس کے سب کناروں میں تکبیر کہی۔ اور اس میں نماز نہیں پڑھی۔

تشریح از قاسمیؒ امام بخاریؒ ابن عباسؓ کی روایت سے تکبیر فی البیت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس سے پہلے حضرت بلالؓ کی روایت سے صلوٰۃ فی البیت ثابت کر چکے ہیں۔ حالانکہ ابن عباسؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ میں نہیں گئے۔ حضرت بلالؓ ہمراہ تھے وہ صلوٰۃ کا اثبات کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ نفی کی نسبت کبھی حضرت اسامہ بن زیدؓ کی طرف کرتے ہیں کبھی فضل بن عباسؓ کی طرف۔ حالانکہ فضل بن عباسؓ بھی آپؐ کے ہمراہ بیت اللہ میں نہیں گئے۔ دوسرے اصول حدیث کے مطابق بلالؓ مثبت ہیں۔ جن کی روایت کو نافی کی روایت پر ترجیح ہوگی۔ بزیادۃ علمہ۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ

ترجمہ۔ رَمل کی ابتدا کیسے ہوگی۔ رَمل کے معنی پہلوانوں کی طرح چلنا۔

حدیث نمبر ۱۵۰۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّهٗ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَاَنْ يَّمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ اَنْ يَّرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ تو مشرکین مکہ نے کہنا شروع کیا کہ تمہارے پاس ایسا وفد آیا ہے۔ جس کو

یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین طوافوں میں تو پہلوانوں کی طرح چلنے کا حکم دیا۔ اور دو رکنوں کے درمیان عام حالت میں چلنے کا حکم دیا۔ (رکنین سے رکنین یمانی مراد ہیں۔ جب کہ مشرکین ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے کیونکہ وہ قیقعان کے پاس تھے قاسمی) اور سب طواف کی باریوں میں رمل کرنے کا حکم اس لئے نہ دیا۔ کہ ان پر رفق اور شفقت کرنا مقصود تھا۔

تشریح از قاسمی ائمہ اربعہ فرماتے ہیں۔ رمل تین باری میں اب بھی سنت ہے۔ ایک جماعت کا کہنا ہے۔ کہ اب علۃ زائل ہو گئی۔ اس لئے اب رمل سنت نہیں رہا۔ اختیار ہے جو چاہے کرے جو چاہے نہ کرے۔

بَابُ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ وَيَرْمُلُ ثَلَاثًا

ترجمہ۔ جب پہلے پہل مکہ معظمہ میں طواف کے لئے آئے تو حجر اسود کو ہاتھ لگائے اور تین باری میں رمل کرے۔

حدیث نمبر ۱۴۰۷ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ الخ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ۔

ترجمہ۔ حضرت سالم اپنے باپ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب کہ آپؐ مکہ میں تشریف لائے۔ پہلے پہلے طواف میں جب کہ رکن اسود کو ہاتھ لگاتے تو طواف کی سات باریوں میں سے تین باریوں کے اندر رمل کرتے تھے۔ خبب دوڑ کی ایک قسم ہے۔ جس سے مراد رمل ہے۔ ای سرعۃ فی المشی۔

بَابُ الرَّمَلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ حج اور عمرہ دونوں میں رمل کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۰۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَشْوَاطٍ وَمَشٰى اَرْبَعَةً فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج اور عمرہ میں تین بار طواف میں تیز چلتے تھے۔ دوڑتے تھے۔ اور باقی چار میں عام طور پر چلتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۰۹ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الخ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ وَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَايَنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے رکن حجر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اللہ کی قسم! خبردار میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک بے جان پتھر ہے۔ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے ہاتھ لگاتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہاتھ نہ لگاتا۔ پھر اس کو ہاتھ لگایا۔ پھر فرمایا ہمیں رمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے مشرکین کو دکھانا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ پھر فرمایا۔ یہ وہ کام ہے۔ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پس ہم پسند نہیں کرتے کہ اس کو چھوڑ دیں۔

حدیث نمبر ۱۴۱۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شِدَّةٍ وَّرِخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يَمْشِي بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنَّمَا كَانَ يَمْشِي لِيَكُونَ أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ بھیڑ بھاڑ اور نرمی کی حالت میں ان دونوں رکنوں کو ہاتھ لگانا میں نے کبھی نہیں چھوڑا۔ جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استلام کرتے دیکھا ہے۔ عبید اللہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت نافعؒ سے پوچھا کہ کیا ابن عمرؓ رکنین کے درمیان چلتے تھے۔ اور دوسروں میں رمل کرتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ چلتے اس لئے تھے۔ کہ رکن اسود کو ہاتھ لگانا آسان ہو جائے۔

بَابُ اِسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

ترجمہ۔ لاٹھی کے ساتھ رکن کا استلام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۱۱ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ طَافَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ تَابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپؐ نے اپنے اونٹ پر سوار ہوکر طواف کیا اور رکن اسود کو لاٹھی سے استلام کیا۔

تشریح از قاسمی مقصد یہ ہے کہ رکن کی طرف لاٹھی سے اشارہ کرتے تھے اور مسلم میں ہے۔ يُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ اور لاٹھی کو چومتے تھے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْتَلِمْ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الخ عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ اَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِیْ شَيْئًا مِّنَ الْبَيْتِ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْاَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ لَا نَسْتَلِمُ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فَقَالَ لَهٗ لَيْسَ شَیْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ بِمَهْجُوْرٍ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو صرف رکنین یمانین کا استلام کرتے تھے۔ ابوالشعثاء فرماتے تھے۔ کہ بیت اللہ کی کسی چیز سے کون بچتا ہے۔ اور حضرت امیر معاویہؓ سب ارکان اربعہ کا استلام کرتے تھے۔ پس حضرت ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا کہ ہم تو صرف ان دو رکنین یمانین کا استلام کرتے ہیں۔ تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان سے فرمایا کہ بیت اللہ کی کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔ اور ابن الزبیرؓ بھی سب ارکان کا استلام کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۱۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِؓ قَالَ لَمْ اَرَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے صرف رکنین یمانیین کا استلام کرتے دیکھا۔

بَابُ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

ترجمہ۔ حجر اسود کو بوسہ دینا۔

حدیث نمبر ۱۴۱۳ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ اَبِيْهِ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

ترجمہ۔ حضرت اسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو حجر اسود کا بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے۔ کہ اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

تشریح از قاسمی علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ بھی رکنین یمانیین کے استلام کی سنیت کے قائل ہیں۔ اور دیگر حضرات جو سب ارکان کے استلام کے قائل ہیں۔ وہ ان کو جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم بیت اللہ کو چھوڑ نہیں رہے۔ بلکہ ہم تو اس کا طواف کرتے ہیں۔ البتہ استلام میں ترکاً و فعلاً ہم سنت کا اتباع کرتے ہیں۔ اور ہم رکنین یمانیین کا استلام اس لئے کرتے ہیں کہ وہ قواعد ابراہیمیہ پر قائم ہیں۔

ماقبلتک لیکن چونکہ متابعۃ بنی مقصود ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کی حکمت معلوم نہ ہو۔ البتہ اس میں اس کی تعظیم و تبریک ضرور ہے۔ اور حدیث مرفوع میں وارد ہے۔ قیامت کے دن حجر اسود کو لایا جائے گا۔ کہ اس کی زبان ہوگی۔ جس شخص نے توحید کا اقرار کرتے ہوئے اس کا استلام کیا ہوگا۔ اس کے لئے گواہی دے گا۔

حدیث نمبر ۱۴۱۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَؓ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ اَرَأَيْتَ اِنْ زُحِمْتُ اَرَأَيْتَ اِنْ غُلِبْتُ قَالَ اجْعَلْ اَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ كُوفِيٌّ وَالزُّبَيْرُ بْنُ عَرَبِيٍّ بَصْرِيٌّ۔

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن عربی نے فرمایا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے استلام حجر کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپؐ حجر اسود کو ہاتھ بھی لگاتے تھے اور بوسہ بھی دیتے تھے۔ تو اس نے کہا مجھے بتلاؤ۔ اگر بھیڑ بھاڑ میں پھنس جاؤں۔ خبر دیجئے اگر مغلوب ہو جاؤں۔ یعنی ازدحام اور غلبہ کے وقت کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ آرأیت کو یمن ہیں بھی رکھو۔ یعنی اگر میں یمن میں ہوں تو کیا کروں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ استلام کرتے تھے اور بوسہ دیتے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ زبیر بن عدی تو کوفی ہیں۔ لیکن زبیر بن عربی بصری ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ مقصد یہ ہے۔ کہ رائے کو چھوڑو۔ اور اتباعِ سنّت کرو۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ حدیث کا معارضہ کر رہے ہیں۔ اس لئے دوبارہ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید کے لئے لائے۔ تو معلوم ہوا کہ ازدحام ترک استلام کے لئے عذر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ رکن کے استلام پر مزاحمت کرتے حتیٰ کہ زخمی ہو جاتے۔ البتہ ابن عباسؓ مزاحمت کو مکروہ سمجھتے تھے۔ فرماتے لاتوذی لاتوذی لوگوں کو ایذا نہ دو۔

بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ

ترجمہ۔ جب رکن پر پہنچے تو اشارہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۵۱۴ **حَدَّثَنَا** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب رکن کے پاس تشریف لائے تو کسی شیٔ سے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ارأیت بالیمن اس لئے فرمایا۔ کہ آپ نے سائل کے قول کو ہاتھ لگانے سے اعتذار پر محمول کیا۔

قال الفربری سے بتلانا ہے کہ انہوں نے امام بخاریؒ سے مشافہۃً نہیں سنا۔ بالیمن

اس لئے فرمایا کہ وہ آدمی یمنی تھا۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكْنِ۔

ترجمہ۔ رکن کے استلام کے وقت تکبیر کہنا۔

حدیث نمبر ۱۴۱۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتَى الرُّكْنَ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ عِنْدَهٗ وَكَبَّرَ تَابَعَهٗ اِبْرٰهِيْمُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب رکن تک پہنچتے تو جو چیز آپؐ کے پاس ہوتی اس سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔

تشریح از قاسمی | افضل یہ ہے کہ پیدل طواف کیا جائے۔ البتہ سواری پر عذر کی وجہ سے طواف کیا جا سکتا ہے۔ اگر بغیر عذر کے ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اگر بلا عذر ہے تو دم واجب ہو گا۔ اور جب تک مکہ معظمہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے قالہ ابو حنیفہؒ

بَابُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهٖ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا۔

ترجمہ۔ باب ہے اس شخص کے بارے میں جس نے گھر لوٹنے سے پہلے جب وہ مکہ میں آیا۔ تو بیت اللہ کا طواف کرے پھر دو رکعت نماز طواف پڑھے پھر صفا پہاڑی کی طرف جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۱۷ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ الخ قَالَ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ فَاَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُؓ اَنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ اَبُوْبَكْرٍؓ وَعُمَرُؓ مِثْلَهٗ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِي الزُّبَيْرِ فَاَوَّلُ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ ثُمَّ رَاَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ

يَفْعَلُوْنَهُ وَقَدْ اَخْبَرَتْ اُمِّيْ اَنَّهَا اَهَلَّتْ هِيَ وَ اُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَ فُلَانٌ وَّ فُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا۔

ترجمہ۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے فرمایا۔ کہ میں نے حضرت عروہؓ سے ذکر کیا (کہ مکہ کی طرف آنے والے کو کیا کرنا چاہیئے۔ امام بخاریؒ نے سوال و جواب کو حذف کر دیا۔ صرف مرفوع حدیث ذکر کر دی) حضرت عروہؓ نے فرمایا۔ کہ میری خالہ حضرت عائشہؓ نے مجھے بتلایا۔ کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے تو سب سے پہلا کام جس کو آپؐ نے شروع کیا وہ تھا کہ وضو کیا۔ پھر طواف کیا۔ یہ عمرہ نہیں تھا کہ سعی کرتے۔ یہ طواف قدوم تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اسی طرح حج کیا۔ پھر میں نے ابوالزبیر کی مصاحبت میں حج کیا۔ تو پہلی چیز جس سے ابتدا کی۔ وہ طواف تھا۔ پھر مہاجرین اور انصار کو بھی میں نے اسی طرح کرتے دیکھا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں۔ کہ میری والدہ اسماءؓ نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے اور ان کی بہن عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اور فلاں فلاں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ جب رکن حجر اسود کا استلام کیا۔ تو حلال ہو گئے۔ یعنی احرام کھول دیا۔

لیکن یہاں عبارت محذوف ہے۔ کہ جب حجر اسود کا استلام کیا اور طواف کو مکمل کیا اور سعی کر کے حلق کرا لیا۔ پھر احرام کھولا۔ یہ ظاہر ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔ کہ محض استلام حجر سے حلال نہیں ہو جاتا۔ رہ گیا وضو للطواف تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ وضو شرط نہیں ہے۔ اگر کسی نے بغیر وضو کے طواف کر لیا۔ تو طواف صحیح ہو جائے گا۔ البتہ اگر طوافِ قدوم ہے تو صدقہ دینا ہو گا۔ اگر طوافِ زیارت بغیر وضو کے کیا ہے تو اس پر بکری واجب ہو گی۔ ائمہ ثلاثہؒ وضو کو طواف کے لئے شرط قرار دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۱۸ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعٰى ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَّمَشٰى اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج اور عمرہ کے لئے آئے تو پہلے پہل اس طرح طواف کرتے کہ تین باری میں تو رمل کرتے اور چار باری میں آہستہ چلتے۔ پھر دو رکعت صلوٰۃ طواف پڑھتے۔ پھر صفا اور مروہ پہاڑی کے درمیان سعی کرتے۔

حدیث نمبر ۱۴۱۹ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعَةً وَأَنَّهُ كَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا پہلا پہلا طواف کرتے تھے۔ تو تین باری میں رمل کرتے تھے (تیزی سے چلتے تھے) اور چار باری میں آہستہ چلتے تھے۔ اور سیلاب کی گذرگاہ کے پیٹ میں دوڑ لگاتے جب کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے۔

بَابُ طَوَافِ النِّسَآءِ مَعَ الرِّجَالِ

ترجمہ۔ عورتوں کا مردوں کے ہمراہ طواف کرنا۔

وَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ إِذَا مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَآءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِي لَعَمْرِي لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتِ انْطَلِقِي عَنْكِ وَأَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ كُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حِينَ يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ آتِي عَائِشَةَ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِي جَوْفِ ثَبِيرٍ قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِيَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ وَمَا بَيْنَنَا غَيْرُ ذٰلِكَ وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا۔

ترجمہ۔ عطار نے خبر دی۔ جب ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روکا۔ عطار نے کہا کہ آپ ان عورتوں کو کیسے روک سکتے ہیں۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ نے مردوں کے ساتھ مل کر طواف کیا ہے۔ میں نے کہا کہ حجاب کے بعد یا اس سے پہلے۔ کہا۔ ہاں۔ میری زندگی کی قسم! میں نے اس کو حجاب کے بعد پایا۔ تو میں نے کہا تو پھر مردان سے کیسے اختلاط کرتے تھے۔ فرمایا مردان سے خلط ملط نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ مردوں سے الگ تھلگ ہو کر طواف کرتی تھیں۔ مردان سے خلط ملط نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک عورت (دقرہ) نے ان سے کہا۔

کہ اے ام المؤمنین چلیں استلام کریں یعنی ہاتھ لگائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ چلی جا۔ اپنا سر لے۔ اور انکار کر دیا۔ بلکہ عورتیں رات کے وقت اوپری شکل میں نکلتی تھیں۔ اور مردوں کے ہمراہ طواف کرتی تھیں۔ لیکن جب وہ بیت اللہ میں داخل ہوتیں کھڑی رہ جاتیں۔ جب تک کہ وہ داخل نہ ہوں اور مرد نکال لیے جائیں۔ عطاءؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ میں بھی اور عبید بن عمیر بھی جبکہ وہ ثبیر پہاڑ میں مقیم تھیں۔ تو میں نے کہا۔ ان کا پردہ کیا ہوتا تھا۔ فرمایا وہ ایک ترکی خیمہ میں ہوتی تھیں۔ جس کے آگے پردہ لٹکا ہوتا تھا۔ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور میں نے ان کے اوپر ایک گلابی رنگ کی قمیص دیکھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ جب حضرت عائشہؓ کو معلوم ہو گیا کہ حجر اسود کو ہاتھ لگانا مردوں سے خلط ملط ہونے کے بغیر ممکن نہیں ہے تو انہوں نے انکار کر دیا۔

تشریح شیخ زکریاؒ متنکرات یہ عطاء کا کلام ہے ترکیب نحوی کے اعتبار سے اس کا ما قبل سے تعلق نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عورتیں رات کے وقت اوپری شکل میں مردوں کے ساتھ طواف کر سکتی ہیں۔ ہاں بیت اللہ میں ان کے ہمراہ داخل نہ ہوں۔ ہمارے زمانے میں تو اس کی بالکل ممانعت ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ تو فتنہ و فساد کا دور ہے۔

درعا مورّدا یہ ان کی گلابی قمیص یا تو طواف کی حالت میں دیکھی یا دوسرے مقامات پر دیکھی۔ اور گلابی لباس اگر معصفر سے ہے تو گزر چکا کہ ان کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ یہ خوشبو نہیں۔ اگر کسی اور رنگ سے ہے تو جب تک خوشبو نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ ابن ہشام سے مراد ابراہیم بن ہشام جو ہشام بن عبد الملک کی طرف سے امیر الحاج تھا۔

حدیث نمبر ۱۴۲۰ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّىْ اَشْتَكِىْ فَقَالَ طُوْفِىْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُصَلِّىْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَءُ وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ کہ میں بیمار ہوں۔ طواف کیسے کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تو لوگوں

کے پیچھے رہ کر سوار ہو کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے لوگوں سے پیچھے رہ کر طواف کیا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور والطور وکتٰب مسطور الخ کی قرأت کر رہے تھے۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ۔

ترجمہ۔ طواف کی حالت میں کلام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۲۱ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيمُ بْنُ مُوسٰى الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِاِنْسَانٍ رَبَطَ يَدَهٗ اِلٰى اِنْسَانٍ بِسَيْرٍ اَوْ بِخَيْطٍ اَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ قُدْ بِيَدِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ایسے انسان کے ساتھ گزر ہوا۔ جب کہ اس نے اپنا ہاتھ دوسرے انسان کی طرف چمڑے کے تسمے یا تاگے یا اس قسم کی کسی اور چیز سے باندھ رکھا تھا۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اس کو کاٹ دیا۔ پھر فرمایا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کھینچ کر چلو۔

تشریح از قاسمی | قد بیدہ یہ محل ترجمہ ہے۔ کہ آپؐ نے طواف کی حالت میں کلام فرمایا۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقود نابینا تھا۔ یا کسی اور وجہ سے باندھا ہوا تھا۔

بَابُ اِذَا رَاٰى سَيْرًا اَوْ شَيْئًا يُكْرَهُ فِي الطَّوَافِ قَطَعَهٗ

ترجمہ۔ طواف کی حالت میں جب کہ کوئی تسمہ دیکھے اور کوئی چیز جو طواف میں مکروہ ہو تو اُسے کاٹ دیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۲ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ اَوْ غَيْرِهٖ فَقَطَعَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

آدمی کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف باگ یا کسی اور چیز کو پکڑ کر کر رہا تھا۔ تو آپؐ نے اس باگ یا تسمے رومال کو کاٹ دیا۔ غیرہ سے رومال مراد ہے۔

بَابُ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّلَا يَحُجُّ مُشْرِكٌ

ترجمہ۔ بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا نہ کرے۔ اور نہ کوئی مشرک حج کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے خبر دی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو یہ پیغام دے کر بھیجا۔ اس حج میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر بنایا تھا۔ حجۃ الوداع سے پہلے ایک ایسی جماعت میں جو قربانی کے دن لوگوں کے اندر جا کر یہ اعلان کرے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے گا۔

تشریح از قاسمیؒ عرب کے لوگ ننگے طواف کرتے تھے۔ ہاں اگر ان کو حمس کپڑے دے دیتے تو مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو۔ تب وہ ان کے لباس میں طواف کرتے۔ اس سے ائمہ ثلاثہؒ نے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ طواف میں ستر عورت شرط ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ننگے طواف کر لیا۔ تو دم سے جبر نقصان ہو جائے گا۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ فِي الطَّوَافِ

وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَطُوفُ فَتُقَامُ الصَّلٰوةُ أَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ فَيَبْنِي وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ۔ باب جب طواف میں رک جائے تو طواف منقطع کرے یا نہ۔ حضرت عطار اس شخص کے

کے بارے میں فرماتے ہیں جو طواف کر رہا تھا کہ نماز کے لئے تکبیر کہی گئی۔ یا جب نماز سے سلام پھیر رہا تھا۔ تو اسے مکان سے ہٹا دیا گیا۔ تو اس جگہ واپس آجائے یعنی اس جگہ واپس آئے جہاں اس کی نماز قطع ہوئی۔ اور اس پر بنا کرے۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد الرحمن بن ابی بکرؓ سے ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی | جمہور ائمہ کا مسلک یہ ہے۔ کہ جس جگہ سے طواف میں انقطاع ہوا ہے۔ اسی پر بنا کرے۔ نئے سرے سے طواف شروع نہ کرے۔ یہی حکم نماز کا ہے۔ البتہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ استیناف کرے۔ امام مالکؒ فرض نماز کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔ قالہ قسطلانی۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ کے اثبات کے لئے کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی۔ یا تو ان کی شرط کے مطابق حدیث پائی نہیں گئی یا علامہ عینیؒ کے قول کے مطابق امام بخاریؒ نے یہ التزام نہیں کیا۔ کہ ہر ترجمہ کو حدیث سے ثابت کریں گے۔ بلکہ ترجمہ کے بعد کسی صحابی یا تابعی کا اثر ذکر کر دیا۔ تو یہی کافی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔

بَابُ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَصَلَّى لِسُبُوعِهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يُصَلِّي لِكُلِّ سُبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ إِسْمٰعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ إِنَّ عَطَاءً يَقُولُ تُجْزِئُهُ الْمَكْتُوبَةُ مِنْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فَقَالَ السُّنَّةُ أَفْضَلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوعًا قَطُّ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا۔ اور ساتویں مرتبہ پر دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ بھی ہر ساتویں بار پہ دو رکعت نماز طواف پڑھتے تھے۔ اسمٰعیل بن امیہ نے کہا کہ میں نے امام زہریؒ سے کہا کہ حضرت عطاء تابعی فرماتے ہیں۔ کہ فرض نماز دو رکعت طواف سے کفایت کر جائے گی تو امام زہریؒ نے فرمایا کہ سنت افضل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی طواف کیا تو دو رکعت نماز طواف ضرور پڑھی ہے۔

تشریح از قاسمی | شوافعؒ اور حنابلہؒ کا یہی مسلک ہے۔ رکعتی الطواف سنۃ مؤکدہ ہیں۔

احناف اور مالکیہ انہیں واجب کہتے ہیں۔ لیکن ترک پر دم واجب نہیں ہوگا۔ اس کے وجوب پر دلیل ایک تو قرآنی آیت ہے۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى۔ اور دوسرا مواظبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ أَيَقَعُ الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي الْعُمْرَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبُ امْرَأَتَهُ حَتّٰى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرو سے مروی ہے۔ کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے پہلے آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کر سکتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ اور فرمایا کہ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ تو انہوں نے بھی فرمایا۔ جب تک صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے اپنی عورت کے قریب نہ جاتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | لا یقرب امرأتہ الخ حضرت ابن عمرؓ کے قول لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ سے بھی یہی مراد ہے۔ انہوں نے اصل آیت و روایت ذکر کر دی مسئلہ کو صراحۃً ذکر نہ فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | بین الصفا والمروۃ سعی کو طواف یا تو مجازاً کہا گیا ہے یا حقیقۃ لغویہ کے طور پر اطلاق ہے۔ غرض یہ ہے کہ سعی سے پہلے عورت سے ہمبستری نہ کرے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرنی چاہیئے۔ باقی رہ گئی یہ بات کہ حدیث کو ترجمہ سے کیسے مطابقت ہوئی۔ جس کا ترجمہ تو امام بخاری نے باندھا۔

حافظؒ فرماتے ہیں۔ مقصود ترجمہ یہ ہے۔ کہ قِران بین الاسابیع خلاف اولیٰ ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ یہی قول اکثر شوافعؒ اور امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ مکروہ کہتے ہیں۔ اور جمہور ائمہ بلاکراہت اجازت دیتے ہیں۔ چنانچہ مسور بن مخرمہؓ کی روایت ہے۔ کہ جب کوئی شخص صبح اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرے۔ اور سورج طلوع ہو جائے یا غروب ہو جائے۔ تو ہر اسبوع کے لئے دو رکعت پڑھے۔ اگر دو اسبوع جمع کر لئے اور ان کے درمیان رکعتی الطواف نہ پڑھی تو یہ جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اسے جائز فرماتے ہیں۔ ہمارے احناف کی دلیل یہ ہے۔ کہ طواف اور صلوٰۃ دو الگ الگ عبادتیں ہیں۔ پہلے کو تمام کرنے سے پہلے دوسرے کے افعال میں شروع ہو جانا جائز نہیں۔ اور یہ اختلاف غیر وقت کراہت میں ہے۔ اور اوقات مکروہ میں تو بالاجماع جمع مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ نماز کو وقت مباح تک مؤخر کرے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَقْرِبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتّٰى يَخْرُجَ إِلٰى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْأَوَّلِ۔

ترجمہ۔ جو شخص طواف قدوم کے بعد نہ تو کعبہ کے پاس گیا اور نہ طواف کیا بلکہ سیدھا عرفات چلا گیا اور واپس آیا اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ سَبْعًا وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتّٰى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو سات مرتبہ طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ اس طواف قدوم کے بعد پھر خانہ کعبہ کے قریب نہیں گئے۔ یہاں تک کہ عرفات سے واپس آئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | لم یقرب الکعبۃ | امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے۔ کہ اگرچہ طواف کرنا موجب اجر ہے اور عمل حسن ہے۔ لیکن تکرار طواف واجب نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ نے امت پر شفقت کرتے ہوئے ایسا نہیں فرمایا۔ ویسے جب بھی موقع ملے۔ طواف کر سکتا ہے۔

ثواب ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے امام مالکؒ کے مسلک کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ قبل الوقوف حاجی کو طواف سے روکا گیا ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ طواف نفلی کا ترک آپؐ نے اس لئے کیا۔ کہ کہیں وجوب کا گمان نہ کیا جائے۔ کیونکہ آپؐ امت پر تخفیف کے خواہاں تھے۔ ورنہ طواف نفلی کی فضیلت سب ائمہ کے نزدیک مسلّم ہے۔ حتیٰ کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ صلوٰۃ نافلہ سے طواف کرنا افضل ہے۔ خصوصًا دور دراز سے آنے والوں کے لئے تو بہتر ہے۔ یہ کلام اس صورت میں ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفرد مانا جائے۔ احنافؒ کے نزدیک تو قارن تھے۔ جس کے لئے دو طواف اور دو سعی ضروری ہیں۔ جس پر فریقین کے دلائل موجود ہیں۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى عُمَرُؓ خَارِجًا مِّنَ الْحَرَمِ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے مسجد حرام سے باہر نماز پڑھی۔ چنانچہ عمرؓ نے حرم پاک سے باہر جا کر رکعتی الطواف پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۴۲۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِسَنَدٍ اٰخَرَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَاَرَادَ الْخُرُوْجَ وَلَمْ تَكُنْ اُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَاَرَادَتِ الْخُرُوْجَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ لِلصُّبْحِ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ وَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور دوسری سند سے یوں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کہ آپؐ مکہ معظمہ میں تھے اور خروج کا ارادہ فرمایا۔ اور حضرت ام سلمہؓ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ اور خروج کا ارادہ فرما رہی تھیں۔ تو

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ جب کہ صبح کی نماز کے لئے اقامۃ ہو گئی تھی۔ کہ تم اپنے اونٹ پہ طواف کرو۔ جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور انہوں نے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ وہ خروج کے لئے تیار نہ ہو گئیں۔

تشریح از قاسمی اس ترجمہ اور حدیث کا حاصل یہ ہے کہ رکعتی الطواف کے لئے کوئی خاص مقام مقرر نہیں ہے۔ بلکہ طائف جس جگہ چاہے رکعتی الطواف پڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ خلف المقام پڑھنا افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس باب کے بعد من صلّی رکعتی الطواف خلف المقام کا باب ذکر فرمایا ہے۔ اور حضرت عمرؓ کے اثر میں جو بیان ہوا۔ اس میں ہے۔ بیہقی نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے ذی طوی میں جا کر رکعتی الطواف پڑھی۔ کیونکہ انہوں نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا تھا۔ اور وہ صبح کے بعد مطلقاً نفل نماز جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جب تک طلوع شمس نہ ہو جائے۔

قالہ قسطلانی۔ حتّٰی خرجت ای من المسجد او من مکۃ ثم صلت تو اس حدیث باب سے بھی معلوم ہوا کہ رکعتی الطواف خارج المسجد جائز ہے۔ اگر مسجد حرام کے اندر ادا کرنا لازم اور شرط ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو برقرار نہ رکھتے۔ اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص سے صلوٰۃ طواف رہ جائے تو وہ اس کو حل اور حرم دونوں میں قضا کر سکتا ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ یہ قول امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی حرم سے نکل کر اپنے وطن پہنچ گیا۔ اور صلوٰۃ طواف نہ پڑھی۔ تو اس پہ دم واجب ہو گا۔

بَابُ مَنْ صَلّٰی رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَلْفَ الْإِمَامِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے مقام ابراہیم کے پیچھے رکعتی الطواف ادا کی۔

حدیث نمبر ۱۵۲۷ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ يَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے ادا فرمائیں۔ پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہے۔

بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ وَطَافَ عُمَرُؓ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِي طُوًى۔

ترجمہ۔ صبح اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنا۔ حضرت ابن عمرؓ جب تک سورج طلوع نہ کرتا۔ رکعتی الطواف پڑھتے رہے اور حضرت عمرؓ صبح کی نماز کے بعد طواف کرتے تو سوار ہو جاتے۔ یہاں تک کہ رکعتی الطواف ذی طوی میں جاکر پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۸ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ نَاسًا طَافُوْا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوْا اِلَى الْمُذَكِّرِ حَتّٰى اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُؓ قَعَدُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي يُكْرَهُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ لوگ صبح کی نماز کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ پھر واعظ اور مذکر کے پاس جاکر بیٹھ جاتے۔ حتیٰ کہ جب سورج طلوع کرتا تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ وہ لوگ بیٹھے رہتے۔ یہاں تک کہ جب وہ گھڑی گزر جاتی جس میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ تو وہ اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۹ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ وہ طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۰ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ

يَطُوفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيُخْبِرُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا اِلَّا صَلَّاهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالعزیزؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور خبر دیتے تھے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں حدیث بیان کی۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے گھر میں داخل ہوئے تو ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ | باب الطواف الخ معنی میں ہے۔ ھٰذا باب فی بیان حکم الطواف بعد صلوٰۃ الصبح و بعد صلوٰۃ العصر اگر یہ عبارت مقدر نہ مانی جائے تو پھر باب اور احادیث باب میں مطابقت ثابت نہیں ہوگی۔ باقی امام بخاریؒ نے مطلق رکھا اور حکم کو بیان نہیں فرمایا۔ کیونکہ اس بارے میں آثار مختلفہ ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ امیر الحاج تھے۔ جو قیفم کے راستہ ذی طوی میں قیام پذیر ہوتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ ہیں جنہوں نے صحابہ کرام کی موجودگی میں نماز کو مؤخر کیا۔ جب تک کہ اس کا وقت داخل نہ ہوگیا۔ اور کسی صحابی نے ان پر نکیر نہ کیا۔ لہٰذا کسی کو لائق نہیں کہ جب وہ صبح کی نماز کے بعد طواف کرے تو اس وقت نماز نہ پڑھے الا من عذر۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فعدوا حتی کانت الساعۃ الخ وہ لوگ تو خیال کرتے تھے۔ کہ ارتفاع شمس کے ساتھ وقت حد کراہتہ سے نکل جائے گا۔ لیکن حضرت عائشہؓ گمان کرتی تھیں۔ کہ ابھی کراہت کا وقت باقی ہے۔ اس لئے اس وقت میں تحریمہ باندھنے کو مکروہ سمجھتی تھیں۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ایسے ہی روایت کی ہے۔ نہی عن الصلوٰۃ عند طلوع الشمس الخ

تشریح از قاسمیؒ | یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ کی دلیل ہے۔ لیکن اس پر اشکال ہے۔ کہ حدیث کو ترجمہ سے کیسے مطابقت ہوئی۔ کیونکہ حدیث میں رکعتی الطواف کا ذکر نہیں ہے۔ مطلق صلوٰۃ کا بیان ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کو صلوٰۃ فرمایا ہے۔ جو اس نماز کو مستلزم ہے جو اس کے بعد ہوتی ہے۔

لم یدخل بیتھا الا صلاھما یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ جس کو

ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ہر اس شخص کو درے مارتے تھے جو بعد العصر نماز نفل پڑھتا تھا۔

بَابُ الْمَرِيْضِ يَطُوْفُ رَاكِبًا

ترجمہ۔ مریض سوار ہوکر طواف کرسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۱ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَیْءٍ فِیْ يَدِهٖ وَكَبَّرَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب رکن کے پاس تشریف لاتے تو جو چیز آپ کے ہاتھ میں ہوتی اس سے اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَشْتَكِیْ فَقَالَ طُوْفِیْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (طواف کیسے کروں) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سوار ہوکر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کرو۔ پس میں نے طواف کیا۔ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھا رہے تھے اور سورۂ طور کی قرأت کررہے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔ شوافع کے نزدیک بغیر عذر کے بھی راکبًا طواف کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ خلاف اولیٰ ہے۔ احنافؒ کے نزدیک پیدل چل کر طواف کرنا واجب ہے۔ الا من عذر۔ چنانچہ امام بخاریؒ بھی اس ترجمہ سے یہی ثابت کررہے ہیں۔ جیسے حضرت ام سلمہؓ کا طواف بیماری اور عذر کی وجہ سے تھا۔ اسی طرح جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف علی الراحلہ بھی بیماری کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں ابن عباس سے مروی ہے۔ قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یشتکی فطاف علی راحلتہ۔ کہ آپؐ جب مکہ میں تشریف لائے تو بیمار تھے۔ اس لئے اونٹنی پہ طواف کیا۔

بَابُ سِقَايَةِ الْحَاجِّ

ترجمہ۔ حاجیوں کو پانی پلانا۔

حدیث نمبر ۱۴۲۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِّنْ اَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ کہ بوجہ حاجیوں کو پانی پلانے کے انہیں مکہ معظمہ میں منیٰ کی راتیں گزارنے کی اجازت دی جائے۔ پس آپؐ نے ان کو اس کے لئے اجازت دے دی۔

حدیث نمبر ۱۴۲۴ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ شَاهِيْنَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اذْهَبْ اِلٰى اُمِّكَ فَاْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِيْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ اَتٰى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ عَاتِقَهٗ وَاَشَارَ اِلٰى عَاتِقِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقایہ کی طرف تشریف لائے۔ اور پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ صاف پانی لے آؤ جو اس کے پاس موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے یہی پلاؤ۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اسی سے پلاؤ۔ چنانچہ آپؐ نے اسی سے پانی پیا۔ پھر زمزم کے پاس تشریف لائے کچھ لوگ پانی پی رہے تھے۔ اور کچھ پانی پلانے کا عمل کر رہے تھے۔ فرمایا یہ عمل کرتے رہو۔

تم نہایت نیک عمل پہ ہو۔ فرمایا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا۔ کہ تم لوگ مغلوب ہو جاؤ گے تو میں خود اترتا اور ڈول کی رسّی کو اپنے کاندھے پہ رکھتا۔ کاندھے کی طرف اشارہ فرمایا۔

تشریح از قاسمی امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ اس حدیث باب سے دو مسئلے معلوم ہوتے ایک تو یہ کہ ایام تشریق میں منیٰ میں راتیں بسر کرنی چاہئیں۔ امام ابو حنیفہؒ اسے سنت کہتے ہیں۔ دیگر ائمہ واجب فرماتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے۔ کہ اہلِ سقایہ مبیت بمنیٰ چھوڑنے کی اجازت ہے وہ مکہ جاکر لوگوں کو زمزم کا پانی پلائیں۔ اور حوضوں میں بھی جمع کریں۔

اسقنی الخ آپؐ نے تواضعًا یہ فرمایا کہ دراصل ہر چیز میں طہارت اور نظافت ہے۔ جب تک تحقیق نہ ہو جائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ **ناولہ العباس الدلو**۔ کہ کہ حضرت عباسؓ نے ڈول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔

لولا ان تغلبوا الخ یعنی لوگ سنت سمجھ کر میری اقتدار کریں گے۔ یہاں تک کہ مکاثرت کی وجہ سے تم پریشان ہو گے۔ **لنزلت ای عن راحلتی**۔

زمزم مسجد حرام مراد ہے۔ زمزم اس کو کثرت مار کی وجہ سے کہتے ہیں۔ زمزم اور کعبہ کے درمیان قریبًا چالیس گز کا فاصلہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ زَمْزَمَ

ترجمہ۔ مارِ زمزم کے بارے میں جو فضیلت ہے اس کا بیان اس باب میں ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۴ حدثنا قَالَ عَبْدَانُ الخ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے حدیث بیان کرتے تھے۔

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مکہ میں تھا تو میری چھت کھولی گئی۔ جبرائیلؑ اترے میرا سینہ چاک کیا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا تھال لایا گیا جو دانشمندی اور یقین سے بھرا ہوا تھا۔ جس کو میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر اس کو جوڑ دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان دنیا پر چڑھا کر لے گیا۔ پس جبرائیلؑ نے آسمان دنیا کے داروغہ سے فرمایا دروازہ کھولو۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں۔ فرمایا جبرائیلؑ ہوں۔

من ذہب قسطلانیؒ تو فرماتے ہیں کہ یہ فعل حرمت اوانی ذہب کی تحریم سے پہلے کا ہے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ملائکہ ہمارے حکم کے مکلف نہیں ہیں۔ دوسرے وہ امر بی سے کر رہے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۳۵ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ حَدَّثَهٗ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ قَالَ عَاصِمٌ فَحَلَفَ عِكْرِمَةُ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ اِلَّا عَلٰى بَعِيْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی۔ فرمایا۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا۔ تو آپؐ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ حضرت عکرمہ قسم کھا کر فرماتے ہیں۔ کہ آپؐ اس دن اونٹ پر ہی سوار تھے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ شرب وھو قائم فیہ الترجمہ زمزم کی فضیلت ثابت ہوئی کہ اگر کوئی دوسرا پانی کھڑے ہو کر پیا جائے۔ تو وہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔ لیکن زمزم کا پانی نقصان نہیں دے گا۔ کیونکہ اس میں ضرر نہیں۔ اس لئے کھڑے ہو کر پینے سے وہ بچ گیا۔ اور حضرت عکرمہ کی توجیہ تفضیل ماء زمزم پر مبنی نہیں ہے۔ حالانکہ دونوں پانیوں میں فرق ہے

تشریح از شیخ زکریاؒ میرے نزدیک امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے ماء زمزم کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ نیز شرب قائماً کو بھی ثابت کرنا ہے۔ مسلم۔ ابن ماجہ میں اس بارے میں روایات وارد ہوئی ہیں۔ امام بخاریؒ کو کوئی صریح حدیث علی شرط نہیں ملی۔ دار قطنی میں ہے۔ دعاء شرب ماء زمزم کے وقت اللھم انی اسئلك علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاء من کل داء۔ اور یہ حدیث اس پر بھی دال ہے۔ کہ ماء زمزم افضل المیاہ ہے۔ جس سے آپؐ کا سینہ مبارک دھویا گیا۔ حتیٰ کہ ماء کوثر سے بھی افضل ہے۔ نیز اشرب الماء قائماً کے بارے میں احادیث کثیرہ

لہ۔ یعنی سونے کے برتنوں میں پانی پینا حرام ہے۔

وارد ہیں۔ اسی لئے علماء نے اسے کراہتہ تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ بعض احادیث سے جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت عکرمہ کی توجیہ صحیح نہیں۔ اسی لئے کہ بعض روایات میں صراحتً واقع ہے کہ شرب من زمزم وھو قائم۔

بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ

ترجمہ۔ قارن کا طواف کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانَ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کہ ہم لوگ حجۃ الوداع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جس شخص کے ہمراہ قربانی کا جانور ہو۔ وہ حج اور عمرہ کا احرام باندھے۔ پھر وہ اسی وقت تک حلال نہ ہو جب تک دونوں سے حلال نہ ہو۔ پس میں مکہ میں اس حالت میں حاضر ہوئی جب کہ میں حائضہ تھی۔ پس جب ہم نے اپنا حج پورا کر لیا۔ تو مجھے حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ہمراہ تنعیم کی طرف بھیجا۔ تو میں نے عمرہ کیا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ یہ عمرہ تمہارے اسی عمرہ کی جگہ ہے۔ پس ان لوگوں نے جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا طواف کیا پھر حلال ہو گئے۔ پھر منیٰ سے واپس ہونے کے بعد ایک دوسرا طواف کیا۔ لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا۔ تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۶ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ دَخَلَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَظَهْرُهُ فِي الدَّارِ فَقَالَ إِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَكُونَ الْعَامَ

بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ فَيَصُدُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ فَلَوْ أَقَمْتَ فَقَالَ قَدْ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَإِنْ يُحَلْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَفْعَلْ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ثُمَّ قَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِي حَجًّا قَالَ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا۔

ترجمہ۔ حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ کے پاس اُس وقت تشریف لائے جب کہ ان کی سواری حویلی کے اندر تھی۔ تو ان کے بیٹے نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے۔ کہ امسال لوگوں کے درمیان لڑائی ہوگی۔ جو آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔ پس اگر آپ یہاں قیام پذیر ہو جائیں تو بہتر ہوگا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوں گے۔ پس اگر میرے اور اس کے درمیان ایسے رکاوٹ پیدا کی گئی تو میں ویسے ہی کروں گا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ کیونکہ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے۔ پھر فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے۔ پھر وہ مکہ میں پہنچے اور دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۲۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِذَنْ أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي وَأَهْدَى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ فَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ

كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے۔ کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس سال حج کرنے کا ارادہ کیا۔ جس سال حجاج ابن الزبیر پر حملہ کے لئے اتر چکا تھا۔ تو ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ ان لوگوں کے درمیان لڑائی ہونے والی ہے۔ اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کو روک نہ دیں۔ فرمایا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اس وقت میں وہی کچھ کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور بے شک میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں عمرہ واجب کر چکا ہوں۔ پھر وہ روانہ ہوئے۔ جب ظاہر بیدا میں پہنچے۔ فرمایا حج اور عمرہ کا تو ایک ہی حال ہے۔ تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا۔ اور ھدی بھی چلاؤں گا۔ جس کو میں نے قدید میں خرید کیا تھا۔ اور اس پر انہوں نے کچھ زیادتی نہ کی۔ تو قربانی دی نہ ہر اس چیز کو حلال کیا جو ان پر حرام ہو گئی تھی۔ اور نہ ہی سر منڈوایا اور نہ ہی بال کاٹے۔ یہاں تک کہ جب قربانی کا دن آیا تو جانور ذبح کیا اور سر منڈوایا۔ اور یہی سمجھے کہ انہوں نے حج اور عمرہ کا طواف اسی پہلے طواف سے پورا کر لیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

تشریح از قاسمی | حج اور عمرہ کے لئے طواف واحد امام شافعیؒ کے نزدیک ہے۔ لیکن علماء احنافؒ کے نزدیک قارن کے لئے دو طواف اور دو سعی ہیں۔ جیسا کہ امام نسائیؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔ طاف لھما طوافین وسعی سعیین اور طوافاً واحداً کا مطلب یہ ہے۔ کہ وقوف بعرفہ کے بعد صرف ایک طواف کیا۔ متعدد نہیں کئے۔ باقی حجاج اور ابن الزبیرؓ کی قتال کا قصہ مشہور ہے۔

بَابُ الطَّوَافِ عَلٰى وُضُوْءٍ

ترجمہ۔ وضو کے ساتھ طواف کرنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى الخ اَنَّهٗ سَاَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِؓ فَقَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُؓ اَنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ

بِهِ حِينَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍؓ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَؤُونَ بِشَيْءٍ حَتَّى يَضَعُوا أَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَآنِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ إِنَّهُمَا لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کیا۔ تو مجھے حضرت عائشہؓ نے خبر دی۔ کہ پہلی چیز جس کو آپؐ نے شروع کیا۔ جب کہ آپؐ مکہ میں تشریف لائے تو وضو فرمایا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا پھر عمرہ نہیں تھا حضرت ابوبکرؓ نے حج ادا کیا۔ تو پہلی چیز جس سے انہوں نے ابتدا کی وہ طواف بیت اللہ تھا۔ عمرہ نہیں تھا۔ پھر عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے حج ادا کیا تو پہلی چیز جس سے ابتدار کی وہ طواف بیت اللہ تھا۔ اس کے بعد عمرہ نہیں تھا۔ پھر حضرت امیر معاویہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی ایسا کیا۔ پھر میں نے ابوالزبیر بن العوام کے ہمراہ حج کیا۔ تو پہلی چیز جس سے ابتدا کی وہ طواف بیت اللہ تھا جس کے بعد عمرہ نہیں تھا پھر مہاجرینؓ اور انصار کو دیکھا وہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ کہ عمرہ نہیں ہوتا تھا۔ پھر آخری شخص جس کو میں نے یہی کرتے دیکھا وہ ابن عمرؓ ہیں۔ کہ انہوں نے بھی حج توڑ کر عمرہ نہیں بنایا۔ یہ ابن عمرؓ ان کے پاس موجود ہیں۔ پس اس سے کیوں نہیں پوچھتے۔ بہر حال گھر سے ہوئے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو بیت اللہ میں قدم رکھیں اور طواف بیت اللہ سے ابتدا

نہ کریں۔ پھر وہ حلال نہیں ہوتے تھے۔ پھر حضرت عروہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنی ماں کو اور خالہ عائشہؓ کو دیکھا جب وہ مکہ میں آتی تھیں۔ تو پہلی چیز جس سے وہ ابتدا کرتے تھے۔ یہی تھی کہ وہ طواف بالبیت کرتیں۔ پھر وہ احرام نہیں کھولتی تھیں۔ اور مجھے میری والدہ اسماءؓ نے خبر دی کہ انہوں نے اور ان کی بہن نے اور زبیرؓ نے اور فلاں و فلاں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پس جب رکن یمانی کو ہاتھ لگا لیا تو حلال ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اھلت ھی واختھا الخ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ جس شخص نے حج کا احرام باندھا۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ عمرہ کے ساتھ اسے فسخ کرے۔ البتہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھے وہ افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے۔ چنانچہ اس کی والدہ اور دیگر حضرات نے جب عمرہ کا احرام باندھا تو حجر اسود کے استلام یعنی طواف اور سعی کے بعد انہوں نے احرام کھول دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ابن بطال فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ معتمر جب طواف کر لے۔ تو سعی بین الصفا والمروۃ سے قبل احرام کھول سکتا ہے۔ تو امام بخاریؒ یہ واضح کر رہے ہیں۔ کہ حضرت عروہ کا یہ قول فلما مسحوا الرکن حلوا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب استلام حجر اسود ہو جائے تو طواف اور سعی کے بعد احرام کھولنا چاہیئے۔ کیونکہ ابن عمرؓ کی حدیث جو بعد میں آرہی ہے۔ وہ اسی پر دلالت کرتی ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔ فلما مسحوا الرکن میں تاویل کرنی ضروری ہے۔ کیونکہ محض استلام حجر اسود سے بالاجماع تحلل ثابت نہیں ہوتا۔ تو تقدیر عبارت ہو گی۔ فلما مسحوا الرکن و اتموا طوافہم وسعیہم وخلعوا حلوا۔ بہرحال اس جگہ امام بخاریؒ نے سوال وجواب حذف کر دیا۔ صرف حدیث مرفوع ذکر کر دی۔ اور طواف بالوضوء کا ترجمہ ثابت کر دیا۔ سوال و جواب کو مسلم نے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک عراقی نے حضرت عروہؒ سے پوچھا تھا۔ کہ جو شخص حج کا احرام باندھے پس جب وہ طواف کرے تو کیا احرام کھول سکتا ہے یا نہیں۔ تو حضرت عروہ سے بحث ومباحثہ ہوا۔ تو حضرت عروہؒ نے فرمایا نہیں کھول سکتا۔ پھر ان حضرات کے حالات ذکر کئے۔ اور اس عراقی کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کے قول سے تھا۔ کیونکہ ان کا مسلک تھا جس شخص

نے سوق ھدی نہ کی ہو۔ اور حج کا احرام باندھا ہو۔ تو طواف قدوم کر لینے کے بعد وہ احرام کھول سکتا ہے،
اور جو حج پر برقرار رہنا چاہے تو وہ بیت اللہ کے اس وقت تک قریب نہ جائے۔ جب تک کہ عرفات
سے واپس نہ آجائے۔ لیکن ابن عباسؓ کے اس مسلک کی جمہور نے مخالفت کی ہے۔ صرف
اسحٰق بن راہویہؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ باقی حضرت عائشہؓ حجۃ الوداع میں تو وہ حائضہ تھیں۔
اس لئے ان کے اس طواف سے کسی دوسرے حج والا طواف مراد ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ نے بعد
وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے حج کئے ہیں۔ اور بعض حضرات نے اس حدیث سے حج
افراد کی فضیلت ثابت کی ہے۔ لیکن احادیث کثیرہ سے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا قارن
ہونا ثابت ہے۔ اور جس عبادت میں مشقت زیادہ ہو۔ وہ افضل ہوا کرتی ہے۔ تو احرام کا طویل
ہونا باعث مشقت ہے۔ جو موجب اجر وجزا ہے۔

بَابُ وُجُوبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَجُعِلَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ

ترجمہ۔ صفا و مروہ پر جانا واجب ہے۔ اور اسے شعائر اللہ میں شمار کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۹ **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ الخ قَالَ عُرْوَةُ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ
لَهَا اَرَأَيْتِ قَوْلَ اللهِ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ
اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَوَاللهِ مَا عَلٰى اَحَدٍ جُنَاحٌ اَنْ لَّا يَطُوْفَ
بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اِنَّ هٰذِهٖ لَوْ كَانَتْ كَمَا اَوَّلْتَهَا
عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا اُنْزِلَتْ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا قَبْلَ
اَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ فَكَانَ
مَنْ اَهَلَّ يَتَحَرَّجُ اَنْ يَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا اَسْلَمُوْا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ
اَنْ نَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ
الْاٰيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ
بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اَخْبَرْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُونَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ كَانُوا يَطُوفُونَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنَّا نَطُوفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الْآيَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ فَأَسْمَعُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا فِي الَّذِينَ كَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَتَطَوَّفُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالَّذِينَ يَطُوفُونَ ثُمَّ تَحَرَّجُوا أَنْ يَتَطَوَّفُوا بِهِمَا فِي الْإِسْلَامِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ اللّٰهَ أَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہؒ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں بتلایئے۔ کہ بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ پس جو شخص حج کرے یا عمرہ ان دونوں کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پس اللہ کی قسم! کسی شخص پر گناہ نہیں ہے۔ کہ وہ صفا اور مروہ پہاڑی کا طواف نہ کرے۔ آپؓ نے فرمایا۔ اے بھانجے تو نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ تم نے معنی لئے ہیں اگر یہی مراد ہوتے تو عبارت یوں ہوتی۔ لاجناح علیہ ان لایطوف بھما لیکن یہ آیت ان انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو اسلام لانے سے پہلے مشلل مقام کے پاس جو مناۃ طاغیہ ہے اس کی پوجا کرتے تھے۔ پس جو شخص احرام باندھتا تھا تو وہ صفا اور مروہ پہاڑی کے ساتھ طواف کرنے کو گناہ سمجھتا تھا۔ جب اسلام لے آئے تو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ۔ ہم تو صفا اور مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان طواف کرنے کو مسنون قرار دیا۔ پس کسی کے لئے لائق نہیں ہے۔ کہ وہ ان کے درمیان طواف کو

چھوڑ دے۔ پھر میں نے ابوبکر بن عبدالرحمن کو اس کی خبر دی۔ تو اس نے کہا۔ یہ کلام عائشہؓ بھی ایک علم کی بات ہے۔ میں نے اس کو نہیں سنا تھا۔ یا یہ علم ہے جس کو تو نے سنا۔ لیکن میں نے اہل علم کے بہت سے لوگوں سے سنا ہے۔ جو ذکر کرتے تھے۔ کہ لوگ وہ نہیں جن کا حضرت عائشہؓ سے ذکر فرمایا۔ کہ وہ منات سے احرام باندھتے تھے۔ بلکہ سب کے سب صفا اور مروہ کا طواف کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا ذکر فرمایا اور صفا مروہ کا ذکر قرآن مجید میں نہ آیا۔ تو ان لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم تو صفا اور مروہ کا طواف کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف طواف بیت اللہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صفا و مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ تو کیا ہم پر گناہ ہوگا اگر ہم صفا و مروہ کا طواف کریں تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الآیۃ۔ کہ صفا و مروہ تو شعائر اللہ میں سے ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ آیت دونوں گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو لوگ جاہلیت میں صفا و مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے طواف کرتے تھے۔ پھر اسلام میں آکر ان کے طواف کو گناہ سمجھنے لگے۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا ذکر کیا ہے۔ اور طواف صفا و مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کے بعد ان کے طواف کا ذکر فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لو کانت کما اولتہا علیہ لکانت اس سے مراد یہ ہے۔ کہ لا جناح فی الطواف و لا جناح فی عدم الطواف۔ یہ دونوں نفی تاکد اور اثبات اباحۃ کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ الا بقرینۃ۔ مگر اگر کوئی قرینہ اس کے خلاف پر دلالت کرے تو اور بات ہے۔ تو جب پہلے گزر چکا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ۔ تو اس سے وجوب سعی ثابت ہو گیا۔ پس اگر اس کے بعد لا جناح علیہ ان لا یطوف بینھما ہوتا تو اس وجوب کی نفی ہو جاتی جس کا پہلے اثبات ہو چکا۔ پس یہ وارد نہیں ہوا بلکہ فلا جناح ان یطوف وارد ہوا ہے۔ تو اب اباحۃ کے معنی مراد لینے تو ممکن نہیں۔ کیونکہ پہلی آیت سے اس کا وجوب ثابت ہو چکا ہے۔ کیونکہ اب اس کا استعمال اس معنی میں نہیں بلکہ اس معنی میں استعمال ہے جس کو حضرت عائشہؓ نے ذکر فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انصار مناۃ سے احرام باندھ کر صفا و مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے۔ اور دوسرے اہل عرب جو ان کا طواف کرتے تھے۔ اب جب اسلام آیا تو دونوں فریق نے اس

رسم جاہلیۃ اور عادت مشرکین کو گناہ سمجھا تو ان سے کہا گیا کہ ان کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وجوب و اباحۃ سے بحث نہیں ہے۔ وجوب تو پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ باقی حضرت عائشہؓ اور ابو بکرؒ کے کلام میں فرق ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ اس کا نزول ایک مخصوص گروہ انصار کے بارے میں فرماتی ہیں۔ ابو بکرؒ اس سے عموم مراد لیتے ہیں یا حضرت عائشہؓ نے دونوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا۔ کہ جب ایک کے ذکر سے مقصود حاصل ہوگیا تو دوسرے کا ذکر بھی ہو گیا۔ احاطہ کی ضرورت نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ کبھی فعل واجب ہوتا ہے اور معتقد اس کے ایقاع کو ممنوع سمجھتا ہے۔ جیسے کسی شخص کو ظہر کی نماز قضا کرنی تھی۔ اور اس کا گمان یہ تھا کہ مغرب کے بعد قضا نہیں پڑھی جا سکتی تو اسے کہا جائے لا حرج علیک ان صلیت۔ جواب صحیح ہے۔ اس لئے ظہر کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ السَّعْيُ مِنْ دَارِ بَنِي عَبَّادٍ إِلَى زُقَاقِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ

ترجمہ۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا بیان۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سعی دار بنی عباد سے بنو ابی حسین کی گلیوں تک ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يُزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُهُ حَتّٰى يَسْتَلِمَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلا طواف کرتے تھے تو پہلی تین باری میں تیز چلتے تھے اور باقی چار میں آرام سے چلتے تھے اور جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے پانی کی گذرگاہ کے پیٹ میں دوڑ لگاتے۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع سے پوچھا کہ جب حضرت عبداللہ رکن یمانی کے پاس پہنچتے تو آرام سے چلتے تھے۔ فرمایا نہیں۔

مگر اس صورت میں جب ان پر رکن کے لئے بھیڑ کی جاتی۔ کیونکہ وہ حجر اسود کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک کہ اسے ہاتھ نہ لگا لیتے۔

حدیث نمبر ۱۴۴۱ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَیْتِ فِیْ عُمْرَةٍ وَلَمْ یَطُفْ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَیَأْتِیْ امْرَأَتَہٗ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَصَلّٰی خَلْفَ الْمَقَامِ رَکْعَتَیْنِ وَطَافَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ لَا یَقْرَبَنَّہَا حَتّٰی یَطُوْفَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنے عمرہ میں بیت اللہ کا طواف تو کیا۔ لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی۔ کیا وہ اپنی بیوی سے ہمبستر ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز طواف ادا کی۔ اور صفا مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی۔ تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے۔ اور ہم نے اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اس وقت تک بیوی سے ہمبستر نہ ہو جب تک کہ صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کر لے۔

حدیث نمبر ۱۴۴۲ حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّةَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَلَا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ لقد کان لکم الآیۃ۔

حدیث نمبر ۱۴۴۳ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِکٍ

اَکُنْتُمْ تَکْرَهُوْنَ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ نَعَمْ لِاَنَّهَا کَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِیَّةِ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔

ترجمہ۔ عاصمؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا۔ کہ کیا آپ لوگ صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سعی کو مکروہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! کیونکہ یہ جاہلیۃ کی علامتوں میں سے تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے لاجناح علیہ ان یطوف بہما نازل فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۴۴۴ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّمَا سَعٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ لِیُرِیَ الْمُشْرِکِیْنَ قُوَّتَهٗ زَادَ الْحُمَیْدِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان طواف کیا۔ تاکہ مشرکین کو اپنی قوت د طاقت دکھلائیں۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کی تینوں احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ عمرہ طواف بالبیت الصلوٰۃ برکعتین خلف المقام اور السعی بین الصفا والمروۃ کا نام ہے۔ اگر ان میں سے کوئی قدم کم ہوگیا تو سعی تمام نہیں ہوگی۔ اگر سوار ہو تو اس کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ اس کے جانور کے پاؤں پہاڑی پر ضرور پہنچیں۔ اگر صفا و مروہ پہاڑوں پر چڑھ جائے تو یہ سعی اکمل ہوگی۔ لیکن یہ اوپر چڑھنا نہ تو فرض ہے نہ واجب ہے۔ بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ کچھ سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ لائق یہی ہے کہ ان سیڑھیوں سے اوپر چڑھ جائے۔ ورنہ سعی مکمل نہیں ہوگی۔

بَابُ تَقْضِی الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَیْتِ وَ اِذَا سَعٰی عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ حائضہ عورت حج کے تمام افعال پورے کرے۔ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

اور اس صورت میں سعی بین الصفا والمروہ بغیر وضو کے ہو گی۔

حدیث نمبر ۱۴۴۵ حدثنا عبد الله بن یوسف الخ عن عائشۃؓ انها قالت قدمت مكة وانا حائض ولم اطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة قالت فشكوت ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال افعلي كما يفعل الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت حتى تطهري۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں جب مکہ معظمہ پہنچی تو میں حائضہ تھی۔ میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی۔ فرماتی ہیں۔ کہ اس کا شکوہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ باقی تمام کام اسی طرح کر د۔ جس طرح حاجی کرتا ہے۔ لیکن بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۴۴۶ حدثنا محمد بن المثنى الخ عن جابر بن عبد اللهؓ قال اهل النبي صلى الله عليه وسلم هو واصحابه بالحج وليس مع احد منهم هدى غير النبي صلى الله عليه وسلم وطلحة وقدم على من اليمن ومعه هدى فقال اهللت بما اهل به النبي صلى الله عليه وسلم فامر النبي صلى الله عليه وسلم اصحابه ان يجعلوها عمرة ويطوفوا ثم يقصروا ويحلوا الا من كان معه الهدى فقالوا ننطلق الى منى وذكر احدنا يقطر منيا فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فقال لو استقبلت من امري ما استدبرت ما اهديت ولولا ان معي الهدى لاحللت وحاضت عائشةؓ فنسكت المناسك كلها غير انها لم تطف بالبيت فلما طهرت طافت بالبيت قالت يا رسول الله تنطلقون بحجة وعمرة وانطلق بحج فامر عبد الرحمن بن ابي بكرؓ ان يخرج معها الى التنعيم فاعتمرت بعد الحج۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا سوائے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہؓ کے کسی کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں تھا۔ البتہ حضرت علیؓ یمن سے تشریف لائے تو ان کے ہمراہ ھدی کا جانور تھا۔

تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس چیز کے ساتھ احرام باندھا جس کے ساتھ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اس حج کو فسخ کر کے عمرہ بنالیں۔ بیت اللہ کا طواف کریں۔ پھر تھوڑے بال کتروالیں اور حلال ہو جائیں۔ مگر جس کے ساتھ ھدی ہے وہ حلال نہ ہو صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم منیٰ کو جا رہے تھے کہ ہمارے آلہ تناسل منی کے قطرے بہا رہے تھے۔ جس کی خبر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی جس پہ آپؐ نے فرمایا۔ اگر مجھے اس چیز کی پہلے خبر ہو جاتی جس کی بعد میں ہوئی تو میں ھدی نہ چلاتا۔ اور اگر میرے ساتھ ھدی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔ اور حضرت عائشہؓ حائضہ تھیں۔ انہوں نے باقی تو حج کے سب افعال ادا کئے۔ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کیا۔ جب پاک ہوگئیں تو بیت اللہ کا طواف کیا کہنے لگیں یا رسول اللہ! آپؐ لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے چلیں گے اور میں صرف حج کر کے چلوں گی۔ تو آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنی بہن کے ہمراہ مقام تنعیم تک جائیں۔ تو انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۴۷ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ أَنَّ أُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمَى وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى فَسَأَلَتْ أُخْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هَلْ عَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا أَوْ قَالَتْ سَأَلْنَاهَا قَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا إِلَّا قَالَتْ بِيَبَا فَقُلْتُ أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بِيَبَا فَقَالَتْ لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ

وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى فَقُلْتُ الْحَائِضُ فَقَالَتْ اَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَتَشْهَدُ كَذَا اَوَتَشْهَدُ كَذَا۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نوجوان عورتوں کو باہر نکلنے سے روکتی تھیں۔ کہ ایک عورت آئی جس نے قصر بنی خلف میں قیام کیا۔ تو اس نے حدیث بیان کی کہ ان کی بہن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے نکاح میں تھی۔ جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ لڑائیوں میں شمولیت کی تھی۔ اور میری بہن ان کے ہمراہ چھ غزوات میں اس کے ساتھ رہی۔ وہ کہتی تھی ہم زخمی لوگوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اور بیمار کی تیمار داری کرتی تھیں۔ تو میری بہن نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ کیا ہم پہ کوئی گناہ ہے۔ کہ اگر اس کے پاس لمبی چادر نہ ہو تو وہ باہر نہ نکلے۔ فرمایا اس کی سہیلی اسے اپنی چادر پہنا دے۔ اور اسے ضرور امور خیر اور دعوت مومنین میں حاضر ہونا چاہیئے۔ پس جب ام عطیہؓ تشریف لائیں تو میں نے ان سے پوچھا۔ یا ہم سب نے ان سے دریافت کیا۔ کہتی ہیں کہ ان کی عادت تھی کہ جب بھی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں تو بیبا سے ذکر کرتی ہیں۔ یعنی میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تو نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کہتے سنا تھا۔ اس نے کہا ہاں! میرا باپ قربان ہو۔ فرماتی تھیں۔ کہ نوجوان عورتیں اور پردہ دار بھی باہر نکلیں یا نوجوان پردہ دار عورتیں بھی نکلیں اور حیض والی بھی امور خیر اور دعوت وعظ مسلمانوں میں حاضر ہوں۔ البتہ حیض والی عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔ پس میں نے کہا حائضہ بھی۔ انہوں نے فرمایا کیا حائضہ عورت عرفات میں حاضر نہیں ہوتی۔ اور فلاں فلاں جگہ پہ حاضر نہیں ہوتی۔ یشهدن عرفہ میں ترجمۃ الباب سے مطابقت ہو گئی۔

بَابُ الْاِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَاءِ وَغَيْرِهَا لِلْمَكِّيِّ وَلِلْحَاجِّ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مِنًى وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمُجَاوِرِ يُلَبِّي الْحَجَّ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يُلَبِّي يَوْمَ التَّرْوِيَةِ اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْلَلْنَا حَتّٰى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَحْلَلْنَا مِنَ الْبَطْحَاءِ

وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ جُرَيْجٍ لِابْنِ عُمَرَ رَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ۔

ترجمہ۔ مکّہ والے اور مسافر حاجی کو جب وہ منیٰ کی طرف جانے لگیں تو بطحا وغیرہا سے احرام باندھیں اور حضرت عطار سے مکّہ کے رہنے والے کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ حج کے لئے تلبیہ پڑھے۔ فرمایا کہ ابن عمرؓ جب ظہر کی نماز ادا کر لیتے اور ان کی سواری سیدھی کھڑی ہو جاتی تو وہ تلبیہ پڑھتے تھے۔ اور حضرت جابرؓ سے یوں مروی ہے کہ ہم جناب نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ مکّہ میں آئے تو یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ تک ہم نے احرام کھولے رکھا۔ اور ہم نے جب مکّہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کر لیا تو حج کا تلبیہ کہنا شروع کر دیا۔ اور ابو الزبیر حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے بطحار سے احرام باندھا۔ اور عبید بن جریج نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا۔ کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں۔ کہ جب آپ مکّہ میں ہوتے ہیں۔ لوگ تو جب ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہیں تو احرام باندھ لیتے ہیں۔ اور آپ جب تک یوم ترویہ نہ ہو احرام نہیں باندھتے۔ انہوں نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو احرام باندھتے نہیں دیکھا۔ جب تک کہ آپؐ کی اونٹنی آپؐ کو لے کر کھڑی نہیں ہو جاتی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تنطلقون بحجة وعمرة وانطلق بحج الخ | اس روایت میں تصریح ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ مفردہ تھیں قارنہ نہیں تھیں۔ انہوں نے جو بعد میں عمرہ کیا۔ وہ عمرۃ القضار تھا جو چھوڑنے کی وجہ سے لازم ہوا اگر وہ قارنہ ہوتیں تو اپنے حج کے تلبیہ میں عمرہ کا الحاق بھی کرتیں جیسے کہ جناب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم خود دونوں حج اور عمرہ کو جمع کر کے تلبیہ کہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ایسا نہیں کیا۔ حاصل یہ ہے کہ انہوں نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر جب عمرہ چھوڑ دیا تو حج کا احرام باندھا۔ کیونکہ روایات میں تصریح ہے کہ عمرہ چھوڑنے کے بعد انہوں نے کنگھا کیا۔ حالانکہ احرام میں کنگھا نہیں کیا جاتا۔ دوسرے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا کونی فی حجک عسی اللہ ان یرزقکہا اگر وہ احرام میں ہوتیں۔ اور حج کے ساتھ قارنہ ہوتیں تو عسیٰ کے کیا معنیٰ ہوں گے۔ کیونکہ عسیٰ تو متوقع الوجود کے لئے آتا ہے یہاں

حج تو موجود ہے لیکن عمرہ نہیں ہے۔ تبھی عسٰی کا لفظ استعمال ہوا۔ اور کچھ بعید نہیں کہ احرام باندھنے کا حکم کے تکمیل یعنی زمانہ کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہو۔ کیونکہ امر فور کو تقاضا نہیں کرتا۔ لیکن یہ ساری تقریر اس صورت میں جب کہ یہ نقلھا کی ضمیر حجۃ کی طرف راجع ہو اگر عمرہ کی طرف راجع ہو جیسا کہ سیاق کا تقاضا ہے۔ پھر تو کسی طرح ان کی دلیل قائم نہیں رہ سکتی۔ تو حضرت عائشہؓ کی روایت شوافعؒ کا مستدل نہ بن سکی۔ نیز! بایں ہمہ انہوں نے حج اور عمرہ کے لئے ایک ہی طواف کیا ہے۔ کیونکہ وہ قارنہ نہیں تھیں۔ اسی لئے ان کے عمرہ کا احرام اوّل حیض کی وجہ سے ختم ہو چکا اور وہ عمرہ جو تنعیم سے کیا وہ متروکہ عمرہ کی قضا کے لئے تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دم یعنی جانور کا خون بہایا وہ دم جبر تھا۔ دم قران نہیں تھا۔ وہ لوگ ان دلائل پر بحث کر سکتے ہیں۔ لیکن روایات میں غور کرنے سے جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت عائشہؓ کے قصہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا وہ متمتعہ تھیں یا مفردہ۔ اگر متمتعہ ہوں تو کیا انہوں نے عمرہ چھوڑ کر حج افراد کی طرف انتقال کیا۔ اور عمرہ پر حج داخل کر کے قارنہ بن گئیں۔ ائمہ ثلاثہ انہیں قارنہ قرار دیتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ انہیں مفردہ فرماتے ہیں۔ اس کی تفصیل اوجز میں ملے گی۔ دراصل یہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف پر مبنی ہے۔ احناف کے نزدیک افعال عمرہ مستقلاً ادا کئے جائیں اور افعال حج بھی مستقل طور پر ادا ہوں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ان میں تداخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ احرام حج کے ساتھ احرام عمرہ کو بھی باقی رکھتے ہیں۔ حالانکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ دعی عمرتک فرمایا تھا۔ کہ عمرہ چھوڑ دو۔ امتشطی وانقضی راسک (کنگھا کر اور سر کھول دے) فرمایا۔ حالانکہ احرام میں دونوں امر جائز نہیں ہیں۔ اور قضا عمرہ کے بعد آپؐ نے فرمایا ھذہ عمرتک مکان عمرتک اور چوتھی وجہ حضرت عائشہؓ کا فرمانا اعتمرتم ولم اعتمر اور تنطلقون بحجۃ وعمرۃ وانطلق بحج ہے۔ کہ تم نے عمرہ کر لیا۔ میں نے نہ کیا۔ تم حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لے کر چلے۔ میں صرف حج کا ثواب لے کر چلوں۔ یہ واضح دلائل ہیں کہ ان سے عمرہ چھوٹ چکا تھا۔

بَابُ اَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِي يَوْمِ التَّرْوِيَةِ

ترجمہ۔ ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۴۴۸ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ اَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَآءُكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا۔ کہ مجھے وہ چیز بتلاؤ جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہو۔ آپؐ نے آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی۔ فرمایا منیٰ میں پڑھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ کوچ کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی۔ فرمایا ابطح میں۔ مگر تم ایسا ہی کرو جیسا کہ تمہارے حکام کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۴۹ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ خَرَجْتُ اِلٰى مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَقِيْتُ اَنَسًا ذَاهِبًا عَلٰى حِمَارٍ فَقُلْتُ اَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْيَوْمَ الظُّهْرَ قَالَ انْظُرْ حَيْثُ يُصَلِّي اُمَرَآءُكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ کہ میں ترویہ کے دن منیٰ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ میری حضرت انسؓ سے ملاقات ہوگئی جو گدھے پر سوار جا رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی۔ فرمایا دیکھ جہاں تیرے حکام پڑھتے ہیں۔ تو بھی وہاں پڑھ لے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ حضرت انسؓ نے جگہ نہ بتلائی۔ صرف اتنا کہہ دیا۔ کہ جہاں حکام پڑھتے ہوں تم بھی وہاں پڑھو۔ اس حدیث میں ان کو موضع صلوٰۃ نہ بتلایا۔ پہلی روایت میں بتلا دیا۔ تاکہ اولیٰ اور افضل کو تلاش کیا جائے۔ پھر امراء کی مخالفت سے روکا۔ کیونکہ سائل کے حال کا اندازہ کر لیا۔ کہ یہ ایسا شخص ہے کہ مخالفت امراء کی پرواہ کئے بغیر

موضع صلوٰۃ کو لازم پکڑے گا۔ کیونکہ عوام سنن اور مستحبات کو فرائض اور واجبات کی طرح سمجھتے ہیں اور ان کے مفاسد کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اجر سے جرم بڑھ جاتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا، کہ امور مستحبہ بلکہ مسنونہ کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ جب کہ اس سے دین یا دنیا میں مفاسد پیدا ہوتے ہوں۔ اس لئے کہ یہ دنیاوی فتنے دینی امور میں نقص پیدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ فرائض اور واجبات بھی چھوڑ بیٹھتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا سنت یہ ہے۔ کہ امام یوم الترویہ میں پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھ لے۔ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ اگر کوئی شخص نویں کی رات منیٰ میں نہ رہے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ کتاب العلم میں بھی شیخ قدس سرہ نے ذکر فرمایا تھا کہ جب فتنہ کا خطرہ ہو تو بعض مستحبات وسنن کو ترک کر دینا جائز ہے۔ کیونکہ آپؐ کا ارشاد ہے۔ ان السعید لمن جنب الفتن ثلاثا۔ نیک بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچ گیا۔

چھٹا پارہ ختم ھوا۔ ساتواں شروع ھے۔ الحمد للہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساتواں پارہ

باب الصلوٰۃ بمنیٰ

ترجمہ۔ منیٰ میں نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۱۴۵۰ حدثنی ابراھیم بن المنذر الخ عن ابیہ ابن عمرؓ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی الرکعتین وابوبکرؓ و عمرؓ وعثمان صدرا من خلافتہ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں دو رکعت پڑھائی۔

حدیث نمبر ۱۴۵۱ حدثنا آدم الخ عن حارثۃ بن وھب الخزاعیؓ قال صلی بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن اکثر ما کنا قط وآمنہ بمنی الرکعتین۔

ترجمہ۔ حضرت حارثہ بن وھب خزاعیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی۔ حالانکہ ہم کبھی اتنے کثیر نہیں تھے اور نہ امن والے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۵۲ حدثنا قبیصۃ بن عقبۃ الخ عن عبداللہؓ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین ومع ابی بکرؓ رکعتین ومع عمرؓ رکعتین ثم تفرقت بکم الطرق فیالیت حظی من اربع رکعتان متقبلتان۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی۔ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی دو رکعت

پڑھی۔ پھر تمہارے ساتھ طریقے مختلف ہو گئے۔ کاش مجھے ان چار رکعات کے بدلے وہ دو مقبول رکعتیں نصیب ہوتیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی اس باب سے اس طرف اشارہ ہے۔ کہ مسافر جب تک پندرہ دن اقامت کی نیت نہ کرے تو وہ قصر کرے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ مسافر کے لئے قصر اور اتمام دونوں جائز قرار دیتے تھے۔ اس صورت میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا اعتراض صحیح ہو گا۔ لیکن بعض احناف جو یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ مکہ میں متاہل ہو گئے تھے یا حضرت عائشہؓ ام المؤمنین ہونے کی وجہ سے اتمام کرتی تھیں۔ تو اس صورت میں حضرت عبد اللہؓ کا رد مناسب نہیں رہتا۔ اس لئے کہ وہ رد تو تب تمام ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ حضرات اتمام کے وجوب کا قول کرتے ہوں۔ ہاں! اب اشکال حضرت عبد اللہؓ پر یہ ہو گا کہ جب ان کے نزدیک قصر واجب تھا اور وہ اس کو حق سمجھتے تھے۔ تو پھر حضرت عثمانؓ کی اقتداء میں اتمام کیوں کرتے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان کے پیچھے اتمام اس بنا پر کرتے تھے کہ بقیہ دو رکعت نفل ہو جائے گی۔ کیونکہ فرض پر نفل کی بنا جائز ہے۔ اور ترک اتمام میں فساد کا خطرہ تھا۔ اس لئے اتمام کر لیتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ فرمائی ہے وہ ظاہر ہے۔ نیز! مختلف فیہا مسئلہ میں متابعت امام کو واجبات میں شمار کیا گیا ہے۔ اور عند الضرورۃ مذہب غیر پر عمل جائز ہو جاتا ہے۔ جیسے زوجہ مفقود کے بارے میں مسلک امام مالکؒ پر عمل کرنا حیلہ ناجزہ میں ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت عبد اللہؓ سے پوچھا گیا۔ عبت علی عثمان ثم صلیت اربعاً فقال الخلاف شر۔ ترجمہ۔ کہ حضرت عثمانؓ پر عیب لگاتے ہو اور پھر ان کے پیچھے چار رکعت پڑھتے ہو۔ فرمایا خلاف کرنا شر کا دروازہ کھولنا ہے۔ اب مقیم کے بارے میں اختلاف ہے۔ کہ وہ منیٰ میں قصر کرے یا اتمام کرے اور پھر قصر سفر کی وجہ سے یا نسک حج میں شمار کر کے علماء امت فرماتے ہیں۔ کہ اتفاقاً حاجی مکہ سے آنے والا منیٰ مکہ اور باقی مشاھد میں قصر کرے۔ سفر کی حالت میں باقی مکی کے بارے میں امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مکہ میں اتمام کرے اور منیٰ میں قصر کرے۔ اکثر ائمہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ قصر نہ کریں۔ کیونکہ

بقول امام طحاویؒ حج موجب قصر نہیں ہے۔ اس لئے قصر کا تعلق سفر سے ہے کسی خاص مقام سے نہیں ہے۔ مزید تفصیل اوجز میں ہے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا۔

حدیث نمبر ۱۴۵۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ام الفضلؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں کو عرفہ کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ دار ہونے میں شک گزرا تو میں نے پینے کا پانی آپؐ کے پاس بھیجا جسے آپؐ نے پی لیا۔ معلوم ہوا کہ روزہ نہیں تھا۔

تشریح از قاسمیؒ صوم یوم عرفہ کا امام بخاریؒ نے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ اکثر شوافعؒ اس کی کراہت کے قائل ہیں۔ جمہور علماء اس دن کے افطار کے استحباب کے قائل ہیں۔ لیکن یہ فطر حاجی کے بارے میں ہے۔ تاکہ وہ مناسک حج کے ادا کرنے میں کمزور نہ ہو جائے۔ لیکن غیر حاجی کے لئے اس دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ بلکہ مسلم میں ہے کہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ بہرحال یہ روزہ نفلی ہوگا۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ

ترجمہ۔ جب صبح سویرے منیٰ سے عرفات کی طرف جلئے تو تلبیہ اور تکبیر پڑھتا جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۵۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ التِّنِّيسِيُّ الخ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت محمد بن ابی بکر ثقفی نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا جب کہ وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس دن تم لوگ کیا کرتے تھے۔ فرمایا ہم میں سے تلبیہ کہنے والا تلبیہ کرتا اس پر کوئی نکیر نہیں کیا جاتا تھا، جو تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا تو اس پر بھی کوئی نکیر نہیں کرتا تھا۔ یعنی اس وقت تکبیر کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے باقی اذکار اور ادعیہ ہیں۔ بہرحال حاجی کے لئے سنت نہیں ہے۔

بَابُ التَّهْجِيْرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفہ کے دن نمرہ سے وقوف کے لئے جلدی جانا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۵۶۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَّا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَؓ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَؓ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَانْظُرْنِيْ حَتّٰى أُفِيْضَ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخْرُجُ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ۔

ترجمہ۔ صاحبزادہ سالمؒ فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان خلیفہ نے حجاج بن یوسف کی طرف لکھا، کہ وہ حج کے معاملہ میں ابن عمرؓ کی مخالفت نہ کریں۔ تو ابن عمرؓ اس وقت تشریف لائے کہ میں ان کے ساتھ تھا جب کہ سورج ڈھل چکا تھا۔ تو انہوں نے حجاج کے خیمہ کے پردوں کے پاس اونچی آواز دی۔ اور ان کے اوپر زرد رنگ کی ایک لمبی چادر تھی۔ تو حجاج نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن آپ کو کیا ہو گیا۔ فرمایا کہ عرفات کی طرف کوچ کرنا ہے۔ اگر تیرا ارادہ سنت پر عمل کرنے کا ہو۔ تو کیا یہی اس کا وقت ہے۔ فرمایا ہاں یہی وقت ہے۔ کہنے لگا۔ مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں سر پر پانی بہالوں۔ پھر حاضر ہوتا ہوں۔ تو ابن عمرؓ سواری سے اتر کر اس کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک حجاج آگیا۔ سالمؒ فرماتے ہیں کہ میرے

اور میرے باپ کے درمیان چلنے لگا۔ تو میں نے کہا اگر سنت پر عمل کرنے کا ارادہ ہو تو خطبہ کو مختصر کریں۔ اور وقوف میں جلدی کریں۔ تو وہ حضرت عبداللہؓ کی طرف دیکھنے لگا۔ کہ کیا یہ سچ کہتا ہے یا نہیں۔ جب حضرت عبداللہؓ نے یہ دیکھا۔ تو فرمایا کہ سالمؒ نے سچ کہا۔ عجل الوقوف سے عجل الصلوٰۃ مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ التہجیر بالرواح سے مراد زوال کے بعد تاخیر نہ کرنا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ شراح سب کے سب خاموش ہیں۔ اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ اس سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ وقوف بعرفۃ کا وقت کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے مذہب جمہور کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اس کا مبدء زوال کے بعد سے ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک فجر سے فجر تک ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک لیلۃ النحر من الغروب الی الفجر ہے۔ تیسرا قول امامین امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔ کہ زوال عرفہ سے فجر النحر تک ہے۔ اور قریباً اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔ قالہ ابن حجر۔

بَابُ الْوُقُوْفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفات میں جانور پر وقوف کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۵۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيْرِهِ فَشَرِبَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے پاس عرفہ کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے بارے میں اختلاف کیا۔ بعض کہتے تھے۔ کہ آپ روزہ دار ہیں اور بعض کہتے تھے کہ روزہ دار نہیں ہیں۔ تو میں نے آپؐ کی طرف ایک دودھ کا پیالہ بھیجا۔ جب کہ آپؐ اونٹ پر سوار وقوف کرنے والے تھے۔ تو آپؐ نے اسے نوش فرمالیا۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِعَرَفَةٍ

حدیث نمبر ۱۴۵۶ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْاِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ الْحَجَّاجَ ابْنَ يُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِؓ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِؓ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَؓ صَدَقَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَجْمَعُوْنَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ اَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ اِلَّا سُنَّتَهٗ۔

ترجمہ۔ باب عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے بارے میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب امام کے ساتھ نماز چوک جاتی تھی۔ تو وہ دو نمازوں کو جمع کر لیتے تھے۔ اور دوسری سند سے ابن شہاب زہری سے مروی ہے۔ کہ مجھے حضرت سالمؒ نے خبر دی۔ کہ جس سال حجاج بن یوسف نے حضرت ابن الزبیر پر حملہ کیا۔ تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا۔ کہ ہم عرفہ کے دن موقف میں کیسے کریں۔ سالمؒ نے فرمایا کہ اگر آپ سنّت پر عمل کرنا چاہتے ہیں کہ عرفہ کے دن نماز کو جلدی زوال کے بعد پڑھو۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ کہ سالمؒ نے سچ کہا۔ حضرات صحابہ کرام سنّت سمجھ کر ظہر اور عصر کی دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔ تو میں نے سالمؒ سے پوچھا۔ کہ یہ کام جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا۔ تو سالمؒ نے فرمایا کہ تم اس فعل میں سنّت ہی کی تو پیروی کرتے ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ الخ یہ ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ ورنہ ہمارے نزدیک تو چند شرائط کے ساتھ جمع جائز ہے۔ جو اپنی جگہ ذکر کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت ہے۔ اور امام ہے۔ کیونکہ یہ جمع خلاف قیاس نص سے ثابت ہے۔ ارشاد ربّانی ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا تو اس کو مورد نص پر بند کرنا چاہیئے۔ غیر کی طرف تعدیہ جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منفرد وغیرہ کے لئے جمع بین الصلوتین جائز نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا **جمع بین الظہرین بعرفۃ** میں بین الائمہ اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ تو فرماتے ہیں۔ کہ منفرد بھی امام کی طرح جمع کرے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ۔ نخعیؒ اور ثوریؒ فرماتے ہیں کہ امام کے ساتھ جمع کرے۔ جیساکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین کے لئے احرام بالحج شرط ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک احرام۔ امام اکبر اور جماعت شرط ہے۔ یہی قول امام زفرؒ کا ہے۔ لیکن وہ صرف عصر میں یہ شروط عائد کرتے ہیں باقی میں نہیں۔

هل تتبعون فی ذلک الا سنۃ یعنی یہ جو سنّت کا لفظ روایت میں آیا ہے۔ اس سے سنّت نبوی ہی مراد ہے۔ کیونکہ اسی کا اتباع کیا جاتا ہے۔ سنۃ الخلفاء الراشدین پر بھی اگرچہ اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن عند الاطلاق وعدم تقیید الیٰ غیرہ اولیٰ یہی ہے۔ کہ اس سے سنّت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب صحابی یہ کہہ دے کہ یہ سنت ہے۔ تو اس سے سنت رسول ہی مراد ہو گی۔ کیونکہ یا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو گا یا فعل ہو گا۔ جس کا صحابی نے مشاہدہ کیا ہو گا۔ امام بخاریؒ اور مسلم کا بھی یہی طریقہ ہے۔ جو جمہور بیان کر رہے ہیں۔

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفات میں خطبہ کو مختصر کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۵۷ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ اِلَى الْحَجَّاجِ اَنْ يَّاْتَمَّ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَآءَ ابْنُ عُمَرَؓ وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ اَوْ زَالَتْ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهٖ اَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ الرَّوَاحَ فَقَالَ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَنْظِرْنِيْ اُفِيْضُ عَلَيَّ مَآءً فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَؓ حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَبِيْ فَقُلْتُ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ صَدَقَ۔

ترجمہ۔ حضرت سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حجاج ثقفی کو لکھا کہ حج کے افعال میں تم ابن عمرؓ کی اقتداء کرنا۔ پس جب عرفہ کا دن آیا تو حضرت ابن عمرؓ تشریف لائے اور میں آپ کے ہمراہ تھا۔ جب کہ سورج ڈھل چکا تھا۔ تو حجاج کے خیمہ کے پاس آکر آواز دی۔ کہ یہ کہاں ہے یعنی حجاج۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آگیا۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عرفات کی طرف چلو۔ حجاج بولا ابھی چلیں۔ فرمایا ہاں! تو اس نے کہا۔ مجھے اتنی مہلت دو۔ کہ میں اپنے اوپر پانی بہا لوں۔ چنانچہ ابن عمرؓ سواری سے اتر کر اس کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ وہ آگیا اور میرے اور میرے باپ کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا کہ آپ آج کے دن کی سنّت تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ تو خطبہ کو مختصر کرو۔ اور وقوف کرنے میں جلدی کرو۔ ابنِ عمرؓ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

بَابُ التَّعْجِيْلِ إِلَى الْمَوْقِفِ

قَالَ اَبُوْعَبْدِاللهِ يزاد فی هٰذا الباب هَمْ هٰذَا الحديث حديث مالك عن ابن شهاب ولٰكنّي اُرِيْدُ اَنْ اُدْخِلَ فِيْهِ غير مُعَادٍ۔ موقف کی طرف جلدی کرنی ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ ہَمْ فارسی لفظ ہے۔ کہ اس باب میں یہ حدیث بھی بڑھائی جاتی ہے۔ حدیث مالک عن ابن شہاب۔ لیکن اس میں ایسی حدیث داخل کرنا چاہتا ہوں۔ جو مکرر نہ ہو۔

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفات میں ٹھہرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۵۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِيْ فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَانُهُ هٰهُنَا۔

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں۔ میرا اونٹ گم ہوگیا تھا۔ میں عرفہ کے دن اسے تلاش کرنے کے لئے گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں وقوف کئے ہوئے ہیں۔ تو میں نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ تو حمس میں سے ہیں۔ یہاں ان کے کھڑے ہونے کا کیا مطلب ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۵۹ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا فَمَنْ لَّمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا اِلَى عَرَفَاتٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیۃ میں لوگ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ لیکن حُمس نہیں حمس قریش کو اور ان کی اولاد کو کہتے تھے۔ حمس لوگوں پہ ثواب سمجھ کر احسان کرتے تھے۔ کہ مرد مرد کو کپڑا دیتا تھا۔ جس میں وہ طواف کرتا۔ عورت عورت کو کپڑے دیتی۔ جسے پہن کر وہ طواف کرتی۔ پس جس شخص کو حمس کپڑا نہ دیتے وہ ننگے ہو کر طواف کرتا تھا (مردوں کو اور عورتیں رات کو) باقی تمام لوگ تو عرفات سے ہو کر واپس ہوتے تھے۔ لیکن حمس مزدلفہ میں ٹھہر کر واپس ہوتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے مجھے خبر دی۔ کہ یہ اگلی آیت ان حمس کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہ تم بھی وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے۔ اب ان کو عرفات جانے کا حکم دیا گیا۔

تشریح از قاسمی | **حمس** = احمس کی جمع ہے۔ جو حماسہ بمعنی شجاعۃ سے مشتق ہے۔ چونکہ قریش اپنے دین کے بارے میں متشدد تھے۔ اس لئے انہیں حمس کہا جاتا تھا۔ اور مزدلفہ کو جمع اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ یہاں پہ حضرت آدم علیہ السلام کی اماں حوا علیہا السلام سے ملاقات ہوئی۔

اور ازدلاف کے معنی قریب ہونے کے ہیں۔ یا اس لئے کہ یہاں جمع بین الصلوٰتین ہوتا ہے۔ یا یہاں پر لوگ وقوف کر کے تقرب الی اللہ حاصل کرتے ہیں۔ دفعوا یعنی ان کو ذہاب الی العرفات کا حکم دیا گیا۔

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ یعنی جب عرفات سے واپس چلیں تو کیسے چلنا چاہیئے۔ رفتار کیسی ہو۔

حدیث نمبر ۱۴۶۰ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمِيعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ وَكَذَالِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ جب میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ حضرت اسامہؓ سے پوچھا گیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات سے واپس ہوتے تو کس رفتار سے چلتے تھے۔ فرمایا کہ درمیانی رفتار سے چلتے تھے۔ اور جب مقام وسیع اور کھلا آجاتا تو خوب تیز دوڑاتے تھے۔ ہشام فرماتے ہیں۔ کہ نص عنق سے اوپر کی رفتار کا نام ہے۔ امام بخاریؒ الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فجوہ کے معنی فراخ جگہ کے ہیں۔ جس کی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے۔ اور اس طرح رکوۃ کی جمع رکاء ہے۔ بعض نے مناص اور نص کا مادہ ایک قرار دیا ہے۔ حالانکہ نص مضاعف ثلاثی ہے اور مناص اجوف ہے اور قرآن مجید میں لات حین مناص وارد ہوا ہے۔ لات کے معنی لیس کے ہیں اور مناص کے معنی فرار کے ہیں۔ تو دفع توہم کے لئے یہ تشریح فرمائی۔

بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ

ترجمہ۔ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان قضاء حاجۃ کے لئے اترنا۔

حدیث نمبر ۱۴۶۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَۃَ مَالَ اِلَی الشِّعْبِ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ فَتَوَضَّاَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُصَلِّیْ فَقَالَ الصَّلٰوۃُ اَمَامَکَ۔

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے۔ تو ایک گھاٹی کی طرف اتر کر چلے گئے۔ جہاں قضا حاجت کی، پھر وضو فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ نماز تو آگے ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۴۶۲ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَجْمَعُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ غَیْرَ اَنَّہٗ یَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِیْ اَخَذَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَدْخُلُ فَیَنْتَقِضُ وَ یَتَوَضَّأُ وَلَا یُصَلِّیْ حَتّٰی یُصَلِّیَ بِجَمْعٍ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔ سوائے اس کے کہ جس گھاٹی سے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے وہاں داخل ہو کر استنجا کرتے اور وضو کرتے اور نماز نہ پڑھتے۔ یہاں تک کہ مزدلفہ میں جا کر نماز پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۴۶۳ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّہٗ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْاَیْسَرَ الَّذِیْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَۃِ اَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَیْہِ الْوَضُوْءَ تَوَضَّاَ وُضُوْءً خَفِیْفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

قَالَ الصَّلٰوۃُ اَمَامَہٗ فَرَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَی الْمُزْدَلِفَۃَ فَصَلّٰی ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃَ جَمْعٍ وبسند آخر عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَزَلْ یُلَبِّیْ حَتّٰی بَلَغَ الْجَمْرَۃَ۔

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں عرفات سے جناب رسول اللہ کے پیچھے سواری

پر بیٹھا جب بائیں طرف کی اس گھاٹی کے پاس پہنچے جو مزدلفہ کے قریب ہے تو اونٹنی کو بٹھا دیا۔ پیشاب سے فارغ ہوئے پھر تشریف لائے تو میں نے پانی ڈالا اور آپؐ نے ہلکا سا وضو کیا۔ پھر نماز کے متعلق میں نے عرض کیا تو فرمایا۔ کہ نماز آگے ہوگی۔ پس آپؐ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے مزدلفہ پہنچ کر نماز ادا کی۔ پھر مزدلفہ کی صبح کو حضرت فضلؓ آپؐ کے ردیف بنے۔ دوسری سند سے حضرت فضلؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کہتے رہے۔ یہاں تک کہ جمرہ تک پہنچ گئے۔

تشریح از قاسمیؒ | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہی ہے۔ کہ رمی جمرہ کے بعد تلبیہ ختم کرنا چاہیئے۔

بَابُ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْاِفَاضَةِ وَاَشَارَتِهٖ اِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ۔

ترجمہ۔ عرفات سے واپسی کے وقت آپؐ کا لوگوں کو سکون و وقار کا حکم دینا اور اپنے چابک سے ان کی طرف اشارہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۶۴ **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ؒ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا اَوْضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ اَوْضَعُوْا اَسْرَعُوْا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات کے دن واپس لوٹے تو آپؐ نے اپنے پیچھے سخت ڈانٹ کی اور اونٹوں کو مارنے کی آواز سنی۔ تو آپؐ نے اپنے چابک کے ذریعہ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ لوگو! سکون اور اطمینان اختیار کرو۔ نیکی بہت تیز چلانے میں نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ولا اوضعوا خلالکم اس کی تفسیر طرد الالباب فرماتے ہیں۔ اوضعوا بمعنیٰ اسرعوا جلدی کرو اور خلال تخلل سے ہے۔

جس کے معنی درمیان کے ہیں۔ فجرنا خلالھما بمعنی بینہما کے ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ من التخلل بینکم کا کلمہ بطور اجمال کے خلالکم کے معنی کا بیان ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کا تعلق تخلل سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اوضعوا سے ہے۔ خلال کا ماخذ تخلل بتلایا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ کی عادت معروفہ ہے۔ کہ جب حدیث کے اندر کوئی غریب لفظ آجائے اور اس کی مثل قرآن مجید میں ہو۔ توان کا ذہن ثاقب قرآن مجید کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اب یہاں حدیث میں ایضاع کا لفظ آیا۔ توان کا ذہن سورۃ برارۃ کی اس آیت کی طرف منتقل ہوگیا۔ جس میں ہے۔ وَاَخْرِجُوْا مِنْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ میں خلالکم کی تفسیر بینکم سے فرمادی۔ اور من التخلل مفسر اور مفسر کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ اس خلال کی مناسبت سے سورۃ کہف کی آیت کی طرف اشارہ کردیا۔ وفجرنا خلالھما نھرا تو خلالھما کی تفسیر بینہما سے کردی۔ جس سے تکثیر فائدہ مقصود ہے۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

ترجمہ۔ مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۶۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو ایک گھاٹی میں اتر گئے۔ جہاں پیشاب سے فارغ ہو کر وضو فرمایا۔ مگر یہ

کامل وضو نہیں تھا۔ تو میں نے عرض کی کہ حضرت! نماز۔ آپؐ نے فرمایا۔ نماز آگے پڑھیں گے چنانچہ جب مزدلفہ تشریف لائے تو پورا کامل وضو فرمایا پھر تکبیر کہی گئی۔ تو آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پس ہر انسان نے اپنی سواری اپنی جگہ پر بٹھائی۔ پھر عشاء کی تکبیر کہی گئی تو آپؐ نے عشاء کی نماز پڑھا دی ان دونوں نمازوں کے درمیان اور کچھ نہیں پڑھا۔

تشریح از قاسمی لم یسبغ کے معنی میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ ایک معنی تو یہ ہیں کہ بعض اعضاء کے دھونے پر اکتفا فرمایا تو یہ وضو لغوی ہوگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض عدد پر اکتفا کیا۔ تو اب وضوء شرعی ہوگا۔ اگرچہ احتمال ذو معنی کا ہے۔ لیکن چونکہ دوسری حدیث میں آچکا ہے۔ توضأ وضوءً اخفیفاً اس لئے شرعی معنی مراد ہوں گے۔ عدد میں تخفیف ہوگی اور ممکن ہے دوسری مرتبہ حدث کی وجہ سے وضو فرمایا ہو۔

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

ترجمہ۔ مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھے لیکن ان کے درمیان نفل نماز نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۴۶۶ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں جمع فرمایا۔ ہر ایک کے لئے الگ الگ تکبیر کہی گئی۔ اور نہ تو ان دونوں نمازوں کے درمیان اور نہ ہی ہر نماز کے بعد کوئی نفل پڑھے گئے۔

حدیث نمبر ۱۴۶۷ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مزدلفہ کے مقام میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔

تشریح از قاسمی | اناخ کل انسان بعیرہٗ الخ تاکہ ان کو کھڑا کرنے میں تشویش لاحق نہ ہو۔ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ تھوڑا سا عمل بین الصلوتین قاطع نہیں ہے۔ اور مزدلفہ میں جمع سے جمع حقیقی مراد ہے۔ جس کے احنافؒ بھی قائل ہیں۔

بَابُ مَنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا۔

ترجمہ۔ جو شخص ہر نماز کے لئے الگ اذان اور الگ تکبیر کہے اس کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۴۶۸ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الخ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْاَذَانِ بِالْعَتَمَةِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ رَجُلًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَمَرَ اُرٰى فَاَذَّنَ وَاَقَامَ قَالَ عَمْرٌو وَلَا اَعْلَمُ الشَّكَّ اِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلٰوتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حج پر تشریف لے گئے۔ تو ہم لوگ ان کے پاس مزدلفہ میں اس وقت پہنچے جب کہ عشاء کی اذان کا وقت ہو چکا تھا۔ یا اس کے قریب تھا۔ آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ اس نے اذان پڑھی اور تکبیر کہی بعد ازاں انہوں نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد دو رکعت نماز سنت پڑھی۔ پھر شام کا کھانا منگوایا۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ میرا خیال ہے۔ کہ اس نے اذان پڑھی اور تکبیر کہی۔ عمرو فرماتے ہیں کہ میرا یقین ہے کہ یہ شک زھیر سے واقع ہوا ہے۔ بعد ازاں اس نے عشاء کی نماز کی دو رکعت پڑھیں۔ پس جب فجر نمودار ہوئی۔ تو فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی اس مقام پر اس دن یہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔

کہ یہ دو نمازیں ہیں۔ جو اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں۔ ایک مغرب کی نماز کے بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ میں پہنچ جائیں۔ اور دوسری فجر کی نماز ہے۔ جو پو پھٹنے کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ مغرب اور عشاء کو جمع کرنے کے بارے میں علماء کے چھ اقوال ہیں۔ (۱) اقامت تو ہر ایک کے لئے ہو۔ اذان صرف ایک نماز کے لئے پڑھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے۔ صرف پہلی نماز کے لئے صرف ایک مرتبہ تکبیر کہی اور اذان بالکل نہ ہو۔ تیسرا قول یہ ہے۔ کہ پہلی کے لئے اذان پھر ہر ایک کے لئے تکبیر کہی جائے۔ شوافع اور حنابلہ کا یہی مسلک ہے۔ چوتھا قول یہ ہے۔ کہ اذان اور اقامت صرف پہلی کے لئے ہو۔ یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے اذان اور اقامت ہو۔ یہ قول امام مالکؒ کا ہے۔ چھٹا قول یہ ہے۔ کہ نہ اذان پڑھے اور نہ اقامت کہی جائے۔ اور اس اختلاف کی بنیاد آثار اور اخبار کا اختلاف ہے۔ ملتقط من العینی۔

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ

ترجمہ۔ باب ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں جو رات کے وقت اپنے اہل وعیال کے کمزور لوگوں کو آگے بھیج دے۔ تاکہ وہ مزدلفہ میں جاکر وقوف کریں اور دعا مانگیں۔ جب چاند ڈوبنے لگے۔ تو اس وقت آگے بھیج دے۔

حدیث نمبر ۱۴۶۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَرْخَصَ فِي أُولٰئِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سالم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے اہل وعیال کے کمزور لوگوں کو پہلے بھیجتے تھے۔ پس وہ مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس رات کے وقت وقوف کرتے۔ پھر جس قدر ان کو

توفیق ہوتی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ پھر امام کے وقوف کرنے اور اس کے واپس لوٹنے سے پہلے وہ لوٹ جاتے۔ پس بعض ان میں سے منیٰ میں فجر کی نماز کے وقت پہنچ جاتا اور بعض اس کے بعد پہنچتے۔ پس جس وقت وہ پہنچتے تو جمرہ عقبہ کی رمی کرتے یعنی کنکریاں مارتے اور ابن عمرؓ فرماتے۔ کہ ان لوگوں کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت عطا فرمائی۔

حدیث نمبر ۱۴۷۰ حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت مزدلفہ سے بھیج دیا۔

حدیث نمبر ۱۴۷۱ حدثنا عَلِيٌّ الخ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات اپنے اہل وعیال کے کمزور لوگوں کو پہلے بھیج دیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۴۷۲ حدثنا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَسْمَاءَؓ اَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّيْ فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِيْ مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ مَا اُرَانَا اِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِلظُّعُنِ۔

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے۔ کہ وہ جمع والی رات مزدلفہ کے پاس اتریں۔ پس کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ کچھ دیر پڑھتی رہیں۔ پھر پوچھا اے میرے پیارے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا۔ میں نے کہا نہیں۔ پس کچھ دیر نماز پڑھتی رہیں۔ پھر پوچھا اے بیٹے کیا چاند غروب ہو گیا۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ تو فرمایا کوچ کرو۔ پس ہم نے کوچ کیا۔ پس ہم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے جمرہ کی رمی کی۔ پھر واپس لوٹیں اور صبح نماز اپنے ٹھکانے پر آکر ادا کی۔ جس پر میں نے ان سے کہا کہ اے بی بی! میں تو سمجھتا

ہوں کہ ہم نے بہت ہی اندھیرے میں نماز پڑھی۔ فرمایا اے بیٹے! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اجازت دی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۷۳ حدثنا محمد بن کثیر الخ عن عائشۃ قالت استأذنت سودۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ جمع وکانت ثقیلۃ ثبطۃ فاذن لہا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سودہؓ نے مزدلفہ کی رات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ کیونکہ وہ بھاری بھرکم آہستہ چلنے والی عورت تھی۔ تو آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔

حدیث نمبر ۱۴۷۴ حدثنا ابو نعیم الخ عن عائشۃ قالت نزلنا المزدلفۃ فاستأذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سودۃ ان تدفع قبل حطمۃ الناس وکانت امرأۃ بطیئۃ فاذن لہا فدفعت قبل حطمۃ الناس واقمنا حتی اصبحنا نحن ثم دفعنا بدفعہ فلان اکون استأذنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما استأذنت سودۃ احب الی من مفروح بہ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ مزدلفہ میں اترے تو حضرت سودہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے پہلے چلے جانے کی اجازت مانگی۔ چونکہ وہ عورت آہستہ آہستہ چلنے والی تھی اس لئے آپؐ نے اسے اجازت دے دی۔ تو وہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے پہلے چلی گئیں۔ اور ہم لوگ مقیم رہے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے صبح کر دی۔ پھر ہم آپؐ کے واپس ہونے کے ساتھ ہی واپس ہوئے۔ جیسے حضرت سودہؓ نے اجازت مانگ لی تھی میرا اجازت مانگ لینا آپؐ کے ساتھ خوش رہنے سے میرے نزدیک پسندیدہ تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ عند المشعر الحرام۔

تشریح از شیخ زکریاؒ فیقفون ای للتبرک لا للوقوف الواجب الذی یکون بعد الفجر الخ یعنی ان کا ٹھہرنا تبرک کے لئے تھا۔ ورنہ وہ وقوف جو واجب ہے۔ وہ تو فجر کے بعد ہوتا ہے۔ اور مزدلفہ سب کا سب موقف ہے۔ البتہ مشعر الحرام جو امام کا موقف ہے۔ اس کا وقوف کرنا مستحب ہے۔ باقی ضعیف لوگوں سے مزدلفہ میں رات گزارنا ساقط ہے۔ اسی طرح

وقوف واجب بھی ان سے ساقط ہے۔ لیکن وقوف جوف اللیل میں عند المشعر الحرام وہ محض تبرک کے لئے ہے۔ جاننا چاہیئے کہ یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو لیلۃ النحر میں مزدلفہ کے اندر وقوف کرنا اور دوسرا وقوف عند صلوٰۃ الفجر ہے۔ بسا اوقات مذاہب نقل کرتے وقت ان میں التباس ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ظاہریہ کے نزدیک وقوف رکن ہے۔ چنانچہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ جس نے صبح کی نماز امام کے ساتھ مزدلفہ میں پائی اس کا حج باطل ہے۔ لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک مبیت یعنی مابعد نصف اول تک رات گزارنا امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک کجاوے اتارنے کی دیر تک رات کے کسی وقت میں نزول واجب ہے۔ احنافؒ کے نزدیک مبیت سنت مؤکدہ ہے۔ اور وقوف بعد الفجر حنفیہؒ کے نزدیک واجب ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک سنت ہے۔ ابن ماجشون اور ابن العربی کے نزدیک فرض ہے۔ البتہ کمزور لوگوں کو پہلے بھیج دینا سب کے نزدیک جائز ہے۔ جس نے مبیت ترک کر دیا۔ امام نوویؒ کے نزدیک دم جبر واجب ہوگا۔ عذر کی وجہ سے تو کوئی چیز لازم نہیں۔ ضعیفہ کے لئے اجازت ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک وقوف الی الفجر سنت مؤکدہ ہے۔ لہذا کوئی چیز ترک پر واجب نہ ہوگی۔ احنافؒ کے نزدیک ترک پر دم جبر لازم ہوگا۔ اگر عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی چیز واجب نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **ھل** غاب القمر الخ چاند غروب ہونے کا اس لئے پوچھتی تھیں کہ ان راتوں میں چاند کا غروب سحری کے وقت ہوتا ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت اسماءؓ طلوع فجر کا انتظار کر رہی تھیں۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ شاید انہوں نے پو پھٹتے ہی رمی جمرہ کر لی ہو اس لئے حضرت عبد اللہؓ فرما رہے ہیں کہ ہم نے غلس یعنی اندھیرے میں سب کچھ کر لیا۔ اور ان کی یہ رمی عند صلوٰۃ الفجر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کی بنا پر تھی۔ ورنہ رمی تو بعد الفجر افضل ہے۔

فلان اکون استاذنت الخ شاید اس سے حضرت عائشہؓ کی مراد یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں سے پہلے جانے کو جائز نہیں سمجھتی تھیں۔ حضرت سودہؓ کی رخصت کو خصوصیت پر محمول کرتی تھیں۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ان کے کلام کی توجیہ یہ کی جائے کہ وہ دفع قبل الناس کو جائز سمجھتی تھیں لیکن چونکہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کرتی تھیں۔ ان پر قائم رہنے کو

پسند کرتی تھیں۔ کیونکہ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت ہو گئی جس میں تغیر و تبدل کرنا ناگوار تھا۔ اگرچہ فی نفسہٖ دفع قبل الناس جائز تھا۔

بَابُ مَنْ يُّصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ۔

ترجمہ۔ مزدلفہ میں فجر کی نماز کس وقت پڑھی جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۷۵ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِؓ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بغیر وقت معتاد کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ مگر صرف دو نمازوں کو ایک تو آپؐ نے مغرب اور عشاء دونوں کو جمع کر کے پڑھا دوسرے فجر کی نماز اپنے وقت معتاد سے پہلے پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۴۷۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الخ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِؓ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا نَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَحْدَهَا بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّالْعِشَاءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ حَتّٰى يُقِيْمُوْا وَصَلٰوةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى اَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَاضَ الْاٰنَ اَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا اَدْرِيْ اَقَوْلُهٗ كَانَ اَسْرَعَ اَمْ دَفْعُ عُثْمَانَؓ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہؓ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ پھر ہم مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے دو نمازیں اکٹھی پڑھیں۔ کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ اذان اور اقامۃ ہوتی تھی۔ درآنحالیکہ کھانا شام کا ان کے درمیان ہوتا تھا۔ پھر فجر کی نماز پو پھٹتے پڑھی۔

کہنے والا کہتا تھا۔ کہ پو پھٹ گئی۔ اور بعض کہتے تھے کہ پو نہیں پھٹی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ دونوں نمازیں اس مقام میں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں۔ یعنی ایک تو مغرب اور عشاء کہ لوگ مزدلفہ میں اس وقت پہنچتے ہیں۔ جب کہ خوب اندھیرا ہو چکا ہوتا ہے اور دوسری فجر کی نماز جو اس گھڑی پڑھی جاتی ہے۔ پھر خوب روشنی ہونے تک وقوف فرماتے۔ فرمایا اگر امیر المؤمنین ابھی روانہ ہوتے تو سنت پر عمل پیرا ہوتے۔ پس میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن مسعودؓ کا قول جلدی کرنے والا تھا یا حضرت عثمانؓ کا کوچ کرنا جلدی تھا۔ پس برابر تلبیہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمع بین الظہر والعصر اور جمع بین المغرب والعشاء حج کے علاوہ جو روایات میں وارد ہوا ہے وہ جمع صوری پر محمول ہے۔ اُس سے جمع حقیقی مراد نہیں۔ ورنہ حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول صحیح نہیں ہو سکتا۔ نیز حضرت ابن مسعودؓ نے صلوٰۃ العشی یعنی ظہر اور عصر کی نمازوں کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ وہ بھی فحولتان عن وقتہما یعنی وہ دونوں بھی اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی تبدیلی دن کے وقت لوگوں کے اجتماع کے وقت تھی۔ جو کسی پر مخفی نہیں رہ سکتی بخلاف عشاء کے کہ یہ وقت تاریکی اور سیاہی کا وقت ہے۔ اور لوگ تتر بتر ہیں۔ اور کچھ ان میں سے مزدلفہ پہنچنے والے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حدیث بالا احنافؒ کا مستدل ہے۔ کہ سفر کی احادیث میں جمع صوری مراد ہے اور یہاں جمع حقیقی شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ ذکر فرمائی ہے وہ بہت وزنی ہے۔ دیگر شراح تو فرماتے ہیں کہ حدیث متروک الظاہر ہے۔

بَابُ مَتٰى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

ترجمہ۔ مزدلفہ سے کب واپسی کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۷۷ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ أَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھائی ۔ پھر وقوف فرمایا ۔ فرمانے لگے کہ مشرکین اس وقت تک واپس نہیں ہٹتے تھے ۔ جب تک سورج طلوع نہ ہو جاتا ۔ اور کہتے کہ اے ثبیر خوب روشن کر لیا ۔ یعنی تجھ پر دھوپ پڑے ۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت فرمائی ۔ کہ سورج نکلنے سے پہلے ہی منیٰ کی طرف کوچ فرما لیا ۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيْرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِيْنَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَالْاِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ ۔

ترجمہ ۔ قربانی کی صبح کے وقت تلبیہ پڑھنا اور تکبیر کہنا جب کہ جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور چلنے میں کسی کو ردیف بنانا ۔

حدیث نمبر ۱۴۷۸ **حَدَّثَنَا** اَبُوْعَاصِمٍ الضَّحَّاكُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَ الْفَضْلَ فَاَخْبَرَ الْفَضْلُ اَنَّهُ لَمْ يَزَلْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضلؓ کو اپنا ردیف بنایا ۔ پس حضرت فضلؓ نے خبر دی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی ۔

حدیث نمبر ۱۴۷۹ **حَدَّثَنَا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ اُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت اسامہؓ عرفات سے مزدلفہ تک آپؐ کے ردیف تھے ۔ پھر مزدلفہ سے منیٰ تک حضرت فضل بن عباسؓ ردیف بنے دونوں فرماتے ہیں کہ آپ جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ پڑھتے رہے ۔

تشریح از قاسمی علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں کہیں بھی تکبیر کا ذکر نہیں ہے ۔ تو ترجمہ کا ایک جز ثابت ہوا دوسرا نہ ہوا ۔ تو جواب یہ ہے کہ تلبیہ کے اندر جو ذکر مذکور ہے وہ مراد ہے ۔ یا امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے ۔ کہ دوران تلبیہ تکبیر مسنون نہیں ہے اور صحیح جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب وہ کوئی ترجمہ ذو اجزاء

ذکر کرتے ہیں اور حدیث ان کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی اس لئے اس کو ذکر نہیں کرتے یا تشحیذ اذہان کرتے ہیں۔

بَابُ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ إِلَى قَوْلِهِ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

حدیث نمبر ۱۴۸۰ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ التَّمَتُّعِ فَأَمَرَنِي بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيهَا جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِي دَمٍ قَالَ وَكَانَ نَاسًا كَرِهُوهَا فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو جمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے حج تمتع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے اس کے کرنے کا حکم دیا۔ پھر ھدی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں اونٹ یا گائے یا بکری دی جا سکتی ہے اور دم میں شراکت بھی ہو سکتی ہے۔ ابو جمرہ فرماتے ہیں کہ گویا لوگ حج تمتع کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ بس میں سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ انسان اونچی آواز سے پکار رہا ہے۔ حج مقبول ہے اور حج تمتع بھی قبول ہے۔ میں نے ابن عباسؓ کے پاس آکر اس کو بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ اکبر یہی سنت ابو القاسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

زھیر اور وھب بن جریر اور غندر جو شعبہ سے روایت کرتے ہیں اس میں عمرہ متقبلۃ اور حج مبرور کے الفاظ ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ عن المتعۃ یعنی ایک سفر میں دو عبادتوں کو حج اور عمرہ کو ادا کرنا کیسا ہے۔ اور ھدی سے مراد دم تمتع و قران ہے۔

تشریح از شیخ زکریا شیخ گنگوہیؒ نے متعہ کے معنے بیان کر کے تنبیہہ فرما دی۔ کہ اس سے متعۃ الحج مراد ہے۔ متعۃ النکاح مراد نہیں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس پر تنبیہہ ہو کہ متعہ عام ہے تمتع اور قران دونوں عبادتیں ایک ہی سفر میں سر انجام پاتی ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض اس باب کے ذکر کرنے سے ھدی کا بیان کرنا ہے کہ وہ اونٹ، گائے اور بکری ہیں۔ اور ان میں شراکت بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جزور اور بقرہ سات آدمیوں سے کفایت کر جاتے ہیں۔ آیت کریمہ میں اگرچہ ہدی تمتع کا ذکر ہے۔ لیکن وہ ہدی تمتع اور قران دونوں کو شامل ہے اگرچہ آیت تمتع کے بارے میں وارد ہوئی لیکن قران بھی اسی کی مثل ہے۔ اس لئے کہ اس میں بھی سفر واحد میں دو نسک ادا کئے جاتے ہیں۔ پھر تمتع بھی دو معنی کو شامل ہے۔ ایک احلال و تمتع الی النساء، دوسرے جمع العمرۃ الی الحج فی اشہر الحج۔ یعنی ایک تو احرام کھول کر بیوی سے متمتع ہونا اور دوسرے حج کے مہینوں میں عمرہ کو حج کے ساتھ جمع کرنا۔

بَابُ رُكُوبِ الْبُدْنِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا اِلٰى قَوْلِهٖ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنَ لِبُدْنِهَا وَالْقَانِعُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِیْ يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ اَوْ فَقِيْرٍ وَشَعَآئِرُ اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيْقُ عِتْقُهٗ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَيُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ اِلَى الْاَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ۔

ترجمہ۔ قربانی کے جانوروں پر سوار ہونا کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں سے بنایا ہے۔ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔ پس ان کو کھڑا کر کے اللہ کا نام لے کر ذبح کرو۔ جب وہ پہلو کے بل گر پڑیں تو پھر کھاؤ اور کھلاؤ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ بدن کو اس کے جسم کی ضخامت کی وجہ سے بُدن کہتے ہیں۔ قانع کے معنی سائل کے ہیں اور معتر اس شخص کو کہتے ہیں جو مانگنے کے در پے تو ہے لیکن سوال نہیں کرتا۔ خواہ غنی ہو یا فقیر ہو۔ شعائر اللہ ان جانوروں کو عظیم سمجھنا اور اچھا سمجھنا ہے۔ عتیق جس کو بڑے بڑے متکبر بادشاہوں کی دست برد سے آزاد رکھا گیا۔ وجبت بمعنی زمین پر گر پڑنا اسی کو وجبت الشمس کہتے ہیں جب سورج ڈوب جائے۔

حدیث نمبر ۱۶۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الثَّانِيَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ کو ہانک رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے آپؐ نے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا قربانی کا جانور ہے فرمایا سوار ہو جا تیرے لئے افسوس ہے یہ دوسری مرتبہ میں فرمایا یا تیسری مرتبہ میں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ يعتر بالبدن ای يعترضها یعنی بدن کو پیش تو کرتا ہے مگر مانگتا

نہیں ہے۔ شعائر اللہ بدن کو اپنی طرف منسوب کرنے سے مقصد باری تعالیٰ کا اس کی عظمت اور حسن کو بیان کرنا ہے۔ اور لازم ہے کہ ضخیم جانور کو ذبح کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | قانع اور معتر کے معانی میں سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ قانع کے معنی فقیر کے ہیں۔ اور معتر کے معنی دائرہ گھومنے پھرنے والا۔ شعائر اللہ سے شیخ گنگوہیؒ نے استنباط کیا ہے وہ بہت اچھا ہے کہ جب یہ بدن شعائر اللہ میں سے ہیں تو عظیم مستحسن اور مستسمن یعنی موٹے تازے خوبصورت اور بڑے بڑے جانور ہونے چاہئیں۔ عتیق امام بخاریؒ نے قسطلانیؒ اور عینیؒ کا اتباع کرتے ہوئے کہا کہ اس سے اشارہ ہے ولیطوفوا بالبیت العتیق کی طرف، حالانکہ مسئلہ ھدی کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس کے قریب محلها الی البیت العتیق جو ھدی کے مناسب ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے رکوب البدن کا حکم صراحۃً ذکر نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ مسئلہ مختلف فیھا بین الائمہ ہے۔ ظاہر آیت پر عمل کرتے ہوئے اہل ظواہر فرماتے ہیں کہ رکوب البدن واجب ہے۔ دوسرا مسلک حنابلہ کا ہے جو مطلق جواز کے قائل ہیں۔ تیسرا مسلک شوافع کا ہے کہ عند الحاجۃ والضرورۃ جائز ہے۔ چوتھا مسلک امام ابو حنیفہؒ کا ہے جو اضطرار کی حالت میں رکوب کی اجازت دیتے ہیں۔ پانچواں مذہب مطلق منع کا ہے جس کو امام صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کا مسلک اباحۃ عند الاضطرار ہے۔ جو لوگ مطلقاً جواز ثابت کرتے ہیں ان کا استدلال لکم فیھا خیر سے ہے۔ جس میں رکوب سوار ہونا۔ حلب دودھ دوہنا شامل ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۸۲ **حدثنا** مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا ثَلَاثًا۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اونٹ ہانکتے ہوئے دیکھا فرمایا سوار ہو جاؤ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ اس نے پھر کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ فرمایا سوار ہو جاؤ یہ لفظ تین مرتبہ فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ویلک اس لئے فرمایا کہ وہ محتاج تھا تھکا ماندہ تھا۔ سوار نہیں ہو رہا تھا اور ویل یہ کلمہ ہے جو زبان پر جاری ہو جاتا ہے اس سے اس کے وضعی معنی مراد نہیں ہیں۔

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو قربانی کے جانور کو اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۸۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر عمرہ کو حج کے ساتھ ملاکر نفع حاصل کیا۔ اور قربانی بھی دی۔ چنانچہ قربانی کے جانور کو ذی الحلیفہ سے اپنے ہمراہ لے چلے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا اس طرح سے کی کہ عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا۔ تو لوگوں نے بھی عمرہ کو حج کے ساتھ ملاکر نفع حاصل کیا۔ لوگوں میں سے بعض ایسے تھے۔

جنہوں نے ھدی چلائی تھی۔ اور بعض نے نہیں چلائی تھی۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو لوگوں سے فرمایا۔ جس شخص نے تم میں سے ھدی چلائی ہو۔ پس وہ اس وقت تک حرام شدہ چیزوں سے حلال نہ ہو۔ جب تک کہ حج نہ کرلے۔ اور جس نے ھدی نہیں چلائی۔ وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اور تھوڑے سے بال کٹا کر حلال ہو جائے۔ پھر حج کا احرام باندھے۔ پس جو ھدی نہ پائے وہ حج کے ایام میں تین روزے رکھے اور سات اس وقت رکھے جب اپنے اہل و عیال میں واپس آئے۔ پس جب آپؐ مکہ میں پہنچے تو طواف کیا اور رکن یمانی کو پہلے پہل ہاتھ لگایا پھر تین بار جلدی چل کر رمل کیا اور چار باری میں آرام سے چلے۔ پھر جب بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت طواف ادا کی۔ پھر سلام پھیر کر فارغ ہو کر صفا پہاڑی پہ تشریف لائے صفا اور مروہ کی سات مرتبہ سعی فرمائی۔ پھر اس وقت تک ہر حرام شدہ چیز کو حلال نہ کیا جب تک اپنا حج پورا نہ کرلیا۔ اور دسویں کے دن اپنی قربانی کو ذبح کیا۔ پھر واپس آکر بیت اللہ کا طوافِ زیارت کیا۔ پس ہر حرام شدہ کو حلال کرلیا۔ اور لوگوں میں سے جنہوں نے قربانی کے جانور کو چلایا تھا انہوں نے بھی ایسا کیا۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور حضرت عروہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کی خبر دی کہ لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ اسی طرح تمتع کیا جیسا کہ حضرت سالم نے ابن عمر سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی تھی۔

تشریح از قاسمی تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپؐ نے اول الامر عمرہ کا احرام باندھا بعد ازاں حج کا احرام باندھا۔ کیونکہ یہ تو دوسری احادیث کے مخالف ہے۔ بلکہ معنی یہ ہے کہ آپؐ نے پہلے حج مفرد کا احرام باندھا بعد ازاں عمرہ کا احرام باندھ کر قارن بن گئے۔ اور قارن بھی لغت کے اعتبار سے متمتع ہوتا ہے۔ لغت اور معنیٰ دونوں اعتبار سے کیونکہ میقات۔ احرام اور افعال میں اتحاد ہے یہ تاویل احادیث کو جمع کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ لیکن لفظ اہل بالعمرۃ ثم اہل بالحج کو تلبیہ فی اثناء الاحرام پر محمول کیا جائے گا۔ اور بدء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یہ ہے۔ کہ جب تمتع کا حکم دیا تو اس طرح ابتدا فرمائی۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْىَ مِنَ الطَّرِيْقِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے راستہ میں قربانی کا جانور خریدا کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۸۴ **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِاَبِيْهِ اَقِمْ فَاِنِّيْ لَا اٰمَنُهَا اَنْ سَتُصَدُّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ اِذًا اَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَاَنَا اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ عَلٰى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ مَا شَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے کہا۔ کہ میں بے خوف نہیں ہوں کہ کہیں آپ کو بیت اللہ سے روک نہ دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا اس وقت وہ کچھ کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ لقد کان لکم الخ پس میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کر دیا ہے۔ پس انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب بیداء میں پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہہ کر احرام باندھا اور فرمایا حج اور عمرہ کا ایک ہی حال ہے پھر قدید کے مقام سے ھدی کو خرید کیا پھر مکہ معظمہ میں پہنچ کر دونوں کے لئے ایک طواف کیا۔ پس اس وقت تک حلال نہ ہوئے جب تک کہ دونوں سے ہی حلال نہ ہوئے۔

بَابُ مَنْ اَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ اَحْرَمَ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ اِذَا اَهْدٰى مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ بِذِى الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِيْ شِقِّ سَنَامِهِ الْاَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو ذی الحلیفہ میں ھدی کا اشعار کرے اور قلادہ ڈالے پھر احرام باندھے۔ حضرت نافعؒ نے فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ جب مدینہ سے ھدی چلاتے تھے تو قلادہ اور اشعار ذی الحلیفہ میں کرتے تھے۔ اشعار کی صورت یہ ہوتی کہ چھری کے ساتھ اونٹ کی کوہان کے دائیں طرف چیر دیتے اور بیٹھے ہوئے اونٹ کو قبلہ کی طرف متوجہ کر لیتے۔

حدیث نمبر ۱۴۸۵ حدثنا احمد بن محمد الخ عن المسور بن مخرمة ومروان قالا خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینة فی بضع عشرۃ مائة من اصحابہ حتی اذا کانوا بذی الحلیفة قلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الھدی واشعر واحرم بالعمرۃ۔

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان دونوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ والے زمانہ میں ایک ہزار سے اوپر اپنے اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب آپ ذی الحلیفہ میں پہنچے تو اپنے ھدی کے جانوروں کو ہار بھی ڈالا اور زخمی کر کے خون بھی ملا گیا۔ اور عمرہ کا احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۱۴۸۶ حدثنا ابو نعیم الخ عن عائشة قالت فتلت قلائد بدن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدی ثم قلدھا واشعرھا واھداھا فما حرم علیہ شیئ کان احل لہ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے لئے ہاروں کو اپنے ہاتھوں سے بٹا پھر آپؐ نے ان کو ہار ڈالے اور ان کے کوہان کو زخمی کیا ان کو ھدی بنایا اور ابھی تک ان چیزوں میں سے کوئی چیز آپؐ پر حرام نہ ہوئی جو آپؐ کے لئے حلال تھی۔ مطلب یہ ہے کہ احرام کے محظورات سے اجتناب نہ فرمایا۔

تشریح از قاسمی اشعار کا معنی اعلام ہے۔ شرعی معنی یہ ہیں کہ اونٹ کی کوہان کا ایک حصہ زخمی کر کے خون کو ملایا جائے۔ یہ فعل سنت ہے۔ لیکن ابن حزم نے محلی میں نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اشعار کو اس لئے مکروہ سمجھتے ہیں کہ وہ مثلہ ہے۔ حالانکہ یہ ایک طاعت ہے۔ اگر مثلہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کا ارتکاب کیوں کرتے۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام اعظمؒ کیسے مکروہ کہہ سکتے ہیں۔ امام طحاویؒ نے جواب دیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اصل اشعار کو مکروہ قرار نہیں دیا البتہ لوگوں نے بالخصوص حجازیوں نے جو اس میں زیادتی کی۔ جس کے زخم سے جانور کی ہلاکت کا خطرہ لاحق ہو جاتا تھا اس اشعار کو امام صاحبؒ نے مکروہ فرمایا ہے تو سداً للباب کراہت کا قول کیا۔ ورنہ اگر اس طریقہ سے اشعار کیا جائے۔ جس سے چمڑا قطع ہو گوشت نہ کاٹا جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ماحرم علیہ شیئ الخ فقہا کا مسلک یہ ہے کہ صرف ھدی کی بعثت سے محرم نہیں بن جاتا۔ جب محرم نہیں تو محظورات احرام سے اجتناب نہ کیا جائے گا۔

بَابُ فَتْلِ الْقَلَآئِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ

ترجمہ۔ اونٹوں اور گائیوں کے لئے قلائد کو بٹنا ۔

حدیث نمبر ۱۴۸۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ ۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ تو حلال ہو گئے اور آپ ابھی تک حلال نہیں ہوئے۔ فرمایا میں نے اپنے سر کو بال جمانے کے لئے تھمن لگا دیا ہے۔ اور اپنی ھدی کو قلادہ ڈال دیا ہے۔ اور میں اس وقت تک حلال نہیں ہوں گا۔ جب تک کہ حج سے حلال نہ ہو جاؤں۔

تشریح از قاسمی | تلبید کے معنی ہیں بالوں کو تھمن کے ذریعہ جما دینا کیوں کہ سفر طویل میں بکھر جایا کرتے ہیں۔

قلدت ھدی اس ترجمہ سے ترجمہ ثابت کیا ہے۔ کیونکہ ھدی کا لفظ ابل بقر کو شامل ہے اور صحیح یہ ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قسم کے جانوروں کو ھدی بنایا تھا۔

حدیث نمبر ۱۴۸۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهٖ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے ھدی بھیجا کرتے تھے۔ اور میں ہی آپ کی ھدی کے قلائد بنا کرتی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی اس چیز سے نہیں بچتے تھے جس سے محرم بچا کرتا ہے۔

تشریح از قاسمی | کیوں کہ صرف ھدی چلانے سے انسان محرم نہیں بن جاتا جب تک کہ نیت احرام کی اور تلبیہ نہ ہو۔

بَابُ اِشْعَارِ الْبُدْنِ

وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَهُ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ ۔

ترجمہ۔ اونٹوں کا اشعار کرنا حضرت مسور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی کو قلادہ ڈالا اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۱۴۸۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا اَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلَى الْبَيْتِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلٌّ ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ھدی کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھران کا اشعار کیا اور قلادہ ڈالا یا میں نے خود ان کو قلادہ ڈالا پھر جناب نے ان کو بیت اللہ کی طرف بھیج دیا۔ اور مدینہ میں مقیم رہے۔ اور آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو آپ کے لئے حلال تھی۔

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهٖ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ہاتھ سے قلائد ڈالے۔

حدیث نمبر ۱۴۹۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهٗ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرہ خبر دیتی ہیں کہ زیاد ابن ابی سفیان نے حضرت عائشہ رض کی طرف لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رض

فرماتے ہیں کہ جو شخص ھدی بھیج دے تو اس پر وہ سب چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ جو حاجی پر حرام ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی ھدی ذبح کر دی جائے۔ عمرہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ایسا نہیں ہے جیسا ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں خود اپنے ہاتھوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ھدی کے ہاروں کو بٹ کر دیتی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو ہاتھ ڈالتے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کو میرے باپ کے ہمراہ بھیج دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کی تھی۔ یہاں تک کہ ھدی ذبح کر دی گئی۔

تشریح از قاسمی | مع ابی اے ابی بکر الصدیق یہ ۹ھ ہجری کا واقعہ ہے جب کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آپؐ نے امیر الحاج بنا کر بھیجا اور ان کے ہمراہ اپنے ھدی بھی روانہ فرمائے۔

حتی نحر الھدی اے نحر ابوبکر اور نُحر مجہول بھی پڑھا گیا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حتی نحر غایۃ لم یحرم کی نہیں بلکہ یحرم کی ہے۔ یعنی وہ حرمت جو نحر تک ختم ہونے والی ہے۔

بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

ترجمہ۔ بکری کو قلادہ ڈالنا۔

حدیث نمبر ۱۴۹۱ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا وَبِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيمُ فِي أَهْلِهِ حَلَالًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بکری کو ھدی بنایا اور دوسری سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قلائد کو بٹتی تھی۔ پس آپؐ بکری کو ہار ڈالتے تھے اور اپنے اہل وعیال میں حلال ہو کر رہتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۹۲ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکریوں کے قلائد بٹا کرتی تھی۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روانہ فرمادیتے اور خود حلال رہ کر ٹھہر جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۹۳ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ فَتَلْتُ لِھَدْیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعْنِی الْقَلَائِدَ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ احرام باندھنے سے پہلے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ھدی کے لئے قلائد بٹا کرتی تھی۔

تشریح از قاسمی ان احادیث باب سے ثابت ہوا۔ کہ غنم کو قلادہ ڈالنا بھی جائز ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ان غنم کو قلادہ نہ ڈالا جائے۔ کیونکہ تقلید سے وہ کمزور ہو جائیں گے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج کیا ہے اور اس میں ھدی غنم کی ثابت نہیں ہے۔ اور اسود کی حدیث جو بخاری میں تقلید غنم کے متعلق ہے۔ حضرت عائشہؓ کے خاندان کے دوسرے افراد اس کو نقل نہیں کرتے۔ چنانچہ مبسوط میں ہے کہ اثر شاذ ہے۔ علامہ عینیؒ نے حضرت عائشہؓ کی باب کی آخری روایت پر اشکال کیا ہے کہ اس میں غنم کا ذکر نہیں ہے تو ترجمۃ الباب سے مطابقت کیسے ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ ھدی کا لفظ غنم کو بھی شامل ہے۔ نیز! یہ حدیث بھی پہلی دو حدیثوں کی طرح تقلید غنم پر دلالت کرتی ہے۔

بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِھْنِ

ترجمہ:۔ رنگی ہوئی روئی کے ہار بنانا۔

حدیث نمبر ۱۴۹۴ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ الخ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَھَا مِنْ عِھْنٍ کَانَ عِنْدِیْ۔

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان ھدایا کے قلائد میں اس دھنی ہوئی رنگین روئی سے بٹتی تھی جو میرے پاس ہوتی تھی۔

تشریح از قاسمی عن عھن عھن دھنی ہوئی رنگین روئی کو کہتے ہیں تاکہ علامت واضح رہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جو اون اور ریشم سے قلادہ کو مکروہ سمجھتے ہیں صرف نبات الارض سے قلائد کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ قول امام مالکؒ اور ربیعہؒ کا ہے۔ اس حدیث باب سے امام بخاریؒ

نے جواز ثابت کر دیا۔

بَابُ تَقْلِيدِ النَّعْلِ

ترجمہ۔ جوتے کے ٹکڑے کا ہار بنانا۔

حدیث نمبر ۱۴۹۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِي عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو ہانک رہا تھا فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے آپؐ نے فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو بدنہ پر سوار دیکھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اور جوتا کا ٹکڑا بدنہ کے گلے میں تھا۔ محمد بن بشار نے اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمی تقلید النعل کے حکم میں اختلاف ہے۔ امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ تقلید میں دونوں نعل ہونے چاہئیں۔ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ تقلید میں صرف نعل ہی متعین نہیں بلکہ ہر چیز نشانی کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ اس میں حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل عرب نعل کو سواری شمار کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ صاحب نعل کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس کی اور اس راستے کی گندگی کو اٹھا لیتی ہے۔ تو جس شخص نے نعل کا قلادہ بنایا سمجھو کہ وہ اس کی سواری نہ رہی اب یہ اللہ تعالےٰ کے لئے نذر ہو گئی۔ اس لحاظ سے نعلان کو مستحب کہا جاتا ہے۔

بَابُ الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ

ترجمہ:۔ اونٹوں کے لئے جھل ڈالنا۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَشُقُّ مِنَ الْجِلَالِ إِلَّا مَوْضِعَ السَّنَامِ وَإِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جِلَالَهَا مَخَافَةَ أَنْ يُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جُھل کا کوھان والا حصہ کو چیر لیتے تھے اور جب اونٹ کو ذبح کرتے جو جُھل کو کھینچ لیتے اس خوف سے کہ کہیں خون اس جُھل کو خراب نہ کردے پھر اس جُھل کا صدقہ کر دیتے۔

حدیث نمبر ۱۴۹۶ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُودِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ان اونٹوں کے جُھل کا اور ان کے چمڑوں کا صدقہ کر دوں جو ذبح کر دیئے گئے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ الا موضع السنام جُھل کے کوہان کا حصہ اس لئے چیر دیا جاتا تھا۔ تاکہ اونٹ کی پیٹھ پر جُھل کے ٹک جانے میں مدد ثابت ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ موضع سنام کے چیرنے کا فائدہ شراح بخاری یہ بیان فرماتے ہیں تاکہ اشعار ظاہر ہو جائے اس کا ماتحت چھپا نہ رہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ بھی صحیح ہے تو دونوں فائدے حاصل ہوئے۔ مؤطا امام مالکؒ میں ہے کہ ابن عمرؓ اپنے بدنہ کے جُھل کو چیرا نہیں کرتے تھے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے۔ اصل حدیث میں استثناء ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ یہ اختلاف احوال پر محمول ہے۔ کپڑا قیمتی ہو تو نہ پھاڑا جائے معمولی ہے تو پھاڑ دیا جائے یہی امام مالکؒ کا مسلک ہے۔ تفصیل اوجز میں ہے۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَّدَهَا

ترجمہ باب اس شخص کے بارے میں جس نے راستہ سے ھدی کو خریدا اور اسے قلادہ ڈالا۔

حدیث نمبر ۱۴۹۷ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ الْحَجَّ عَامَ حَجَّةِ الْحَرُورِيَّةِ فِي عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَنَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِذَنْ أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً حَتَّى كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي جَمَعْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ وَأَهْدَى هَدْيًا مُقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حَتَّى قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ

وَبِالصَّفَا وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَوْمَ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے حروریہ والے حج کے سال ابن الزبیرؓ کی خلافت کے دور میں حج کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ان سے کہا گیا کہ لوگوں میں جنگ ہونے والی ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو بیت اللہ سے نہ روک دیں۔ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے لئے بہتر نمونہ ہے۔ اس وقت میں ایسا کروں گا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ جب وہ بیداء کے کھلے میدان میں پہنچے تو فرمانے لگے کہ حج اور عمرہ کا ایک ہی حال ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ قلادہ ڈالی ہوئی ھدی کو روانہ کر دیا جس کو انہوں نے خرید کر لیا تھا۔ جب مکہ معظمہ پہنچے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ اور اس پر کسی چیز کا اضافہ نہ کیا اور جو چیز ان پر حرام ہو چکی تھی۔ یوم النحر تک اسے حلال نہیں کیا چنانچہ سر منڈوایا قربانی کو ذبح کیا اور سمجھے کہ طواف اوّل کے ذریعہ میں حج اور عمرہ کے طواف کو پورا کر چکا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِّسَآئِهٖ مِنْ غَيْرِ اَمْرِهِنَّ

ترجمہ۔ آدمی کا گائے کو اپنی بیویوں کی طرف ان کے حکم کے بغیر ذبح کرنا۔

حدیث نمبر ۱۶۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ اِذَا طَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُهٗ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ اَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ذی قعدہ کے ابھی پانچ دن باقی تھے۔ ہم جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حج کے سوا ہماری اور کوئی نیت نہیں تھی۔ پس جب ہم لوگ مکہ معظمہ کے قریب پہنچے۔ تو ان لوگوں کو جن کے ہمراہ ھدی نہیں تھی۔ حکم دیا کہ جب وہ طواف کریں ۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی سے فارغ ہو جائیں تو وہ حلال ہو جائیں یعنی احرام کھول دیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا۔ تو میں بولی کہ یہ کیسا گوشت ہے۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے۔ یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسمؒ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت عائشہؓ نے واقع کے مطابق حدیث بیان کی ہے ۔

تشریح از قاسمی | نحر رسول اللہ الخ اشکال یہ ہے کہ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت نہیں۔ اس لئے کہ ترجمہ میں ذبح کا لفظ ہے اور حدیث میں نحر ہے۔ جواب یہ ہے کہ ذبح کے لفظ سے اشارہ ہے کہ حدیث کے بعض طرق میں نحر کی بجائے ذبح کا لفظ ہے۔ چنانچہ سات ابواب کے بعد یہ حدیث بلفظ ذبح آرہی ہے۔ نیز علماء کے نزدیک نحر البقر جائز ہے اگرچہ مستحب ذبح ہے ۔

ان تذبحوا البقرۃ اس پر شاہد ہے۔ حضرت عائشہؓ کے استفہام ما ھذا سے مؤلف نے استدلال کیاہے کہ ذبح بغیر اذنھن تھی۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ قربانی بغیر الاذن جائز نہیں۔ تو جواباً کہا جاتاہے کہ حضرات ازواج مطہراتؓ سے آپؐ نے اجازت لے لی تھی۔ لیکن جب گوشت آیا تو ان کا استفہام اس وجہ سے تھا کہ آیا یہ وہی گوشت ہے یا کوئی اور ہے۔ لیکن امام بخاریؒ اس تاویل پر راضی نہیں ہیں۔ وہ فرمارہے ہیں کہ اصل عدم استیذان ہے۔ لہٰذا بغیر امرھن کہنا صحیح ہوگا ۔

بَابُ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى

ترجمہ۔ منیٰ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذبح کرنے کی جگہ میں ذبح کرنا کیسا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۴۹۹ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْحَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ منحر میں ذبح کیا کرتے تھے۔ عبیداللہ فرماتے ہیں۔ کہ منحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے ۔

حدیث نمبر ۱۵۰۰ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ كَانَ يَبْعَثُ

بِهَدْيِهِ مِنْ جَمْعٍ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ حَتّٰى يُدْخَلَ بِهِ مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيْهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوْكُ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رات کے آخری حصہ میں مزدلفہ سے اپنی ھدی کو بھیج دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے حجاج کے ہمراہ منحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیا جاتا تھا۔ ان حجاج میں آزاد اور غلام لوگ ہوتے تھے۔

تشریح از قاسمی منحر وہ جگہ جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی ذبح کرتے تھے وہ مقام جمرہ اولیٰ کے پاس مسجد خیف کے نزدیک ہے۔ ویسے منیٰ کل کا کل منحر لیکن ابن عمرؓ چونکہ شدید الاتباع للسنۃ تھے اس لئے منحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلاش کرتے تھے۔

فیھم الحر والمملوک سے اس طرف اشارہ ہے کہ بعث الھدی مع الاحرار شرط نہیں ہے۔ احرار اور عبید سب کے ہمراہ بھیجا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَنْ نَحَرَ بِيَدِهٖ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۱ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے ایک طویل حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹ کھڑے کر کے ذبح فرمائے اور مدینہ منورہ میں دو مینڈھے سفید سیاہ یعنی گدرے بڑے بڑے سینگوں والے ذبح فرمائے۔ مختصراً ذکر کی ضمیر سے حال ہے۔ اس حدیث کو مختصر ذکر کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ مختصر یعنی اس جگہ تو مختصر حدیث بیان ہوئی مفصل آگے آرہی ہے۔ اور دوسرے معنی یہ بھی ہیں جن کی طرف شراح نے توجہ نہیں فرمائی کہ اختصار بمعنی انتصار کے ہو کہ وہ مینڈھے خصی تھے جیسے دوسری حدیث میں موجوئین کا لفظ وارد ہوا ہے۔

بَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً

ترجمہ۔ بندھے ہوئے اونٹوں کو ذبح کرنا ۔

حدیث نمبر ۱۵۰۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ۔ زیاد بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک ایسے آدمی کے پاس تشریف لائے جو اپنے قربانی کے اونٹ بٹھا کر ذبح کر رہا تھا ۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اسے اٹھا کر کھڑا کر کے بندھے ہوئے کو ذبح کرنا سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔

تشریح از قاسمی اونٹ کو کھڑا کر کے ذبح کرنا امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مسلک ہے ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے اور کھڑے کھڑے دونوں صورتوں میں ذبح کرنا جائز ہے ۔ البتہ گائے اور بکری کو لٹا کر ذبح کرنا مستحب ہے ۔

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَوَافَّ قِيَامًا

ترجمہ۔ قربانی کے اونٹوں کو کھڑے کر کے ذبح کرنا ۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہی سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔ اور ابن عباسؓ صواف کے معنی قیاماً سے کرتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۵۰۳ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا أَتٰى عَلَى الْبَيْدَاءِ لَبّٰى بِهِمَا جَمِيْعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوْا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے اندر ظہر کی نماز چار رکعت ادا کی۔ اور ذی الحلیفہ میں عصر کی دو رکعت ادا کی۔ پس ذی الحلیفہ میں رات بسر کی۔ پس جب صبح کی تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھنے لگے۔ جب بیداء کے میدان پر چڑھے تو دونوں کا اکٹھا تلبیہ پڑھا۔ پس جب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو ان کو حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹوں کو کھڑے کر کے ذبح کیا۔ اور مدینہ منورہ میں قربانی کے موقع پر دو مینڈھے گدرے بڑے بڑے سینگ والے ذبح کئے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۴ حدثنا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى اَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَآءَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت ادا کی۔ اور عصر کی نماز ذی الحلیفہ میں دو رکعت ادا کی۔ اور ایوب راوی ایک آدمی کے واسطہ سے حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ ذی الحلیفہ میں رات بسر کی یہاں تک کہ جب صبح کی تو صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ حتیٰ کہ جب اونٹنی آپؐ کو لے کر بیداء کے میدان میں سیدھی ہوئی۔ تو آپؐ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | نحر البدن قائمۃ | اس باب کو پہلے باب کے ساتھ ملا کر یہ فائدہ دیا کہ واجب یعنی ادب یہ ہے کہ اونٹوں کو کھڑا کر کے پاؤں باندھ کر ذبح کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ہدایہ میں ہے کہ ضحایا اور ہدایا میں بُدن میں نحر قیاماً افضل ہے۔ اور بقر اور غنم میں لٹا کر ذبح کرنا افضل ہے۔

ونحر بیدہ سبعۃ بدن الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بھی بہت زیادہ اونٹ ذبح کئے۔ چونکہ سات کو باقی پر مقدم کر کے ذبح کیا اس لئے ان کا ذکر کیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کتنے اونٹ ذبح کئے۔ اس میں روایات مختلفہ ہیں۔ اس باب کی حدیث سے سات بُدنہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور راجح معروف یہ ہے کہ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ ۶۳ اونٹ ذبح کئے ہر ایک نے

اپنے اپنے مشاہدہ کی خبر دی۔ اور بھی جوابات دیئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل اوجز میں ہے۔

بَابُ لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

ترجمہ۔ قصاب کو ھدی میں سے کوئی چیز نہ دی جائے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الخ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لُحُومَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُودَهَا قَالَ سُفْيَانُ الخ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا۔ کہ میں اونٹوں کی نگرانی کروں جن کو ھدی کے لئے روکا ہوا تھا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں ان کا گوشت تقسیم کروں پھر حکم دیا کہ میں نہ ان کے جھل اور چمڑے بھی تقسیم کر دوں۔ دوسری سند سے ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے آپؐ نے حکم دیا کہ میں ان کے ذبح ہونے کے وقت موجود ہوں۔ اور ان میں سے کوئی چیز ان کے ذبح کرنے کی اجرت نہ دوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قولہ فی جزارتھا مراد یہ ہے کہ ان کو قربانی کے جانوروں میں سے کچھ بھی اجرت میں نہ دیا جائے۔ گویا کہ منھا کا لفظ محذوف ہے۔ کیونکہ یہی معنی ظاہر ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے تنبیہ فرما دی۔ کہ اونٹ ذبح کرنے والے قصاب کو ھدی میں بطور اجرت کچھ نہ دیا جائے۔ اگر جُزارت بضم الجیم ہے تو اس کا معنی سواقط یعنی قربانی کے جانور کے وہ حصے جو معمولی سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً سر۔ پائے وغیرہ اجرت میں نہ دیئے جائیں۔ کیوں کہ اجرت میں بیع کے معنی پائے جاتے ہیں اور ھدایا۔ ضحایا میں معاوضہ نہیں ہوا کرتا البتہ اگر اجرت کاملہ اپنی جیب سے ادا کرے پھر قصاب فقیر کا کچھ حصہ دے دیں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر بطور صدقہ۔ ھدیہ یا زیادتی علی الحق کے دے دے تو قیاساً جائز ہے۔ لیکن ظاہراً شرع سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ تاکہ یہ معاوضہ سے ملتبس نہ ہو جائے۔ اس لئے سب ائمہ اس پہ متفق ہیں کہ گوشت تک بھی نہ دیا جائے۔ بلکہ سب چیز صدقہ کر دی جائے۔ حسن بصریؒ اجازت دیتے ہیں۔

بَابُ یُتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الْهَدْیِ

ترجمہ۔ قربانی کا چمڑا بھی صدقہ کر دے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَلِیًّا اَخْبَرَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ یَقُوْمَ عَلٰی بُدْنِہٖ وَاَنْ یُقَسِّمَ بُدْنَہٗ کُلَّہَا لُحُوْمَہَا وَجُلُوْدَہَا وَجِلَالَہَا وَلَا یُعْطِیَ فِیْ جِزَارَتِہَا شَیْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ذبح کے وقت ان کے اونٹوں کی نگرانی کریں پھر ان کے اونٹوں کی ہر چیز تقسیم کر دیں ان کا گوشت ان کا چمڑا اور ان کے جھل تقسیم کر دیں اور ان کے اجزا میں کوئی چیز اجرت میں نہ دیں۔ یہ امر استحبابی تھا۔

بَابُ یُتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ

ترجمہ۔ بدنہ کے جھل بھی صدقہ کر دے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۷ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ اَنَّ عَلِیًّا حَدَّثَہٗ قَالَ اَهْدَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِائَۃَ بُدْنَۃٍ فَاَمَرَنِیْ بِلُحُوْمِہَا فَقَسَمْتُہَا ثُمَّ بِجُلُوْدِہَا فَقَسَمْتُہَا۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ ہدی کے طور پر بھیجے۔ پس مجھے حکم دیا کہ میں ان کے گوشت کو تقسیم کر دوں پھر ان کے جھل کے متعلق حکم دیا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا۔ پھر ان کے چمڑے کے متعلق حکم دیا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا۔

بَابٌ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰہِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّطَہِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ اِلٰی قَوْلِہٖ فَہُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَمَا یَاْکُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا یُتَصَدَّقُ وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ لَا یُؤْکَلُ مِنْ جَزَآءِ الصَّیْدِ وَالنَّذْرِ وَیُؤْکَلُ مِمَّا سِوٰی ذٰلِکَ وَقَالَ عَطَآءٌ یَاْکُلُ وَیُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَۃِ۔

ترجمہ۔ آیت کریمہ میں ہے کہ یاد کرو جب کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ ٹھکانا دیا۔ کہ آپ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف کریں۔ اور لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔ آپ کے پاس پیدل چل کر آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی آئیں گے۔ الی قولہ۔ اس کے لئے اس کے رب کے پاس ایک بہتر ذخیرہ ہے۔ اور کون سا بدنہ کا گوشت کھا سکتا ہے۔ عبیداللہ حضرت نافعؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عمرؓ سے خبر دیتے ہیں۔ کہ شکار کا کفارہ اور نذر کا گوشت تو نہ کھایا جائے اس کے ماسوا سب کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ حج تمتع سے خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے کو بھی کھلا سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۸ حدثنا مُسَدَّدٌ الخ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لَا۔

ترجمہ۔ حضرت عطار نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ ہم منیٰ میں اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ پھر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دے دی کہ کھاؤ اور توشہ بناؤ۔ چنانچہ ہم نے کھایا بھی اور توشہ بھی بنایا۔ میں نے حضرت عطار سے پوچھا کہ کیا انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہاں تک کہ ہم مدینہ میں لے آئے۔ فرمایا نہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۰۹ حدثنا خَالِدُ بْنُ مُخْلَدٍ الخ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذی القعدہ

سے ابھی پانچ دن باقی تھے روانہ ہوئے۔ ہم حج کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حکم دیا جن کے ہمراہ ھدی نہیں تھے۔ جب وہ بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوں تو حلال ہو جائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کے روز ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیسا گوشت ہے۔ کہا گیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے ذبح کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ویطعم من المتعہ اس نقل کا فائدہ یہ ہے۔ کہ ابن عمرؓ اور عطار کے اقوال میں کوئی فرق نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ یعنی معنی کے اعتبار سے ابن عمرؓ اور عطار کے قول میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے۔ حنابلہؒ کے نزدیک ھدایا کا گوشت نہ کھایا جائے۔ دم تمتع۔ قران اور تطوع کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ یہی احنافؒ کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہر قسم کا گوشت کھانا درست ہے۔ سوائے کفارہ شکار۔ فدیۃ الاذی اور نذر کے۔ اور شوافعؒ کے نزدیک دماء واجبہ کے کسی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ دم تمتع۔ قران البتہ دمِ تطوع سے کھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ کچھ گوشت ضرور صدقہ کر دیا جائے۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

ترجمہ۔ سر منڈوانے سے پہلے ذبح کرنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَّذْبَحَ وَنَحْوِهٖ فَقَالَ لَاحَرَجَ لَاحَرَجَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا۔ جو ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیتا ہے۔ اور اس طرح کے دوسرے کام ترتیب کے خلاف کرتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کوئی تنگی نہیں ہے کوئی تنگی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۱۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ لَاحَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ

اَذْبَحَ قَالَ لَاحَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ لَاحَرَجَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ۔ کہ میں نے رمی جمار سے پہلے طواف زیارت کر لیا ۔ فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ کہا میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لئے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ کہا کہ رمی سے پہلے میں نے ذبح کر لیا فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ چند سندیں مذکور ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۵۱۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ لَاحَرَجَ قَالَ لَاحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ قَالَ لَاحَرَجَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو کہا کہ میں نے شام کرنے کے بعد حلق کر لیا ۔ فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ پس فرمایا کہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ۔ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

حدیث نمبر ۱۵۱۲ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْسَنْتَ اِنْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِّنْ نِّسَاءِ بَنِيْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِيْ ثُمَّ اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ اُفْتِيْ بِهِ النَّاسَ حَتّٰی خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُهُ لَهٗ فَقَالَ اِنْ تَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَاِنْ تَاْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰی بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء میں تھے تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ تم حج کی نیت سے آئے ہو میں نے کہا ہاں! آپؐ نے پوچھا کہ کیا کہہ کر تم نے احرام باندھا تھا ۔ میں نے عرض کی لبیک ساتھ اس احرام کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے ۔ فرمایا تونے اچھا کیا اب چلو اور بیت اللہ کا طواف کرو ۔ اور صفا و مروۃ کے درمیان سعی کرو ۔

پھر میں بنو قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا جس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ یعنی حلال ہوگیا۔ پھر میں نے حج کا احرام باندھا۔ پس میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے دور تک یہی فتویٰ دیتا رہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ تو میں نے اپنا یہ واقعہ ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم کتاب اللہ کو لیں گے جو اتموا الحج والعمرۃ کے ذریعہ حج و عمرہ دونوں کے تمام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیں گے۔

کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک حلال نہ ہوئے جب تک آپؐ کی ھدی اپنے مقام تک نہ پہنچ گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہی افتی بہ الناس یعنی حج کو فسخ کرکے عمرہ کے جواز کا فتویٰ دیتا رہا۔ یعنی تمتع کے جواز کا فتویٰ دیتا رہا۔

تشریح از قاسمی حتی بلغ الھدی محلہ۔ یہ حدیث دال ہے کہ ذبح ھدی کو حلق پر مقدم کرنا چاہیے۔ اگر مؤخر کرے گا تو رخصت ہوگی۔

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَقَ

ترجمہ۔ جس شخص نے احرام باندھتے وقت سر کے بالوں کو گھن سے جما لیا۔ سر منڈوایا۔

حدیث نمبر ۱۵۱۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا انہوں نے کہا یا رسول اللہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ کہ وہ تو عمرہ سے حلال ہوگئے۔ اور آپؐ اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے سر کے بالوں کو گھن سے جما لیا ہے۔ اور ھدی کو قلادہ ڈالا ہے۔ پس میں جب تک قربانی نہ کرلوں حلال نہیں ہوسکتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ شاید امام بخاریؒ نے اس روایت کو اس باب میں اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ اس حل کا لفظ عام وارد ہے۔ جو قصر اور حلق دونوں کو شامل ہے۔ اگرچہ حلق افضل ہے مگر جائز دونوں ہیں۔ اور وہ جو بعض حضرات نے فرمایا ہے۔ کہ جس شخص نے سر کا تلبید کرلیا۔ اس کے لئے حلق کرنا ضروری ہے۔ اپنے دعویٰ پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو اسی بنا پر اب اس باب کے معنی یہ ہوں گے کہ

من لبد رأسه عند الاحرام تو اس میں ملبِّد اور محلق کا ذکر پایا گیا ہے۔ اس کے لئے تقصیر یعنی بال کٹوانا بھی جائز ہے۔ البتہ جب حلق کرے تو افضل ہے۔ لیکن یہ قول بعید ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حدیث کو ترجمۃ الباب سے کیسے مناسبت ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے جو حدیث ذکر فرمائی ہے اس میں حلق کا تعین نہیں ہے البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اپنے حج میں حلق کیا تھا۔ اور یہ بات حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں صراحۃً وارد ہے۔ جو اگلے باب میں آرہی ہے۔ لیکن بہتر توجیہ یہ ہے کہ حدیث کا ترجمہ کے کسی جزء سے مطابق ہو جانا کافی ہے۔ ہر ہر جزء سے مطابقت لازم نہیں ہے۔ مگر اس سے بھی بہتر توجیہ یہ ہے کہ ابن عمرؓ والی روایت آنے والی سے صراحۃً ثابت ہے۔ یہ بھی مؤلف کے اصول کے مطابق ہے اور قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان کی ہے کہ حل کا لفظ عام ہے۔ جو حلق اور قصر دونوں کو شامل ہے۔ یہ توجیہ مسلک حنفیہ کے قریب ہے کہ وہ حل میں حلق کو متعین نہیں کرتے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جس شخص نے تلبید کر لی تو حلق واجب ہے امام احمدؒ کے نزدیک دونوں میں اختیار ہے۔ امام شافعیؒ کا مسلک بھی احنافؒ کے موافق ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ عِنْدَ الْاِحْلَالِ

ترجمہ۔ حلال ہوتے وقت بال منڈوانا اور بال کٹوانا دونوں جائز ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۱۴ حدثنا قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يَقُوْلُ حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں حلق کیا۔

حدیث نمبر ۱۵۱۵ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ انہوں نے کہا۔ والمقصرین یا رسول اللہ آپ نے پھر بھی فرمایا۔ کہ اے اللہ! محلقین پر رحم فرما۔ کہا لوگوں نے والمقصرین۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ! محلقین پر رحم فرمانا۔ صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ والمقصرین۔ آپؐ نے فرمایا مقصرین پر بھی رحم ہو۔ نافع فرماتے ہیں کہ اے اللہ محلقین پر رحم فرما یہ بات آپؐ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمائی۔ حضرت لیثؒ سے حضرت نافع کے واسطہ سے فرمایا۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ محلقین پر رحم فرمائیں۔ اور عبید اللہ نے فرمایا کہ مجھے نافعؒ نے حدیث بیان کی۔ کہ چوتھی مرتبہ آپؐ نے والمقصرین فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۵۱۶ حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! محلقین پر مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کیا والمقصرین آپؐ نے فرمایا کہ اللہ محلقین کو بخش دے۔ قالوا والمقصرین تین مرتبہ یہ لفظ کہے۔ آپؐ نے فرمایا والمقصرین پر مغفرت فرما۔

حدیث نمبر ۱۵۱۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ حَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ سے ایک گروہ نے سر منڈوایا اور بعض نے بال کٹوائے۔

حدیث نمبر ۱۵۱۸ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الخ عَنْ مُعَاوِیَةَؓ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ۔

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کترن کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کاٹے۔

تشریح از قاسمی علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ والمقصرین میں عطف تلقینی ہے۔ جیسے من ذریتی میں ہے۔ بہرحال اس حدیث سے حلق کی فضیلت معلوم ہوئی۔ وجہ یہ ہے کہ ابلغ فی العبادۃ وادلّ علی صدق النیۃ۔

کیونکہ مقصر کچھ بال سر پر چھوڑ دیتا ہے ۔ جو انسان کے لئے زینت ہیں ۔ اور حاجی کو ترک زینت کا حکم ہے۔ پھر جمہور ائمہ کے نزدیک حلق اور قصر ارکان حج میں سے ہیں ۔ احناف کے نزدیک واجب ہیں ۔ پھر دوسرا اختلاف یہ ہے کہ قصر میں کیا مقدار ہے ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک حلق اور قصر میں ثلث شعرات کافی ہیں ۔ احنافؒ کے نزدیک ربع الراس ضروری ہے ۔ امام احمدؒ کے نزدیک اکثر حصہ اور مالکیہؒ کے نزدیک سارے سر کا حلق اور قصر لازم ہے ۔ اور تلبید کی صورت میں جمہور کے نزدیک حلق ضروری ہے ۔ احنافؒ کے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ حلق مستحب ہے اور افضل ہے قصر جائز ہے ۔

قصرت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قصر حجۃ الوداع میں تو ہو نہیں سکتا کیونکہ روایات سے ثابت ہے کہ اس میں آپؐ نے حلق کرایا ۔ عمرۃ القضاء میں حضرت امیر معاویہؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے ۔ وہ فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے ۔ تو یہ قصر عمرہ جعرانہ پر محمول ہو گا ۔

بَابُ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

ترجمہ ۔ عمرہ کے بعد متمتع کا بالوں کو کٹوانا ۔

حدیث نمبر ۱۵۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّوا وَيَحْلِقُوا أَوْ يُقَصِّرُوا ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے تو اپنے اصحاب کو حکم دیا ۔ کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں ۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں ۔ پھر حلال ہو جائیں حلق کریں یا قصر کریں دونوں میں اختیار ہے ۔

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

ترجمہ ۔ دسویں کے دن طواف زیارت کرنا ۔

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَؓ وَابْنِ عَبَّاسٍؓ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يَزُوْرُ الْبَيْتَ اَيَّامَ مِنًى. وَقَالَ لَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيْلُ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنًى يَعْنِيْ يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارۃ کو رات تک مؤخر کیا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت منٰی کے دنوں میں کیا کرتے تھے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک ہی طواف کیا کرتے تھے۔ پھر قیلولہ کرتے اور بعض ازاں دسویں کے دن منٰی میں تشریف لائے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَاَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوْا وَبِسَنَدٍ اٰخَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج ادا کیا۔ اور دسویں کے دن ہم نے طواف افاضہ کیا۔ حضرت صفیہؓ حائضہ ہوگئیں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ ارادہ کیا جو مرد اپنی بیوی سے چاہتا ہے (یعنی جماع) تو میں نے کہا یا رسول اللہ وہ تو حائضہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہیں وہ ہمیں روکنے والی تو نہیں ہے۔ انہوں نے کہا یہ یا رسول اللہ وہ دسویں کے دن طواف افاضہ کر چکی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اب چلو۔ اور دوسری سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے یہ مروی ہے کہ حضرت صفیہؓ نے بھی دسویں کے دن طواف افاضہ کر لیا تھا۔ تو طوافِ وداع ترک ہوگیا۔

بَابٌ اِذَا رَمٰى بَعْدَ مَا اَمْسٰى اَوْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ يَّذْبَحَ نَاسِيًا اَوْ جَاهِلًا

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو شام کے بعد کنکریاں مارتا ہے یا ذبح کرنے سے پہلے بھول کر یا جہالت میں حلق کرا لیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۱ حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح ۔ حلق ۔ رمی کے آگے پیچھے کرنے کے بارے میں کہا گیا تو آپؐ نے فرمایا کوئی تنگی حرج نہیں ہے ۔

حدیث نمبر ۱۵۲۲ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُولُ لَا حَرَجَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے دن منیٰ میں پوچھا جاتا تھا ۔ تو آپؐ لاحرج فرماتے تھے ۔ پس ایک آدمی نے سوال کیا کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے حلق کرا لیا ۔ آپؐ نے فرمایا ذبح کرو کوئی حرج نہیں ۔ کہ میں شام کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کی تو آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

تشریح از قاسمی لاحرج کا مطلب یہ ہے کہ نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی فدیہ لازم ہے ۔ ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے ۔ کہ کسی فعل حج کو آگے پیچھے کرنے سے کوئی گناہ اور کوئی فدیہ نہیں ۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر دم واجب ہے ۔ اگر قارن ہے تو دو دم واجب ہوں گے ۔ امام زفرؒ کے نزدیک قارن پر تین دم ہیں ۔ ایک دم قران ۔ اور دو دم تقدیم کے ۔ صاحبینؒ بھی فرماتے ہیں ۔ کہ ان پر کوئی چیز بھی واجب نہیں ۔ ان کا مستدل حدیث باب سے ہے ۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ ابن شیبہ کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ۔ من قدم شيئًا من حجه او اخر فليهرق لذلك دما یعنی جس شخص نے حج کے کسی فعل کو آگے پیچھے کر لیا تو اسے اس کے بدلے خون بہانا چاہیئے ۔ اور حدیث باب میں لاحرج کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس سے گناہ کی نفی ہے ۔ کیونکہ وہ لوگ احکام شرعیہ حج سے ناواقف تھے ۔ اس لئے ان کو احکام حج سیکھنے کا حکم فرمایا ۔ اور نفی اثم سے نفی فدیہ نہیں ہو جاتی کیونکہ یہی ابن عباسؓ دم کی روایت نقل کرتے ہیں ۔

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّآبَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ

ترجمہ۔ جمرہ کی رمی کے وقت جانور پر سوار ہو کر فتویٰ دینا۔

حدیث نمبر ۱۵۲۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوْا يَسْأَلُوْنَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں وقوف کیا۔ تو آپؐ سے لوگ سوال کرنے لگے۔ کسی نے کہا مجھے پتہ نہیں تھا۔ کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے حلق کرا لیا۔ فرمایا ذبح کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرا آیا کہنے لگا مجھے علم نہیں تھا۔ میں نے رمی جمرہ سے پہلے قربانی ذبح کر دی۔ فرمایا رمی کرو کوئی حرج نہیں۔ غرضیکہ آپؐ سے اس دن کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھا۔ مگر آپؐ نے یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۴ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الخ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ حاضر تھے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دسویں کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ تو ایک آدمی آپؐ کی طرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میرا گمان تو یہ تھا کہ یہ کام فلاں کام سے پہلے ہے۔ دوسرا اٹھ کر کہنے لگا کہ میرا گمان بھی یہ تھا۔ کہ فلاں کام فلاں کام سے پہلے ہے۔ میں نے قربانی کرنے سے پہلے حلق کرا لیا۔ رمی جمار سے پہلے قربانی کر دی۔

اور اس قسم کے اور افعال بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کرو کوئی حرج نہیں۔ آپؐ نے ان سب کاموں کے متعلق فرمایا۔ غرضیکہ اس دن نے کسی فعل کے متعلق نہیں پوچھا۔ مگر اس پر آپؐ نے فرمایا کرو کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۵ حدثنا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر باقی حدیث کو ذکر کیا۔

تشریح از قاسمیؒ لهن کلهن۔ لام کا تعلق قال سے ہے۔ یعنی آپؐ نے افعل و لا حرج ان سب افعال کے متعلق فرمایا ہے۔ اور حدیث کو ترجمہ سے مطابقت خطب علی راحلتہ سے ہے۔ جس کو امام بخاریؒ کتاب العلم میں بیان کر چکا ہے۔

بَابُ الْخُطْبَةِ اَيَّامَ مِنًى۔

ترجمہ۔ منیٰ کے دنوں میں خطبہ دینا۔

حدیث نمبر ۱۵۲۶ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَاَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ اِلٰى اُمَّتِهٖ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن لوگوں کو خطبہ دیا پس فرمایا اے لوگو! یہ کون سا دن ہے۔ انہوں نے کہا۔ یوم حرام ہے۔ پھر

پوچھا۔ کون سا شہر ہے۔ کہنے لگے بلد حرام ہے۔ پوچھا کون سا مہینہ ہے۔ کہنے لگے شہر حرام ہے۔ فرمایا۔ پس تمہارے خون۔ تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں۔ جس طرح تمہارے اس دن کی اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت ہے۔ اس کو کئی بار دہرایا۔ پھر سر اٹھا کے فرمایا اے اللہ! میں پہنچا چکا۔ اے اللہ! بے شک تحقیق میں پہنچا چکا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ یہ کلمات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت کے لئے وصیت ہیں پس حاضر غائب کو پہنچا دے۔ پس میرے بعد کفر کی طرف لوٹ کر نہ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

حدیث نمبر ۱۵۲۷ حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ عرفات کے میدان میں خطبہ دے رہے تھے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۸ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَؓ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ بَلٰى قَالَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا۔ کہ ذی الحجہ کی دسویں کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو۔ کہ یہ کون سا دن ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپؐ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپؐ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا

کہ کیا یہ یوم النحر نہیں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپؐ خاموش رہے ہمیں گمان ہوا کہ آپؐ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا۔ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والا ہے۔ پس آپؐ خاموش رہے۔ ہم سمجھے آپؐ کوئی اس کا دوسرا نام تجویز کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بلد حرام نہیں ہے۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پس تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں ہے۔ اس دن تک جب کہ تم اپنے رب سے ملوگے۔ خبردار کیا میں پہنچا چکا ہم نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ پس حاضر غائب کو پہنچا دے۔ کیونکہ بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں۔ خبردار میرے بعد کفر کی طرف مت لوٹنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

حدیث نمبر ۱۵۲۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَقَالَ فَاِنَّ هٰذَا یَوْمٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیْكُمْ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ یَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا وَقَالَ هِشَامٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ بَیْنَ الْجَمَرَاتِ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ هٰذَا یَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا۔ کہ کیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ حرمت والا دن ہے۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ یہ کون سا شہر ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والا ہے۔ فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے۔ پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے۔ کہنے لگے۔

اللہ اور اس کا رسول خوب جاننے والا ہے۔ فرمایا۔ یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزت وآبرو اس دن کی حرمت اس مہینہ کی حرمت اور اس شہر کی حرمت کی طرح حرام فرمائی ہے۔ ہشام کے واسطہ سے ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یوم النحر میں آپؐ جمرات کے درمیان ٹھہرے اس حج میں جس کا آپؐ نے ارادہ فرمایا۔ فرمایا یہ حج اکبر ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ اور لوگوں سے الوداع کہی۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ یہ حجۃ الوداع ہے۔

تشریح از قاسمی خطبہ ایام منیٰ امام بخاریؒ اس باب کے انعقاد سے ان لوگوں پر رد کرنا چاہتے ہیں جو کہتے ہیں یوم النحر میں حج کے اندر کوئی خطبہ نہیں ہے۔ اور اس حدیث میں عام وصایا میں سے ہے۔ شعار حج میں سے نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے ارادہ فرمایا کہ بیان کریں کہ راوی نے ان وصایا کا نام خطبہ رکھا ہے۔ جیسے عرفات کے کلمات کو خطبہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کی مشروعیت پر سب کا اتفاق ہے۔ تو اس میں بھی اختلاف نہ کرنا چاہیے۔

کحرمۃ یومکم ھٰذا میں تشبیہ حرمت کے بارے میں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ ان ایام میں ان اشیاء کی حفاظت کرتے تھے۔ اور ان کا ٹھیس لگانا پسند نہیں کرتے تھے۔

کفاراً علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے۔ کہ کفار کی طرح نہ ہو جاؤ۔ یا ایک دوسرے کی تکفیر نہ کرو۔ جس سے قتال برپا ہو۔ اور طیبیؒ فرماتے ہیں کہ تمہارے اعمال کفار کے افعال جیسے نہ ہوں۔ جو ایک دوسرے کی گردنیں مارتے ہیں۔ تم بھی مسلمانوں کی گردنیں نہ اڑاؤ۔ اور بعض نے کفرانِ نعمت مراد لیا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ کفر کے قریب نہ پہنچ جاؤ۔

بَابٌ هَلْ يَبِيْتُ أَصْحَابُ السِّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

ترجمہ۔ کیا پانی پلانے والے اور دوسرے لوگ منیٰ کی راتوں میں مکہ معظمہ میں رات بسر کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۲۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّ الْعَبَّاسَؓ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ

لَهٗ تَابَعَهٗ اَبُوْ اُسَامَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عباسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ تاکہ وہ منیٰ کی راتوں میں پانی پلانے کی وجہ سے مکہ معظمہ میں رات بسر کریں۔ آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ ابو اسامہ نے متابعت کی۔

تشریح از قاسمی بین الجمرات سے آپؐ کے وقوف کی جگہ کی تعیین ہوگئی۔ جیسے پہلی روایت سے زمان کی تعیین ہوئی۔ اور ابن عباسؓ و ابی بکرہ کی روایات سے یوم اور وقت کی تعیین ہوئی۔ ابوداؤد اور نسائی میں ہے یخطب الناس منی حین ارتفع الضحیٰ۔ حج اکبر سے مراد حج اور عمرہ ہے۔ کیونکہ عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے۔ اور یہ وہ حج جس میں سب لوگ مجتمع ہوتے وہ اہل کتاب کی اعیاد کے موافق ہے۔ باقی حج اکبر کے بارے میں پانچ اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس سے یوم النحر مراد ہے۔ کیونکہ اس دن مناسک حج کی تکمیل ہوتی ہے۔ دوسرا قول ہے کہ اس سے یوم عرفہ مراد ہے۔ کیونکہ اس دن آپؐ نے عرفات میں خطبہ دیا۔ اور تیسرا قول ہے کہ اس سے ایام حج مراد ہیں۔ چوتھا قول ہے کہ اکبر سے مراد حج قران ہے۔ اصغر افراد ہے۔ پانچواں قول ہے۔ حج ابی بکر صدیق مراد ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوم الحج الاکبر الخ حج وداع اس لئے کہا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہوگیا۔ کہ اس سال کے بعد پھر اتفاق نہیں ہوگا۔ اور یہ آخری اجتماع ثابت ہوگا۔

غیرھم سے مراد صاحب اعذار ہیں۔ امام بخاریؒ اس باب سے اہل سقایہ کی خصوصیت ثابت فرما رہے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں اسی کا ذکر ہے اور احتمال ہے کہ صاحب اعذار کے بھی اجازت ثابت کرنا چاہتے ہوں

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ

وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَّرَمٰى بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ۔

ترجمہ۔ جمرات پر کنکریاں مارنا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر میں رمی کی۔ پھر قربانی کی اور اس کے بعد رمی زوال کے بعد ہوئی۔

حدیث نمبر ۱۵۳۱ **حدثنا** ابو نعیم الخ قال سألت ابن عمرؓ متی ارمی الجمار قال اذا رمی امامک فارمه فاعدت علیه المسألة قال کنا نتحین فاذا زالت الشمس رمینا۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ میں جمرات پر رمی کب کروں۔ فرمایا جب تمہارا امام رمی کرے، تم بھی رمی کرو۔ میں نے پھر سوال دہرایا۔ فرمایا ہم وقت کا انتظار کرتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رمی کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ رمینا ای فی بعد الایام التی بعد یوم النحر یوم نحر میں نہیں۔ جیسا کہ صحیح روایات میں گزر چکا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ یوم النحر تو بالاجماع رمی کا وقت ہے۔ ہدایۃ و نھایۃ۔ البتہ یوم النحر کے بعد جو ایام ہیں۔ ان میں ائمہ کا اتفاق ہے۔ اس رمی کا وقت بعد زوال شمس ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ یوم ثالث میں مخالفت کرتے ہیں۔ کہ اس دن قبل الزوال رمی جائز ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایام تشریق میں کسی نے قبل زوال رمی کر لی تو اسے اعادہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے۔

باب رمی الجمار من بطن الوادی

ترجمہ۔ جمرات کو وادی کے درمیان کھڑے ہو کر کنکریاں ماری جائیں۔

حدیث نمبر ۱۵۳۲ **حدثنا** محمد بن کثیر الخ قال رمی عبد اللہ من بطن الوادی فقلت یا ابا عبد الرحمٰن ان ناسا یرمونها من فوقها فقال والذی لا الہ غیرہ ھذا مقام الذی انزلت علیہ سورۃ البقرۃ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے وادی کے اندر کھڑے ہو کر کنکریاں ماریں۔ تو میں نے کہا۔ اے ابو عبد الرحمٰن لوگ تو وادی کے اوپر کھڑے ہو کر مارتے ہیں۔ فرمایا کہ قسم ہے اس اللہ کے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہی مقام ہے اس ہستی کا جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ سورہ کی اضافت بقرہ کی طرف صحیح ہے۔ جیسا کہ صنیع ابن مسعودؓ سے معلوم ہوتا ہے۔ وہی ہمارے مقتدرا اور کامل رہبر ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہیؒ نے ایک مشہور اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کہنا جائز ہے یا نہیں۔ حجاج بن یوسف اس کی اجازت نہیں دیتے
بلکہ وہ کہتے ہیں۔ سورۃ التی تذکر فیھا البقرہ کہا جائے۔ لیکن حضرت ابراہیم نخعیؒ اور ابن مسعودؓ کے قول
سے ان پر رد کیا۔ کہ سورہ کی اضافت بقرہ کی طرف جائز ہے۔ اور امام بخاریؒ نے بھی کتاب فضائل القرآن
میں کئی تراجم منعقد کر کے جواز ثابت کیا ہے۔ من لم یر بأسا ان یقال سورۃ کذا وکذا الخ
اور حضرت انسؓ والی روایت جس سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے ضعیف ہے۔ اگر ثابت بھی ہو جائے۔
تو اولیٰ اور افضل پر محمول کیا جائے گا جواز بہر حال ثابت ہے۔

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ذَكَرَهُ بْنُ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ جمرات پر سات کنکریاں ماری جائیں۔ ابن عمرؓ نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۳ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى
الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمٰى
الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ جمرہ کبریٰ تک پہنچے تو بیت اللہ کو دائیں طرف اور منیٰ کو اپنی بائیں طرف رکھا
اور سات کنکریاں ماریں۔ فرمایا جس ذات پر سورۃ بقرہ اتری تھی اس نے بھی اسی طرح رمی کی تھی۔

بَابُ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو جمرۃ العقبہ کی رمی کرے اور بیت اللہ کو بائیں جانب رکھے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۴ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ
ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ
وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ کے ہمراہ حج کیا
تو ان کو دیکھا کہ وہ بڑے جمرہ کو سات کنکریوں کے ساتھ رمی کر رہے تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کو بائیں

طرف اور منی کو دائیں طرف رکھا۔ پھر فرمایا یہی مقام ہے اس ذات کا جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔

تشریح از قاسمیؒ اذا رمی الامام الخ اس امام سے وہ امیر مراد ہے جو حج پر مقرر تھا۔ جن کی مخالفت سے ابن عمرؓ کو خطرہ لاحق ہوا۔ کہ کہیں وہ ضرر رساں نہ ہو۔ لیکن جب سائل نے دوبارہ سوال کیا تو اب کتمان حق کی گنجائش نہ رہی۔ اس لئے جو کچھ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے وہ بتلا دیا۔

من بطن الوادی افضل یہی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں۔ جہاں سے رمی کر دے۔ کافی ہے۔

بَابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ حاجی ہر کنکری کے ساتھ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے یہ بات ابن عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی۔

حدیث نمبر ۱۵۳۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا آلُ عِمْرَانَ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَاءُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرٰهِيْمَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ يَزِيْدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتّٰى إِذَا حَاذٰى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حجاج سے منبر پر کہتے ہوئے سنا۔ کہ وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ سورۃ جس میں آل عمران کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ سورہ جس میں عورتوں کا ذکر ہے۔ یعنی سورہ کی اضافت ان کی طرف نہیں کرتی۔ تو میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نے حدیث بیان کی۔ کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہمراہ تھے۔ جب انہوں نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تو وادی کے پیٹ میں چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب درخت کے مقابل ہوئے تو اس

درخت کی چوڑائی میں کھڑے ہوگئے۔ پھر سات کنکریاں پھینکیں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔
فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی جگہ کھڑے ہوئے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔

تشریح از قاسمی سورہ بقرہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حج اور عمرہ کے احکام
بیان ہوئے ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جمرہ کبریٰ حدود منیٰ سے باہر مکہ معظمہ کے قریب ہے۔ یہ
وہی مقام ہے جہاں پر آپؐ نے انصار مدینہ سے ہجرت کے لئے بیعت لی تھی۔ جمرہ اجتماع کو کہتے ہیں۔
چونکہ یہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے یا اس وجہ سے کہ جمار چھوٹی کنکریوں کو کہتے ہیں۔ تو تسمیۃ الشیٔ بلازمہ
کے طور پر ہو گیا۔

بَابُ مَنْ رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ باب ہے اس شخص کے بارے میں جو جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور ٹھہرے نہیں۔ یہ بات ابن عمرؓ
نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْمُ وَيُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

ترجمہ۔ جب باقی دو جمروں کی رمی کرے تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو۔ تو پہاڑی سے اتر کر نرم زمین میں کھڑا ہو۔

حدیث نمبر ۱۵۳۶ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّهُ يَرْمِي
الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ
فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى
ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْا
وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا
ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے قریبی جمرہ کی رمی کی۔ پھر کافی دیر کھڑے رہے۔

دعا مانگتے رہے اور دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھاتے تھے۔ پھر درمیانے جمرہ کی رمی فرمائی۔ پھر بائیں طرف ہٹ کر نرم زمین میں آگئے۔ اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے تھے اور دونوں ہاتھ اونچے کرتے تھے اور کافی دیر کھڑے رہتے۔ بعد ازاں وادی کے پیٹ میں کھڑے ہو کر آخری جمرہ کی رمی کرتے تھے اور اس کے پاس ٹھہرتے نہیں تھے۔ پھر فارغ ہو کر پھر جاتے۔ اور فرماتے ہیں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اذا رمی الجمرتین الخ اس سے مؤلفؒ کی غرض یہ ہے۔ کہ رمی جمرتین کے بعد آپ قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے تھے۔ تو اس صورت میں ماقبل کی حدیث کی مخالفت نہیں ہو گی۔ کہ آپؐ رمی کے وقت کعبہ کو بائیں جانب رکھتے تھے۔ یہ رمی جمرتین کے بعد کا حال ذکر فرما رہے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ لایقف اگرچہ امام بخاریؒ نے عدم وقوف کا باب باندھا ہے۔ لیکن روایت نہیں لائے۔ اس لئے کہ اگلے دوسرے باب والی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ آپؐ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد وقوف نہیں کرتے تھے۔ اس پر سب ائمہ کا اجماع ہے۔ قولہ رمی الجمرتین اس سے جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ مراد ہے۔ جس کی دعا کے لئے آپ وقوف فرمایا کرتے تھے اور وہ بھی طویل ہوتا تھا۔ اور ابن مسعود کی روایت کے مطابق اس کی مقدار سورہ بقرہ کی قرآت کے برابر ہوتی تھی۔ اور رفع یدین بھی کرتے تھے۔ تو اب لایقف عندھا کا مطلب یہ ہوگا کہ جمری کبری کی رمی کے بعد دعا نہیں مانگا کرتے تھے عند اکثر العلماءَ البتہ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ کہ مساکین کو کھانا کھلائے یا خون کسی جانور کا بہائے۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک اقل المراتب پارے کے تین حصے یا بیس آیات پڑھی جائیں۔ ترک وقوف اور ترک دعا خلاف سنۃ ضرور ہے۔ لیکن اس کے ترک پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ جمرہ اولیٰ کو جمرۃ الدنیا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مسجد خیف کے قریب ہے۔ اور رفع یدین عند الرمی میں بھی کسی کا اختلاف نہیں۔ کیونکہ سنت سے ثابت ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى

ترجمہ۔ جمرہ اولیٰ اور ثانیہ کی رمی کے وقت رفع یدین کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۳۷ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رض

كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطَى كَذَلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمرہ اولیٰ کو سات کنکریاں مارتے تھے۔ اور ہر کنکری کے پھینکنے کے بعد اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر آگے بڑھ کر نرم زمین میں آجاتے تھے۔ پس قبلہ رو ہو کر ایک طویل قیام کرتے تھے۔ پھر دعا کرتے اور رفع یدین کرتے تھے۔ پھر جمرہ وسطیٰ کا اسی طرح رمی کرتے تھے پس بائیں طرف مڑتے ہوئے نرم زمین میں آجاتے تھے۔ قبلہ رو ہو کر لمبا قیام کرتے تھے۔ پھر دعا کرتے تھے۔ اور رفع یدین کرتے تھے۔ پھر جمرہ کبریٰ کی رمی وادی کے پیٹ میں کھڑے ہو کر کی۔ اور اس کے پاس کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ

ترجمہ۔ جمرتین کے پاس دعا مانگنا۔

حدیث نمبر ۵۳۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو وَكَانَ يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الْيَسَارِ مِمَّا يَلِي الْوَادِيَ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ مِثْلَ هَذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ۔ امام زہریؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جمرہ کی رمی کرتے تھے جو مسجد منیٰ کے متصل ہے۔ تو اس پر سات کنکریاں پھینکتے تھے۔ جب کوئی کنکری پھینکتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر اس سے آگے بڑھتے اور قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اونچے کر کے دعا مانگتے اور یہاں وقوف کافی لمبا کرتے۔ پھر دوسرے جمرہ کے پاس تشریف لاتے۔ اس پر بھی سات کنکریاں پھینکتے۔ ہر کنکری پھینکتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر بائیں جانب جو وادی کے متصل ہے۔ یہاں آکر قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اونچے کر کے دعا مانگتے۔ پھر اس جمرہ کے پاس تشریف لے آتے جو عقبہ کے پاس ہے۔ اس پر بھی سات کنکریاں پھینکتے۔ اور ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر مڑ جاتے اور اس کے پاس وقوف نہیں کرتے تھے۔ امام زہریؒ نے حدیث مرفوع کی سند بیان کی اور یہ بھی کہا۔ ابن عمرؓ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

امام زہریؒ نے اسی طرح اپنی حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔ اگرچہ علامہ کرمانیؒ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

بَابُ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ۔

ترجمہ۔ جمرات کی رمی کے بعد خوشبو لگانا اور طواف زیارت سے پہلے سر منڈوانا۔

حدیث نمبر ۱۵۳۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن قاسم جو اپنے زمانہ کے افضل ترین آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے سنا جو اپنے زمانہ کے افضل ترین آدمی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سنا۔ وہ فرماتی تھیں۔ کہ میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے خوشبو لگاتی جب کہ آپ احرام باندھ رہے تھے۔ اور آپؐ کے حلال ہونے کے وقت بھی۔ جب کہ آپؐ حلال ہوئے طواف کرنے سے پہلے اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

تشریح از قاسمی | لحلہ حین احل کے معنی یہ نہیں کہ جب حلال ہونے کا ارادہ کرتے۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ جب حلال ہو جاتے تب خوشبو استعمال کرتے ورنہ احرام کی حالت میں تو طیب جائز نہیں ہے۔

گویا احرام کے برعکس ہوگیا۔ ائمہ اربعہؒ یہی فرماتے ہیں۔ کہ رمی جمرہ کے بعد حلق کرلے تو سب چیز حلال ہوجاتی ہے۔ جو محرم پر پہلے حرام تھیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ کہ خوشبو کا حکم لباس کا ہے۔ جب جیسے لباس پہننا جائز بھی ہے۔ جماع جائز نہیں البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ طیب کا حکم جماع کا حکم ہے۔ جس وقت جماع جائز ہوگا۔ اسکے بعد طواف الزیارۃ اس وقت بھی جائز والا فلا۔ حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔ طیبت۔ الخ

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ

ترجمہ۔ آخری طواف کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۴۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ یعنی طواف وداع ہو۔ مگر یہ کہ حائضہ سے اس کی تخفیف کی گئی ہے۔

یعنی اس پر طوافِ وداع واجب نہیں ہے۔ احنافؒ کے نزدیک یہ طواف وداع واجب ہے۔ جس کے ترک پر دم لازم آئے گا۔ امام مالکؒ اور داؤد ظاہری اسے سنت کہتے ہیں۔ جس کے ترک پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ آفاقی پر واجب ہے۔ مکی اور میقاتی پر بھی واجب نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۴۱ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ الخ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نماز ادا کی۔ پھر وادی محصب میں کچھ دیر سو گئے۔ پھر بیت اللہ کی طرف سوار ہوئے۔ پس اس کا طواف کیا۔ اس کی لیث نے متابعت کی ہے۔ وادی محصب ایک وسیع مکان کا نام ہے۔ جو منیٰ اور مکہ کے درمیان واقع ہے۔ دو پہاڑوں سے لے کر مقابر پھیلی ہوئی ہے۔

بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

ترجمہ۔ عورت جب طواف زیارۃ کے بعد حائضہ ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۵۴۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صفیہ بنت حُیَیّ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ ہو گئیں۔ جس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ طوافِ زیارت تو کر چکی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس اس وقت نہیں رک سکتے۔

حدیث نمبر ۱۵۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَ إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِينَةَ فَسَلُوا فَقَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَكَانَ فِيمَنْ سَأَلُوا أُمُّ سُلَيْمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت عکرمہؒ سے مروی ہے کہ مدینہ والوں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس عورت کے بارے میں فتوٰی پوچھا جس کو زیارت کے بعد حیض آگیا ہو۔ انہوں نے ان سے فرمایا کہ وہ واپس جا سکتی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے قول پہ عمل کریں اور حضرت زیدؓ کے قول کو چھوڑ دیں۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا۔ جب تم لوگ مدینہ پہنچو تو یہ مسئلہ ان سے پوچھو۔ چنانچہ جب وہ لوگ مدینہ میں آئے۔ تو لوگوں سے مسئلہ پوچھا۔ جن لوگوں سے مسئلہ پوچھا تھا ان میں سے حضرت ام سلیمؓ بھی تھیں جنہوں نے حضرت بی بی صفیہؓ کا ذکر فرمایا۔ جس کو خالد اور قتادہ نے حضرت عکرمہ سے بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۴۴ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ

ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حائضہ جب طواف زیادہ کر لے تو اس کو کوچ کرنے کی رخصت دی گئی۔ فرمایا کہ میں نے ابن عمرؓ کے متعلق سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کوچ نہ کرے۔ پھر بعد میں سنا۔ فرماتے تھے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں کو اجازت کوچ دے دی تھی۔

حدیث نمبر ۱۵۴۵ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ لَيْلَةُ النَّفْرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ مَا كُنْتِ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ لَا قَالَ فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ وَمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَلَا بَأْسَ انْفِرِي فَلَقِيتُهُ مُصْعِدًا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهُ جَرِيرٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ پہنچے تو آپؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ آپؐ بھی حلال نہ ہوئے۔ کیونکہ آپؐ کے ہمراہ ھدی تھی۔ پس ان لوگوں نے بھی طواف کیا۔ جو آپؐ کے ہمراہ تھے۔ آپ کی عورتوں میں سے اور اصحاب کرام میں سے۔ اور ان میں سے وہ لوگ حلال ہو گئے۔ جن کے ہمراہ ھدی نہیں تھی۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ پس ہم نے اپنے حج کے افعال و اقوال ادا کئے۔ پس جب حصبہ کی رات یعنی کوچ کرنے کی رات آئی۔ تو حضرت عائشہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میرے سوا آپؐ کے

اصحاب سب کے سب حج اور عمرہ ادا کر کے چلے گئے۔ آپ نے پوچھا۔ جب ہم لوگ مکہ معظمہ پہنچے تھے۔ کیا تونے بیت اللہ کا طواف کر لیا تھا۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا پس اپنے بھائی کے ہمراہ تنعیم میقات کی طرف جاؤ۔ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھو۔ تمہارے وعدہ کی جگہ فلاں فلاں مکان ہے یعنی فلاں مقام فراغت کے بعد پہنچ جانا۔ میں تو حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ہمراہ تنعیم چلی گئی۔ میں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ لیکن حضرت صفیہ بنت حیی حائضہ ہو گئیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اسے بانجھ کرے اور یہ سر منڈی تو کیا ہمیں روکنے والی ہو گی۔ کیا تونے دسویں کے دن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا کیوں نہیں تو آپؐ نے فرمایا اب کوچ کرو۔ پس حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میری واپسی پر آپؐ سے اس حالت میں ملاقات ہوئی۔ آپؐ اہل مکہ کی چڑھائی پر چڑھ رہے تھے۔ اور میں اتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی تو آپؐ اتر رہے تھے۔ مسدد فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں نے تمتع نہیں کیا صرف حج ہوا ہے۔ جریر نے اس لفظ لا میں مسدد کی متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امر الناس سے طواف وداع کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ الامر للوجوب۔ بالبیت ان یکون طواف الوداع آخر العهد به اور ترجمہ اسی سے ثابت ہے کہ آخری بار بیت اللہ کا طواف ہونا چاہیئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ طوافِ وداع کے پانچ نام ہیں۔ طوافِ صدر۔ صدر کے معنے رجوع کے ہیں۔ طوافِ وداع۔ کیونکہ بیت اللہ سے جدائی ہو رہی ہے۔ طوافِ افاضہ۔ افاضہ کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ منیٰ سے لوٹ کر بیت اللہ کی طرف آنا پڑتا ہے۔ وطواف آخر عہد اور طواف واجب۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ جو شخص مکہ میں اقامت کا ارادہ کرے۔ اس پر طوافِ وداع نہیں ہے۔ کیونکہ یہ طواف مفارق کے لئے ہے للازم کے لئے نہیں ہے۔ اور جو شخص مکہ سے جا رہا ہے۔ اس کو طواف بیت اللہ ضرور کر کے جانا چاہیئے۔ جس کے ترک سے دم لازم آئے گا۔ البتہ حائضہ سے تخفیف کی گئی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ مندع قولک زید هو اکبر منک سناً۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت ابن عباسؓ نے اگرچہ حبر الامۃ۔ بحر الامۃ اور احد العبادلۃ ہیں۔ مگر حضرت زید بن ثابتؓ سے سن میں چھوٹے تھے۔ کیونکہ یہ حجۃ الوداع میں قریب البلوغ تھے اور

حضرت زید غزوہ احد میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور کاتبِ وحی اور جامع القرآن ہیں۔ خود حضرت زید بن ثابتؓ جب سوار ہونے لگے تو ابن عباسؓ نے ان کی رکاب پکڑی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اے ابن عم رسول اللہ آپ ہٹ جائیں۔ فرمایا نہیں۔ ہم علماء اور کبراء امت کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | قلت بلیٰ کبھی کلمہ بلیٰ بمعنی لا کے مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ابو النعمان کی روایت میں تو قلت بلیٰ ہے۔ لیکن امام بخاریؒ نے آخر حدیث میں قال مسدد لا کہہ کر اختلافِ روایات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر تابعہ جریر کہہ کر قول لا کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ اگر ابو النعمان کی روایت میں لفظ لا ہوتا تو پھر قال مسدد کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو اگر لفظ بلیٰ صحیح ہے تو جیسے شیخ گنگوہیؒ نے اسے نفی پر محمول کیا ہے یا اسے وہم ابو النعمان پر محمول کیا جائے یا نسیان عائشہؓ پر محمول کیا جائے۔ بہر حال عام فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ حائضہ پر طوافِ وداع واجب نہیں ہے۔ حضرت زید بن ثابت وجوب کے قائل تھے۔ بعد ازاں اس سے رجوع کر لیا۔ حضرت صفیہؓ کی روایت سے جمہور کا مستدل ہے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَبْطَحِ ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مقام ابطح میں کوچ کے دن عصر کی نماز پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۵۴۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الخ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد العزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ مجھے وہ بات بتلاؤ جو تمہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوئی ہو۔ کہ آپؐ نے آٹھویں ذی الحجہ ترویہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی۔ فرمایا منیٰ میں پڑھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ کوچ کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی۔ فرمایا ابطح میں پڑھی۔ لیکن تم ایسے ہی کرو۔ جیسے تمہارے حکام کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۴۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنُ طَالِبٍ الخ اَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ حَدَّثَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز وادی محصب یعنی ابطح میں پڑھی۔ اور تھوڑی سی نیند فرمائی پھر سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف تشریف لاتے اور اس کا طواف کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ محصب ابطح۔ بطحاء ذی طوی اور خیف بنی کنانہ سے یہاں پہ ایک ہی معنی مراد ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ مسئلہ تحصیب یعنی وادی محصب میں ٹھہرنا سنت ہے یا نہیں۔ اس میں سلف کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ اقتدا بافعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض حضرات حضرت ابن عباسؓ کی وجہ سے اس کی سنیتہ کے قائل نہیں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو حضرات اسی سنیت کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ مناسک حج میں سے نہیں۔ اس لئے اس کے ترک پہ کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ اور جو اس کی سنیت کے قائل ہیں۔ جیسے ابن عمرؓ وہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حج سے تو اس کا تعلق نہیں ہے البتہ یہ الگ سنت ہے۔

محصب۔ ذی طوی۔ ابطح اور خیف بنی کنانہ شیئ واحد ہیں۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے نزول بذی طوی کے باب میں وہی روایات ذکر فرمائی ہیں جو باب المحصب میں بیان ہوئی ہیں۔ باقی اس ترجمہ سے مقصود امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ ان مقامات پہ رات گزارنا راجع من مکہ کے لئے مشروع ہے۔

بَابُ الْمُحَصَّبِ

ترجمہ۔ محصب وادی کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۵۴۸ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ يَعْنِي بِالْأَبْطَحِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ محصب ایک پڑاؤ تھا۔ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے تھے تاکہ آپؐ کے لئے وہاں سے ابطح روانگی آسان ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۵۴۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وادی محصب میں ٹھہرنا کوئی سنت نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک پڑاؤ تھا جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے تھے۔

تشریح از قاسمی | حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما تحصیب کی سنیت کے قائل نہیں ہیں۔ وہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد آرام کرنے کے لئے اترے تھے۔ اور وہاں عصرین اور مغربین ادا فرمائی تھیں۔ اور چودھویں کی رات وہاں پر بسر فرمائی تھی۔ لیکن احنافؒ فرماتے ہیں۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول ثابت ہے۔ اور خلفاء راشدین کا بھی اس پر عمل رہا ہے۔ تو مستحب تو ضرور ہوا۔ لیکن یہ مناسک حج سے متعلق نہیں ہے۔

بَابُ النُّزُولِ بِذِي طُوًى قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُولِ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ۔

ترجمہ۔ باب مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ میں اترنا۔ مکہ سے واپسی پر اس بطحاء میں اترنا جو ذی الحلیفہ میں ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۵۰ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ كَانَ يَبِيتُ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنِخْ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهِ ثُمَّ يَطُوفُ سَبْعًا ثَلٰثًا سَعْيًا وَأَرْبَعًا مَشْيًا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَيَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ

الَّتِیْ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ الَّتِیْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنِیْخُ بِھَا۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ دو گھاٹیوں کے درمیان ذی طوی میں رات بسر کرتے تھے۔ پھر اس گھاٹی سے جو مکہ کے اوپر والے اعلیٰ حصہ میں ہے اس سے اندر داخل ہوتے تھے۔ اور جب بھی آپؓ مکہ معظمہ میں حج کی نیت سے یا عمرہ کے لئے تشریف لاتے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس ہی بٹھلاتے تھے۔ پھر داخل ہو کر رکن اسود کے پاس پہنچتے تو وہاں سے طواف کی ابتدا کرتے۔ سات مرتبہ طواف کے چکر ہوتے تین میں دوڑ ہوتی تھی اور چار جگہ آرام سے چل کر لگائے جاتے۔ پھر فارغ ہو کر پھرتے اور دو رکعت نماز طواف ادا کرتے۔ اور اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹنے سے پہلے چل کر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے۔ اور جب حج اور عمرہ سے لوٹتے تو وہ بطحار جو ذی الحلیفہ میں ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی بٹھایا کرتے تھے۔ وہاں پر اپنی اونٹنی بٹھاتے۔

حدیث نمبر ۱۵۵۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ ... عَنْ نَافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ کَانَ یُصَلِّیْ بِھَا یَعْنِی الْمُحَصَّبَ الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ اَحْسِبُہٗ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا اَشُکُّ فِی الْعِشَاءِ وَیَھْجَعُ ھَجْعَۃً وَّیَذْکُرُ ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نزول فرماتے اور حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ بھی اور ابن عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ وادی محصب میں ظہر اور عصر کی نماز ادا کرتے تھے اور میرا گمان ہے کہ مغرب کا قول بھی کیا۔ خالد فرماتے ہیں عشار کی نماز کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے اور تھوڑی دیر سو جاتے۔ اور اس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں نزول فرمایا کرتے اور وہ بطحار جو ذی الحلیفہ میں اسی میں نزول فرماتے تھے. متبادر اس بطحار سے وادی محصب معلوم ہوتا تھا۔ لیکن امام بخاریؒ کا مقصد اس بطحار کا نزول سنت ثابت کرنا ہے جو ذی الحلیفہ مدینہ کے قریب ہے جس کو آپ نے بطحار کو اسم موصول کی زیادتی سے بیان کیا کہ اس بطحار سے مراد ذی الحلیفہ قریب مدینہ کا مراد ہے وہاں بھی نزول سنت ہے۔

دیکھیے جتہ الخ اور یہ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں اس جگہ یعنی محصب میں اترے۔ اور وہاں چار نمازیں پڑھیں۔ اور وہ نیند کی کیونکہ یہاں ہی آپؐ کا ٹھکانا تھا چنانچہ ابن عمرؓ کا بھی یہی معمول تھا۔ کہ جب مکہ میں آتے تو وادی محصب میں ضرور ٹھہرتے اور کئی نمازیں پڑھتے پھر تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے یا کچھ دیر کے لئے لیٹ جاتے۔ سنت پر عمل کرنے کے لئے۔ اس کے بعد مکہ میں اپنے ٹھکانا پر تشریف لاتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | التی بذی الحلیفہ یہ بطحاء کی صفت ہے۔ اس سے اس بطحاء کی نفی کرنا ہے جو مکہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ اور وہ بطحاء جو ذی الحلیفہ میں ہے وہ اہل مدینہ کے نزدیک معرس کے نام سے مشہور ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ نزول میں اتباع صرف محصب سے مختص نہیں بلکہ اور منازل بھی ہیں

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

حدیث نمبر ۱۵۵۲ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مکہ سے واپسی پہ ذی طویٰ میں اترتے تھے۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ مکہ معظمہ آتے تو ذی طوی میں رات بسر کرتے یہاں تک کہ جب صبح کرتے تو مکہ میں داخل ہوتے۔ اور جب واپس کوچ کرتے تو ذی طویٰ سے گذرتے وہاں رات بسر کرتے اور یہاں تک کہ صبح کرتے اور ذکر کرتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کرتے تھے۔

بَابُ التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِي أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ موسم حج میں تجارت کرنا اور جاہلیت کے بازاروں میں خرید و فروخت کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۵۳ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ الخ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظُ مُتَجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوا ذٰلِكَ حَتّٰى نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ذو المجاز اور عکاظ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کی تجارت گاہیں تھیں۔ پس جب اسلام آیا۔ گویا کہ مسلمانوں نے ان مقامات میں تجارت کرنا مکروہ جانا تو یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ یہ ہے۔ کہ تم پہ گناہ نہیں اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ یعنی حج کے دنوں میں۔

تشریح از شیخ گنگوہی کانہم کرھوا ذلک الخ یا تو اس وجہ سے مکروہ سمجھا کہ یہ ایک چیز تھی جس کو لوگ زمانۂ جاہلیت میں کرتے تھے۔ تو اس کو جاہلیت کی رسم سمجھ کر اسلام میں اسے گناہ سمجھنے لگے۔ یا دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان حضرات نے یہ گمان کیا کہ اخلاص عمل اس وقت حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ مقصد شوائب غیر خالی ہو یعنی غیر کی ملاوٹ نہ ہو۔ تو ان کو رخصت دی گئی۔ بایں ہمہ جس شخص کی نیت اور عمل خالص ہو گا کہ وہ ان دونوں کو خالصا اللہ تعالیٰ کے لئے کرے گا وہ اس شخص سے افضل ہے جس کی نیت اور عمل میں ملاوٹ ہو

تشریح از شیخ زکریا شیخ گنگوہیؒ نے جو دو وجوہ بیان فرمائی ہیں وہ واضح ہیں۔ پہلی وجہ ترجمہ کی جزء ثانی کے مطابق ہے اور دوسری وجہ ترجمہ کے جزء اول سے مناسب ہے۔ بہر حال روایت وجہ ثانی پر دلالت کرتی ہیں۔ ذو المجاز بفتح المیم ہے عکاظ بضم العین وتخفیف الکاف۔ اور تیسرا بازار مجنہ ہے جس کا ذکر نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ موسم حج میں نہیں لگتا تھا۔ یہ بازار اسلام میں قائم رہے یہاں تک سوق عکاظ ذر خوارج میں ۱۲۹ھ میں متروک ہو گیا باقی بعد میں ختم ہوئے۔

بَابُ الْإِدِّلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ

ترجمہ:۔ وادی محصب سے رات کے آخری حصہ میں چلنا۔ ادلاج اگر تشدید دال سے ہو تو اس کے معنے آخر لیل میں چلنے کے ہیں۔ اور اگر بسکون الدال ہو۔ تو اس کے معنے اول لیل میں چلنے کے ہیں۔ یہاں پہلے معنے مراد ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۵۴ حدثنا عثمان بن حفص عن عائشۃؓ قالت حاضت صفیۃ لیلۃ النفر فقالت ما اُرانی الا حابستکم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقری حلقی اطافت یوم النحر قیل نعم قال فانفری قال ابو عبداللہ وزادنی محمد عن عائشۃؓ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نذکر الا الحج فلما قدمنا امرنا ان نحل فلما کانت لیلۃ النفر حاضت صفیۃ بنت حیی فقال النبیؐ حلقی عقری ما اراھا الا حابستکم ثم قال کنت طفت یوم النحر قالت نعم قال فانفری قلت یا رسول اللہ انی لم اکن حللت قال فاعتمری من التنعیم فخرج معہا اخوھا فلقیناہ مدلجا فقال موعدک مکان کذا وکذا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہؓ کوچ والی رات حائضہ ہوگئیں تو کہنے لگی کہ میں سمجھتی ہوں کہ میں تمہیں کوچ کرنے سے روکنے والی ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقریٰ حلقیٰ کیا اس نے دسویں کے دن طواف کیا تھا کہا گیا کہ ہاں فرمایا کوچ کرو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ محمد نے دوسری سند سے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہم تو حج کے سوا اور کوئی ذکر نہیں کرتے تھے۔ جب مکہ آئے تو آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں۔ اور جب کوچ کی رات ہوئی تو بی بی صفیہ بنت حییؓ حائضہ ہوگئیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حلقیٰ عقریٰ شاید یہ ہمیں روک دینے والی ہو جائے۔ پھر پوچھا کہ کیا تو نے دسویں کے دن طواف کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ کوچ کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں حلال نہیں ہوئی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھو۔ تو ان کے ہمراہ ان کے بھائی تشریف لے گئے۔ پس ہماری ملاقات آپؐ سے ایسی حالت میں ہوئی جب رات کے آخری وقت میں چلنے والے تھے۔ فرمایا۔ تمہارے وعدہ کا مقام فلاں فلاں مکان ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ حللت الخ اس عبارت سے مقصد یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جب مکہ تشریف لائی تھیں تو انہوں نے عمرہ نہیں کیا تھا۔ تو یہاں لازم کو ملزوم کی جگہ رکھا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت گنگوہیؒ کی توجیہ شراح کی توجیہ سے زیادہ دقیع ہے۔ کیونکہ وہ حضرات فرماتے ہیں لم اکن حللت ای کیونکہ وہ متمتع نہیں تھی بلکہ قارنہ تھیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اعتمری اس پر کیسے مرتب ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ

بَابُ الْعُمْرَةِ وُجُوْبُ الْعُمْرَةِ وَفَضْلُهَا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَیْسَ اَحَدٌ اِلَّا وَ عَلَیْهِ حَجَّةٌ وَّعُمْرَةٌ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اِنَّهَا لَقَرِیْنَتُهَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔

ترجمہ۔ عمرہ واجب ہے اور اس کی فضیلت کا بیان ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ کوئی شخص ایسا نہیں مگر اس پر حج اور عمرہ واجب ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب اللہ میں حج کے ساتھ ساتھ مذکور ہے۔ جیسے اتموا الحج والعمرة للّٰه۔ ترجمہ۔ حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

حدیث نمبر ۱۵۵۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔ اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ نے وجوب عمرہ پر آیت سے استدلال کیا ہے۔ جو تام نہیں۔ اس لئے کہ آیت وجوب اتمام پر دلالت کرتی ہے۔ نفس وجوب عمرہ پر نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ عمرہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جائے گا۔ جیسے نفل شروع کرنے کے بعد اس کا اتمام واجب ہو جاتا ہے۔ اس سے ابتدأً وجوب ثابت نہیں ہو جاتا۔ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کا قول جو نص قطعی کے خلاف ہے۔ اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ قِران فی النظم قِران فی الحکم پر دلالت

نہیں کرتا۔ اور شاید ابن عباسؓ اقتران فی النظم سے مشارکت فی الوجوب مراد نہ لی ہو بلکہ ان کی مراد یہ ہو کہ جیسے حج اور عمرہ دونوں نظم میں مقترن ہیں ایسے حکم میں بھی مقترن ہوں۔ محض اس اقتران کی وجہ سے نہیں بلکہ نص یا اجتہاد یا کسی اور وجہ سے حکم نکالا ہو۔ اور اس کا جواب ہو چکا ہے کہ نص کے مقابلہ میں اجتہاد قابلِ التفات نہیں ہوتا۔ رہا ابن عمرؓ کا قول لیس احد الا علیہ حجۃ وعمرۃ اپنے عموم کے اعتبار سے تو ہر غنی اور فقیر کو شامل ہے۔ حالانکہ حج اس شخص پر فرض ہے جو مالدار ہو اور راستے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ تو عموم باقی نہ رہا۔

تشریح از شیخ زکریا لغت میں عمرہ کے معنے زیارۃ کے ہیں۔ اور چونکہ عمرہ میں مودت اور دوستی کی تعمیر ہوتی ہے اس لئے اسے عمرہ کہا جاتا ہے۔ یا عمارت ضد خراب کی ہے۔ جیسے انما یعمر مساجد اللہ من آمن الآیۃ۔ اور اصطلاح شریعت میں درمختار کے مطابق العمرۃ احرام، طواف وسعی وحلق وقصر واحرام تو شرط ہے۔ طواف رکن اعظم ہے باقی واجبات ہیں۔ اس کے حکم میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ امام احمدؒ ثوریؒ اور اوزاعیؒ اس کے وجوب کے قائل ہیں امام مالکؒ اور ایک جماعت اسے سنت کہتی ہے امام ابوحنیفہؒ اسے نفل کہتے ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے۔ احناف عمرہ کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں۔ اور قاضی خان میں اسے واجب کہا گیا ہے۔ مانعین وجوب کی دلیل یہ ہے کہ اتموا الحج والعمرۃ سے اتمام افعال مراد ہے۔ کیونکہ بعد ازاں آیت میں ہے۔ ان احصرتم ای منعتم من اتمامھما اس لئے علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ حج اور عمرہ دونوں شروع کرنے سے لازم ہو جاتے ہیں۔ خواہ کوئی وجوب کا قائل ہو یا سنیت کا قائل ہو۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اتموا الحج والعمرۃ للہ ای ان تحرم من دویرۃ اھلک اور شعبی کی قرأت میں ہے اتموا الحج و العمرۃ للہ برفع العمرۃ جس سے معلوم ہوا کہ عمرہ واجب نہیں ہے۔ چنانچہ ان دونوں حضرات ابن عمرؓ وابن عباسؓ کی مخالفت کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ھی تطوع اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا اواجبۃ ھی قال لا وان تعتمر وھو افضل اور حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ فرماتے ہیں الحج جھاد والعمرۃ تطوع۔

وقد علمت ان ایقران فی النظم الخ صاحب نور الانوار فرماتے ہیں ان القران فی النظم یوجب القران فی الحکم یہ امام مالکؒ کا مسلک ہے۔ ہمارے نزدیک شرکت واجب نہیں جبکہ

عطف الجملہ علی الجملہ ہو۔

بَابُ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو حج سے پہلے عمرہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۵۵۶ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ۔

ترجمہ۔ عکرمہ بن خالدؒ نے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے عمرہ ادا کیا۔

حدیث نمبر ۱۵۵۷ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ۔

ترجمہ۔ عکرمہ بن خالدؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابن عمرؓ سے اس طرح پوچھا اور انہوں نے اس طرح جواب دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ عمرہ کو حج پر مقدم کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے وہ ادب اور ارشاد ہے لیکن افضل یہ ہے پہلے حج کرے پھر عمرہ ادا ہو۔ کیونکہ تقدیم عمرہ سے حج کے فوت ہوجانے کا خطرہ ہے۔ ایک تو بعد مسافت کی وجہ سے دوسرے کثرت مشاغل انسان کو دوسری دفعہ آنے سے روک دیتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے پہلے حج کرلے نیز! حج فرض ہے۔ وہ اولیٰ بالتقدیم ہے کہ جس کی طرف جلدی کرنی چاہیئے۔ عمرہ تو سنت ہے۔ شاید سنت عمرہ پر عمل کرنے سے فرض فوت نہ ہو جائے۔ لیکن جواز میں کسی کو کلام نہیں عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کو حج پر مقدم کیا ہے۔ مگر آپؐ کے فعل سے استدلال اس وقت تام ہوگا جب کہ حج عمرہ سے پہلے فرض ہوچکا ہو۔ لیکن جن لوگوں کے نزدیک حج کی فرضیت سن ۹ نوہجری میں ہے۔ ان کے قول پر آپؐ کے فعل سے احتجاج ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب حج فرض ہی نہیں ہوا۔ تو حج اور عمرہ عدم وجوب میں برابر ہوگئے۔ پس ایک کی تقدیم دوسرے پر مضر نہیں ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ خطابیؒ نے نقل کیا ہے ۔ کہ جواز العمرۃ قبل الحج پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں ۔

بَابٌ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے ادا کئے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۵۵۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِذَا نَاسٌ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدٰهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّاهُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمُرَاتٍ إِحْدٰهُنَّ فِي رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ ۔

ترجمہ ۔ حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ میں اور عروہ بن الزبیر مسجد میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہیں ۔ اور لوگ مسجد نبوی میں اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے ۔ تو ہم نے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا یہ بدعت ہے ۔ پھر ان سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں ۔ فرمایا چار عمرے ۔ جن میں سے ایک رجب میں تھا ۔ پس ہم نے ان کی بات کو رد کرنا مناسب نہ سمجھا ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم نے حجرہ میں سے حضرت عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز سنی ۔ تو حضرت عروہ نے کہا کہ اے میری ماں اے مومنوں کی ماں ! کیا آپؓ نے ابو عبدالرحمٰن کی بات نہیں سنی ۔ فرمایا وہ کیا کہتا ہے ۔ کہا وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ۔ ان میں سے ایک رجب میں تھا ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم فرمائے ۔ واقعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو

بھی عمرہ کیا اس میں یہ حاضر تھے۔ لیکن آپؐ نے کوئی عمرہ رجب میں نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۱۵۵۸ حدثنا ابو عاصم الخ عن عروۃ بن الزبیر قال سألت عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رجب۔

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عمرہ فی رجب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۱۵۵۹ حدثنا حسان بن حسان الخ عن قتادۃ سألت انسا رضی اللہ عنہ کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع عمرۃ الحدیبیۃ فی ذی القعدۃ حیث صدہ المشرکون وعمرۃ من العام المقبل فی ذی القعدۃ حیث صالحہم وعمرۃ الجعرانۃ اذ قسم غنیمۃ اراہ حنین قلت کم حج قال واحد۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے فرمایا چار عمرے کئے۔ عمرہ حدیبیہ ذی قعدہ میں جبکہ مشرکوں نے آپؐ کو روک دیا تھا۔ اور دوسرا عمرہ قضا دوسرے سال ذی قعدہ میں جب کہ مشرکین نے اس پر آپؐ سے صلح کی تھی اور تیسرا عمرہ جعرانہ کا ہے۔ جہاں آپؐ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا ہے۔ میں نے کہا حج کتنے کئے فرمایا ایک حج جس کے ساتھ چوتھا عمرہ تھا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۰ حدثنا ابو الولید الخ عن قتادۃ سألت انسا فقال اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث ردوہ ومن القابل عمرۃ الحدیبیۃ وعمرۃ فی ذی القعدۃ وعمرۃ مع حجتہ۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمرہ تو وہ ہو گیا جب کہ کفار نے آپؐ کو واپس لوٹایا تھا اور آنے والے سال عمرہ حدیبیہ اور تیسرا عمرہ ذی القعدہ میں جعرانہ سے اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ تھا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۱ حدثنا ھدبۃ بن خالد الخ قال اعتمر اربع فی ذی القعدۃ الا التی اعتمر مع حجتہ عمرتہ من الحدیبیۃ ومن العام

الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ ۔

ترجمہ۔ ھمام نے حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں عمرے ذی قعدہ میں کئے ماسوا اس عمرے کے جو حج کے ساتھ تھا ایک عمرہ حدیبیہ سے تھا۔ دوسرا عمرہ قضا جو آئندہ سال میں ہوا اور تیسرا جعرانہ سے جہاں پر آپؐ نے حنین کے غنائم تقسیم فرمائے اور ایک عمرہ حج کے ساتھ تھا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۲ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الخ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍؓ يَقُوْلُ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت مسروق، عطاء اور مجاھد سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے عمرے کئے۔ فرمایا کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے دو عمرے ذی قعدہ میں ادا کئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ استسان عائشہؓ الخ استنان کا معنے ہے مسواک کا دانتوں پر سے گذارنا۔ اس کا سماع یا تو عاعا کی آواز سے تھا یا دانتوں کی کھسکھاہٹ کی وجہ سے تھا۔

الا التی اعتمر مع حجتہ اگرچہ اس عمرہ کی ابتدا ذی قعدہ میں ہوئی تھی مگر اس کا اختتام ذی الحجہ میں ہوا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ فی رجب قط یہ ان کے نسیان کی طرف اشارہ ہے

افتحت بہذی الحجہ۔ کیونکہ آپؐ کا مدینہ سے روانہ ہونا ذی قعدہ کی آخری تاریخوں میں تھا اور مکہ میں داخلہ چار ذی الحجہ کو تھا اس لئے شیخ گنگوہیؒ خاتمہ کی نسبت ذی الحجہ کی طرف فرمائی ۔

بَابُ عُمْرَةٍ فِیْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان میں عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّينَ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت سے فرمایا جس کا نام ابن عباسؓ نے لیا تھا مگر میں اس کا نام بھول گیا کہ تجھے ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس چیز نے روکا ۔ کہنے لگی ہمارے پاس ایک آب کش اونٹ تھا ۔ میرا خاوند اور میرا بیٹا اس پر سوار ہوئے ۔ اور ایک دوسرا آب کش چھوڑ گئے جس پر ہم آب کشی کرتے تھے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آئے ۔ تو اس میں عمرہ کر لینا ۔ کیونکہ رمضان شریف میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے ۔ یا اس قسم کے اور الفاظ فرمائے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ جو روایت لاتے ہیں وہ اس باب میں اصح الروایات ہے ۔ اور امام ابوداؤدؒ نے جو اس عورت کا قصہ بیان کیا ہے تو اس کو اسی پر محمول کیا جائے گا جو مؤلف نے بیان کیا ہے ۔ یا اس میں خطاء واقع ہوئی ہے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۔ عمرہ فی رمضان حج کے قائم مقام ہے ۔ مگر یہ معنی صحیح نہیں بلکہ تشبیہ ثواب واجر میں ہے ۔ اسی پر اجماع امت ہے ۔ حافظؒ فرماتے ہیں ۔ کہ آپؐ سے عمرہ اشہر حج میں ثابت ہے ۔ رمضان کے عمرہ کی فضیلت حدیث باب سے معلوم ہوتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ غیر نبی کے لئے تو عمرہ رمضان افضل ہے ۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی افضل تھا جو آپؐ سے ادا ہوا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معقلؓ کو حکم دیا کہ رمضان میں عمرہ کرو ۔ کیونکہ مقام اور زمان کی وجہ سے اس میں فضیلت ہے مگر خود کثرت مشاغل کی وجہ سے عمل نہ کر سکے ۔ نسائی اور طبرانی میں قصہ ام معقل کا ہے ۔ زینب جس کے خاوند کا نام ابومعقل الہیثم اور بیٹا معقل ہوگا ۔ لیکن ام معقل انصاریہ نہیں امام بخاری کی روایت میں انصاریہ کا ذکر ہے اس لئے ابن حبان کے نزدیک یہ واقعہ ام سلیم کا ہے جس کا خاوند ابوطلحہ اور ان کا بیٹا تو حج پر گئے ۔ اور

انہیں پیچھے چھوڑ گئے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان کا بیٹا انس رضہ ہوگا۔ کیونکہ ابو طلحہ کوئی بڑا بیٹا نہیں تھا جو ان کے ساتھ حج پہ گیا ہو۔ اور بعض نے اس عورت کا نام ام سنان لکھا ہے۔ جیسا کہ خود مصنفؒ نے باب حج النسار میں ان کا نام صراحۃ ام سنان ذکر کیا ہے۔ لیکن راجح یہ ہے کہ وہ ام معقل ہے۔ اور بعض نے ام سنان اور ام معقل کو ایک قرار دیا ہے۔ تو اس بنا پر مؤلف کا کہنا صحیح ہوگا۔ یہ رجع الی ما رواہ المؤلف اور نسبت الخطار اضطراب روایات کی وجہ سے ہے اور میرے نزدیک یہ متعدد واقعات ہیں۔

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا

ترجمہ۔ حصبہ وغیرہ کی رات میں عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحَجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَظَلَّنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْفُضِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔ کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے کہ ہم ذی القعدہ کو پورا کرنے والے اور ذی الحجہ کا استقبال کرنے والے تھے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ کہ جو شخص تم میں سے چاہے حج کا احرام باندھے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ اگر میں نے ھدی نہ چلائی ہوتی۔ تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔ پس کچھ لوگ تو ہم میں سے وہ تھے جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ نے حج کا احرام باندھا۔ میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ یوم عرفہ مجھ پر ایسے حال میں آیا کہ میں حائضہ تھی۔ جس کی شکایت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو۔ اور

سر کو کھول دو۔ کنگھا کرو۔ اور حج کا احرام باندھ لو۔ لیکن جب لیلۃ الحصبۃ ہوئی۔ تو آپؐ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبد الرحمٰن کو تنعیم کی طرف بھیجا جہاں میں نے اپنے اس عمرہ کی بجائے عمرہ کا احرام باندھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ امام بخاریؒ نے یہ باب اس لئے باندھا ہے۔ کہ پانچ دن ہیں جن میں عمرہ نہیں کیا جا سکتا۔ یوم عرفہ۔ یوم النحر اور تین دن ایام تشریق کے۔ ان کے ماسوا عمرہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ پھر ایام حج میں پچھلی راتوں کا اعتبار ہے۔ پہلی راتوں کا اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ لیلۃ العرفہ وہ رات ہے جو یوم عرفہ کے بعد آتی ہے نہ کہ وہ رات جو اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ اسی طرح لیلۃ النحر بھی وہ ہوگی جو یوم النحر گزر جانے کے بعد آئے گی نہ کہ گزر جانے والی رات مراد ہوگی تو یہاں وہم ہوتا تھا کہ شاید ایام تشریق کے تین دن گزر جانے کے بعد جو رات آئے گی وہ بھی ممانعت میں داخل ہوگی۔ کیونکہ حسب قاعدہ یہ تیرھویں کی رات ہے۔ اگرچہ حقیقت میں یہ چودھویں کی رات ہے۔ تو مصنفؒ نے لیلۃ الحصبۃ کی تصریح کر کے اس وہم کو دفع کر دیا۔ حاصل یہ ہے کہ قاعدہ متعارفہ کی مخالفت افعال حج کی وجہ سے تھی۔ جب وہ ختم ہو گئے اور پورے ادا کئے گئے تو اب اس قاعدہ متعارفہ کا اعتبار ہوگا۔ اس رات عمرہ کرنے کی اجازت ہے۔ جیسے حضرت عائشہؓ کا عمل اس پر دلالت کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حافظؒ فرماتے ہیں کہ لیلۃ الحصبۃ سے مراد وادی محصب میں رات بسر کرنے والی رات مراد ہے۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کا مسئلہ فقہی یہ ہے کہ حاجی ایام تشریق تک افعال حج مکمل کرنے کے بعد عمرہ کر سکتا ہے۔ احنافؒ کے نزدیک سارا سال عمرہ کرنا جائز ہے سوائے ان پانچ ایام حج کے جن میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ کسی وقت بھی عمرہ کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک اشھر الحج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ لیالی ایام کے تابع ہیں الا یوم عرفہ۔ یوم النحر و ایام تشریق رفقاً بالناس۔ ویسے ہر رات آنے والے دن کے تابع ہے۔ چنانچہ تراویح رمضان کی پہلی رات پڑھی جاتی ہے۔ شوال کی رات میں نہیں پڑھی جاتی۔ اس پر سلف خلف سب کا اجماع ہے۔

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيْمِ

ترجمہ۔ تنعیم سے عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۵ حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ یُّرْدِفَ عَائِشَةَؓ وَیُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِیْمِ قَالَ سُفْیٰنُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًوا وَكَمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ عَمْرٍو۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ کو ردیف بناؤ اور انہیں تنعیم سے عمرہ کراؤ۔ سفیان کبھی کہتے ہیں۔ میں نے عمرو سے سنا اور بہت دفعہ یہ کہا کہ میں نے اس کو عمرو سے سنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۶ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ حَدَّثَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ وَاَصْحَابُهٗ بِالْحَجِّ وَلَیْسَ مَعَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْیٌ غَیْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِیٌّ قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْیُ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِاَصْحَابِهٖ اَنْ یَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً یَّطُوْفُوْا بِالْبَیْتِ ثُمَّ یُقَصِّرُوْا وَیَحِلُّوْا اِلَّا مَنْ مَّعَهُ الْهَدْیُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ اِلٰی مِنًی وَذَكَرُ اَحَدِنَا یَقْطُرُ فَبَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَاَحْلَلْتُ وَاَنَّ عَائِشَةَؓ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَیْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَیْتِ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنْطَلِقُوْنَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّاَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَكْرٍ اَنْ یَّخْرُجَ مَعَهَا اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِیْ ذِی الْحَجَّةِ وَاَنَّ سُرَاقَةَ ابْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ یَرْمِیْهَا فَقَالَ اَلَكُمْ هٰذِهٖ خَاصَّةً یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ لِّلْاَبَدِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ نے حدیث بیان کی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا۔ حال یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ رضؓ کے کسی کے پاس ھدی نہیں تھی۔ اور حضرت علیؓ یمن سے تشریف لائے تھے۔ ان کے ساتھ ھدی تھی۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ میں نے اسی شرط کے ساتھ احرام باندھا جس سے

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے اور یہ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اس حج کو عمرہ بنا لو۔ طواف کریں اور قصر یعنی بال کٹوا کر حلال ہو جائیں مگر جس کے ساتھ ھدی ہے وہ حلال نہ ہو۔ صحابہ کرام نے کہا ہم تو منٰی کی طرف جا رہے تھے کہ ہم سے ہر ایک کا آلۂ تناسل قطرے بہا رہا تھا۔ اس کی خبر جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنے معاملہ کا پہلے علم ہو جاتا جو بعد میں ہوا ہے۔ تو میں ھدی نہ چلاتا۔ اور اگر میرے ساتھ ھدی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔ اور یہ کہ حضرت عائشہؓ حائضہ ہو گئیں۔ پس انہوں نے حج کے تمام افعال ادا کئے۔ سوائے اس کے کہ طواف نہ کیا۔ فرماتے ہیں کہ جب وہ حیض سے پاک ہو گئیں اور طواف سے فارغ ہو گئیں تو فرمانے لگیں یا رسول اللہ! آپؐ لوگ تو حج اور عمرہ ساتھ لے کر چلو گے۔ اور میں صرف حج کے ساتھ چلوں گی۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا کہ ان کے ہمراہ تنعیم روانہ ہو جائیں۔ تو میں نے حج کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں عمرہ ادا کیا۔ اور یہ کہ سراقہ بن مالک بن جعثم عقبہ کے پاس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوتے جب کہ آپؐ جمرہ عقبہ پر رمی کر رہے تھے کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ عمل آپؐ لوگوں کے ساتھ خاص ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ہر کوئی کر سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | الکم خاصۃ ھذہ الخ یعنی یہ عمرہ اشہر الحج میں آپؐ کے ساتھ خاص ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ البتہ فسخ الحج الی العمرۃ یہ ان کے لئے خاص تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | الکم ھذہ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ ھٰذہ کا اشارہ ہٰذہ افعلۃ یعنی جعل الحج عمرۃ یا اشہر الحج میں عمرہ کرنا ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک اس کے معنی کہ عمرہ کا اشہر حج میں کرنا ہے۔ اور دوسرے معنی جوازِ قِران کے ہیں۔ تو تقدیر کلام ہو گی دخلت افعال العمرۃ فی افعال الحج الی یوم القیامۃ چنانچہ ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ فسخ اس سال ان لوگوں کے ساتھ خاص تھا۔

بَابُ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ

ترجمہ۔ بغیر ھدی کے بعد حج کے عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الخ اَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ اَنْ اَدْخُلَ مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَرْدَفَهَا فَاَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب کہ ہم ذی قعدہ کو مکمل کرنے والے اور ھلال ذی الحجہ کو شروع کرنے والے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے عمرہ کا احرام باندھے جو حج کا احرام باندھنا پسند کرے وہ اس کا احرام باندھے۔ میں نے اگر ھدی روانہ نہ کی ہوتی تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا۔ پس بعض لوگوں نے تو عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ پس میں مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے حائضہ ہو گئی۔ اور مجھے یوم عرفہ نے اس حال میں آلیا کہ میں حائضہ تھی۔ جس کا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ لیا۔ تو آپؐ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو۔ اپنے سر کے بال کھول دو۔ اور کنگھا کرو۔ اور حج کا احرام باندھ لو۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ جب وادی محصب والی رات ہوئی تو آپؐ نے حضرت عبدالرحمنؓ کو تنعیم کی طرف میرے ساتھ بھیجا۔ جنہوں نے مجھے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا لیا۔ اور میں نے اس فوت شدہ عمرہ کی بجائے عمرہ کا

احرام باندھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا حج اور عمرہ پورا کر دیا۔ اور اس قضا میں کوئی چیز واجب نہ ہوئی نہ کوئی قربانی نہ کوئی صدقہ اور نہ ہی کوئی روزہ رکھنا پڑا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ الاعتمار بعد الحج اس باب سے امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر حج اور عمرہ دونوں ایک سفر میں جمع ہو جائیں جس میں عمرہ حج سے متاخر ہو تو اس سے وہ شخص متمتع نہیں ہو جائے گا جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اوپر نہ ھدی لازم آئی اور نہ ہی روزہ رکھنا پڑا۔ کیونکہ یہ نہ حج تمتع تھا نہ ہی قران تھا جن میں دم شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ اور ان دونوں میں جنایت بھی نہیں تھی۔ جس سے دم جبر دینا پڑتا۔ باقی پہلے عمرہ کو چھوڑ دینا جس کو وہ لے کر آئی تھی۔ آیا اس چھوڑنے کی وجہ سے دم ان پر لازم ہوا یا نہیں۔ روایت میں اس کے متعلق نفیاً اور اثباتاً کوئی بحث نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ الاعتمار الخ امام بخاریؒ ان حضرات کے اقوال کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو اشہر الحج شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کامل کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک ہے اور جو لوگ اسے مطلق رکھتے ہیں۔ کہ تمتع نام ہے احرام عمرہ فی اشہر الحج تو وہ من تمتع بالعمرۃ الی الحج عمرہ فی اشہر الحج قبل الحج مراد لیتے ہیں۔ یعنی جو شخص اشہر الحج میں بعد الحج عمرہ کرے اس پر ھدی لازم ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ کا عمرہ بعد انقضاء الحج تھا۔ حدیث باب کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی ھدی نہیں ہے۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے جو جواب دیا ہے کہ حدیث نفیاً و اثباتاً وجوب ھدی سے خاموش ہے۔ کیونکہ لم یکن فی ذلک ھدی یہ حضرت عائشہؓ کا کلام نہیں ہے بلکہ مدرج راوی ھشام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رفض عمرہ کی وجہ سے جو دم مجھ پر واجب ہوا تھا اس کی ادائیگی کا میں نے کوئی تکلف نہیں کیا۔ کیونکہ ہماری طرف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گائے ذبح کر چکے تھے۔ تو ھشام اپنے علم کے مطابق نفی کر رہے ہیں اس سے نفس الامر کی نفی نہیں ہو جاتی۔ ورنہ امام بخاریؒ کا باب باندھنا بے فائدہ ہو جائے گا اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ تکلفات سے خالی ہے۔

بَابُ اَجْرُ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

ترجمہ۔ عمرہ کا ثواب تھکاوٹ اور تعب کے مطابق ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يَارَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَاَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيلَ لَهَا انْتَظِرِي فَاِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي اِلَى التَّنْعِيمِ فَاَهِلِّي ثُمَّ ائْتِينَا بِمَكَانِ كَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَفَقَتِكِ اَوْ نَصَبِكِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ! لوگ تو دو عبادتیں (حج اور عمرہ) کر کے واپس لوٹیں اور میں ایک عبادت کے ساتھ واپس ہوں۔ آپ سے کہا گیا تم انتظار کرو پس جب پاک ہو جاؤ تو تنعیم میقات کی طرف جاکر احرام باندھو پھر عمرہ سے فارغ ہو کر فلاں مقام پہ ہمارے پاس آجاؤ۔ لیکن عمرہ کا ثواب تمہارے خرچے اور مشقت کے مطابق ہوگا۔

تشریح از قاسمی او تنویع کے لئے ہے یا شک کے لئے۔ مطلب یہ ہے کہ طاعات میں مال خرچ کرنا فضیلت کا باعث ہے۔ اور نفس کی خواہشات کا قلع قمع کر کے مشقت حاصل کرتا ہے لیکن یہ اکثری قاعدہ ہے۔ کبھی بعض عوارض کی وجہ سے اخف عبادت زیادہ ثواب کا موجب ہوتی ہے۔ جیسے لیلۃ القدر کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ مگر وہ زمان کی فضیلت کی وجہ سے ہے۔ اس طرح مسجد حرام کی عبادت لاکھوں کا ثواب رکھتی ہے وہ مکان کی برکت سے ہے۔ نیز النفقہ اور مشقت بھی وہ معتبر ہے جس کی شریعت مذمت نہ کرے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عمرہ قریب ترین میقات سے ہوگا۔ وہ اجر میں کمی کا سبب ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ کیا جو ابعد المواقیت ہے۔ چنانچہ امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جعرانہ سے عمرہ کرنا اتفاقی امر تھا۔ جب کہ آپؐ طائف سے واپس ہو رہے تھے اور حضرت عائشہؓ کو اقرب مواضع تنعیم سے حکم دیا۔ وہ اقرب بھی تھا اور اسہل بھی۔

بَابُ الْمُعْتَمِرِ اِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ

ترجمہ۔ عمرہ کرنے والا جب عمرہ کا طواف کرے پھر چلا جائے تو کیا یہ طواف اسے طوافِ وداع سے کفایت کرے گا۔

حدیث نمبر ۵۶۹ حَدَّثَنَا ابُونُعَیمِ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُهِلِّیْنَ بِالْحَجِّ فِیْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا سَرِفَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ مَنْ لَمْ یَکُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ فَاَحَبَّ اَنْ یَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ کَانَ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلَا وَکَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ ذَوِیْ قُوَّةٍ الْهَدْیُ فَلَمْ تَکُنْ لَهُمْ عُمْرَةٌ فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ لِاَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَانُكِ قُلْتُ لَا اُصَلِّیْ قَالَ فَلَا یَضُرُّكِ اَنْتِ مِنْ بَنَاتِ اٰدَمَ کُتِبَ عَلَیْكِ مَا کُتِبَ عَلَیْهِنَّ فَکُوْنِیْ فِیْ حَجَّتِكِ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَرْزُقَکِهَا قَالَتْ فَکُنْتُ حَتّٰی نَفَرْنَا مِنْ مِّنًی فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اخْرُجْ بِاُخْتِكَ الْحَرَمَ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِکُمَا اَنْتَظِرْکُمَا هٰهُنَا فَاَتَیْنَا فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادٰی بِالرَّحِیْلِ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا اِلَی الْمَدِیْنَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حج اور حج کی حرمتوں کے مہینوں میں حج کا احرام باندھے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب سرف کے مقام پر پڑاؤ کیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا جس کے ساتھ ھدی کا جانور نہ ہو۔ اگر اسے عمرہ بنا لینا پسند کرے تو کرلے اور جس کے ساتھ ھدی ہے وہ نہ کرے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب میں سے جو مرد قوت اور دولت والے تھے اس کے ساتھ ھدی تھی تو ان کے لئے عمرہ نہ ہوا۔ پس آپؐ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی پوچھا کیوں رو رہی ہو۔ میں نے عرض کی آپؐ اپنے اصحاب سے جو کچھ فرمارہے تھے وہ میں نے سن لیا۔ لیکن میں عمرہ سے روک دی گئی۔ پوچھا تمہیں کیا ہوگیا۔ میں نے کہا کہ میں نماز کی اہل نہیں رہی۔ فرمایا تجھے کوئی نقصان نہیں آخر تو بھی تو آدم کی بیٹیوں میں سے ہے۔ تیرے مقدر میں بھی وہی چیز لکھی گئی جو ان کے مقدر میں لکھی گئی۔ پس اپنے حج میں رہ۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے عمرہ کی توفیق نصیب کرے۔ وہ فرماتی ہیں۔

کہ بس میں اسی طرح رہی یہاں تک کہ جب ہم منی سے چل پڑے اور وادی محصب میں پڑاؤ کیا۔ تو آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن کو بلوایا اور انہیں حکم دیا۔ کہ اپنی بہن کو حرم کی طرف لے جاؤ اور انہیں عمرہ کا احرام بندھواؤ۔ پھر جب اپنے طواف سے فارغ ہو جاؤ۔ تو واپس آؤ۔ ہم تمہارا اس جگہ انتظار کریں گے۔ پس ہم آدھی رات کے وقت واپس آئے تو آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہو گئے۔ میں نے کہا ہاں! تو آپؐ نے اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان کیا۔ تو لوگوں نے کوچ کیا اور ان لوگوں نے بھی کوچ کیا جنہوں نے صبح کی نماز سے پہلے طواف بیت اللہ کیا تھا۔ پھر آپؐ مدینہ کی طرف رخ کر کے روانہ ہو گئے۔

تشریح از قاسمی سرف مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دخول مکہ کے بعد ہوا۔ تو تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے گا۔ **لا اصلی** حیض سے کنایہ ہے جو الطف کنایات میں سے ہے۔

فمہل بعمرۃ الخ اس سے ترجمہ ثابت ہوا۔ کہ طوافِ عمرہ طوافِ وداع سے کفایت کرتا ہے۔

بَابٌ يَفْعَلُ فِي الْعُمْرَةِ مَا يَفْعَلُ فِي الْحَجِّ

ترجمہ۔ عمرے میں بھی وہی کچھ کرے جو حج میں کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۷۰ **حَدَّثَنَا** اَبُوْنُعَيْمٍ الخ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ اَثَرُ الْخَلُوْقِ اَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَّوَدِدْتُّ اَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ لَهٗ غَطِيْطٌ وَّاَحْسِبُهٗ قَالَ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ اَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَاَنْقِ الصُّفْرَةَ وَ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجَّتِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت صفوان اپنے باپ یعلی بن امیہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جعرانہ کے مقام میں آپؐ کے

پاس ایک آدمی آیا جس کے بدن پر جُبّہ تھا جس پر خلوق خوشبو کا نشان تھا یا کہا کہ اس کی زردی تھی۔ کہنے لگا حضرت! آپؐ مجھے عمرہ ادا کرنے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل فرمائی اس طرح کہ آپؐ کپڑے سے چھپا دئے گئے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی نزول کی کیفیت کو دیکھوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ کیا اگر تجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت کو دیکھنا پسند ہے۔ میں نے کہا ہاں! چنانچہ انہوں نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا۔ تو میں نے آپؐ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ سے خرلاٹے کی آواز آرہی تھی یا جس طرح نوجوان اونٹ کے بلبلانے کی آواز ہوتی ہے۔ پس آپؐ سے یہ کیفیت زائل ہوئی۔ تو آپؐ نے فرمایا عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا آدمی کہاں ہے۔ تم اپنے سے جُبّہ اتار دو۔ خوشبو کا نشان اپنے سے دھو ڈالو۔ اور زردی کو پاک کر دو یا دور کر دو۔ اور اپنے عمرہ میں ویسے کرو جیسے حج میں کرتے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ یعنی محرماتِ حج سے اجتناب کرو اور افعال حج ادا کرو۔ علاوہ وقوف کے اور رمی کے جو اس میں نہیں ہیں۔ کیونکہ عمرہ کے ارکان صرف چار ہیں۔ احرام۔ طواف۔ سعی۔ حلق یا تقصیر اس جواب سے معلوم ہوا کہ سائل حج کے احکام سے قبل ازیں واقف تھا۔ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے لئے خلوق استعمال کرتے تھے۔ البتہ حج میں خوشبو سے اجتناب کرتے تھے۔ لیکن یہ سہولتیں عمرہ میں ان کو حاصل تھیں جن سے آپؐ نے روک دیا۔

حدیث نمبر ۱۷۰۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ لِعَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ اَرَاَیْتَ قَوْلَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا فَلَآ اُرٰی عَلٰی اَحَدٍ شَیْئًا اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ بِھِمَا فَقَالَتْ عَآئِشَۃُ کَلَّا لَوْ کَانَتْ کَمَا تَقُوْلُ کَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ بِھِمَا اِنَّمَآ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِی الْاَنْصَارِ کَانُوْا یُھِلُّوْنَ لِمَنَاۃَ وَکَانَتْ مَنَاۃُ حَذْوَ قُدَیْدٍ وَکَانُوْا یَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ یَّطُوْفُوْا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا زَادَ سُفْيٰنُ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهٗ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ جب کہ میں ابھی نوعمر نوجوان تھا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کے اس قول کا مطلب سمجھایئے۔ ان الصفا والمروۃ الخ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ جو صفا و مروہ کا طواف نہ کرے اس پہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر ایسا ہوتا جیسے تم کہتے ہو تو پھر تو یوں ہونا چاہیئے تھا۔ فلا جناح علیہ ان لا یطوف بہما۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ آیت ان انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو مناۃ بت کے پاس سے احرام باندھتے تھے۔ اور مناۃ قدید مقام کے سامنے تھا۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ اور اب وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کو گناہ سمجھتے تھے۔ تو جب اسلام آیا تو انہوں نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سفیان اور ابو معاویہ نے ہشام سے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کسی شخص کا حج اور عمرہ پورا قرار نہیں دیتے جس نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کی ہو۔

بَابُ مَتٰى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَّيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا۔

ترجمہ۔ عمرہ کرنے والا کب حلال ہوگا۔ حضرت عطاء جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ اسے عمرہ بنالیں اور طواف کریں۔ پس بال کٹوا کر حلال ہو جائیں۔

حدیث نمبر ۱۵۷۲ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْفٰىؓ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهٗ وَاَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَاَتَيْنَاهَا مَعَهٗ وَكُنَّا نَسْتُرُهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ

اَنْ يَرْمِيَهٗ اَحَدٌ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبٌ لِّيْ اَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ حَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيْجَةَ قَالَ بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ مِّنَ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ادفیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا۔ جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو آپؐ نے بھی طواف کیا ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ طواف کیا۔ جناب صفا ومروہ کے پاس تشریف لائے تو ہم بھی آپؐ کے ساتھ حاضر ہوتے۔ اور ہم اہل مکہ سے آپؐ کی حفاظت کرتے تھے۔ کہ کہیں کوئی مشرک آپؐ کو تیر نہ مار دے۔ تو ہمارے ایک ساتھی نے ان سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تھے انہوں نے کہا نہیں کہا۔ اچھا حضرت خدیجہؓ کے متعلق آپؐ نے جو کچھ فرمایا وہ تو بیان کرو۔ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ کو جنت میں ایک چھوٹا محل موتیوں والے کی خوشخبری سناؤ جس میں نہ شور وغل ہو گا اور نہ ہی مشقت ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | نستره اى لحفظ من اهل مكة۔ اور یہ عمرۃ القضاء کا واقعہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | حضرت عبداللہ بن ادفیؓ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے تحت الشجرہ آپؐ سے بیعت کی تھی۔ اور جو دوسرے سال تک زندہ رہا۔ وہ اس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عمرۃ القضاء میں حاضر تھا۔

حدیث نمبر ۱۵۷۳ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَؓ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِيْ عُمْرَةٍ وَّلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يَاْتِيْ امْرَاَتَهٗ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عمرؓ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا۔

جس نے عمرہ میں بیت اللہ کا طواف تو کیا لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی۔ اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز طواف ادا کی۔ اور سات مرتبہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی۔ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے۔ پھر ہم نے جابر بن عبد اللہؓ سے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا اس وقت تک بیوی کے قریب نہ جائے جب تک صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرلے۔

تشریح از قاسمی لا صخب ولا نصب کی نفی اس لئے کی گئی کہ دنیا میں کوئی اہل وعیال والا گھر ایسا نہیں جس میں شور و شغب نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جس کے بنانے میں مشقت اور تھکاوٹ نہ ہو لیکن اہل جنت کے محلات ایسے ہوں گے جو دنیاوی آفات سے منزہ ہوں گے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　　　کسے با کسے کارے نباشد

بہرحال حدیث بالا میں سے ایک فائدہ یہ معلوم ہوا۔ کہ عمرہ میں طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ضروری ہے۔ نیز! اس حدیث سے حضرت خدیجہؓ کی فضیلت معلوم ہوئی۔ دوسری حدیث میں سوال وجواب کی مطابقت بایں طور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک عمرہ سے فارغ نہیں ہوئے جب تک سعی بین الصفا والمروہ نہ کرلی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب المتابعۃ ہیں۔ اس لئے کوئی شخص محض طواف سے حلال نہیں ہو سکتا۔ جب تک سعی نہ کرلے۔ نیز! قربان امرۃ سے مراد جماع اور اس کے مقدمات ہیں محض قربان نہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۷۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِيخٌ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں بطحا میں آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپؐ اپنی اونٹنی کو بٹھانے والے تھے۔ تو آپؐ نے پوچھا کیا آپ حج کے ارادہ سے آئے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں! پھر آپؐ نے پوچھا۔ کس نیت سے آپ نے احرام باندھا ہے۔ میں نے کہا لبیک ساتھ اس احرام کے جو احرام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ آپ نے اچھا کیا۔ آپ بیت اللہ کا طواف کریں۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں۔ پھر احرام کھول دیں۔ پس میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ پھر میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا۔ جس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ بعد ازاں میں نے حج کا احرام باندھا۔ پس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے خلافت کے دور تک یہی فتویٰ دیتا رہا۔ کہ حج تمتع کیا جائے۔ پس فرمایا کہ اگر ہم کتاب اللہ پر عمل کریں۔ پس وہ ہمیں ان کے تمام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر عمل کریں تو آپؐ اس وقت تک حلال نہیں ہوتے جب تک ان کی قربانی کا جانور اپنے مقام تک نہ پہنچ گیا۔

حدیث نمبر ۱۵۰۷ **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ الخ كَانَ يَسْمَعُ اَسْمَاءَ تَقُوْلُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحُجُوْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هٰهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيْلٌ ظَهْرُنَا قَلِيْلَةٌ اَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِيْ عَائِشَةُؓ وَالزُّبَيْرُؓ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ مولی اسماء بنت ابی بکرؓ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت اسماء سے سنتے تھے جو فرماتی تھیں۔ جب میرا گذر حجون کے پاس سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر رحمت نازل فرمائی۔ تو ہم نے بھی آپ کے ہمراہ وہاں پڑاؤ کیا۔ اور ہم ان دنوں ہلکے پھلکے تھے کہ ہماری سواریاں بھی تھوڑی تھیں۔ اور ہمارے توشے بھی تھوڑے تھے۔ تو میں نے میری بہن عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ اور فلاں فلاں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پس جب میں نے بیت اللہ کا طواف کر کے ہاتھ لگا لیا۔ تو ہم حلال ہو گئے۔ پھر ہم نے شام کے وقت حج کا احرام باندھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | فاعتمرت الخ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت زبیرؓ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں ھدی تھی۔ اور حضرت عائشہؓ نے تو حیض کی وجہ سے اپنا عمرہ قضا کیا تھا۔ وہ طواف کرنے سے حلال نہیں ہوئی تھیں۔ تو حضرت اسماءؓ کا ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنا صحیح نہ ہوگا۔ کہ جب ہم نے بیت اللہ کا

استلام کر لیا تو ہم حلال ہو گئے۔ تو اس جمع متکلم میں تاویل کرنی پڑے گی۔ تو یا تو کہا جائے گا ضمیر متکلم میں حضرت زبیرؓ اور عائشہؓ کے علاوہ دیگر حضرات شامل ہوں گے۔ اور یہ مستبعد نہیں کیونکہ بسا اوقات متکلم ایک قوم کا ذکر کرتا ہے۔ پھر جو قصہ بیان کیا جاتا ہے تو اس میں جمیع قوم مراد نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض افراد مراد ہوتے ہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ اعتمرت انا واختی عائشۃ الخ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ نہیں کسی اور حج کا قصہ ہے۔ جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد واقع ہوا۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ نے بہت حج کئے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ یہ روایت باب الطواف علی الوضوء میں گذر چکی ہے وہاں اشکال اور اس کا جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ لیکن سیاق و سباق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ لہذا جو حضرت عائشہؓ کے بارے میں جواب دیا جائے گا وہی حضرت زبیرؓ کے بارے میں ہوگا۔ کہ یہ ضمیر متکلم ان لوگوں کو شامل نہیں۔ لیکن علامہ نوویؒ کے اس جواب پر علامہ قسطلانیؒ نے جواب دیا ہے۔ کہ حضرت زبیرؓ کا احرام باندھنا اور حلال ہونا۔ یہ غیر حجۃ الوداع میں تھا۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ

ترجمہ۔ جب کوئی شخص حج یا عمرہ یا جنگ سے واپس آئے تو کون سے کلمات دعائیہ کہے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو زمین کے ہر اونچے مقام پر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر تیسرا کلمہ پڑھتے۔ اور آئبون الخ لوٹنے والے توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے رب کو سجدہ کرنے والے

تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی نصرت فرمائی۔ اور اکیلے اللہ تعالےٰ نے تمام لشکروں کو شکست دی۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِيْنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

ترجمہ۔ آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا اور تین حاجیوں کا ایک جانور پر سوار ہونا۔

حدیث نمبر ۱۷۷۵ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ اُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاٰخَرَ خَلْفَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ تو بنو عبد المطلب کے بچوں نے آپؐ کا استقبال کیا۔ تو ایک بچے کو تو آپؐ نے اپنے آگے بٹھا لیا۔ اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ الحاج مفعول مقدم ہے اور القادمین مع معطوف الثلاثۃ علی الدابۃ۔ یہ مصدر کا فاعل ہے۔ تو اس صورت میں معنی ہوں گے کہ تین آدمیوں نے حاجیوں کا استقبال کیا۔ اور اغیلمہ کا لفظ تین پر بلا تکلف دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جمع تصغیر ہے۔ جس کے مصداق کم از کم تو تین ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے معنی یہ ہوں۔ دو آدمیوں نے حاجی کا استقبال کیا اور اور تین آدمیوں کے ایک دابہ پر سوار ہونے کے بارے میں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ استقبال الحاج الخ کے معنی میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں۔ دو معنی شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائے ہیں۔ میرے نزدیک معنی یہ ہے استقبال الناس الحاج القادمین من مکۃ۔ یعنی لوگوں کا مکہ سے آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کے دو جزء ہیں۔ رکوب الثلثۃ علی الدابۃ۔ جزء ثانی تو واضح ہے۔ البتہ جزء اوّل پر عموم اللفظ دلالت کرتا ہے۔

بَابُ الْقُدُوْمِ بِالْغَدَاةِ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں صبح کے وقت آنا۔

حدیث نمبر ۱۵۷۸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ یُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدِ الشَّجَرَۃِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰی بِذِی الْحُلَیْفَۃِ بِبَطْنِ الْوَادِیْ وَبَاتَ حَتّٰی یُصْبِحَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوتے تھے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھتے۔ اور جب واپس تشریف لاتے تو ذی الحلیفہ میں بطن وادی کے اندر نماز پڑھتے اور وہاں رات بسر کرتے یہاں تک کہ صبح کرتے۔

بَابُ الدُّخُوْلِ بِالْعَشِیِّ

ترجمہ۔ شام کے وقت داخل ہونا۔

حدیث نمبر ۱۵۷۹ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَطْرُقُ اَہْلَہٗ کَانَ لَا یَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَۃً اَوْ عَشِیَّۃً۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے پاس رات کے وقت تشریف نہیں لاتے تھے۔ آپؐ صبح کے وقت یا شام کے وقت ہی داخل ہوتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ دن کے دونوں طرفوں میں آنا جائز ہے۔ صبح کو بھی اور شام کو بھی۔

بَابُ لَا یَطْرُقُ اَہْلَہٗ اِذَا بَلَغَ الْمَدِیْنَۃَ۔

ترجمہ۔ جب مدینہ پہنچتے۔ تو رات کے وقت گھر والوں کے ہاں نہیں آتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۵۸۰ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ نَہَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّطْرُقَ اَہْلَہٗ لَیْلًا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت

والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا

بَابُ مَنْ اَسْرَعَ نَاقَتَهٗ اِذَا بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو جب مدینہ پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تیز چلائے۔

حدیث نمبر ۱۵۸۱ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَاَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ نَاقَتَهٗ وَاِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ زَادَ الْحٰرِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے تھے۔ تو جب مدینہ کے اونچی اونچی عمارتیں نظر آتیں اور اگر درجات المدینہ ہو تو معنی ہوں گے مدینہ کے اونچے درخت نظر آتے تو اپنی اونٹنی کو تیز دوڑاتے۔ اگر کوئی اور جانور ہوتا تو اسے خوب حرکت دیتے۔

حدیث نمبر ۱۵۸۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ جُدُرَاتِ تَابَعَهُ الْحَارِثُ عَنْ حُمَيْدٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

ترجمہ۔ یعنی حضرت انسؓ نے جدرات فرمایا۔ جس کے معنی دیواروں کے ہیں اور حارث نے حرکہا من حبہا زائد کیا ہے کہ دابۃ کو مدینہ کی محبت کی وجہ سے خوب حرکت دیتے تھے۔ اور یہی اشبہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

ترجمہ۔ کہ گھروں کو ان کے دروازوں سے آؤ۔

حدیث نمبر ۱۵۸۳ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا كَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا حَجُّوْا فَجَاءُوْا لَمْ يَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ اَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَلٰكِنْ مِّنْ ظُهُوْرِهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهٖ فَكَاَنَّهٗ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ وَلَيْسَ

اَلْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا ۔

ترجمہ ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی ۔ کہ جب ہم حج کے لئے نکلتے اور پھر کسی ضرورت کی وجہ سے گھروں کو آنا ہوتا تو گھروں کے دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے ۔ بلکہ ان کی پیٹھ سے داخل ہوتے ۔ پس انصار کا ایک آدمی آکر دروازے کے سامنے سے داخل ہوا تو اسے عار دلائی گئی ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ۔ نیکی یہ نہیں ہے کہ گھروں میں ان کی پیٹھ سے داخل ہو ۔ لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور گھروں میں اس کے دروازوں سے داخل ہو ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | درجات المدینۃ اونچی عمارتیں ۔ جب گھر ایک منزل والا ہو تو وہ دور سے نظر نہیں آتا ۔ ہاں اگر وہ بیوت کئی منزلوں والے ہوں تو دور سے نظر آتے ہیں ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | یہ حدیث فضل مدینہ پر دلالت کرتی ہے ۔ اور اس پر بھی کہ وطن سے محبت کرنا مشروع ہے ۔ بلکہ روایات کے سیاق سے مدینہ منورہ طیبہ طاہرہ کی محبت پر دال ہے ۔

بَابُ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

ترجمہ ۔ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۶۸۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ وَنَوْمَہٗ فَاِذَا قَضٰی نَھْمَتَہٗ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے ۔ جو ہر مسافر کا کھانا ۔ پینا اور نیند کو روک دیتا ہے ۔ پس جب بھی اپنی ضرورت کو پورا کر لے ۔ تو جلدی اپنے گھر والوں کے پاس واپس آجائے ۔ اور منع سے منع حقیقی مراد نہیں بلکہ منع کمال مراد ہے ۔

بَابُ الْمُسَافِرِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَتَعَجَّلَ اِلٰى اَهْلِهٖ

ترجمہ۔ جب مسافر کو چلنا دشوار ہو جائے تو جلدی گھر واپس آ جائے۔

حدیث نمبر ۱۵۸۵ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ الخ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهٗ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ کے راستے میں حضرت ابن عمرؓ کے ہمراہ تھا۔ کہ آپ کو اپنی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کے سخت درد کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے جلدی چلنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ شفق کے غروب کے بعد کا وقت ہو گیا۔ اترے اور مغرب وعشاء کی نماز اکٹھے پڑھی۔ پھر فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپؐ کو جلدی جانا ہوتا۔ تو مغرب کو مؤخر کر کے دونوں کو جمع فرماتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس ترجمہ سے مقصد یہ ہے کہ تیز رفتاری سے جو منع کیا گیا ہے۔ وہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کی طرف مجبور نہ ہو۔ اور جانور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ لیکن اگر ضرورت ہو۔ اور جانور میں بھی طاقت ہو۔ تو پھر تیز رفتاری جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث باب نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اس ترجمہ کے مختلف نسخے ہیں۔ بعض نسخوں میں وتعجل الخ میں حرف واؤ موجود ہے اور بعض میں موجود نہیں۔ عدم کی صورت تعجل اذا شرطیہ کی جزا ہوگا۔ اور جب حرف واؤ موجود ہو۔ تو پھر جزا محذوف ماننی پڑے گی۔ اذا جد بہ السیر ماذا یصنع وتعجل اس سوال کا جواب ہو گا۔ بعض شراح نے اس ترجمہ کی غرض جمع بین الصلوتین کا جواز بتلایا ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو غرض بتلائی ہے وہ ظاہر ہے۔ اس لئے کہ پہلے ایک باب میں آپؐ کا ارشاد وارد ہو چکا ہے۔ ایہا الناس علیکم بالسکینۃ فان البر لیس بالایضاع کہ سکون واطمینان سے چلو۔ تیز رفتاری نیکی نہیں ہے۔

تو شیخ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت پر محمول ہے جب کہ مجبوری نہ ہو۔ اگر اسراع کی ضرورت ہو، جیسے حضرت ابن عمرؓ کو پیش آئی کہ جنہوں نے تین دنوں کا سفر صرف ایک رات اور دن میں طے کیا۔ جیسا کہ ابوداؤد کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے۔ تو اس صورت میں اسراع فی السیر ضروری ہو جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ الْمُحْصَرِ وَجَزَاءِ الصَّیْدِ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ وَقَالَ عَطَاءٌ الْاِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یَّحْبِسُهٗ۔

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ حَصُوْرًا لَا یَاْتِی النِّسَاءَ۔

ترجمہ۔ باب جو عمرہ سے روک دیئے گئے۔ آدمی کے بارے میں اور شکار کرنے والے کی سزا کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو ھدی تمہیں میسر ہو، وہ ذبح کرو اور جب تک ھدی اپنے ٹھکانے تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک سر نہ منڈواؤ۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں۔ کہ احصار ہر اس چیز سے ہوگا جو رکاوٹ پیدا کر دے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو یحییٰؑ کے بارے میں آیا ہے۔ حصورا انبیا تو اس میں حصور کے معنی ہیں جو عورتوں سے ہم بستری کرنے سے رک جانے والا ہو۔

بَابُ اِذَا اُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

ترجمہ۔ جب عمرہ کرنے والے روک دیئے جائیں۔

حدیث نمبر ۵۸۶ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ حِیْنَ خَرَجَ اِلٰی مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِی الْفِتْنَةِ قَالَ اِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَیْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب فتنہ ابن زبیرؓ کے زمانہ میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوتے۔ فرمایا اگر تم بیت اللہ سے روک دیئے گئے۔ تو ہم ایسے کریں گے جیسا کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا تھا۔ پس انہوں نے اس وجہ سے عمرہ کا احرام باندھا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والے سال کا عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

حدیث نمبر ۱۵۸۷ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ وَاِنَّا نَخَافُ اَنْ يُّحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهٗ وَحَلَقَ رَاْسَهٗ وَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْطَلِقُ فَاِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَاِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا شَانُهُمَا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَهْدٰى وَكَانَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ طَوَافًا وَّاحِدًا يَّوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ۔

ترجمہ۔ عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ دونوں خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ان راتوں میں گفتگو کی۔ جب کہ حجاج بن یوسف کا لشکر حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے مقابلہ کے لئے پہنچ چکا تھا۔ تو ان دونوں نے فرمایا کہ اگر اس سال آپ حج نہ کریں تو کیا نقصان کی بات ہے۔ ہمیں خطرہ ہے۔ کہ کہیں آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ نہ ہو جائے۔ فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو کفار قریش ان کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کر دی۔ اور اپنا سر مبارک منڈوالیا۔ اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں عمرہ اپنے اوپر واجب کر چکا ہوں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ تو میں ضرور جاؤں گا اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں بیت اللہ کا طواف کروں گا۔ اگر کوئی رکاوٹ آگئی تو وہی عمل کروں گا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جب کہ میں آپؐ کے ہمراہ تھا۔ کہ آپ نے

ذی الحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ پھر تھوڑی دیر چل کر فرمانے لگے کہ حکم تو دونوں کا ایک ہے (جواز تحلل)
تو میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا۔ پس اس وقت تک
ان دونوں سے حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ یوم النحر آ گیا۔ اور قربانی کی۔ اور فرماتے تھے کہ وہ اس وقت
حلال نہیں ہوں گے جب تک مکہ میں داخلے کے دن ایک ہی طواف نہ کر لیں۔

حدیث نمبر ۱۵۸۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ الخ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ بِهٰذَا۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بعض بیٹوں نے ان سے کہا کہ
کاش آپ اس جگہ مقیم رہتے تو اچھا ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۵۸۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَدْ أُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ سے روک دئے
گئے تو آپؐ نے سر منڈوا دیا۔ اپنی بیویوں سے ہم بستر ہوئے۔ اور اپنی قربانی کو ذبح کیا یہاں تک کہ
آئندہ سال عمرہ قضا کیا۔

تشریح از قاسمی احصار کے معنے لغت میں منع کے ہیں۔ اور شریعت میں اس کے معنے ہیں۔
منع عن رکن اذا احصر بعدو او مرض او موت محرم اور ھلاک نفقۃ ھل لہ التحلل
یعنی جب کسی شخص کو ادائیگی رکن حج وعمرہ سے روک دیا جائے۔ اور یہ رکاوٹ دشمن کے ذریعے سے ہو
یا مرض کی وجہ سے یا محرم کے انتقال کی وجہ سے یا خرچہ ختم ہو جانے کی وجہ سے پیش آئے تو اس
کے لئے احرام کھول دینا حلال ہے۔ مفرد جو دم یا قیمت بھیجے اگر یہ نہیں تو اس وقت تک محرم رہے گا جب
تک ان دو میں سے کوئی نہ کوئی مل جائے۔ اور طواف سے حلال ہوگا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حصر کے
بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کہ احصار کس چیز سے واقع ہوگا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ثوریؒ عطاءؒ
اور ابراہیم نخعی فرماتے ہیں جو چیز بھی رکاوٹ بنے اس سے حصر ہو جائے گا۔ خواہ مرض ہو یا دشمن ہو یا خرچہ
ختم ہو جائے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حصر صرف دشمن سے واقع ہوگا۔ لایکون بالمرض۔

بَابُ الْاِحْصَارِ فِی الْحَجِّ

ترجمہ۔ حج میں رکاوٹ کا پیدا ہو جانا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ؎ سَالِمٌ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَؓ یَقُوْلُ اَلَیْسَ حَسْبُکُمْ سُنَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُکُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ حَتّٰی یَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَیُھْدِیْ اَوْ یَصُوْمُ اِنْ لَّمْ یَجِدْ ھَدْیًا۔

ترجمہ۔ حضرت سالمؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں۔ کہ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے۔ تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے۔ یہاں تک آنے والے سال حج کرے۔ پھر قربانی کرے یا اگر قربانی کا جانور نہ ملے تو روزہ رکھے۔

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِی الْحَصْرِ

ترجمہ۔ رک جانے کی صورت میں سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنے کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۵۹۱ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ؎ عَنِ الْمِسْوَرِؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ یَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِذٰلِکَ۔

ترجمہ۔ حضرت مسورؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوانے سے پہلے قربانی کو ذبح کیا۔ اور اسی کا اپنے اصحاب کو حکم دیا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؎ حَدَّثَ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ وَسَالِمًا کَلَّمَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَؓ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِیْنَ فَحَالَ کُفَّارُ قُرَیْشٍ دُوْنَ الْبَیْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُدْنَۃً وَحَلَقَ رَاْسَہٗ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ اور سالم نے اپنے باپ حضرت ابن عمرؓ

سے مکہ نہ جانے کے بارے میں بات چیت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ تو کفارِ قریش بیت اللہ سے آڑے آگئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ ذبح کیا اور اپنے سر کو منڈوایا۔

تشریح از قاسمی | نحر قبل الحلق اگر اشکال ہو کہ قرآن مجید میں ہے لا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ کا تقاضا ہے کہ حلق کو نحر فی محلہ سے مقدم نہ کیا جائے۔ تو جواب یہ ہے محصر کے لئے محل الھدی وہ جگہ ہے جہاں وہ محصر ہوا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں حصر کے وقت ھدی کو ذبح کیا۔ حرم کے اندر اسے نہیں پہنچایا گیا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دم احصار حرم تک موقوف رہے گا۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے۔ یوم النحر پر موقوف نہیں ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک زمان اور مکان دونوں تک موقوف رہے گا۔ یہ اختلاف محصر بالحج کے بارے میں ہے۔ اور محصر بالعمرۃ کا دم زمان پر بالاتفاق موقوف نہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف ھدی سے حلال نہیں ہو سکے گا بلکہ نحر کے بعد حلق ضروری ہے۔ کیونکہ اگرچہ محصر اداء نسک سے عاجز ہے لیکن حلق سے عاجز نہیں ہے۔ طرفینؒ فرماتے ہیں۔ کہ محصر صرف ذبح سے حلال ہو جائے گا۔ کیونکہ نص میں کوئی قید نہیں ہے۔ اور حدیبیہ کا اکثر حصہ حرم میں داخل ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ

حدیث نمبر ۱۶۹۳ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلَى مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ بِالتَّلَذُّذِ فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَبْعَثَ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ يَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوا وَحَلَقُوا وَحَلُّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ الْهَدْيُ إِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا أَنْ يَقْضُوا

شَيْئًا وَلَا يَعُودُ وَالْحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو قائل ہے کہ محصر پہ بدل نہیں ہے نہ حج نہ عمرہ۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بدل اس شخص کے ذمہ ہے۔ جس نے اپنے حج کو تلذذ یعنی جماع سے نقصان پہنچایا ہو۔ لیکن جس کو کسی عذر وغیرہ نے روک دیا ہو۔ پس وہ حلال ہو سکتا ہے اور واپس نہ آئے۔ اور اگر اس کے ہمراہ ھدی ہو۔ اور وہ محصر ہو گیا ہو تو وہ قربانی کو ذبح کر دے۔ اگر اسے حرم میں بھیجنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر ھدی کو حرم تک بھیجنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا۔ جب تک ھدی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے۔ امام مالکؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جس جگہ چاہے ھدی کو ذبح کرے اور حلق کرالے اور اس کے ذمہ قضاء بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ حدیبیہ میں ھدی کو ذبح کیا۔ سر منڈوانے اور طواف کرنے سے پہلے حلال ہو گئے اور ھدی بھی ابھی تک بیت اللہ تک نہیں پہنچ پائی تھی۔ پھر یہ بھی ذکر نہیں ہوا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو کسی چیز کے قضاء کرنے کا حکم دیا ہو۔ اور نہ ہی وہ خود اس کے لئے لوٹ کے آئے۔

حدیث نمبر ۱۵۹۴ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُؒ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِى الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ نَظَرَ فِى اَمْرِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَاٰى اَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَاَهْدٰى۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ جناب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وہ فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کہ اگر میں بیت اللہ سے روک دیا گیا۔ ہم اس طرح کریں گے جس طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کیا تھا۔ پس انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ اس وجہ سے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ والے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو فرمانے لگے کہ حج اور عمرہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ اس لئے

اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان دونوں حج اور عمرہ کا حکم ایک ہی تو ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرہ کے ہمراہ اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ پھر ان دونوں کے لئے ایک طواف ہو گیا اور سمجھے کہ یہی ایک طواف اس سے کافی ہو جائے گا اور پھر قربانی ذبح کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **لیس علی المحصر بدل** اور احنافؒ جو محصر پر بدل کو واجب قرار دیتے ہیں وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے اگلے سال عمرہ کو قضا کیا۔ اگر قضا واجب نہ ہوتی تو آپؐ فعل نہ کرتے اور نہ ہی اس کا نام قضا رکھتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | علامہ عینیؒ نے بنایہ میں کہا ہے کہ محصر بالحج کو حج اور عمرہ دونوں قضا کرنے ہوں گے۔ اگر محصر من العمرۃ ہے تو صرف عمرہ کی قضا واجب ہو گی اور کچھ نہیں۔ یہی مسلک ائمہ ثلاثہ ہے کہ قضا واجب ہے۔ جس کی دلیل **اتموا الحج والعمرۃ للہ** الخ جس سے حج کے تمام کرنے کا ایجاب معلوم ہے ... حج فرض اور نفل کی کوئی تفریق نہیں۔ حضرت عائشہؓ کا تنعیم سے عمرہ قضا کرنا بھی ... دلیل ہے۔ یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ ایسے شخص ... واجب ہے قضا واجب نہیں ہے۔ عمرہ قضا خیبر کی لڑائی کے چھ ماہ بعد ذی قعدہ ۷ھ میں ہوا ہے۔

خارج من الحرم امام طحاویؒ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیبیہ میں آپ کا خیمہ حل میں تھا اور مصلی حرم میں تھا۔ تو کچھ حصہ حدیبیہ کا حل میں اور اکثر حرم میں داخل ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَاَمَّا الصَّوْمُ فَثَلٰثَةُ اَيَّامٍ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو۔ تو اس کے ذمہ فدیہ ہے۔ روزہ رکھے یا صدقہ دے یا جانور ذبح کرے۔ یعنی ان تینوں میں اسے اختیار ہے۔ لیکن روزہ تین دن کا ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَعَلَّكَ اٰذَاكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْلِقْ رَاْسَكَ وَصُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِیْنَ اَوْ نْسُكْ بِشَاةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت کعب بن عجرۃؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہوں گی۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنا سر منڈوالو پھر تین دن کے روزے رکھو گے۔ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا بکری ذبح کرو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوْ صَدَقَةٌ وَهِیَ اِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِیْنَ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول وصدقہ کا مطلب ہے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۶ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ الخ اَنَّ کَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ وَقَفَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَیْبِیَةِ وَرَاْسِیْ یَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ یُؤْذِیْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ اَوْ قَالَ احْلِقْ قَالَ فِیَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِیْضًا اَوْ بِهٖ اَذًی مِّنْ رَّاْسِهٖ اِلٰی اٰخِرِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَیْنَ سِتَّةٍ اَوِ انْسُكْ بِمَا تَیَسَّرَ۔

ترجمہ۔ حضرت کعب بن عجرۃؓ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ جب کہ میرا سر جوئیں گرا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ جوئیں آپ کو تکلیف دے رہی ہوں گی۔ میں نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا اپنا سر منڈوالو یا صرف منڈوالو۔ فرمایا اور یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی۔ کہ جو شخص تم سے بیمار ہو۔ اور اس کے سر میں کوئی تکلیف دہ چیز ہو۔ آخر آیت تک تو آپؐ نے فرمایا تین روزے رکھو یا ایک فرق چھ مسکینوں میں بانٹ دو۔ جو قربانی مل جائے۔ اسے ذبح کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہی فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔ ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔ گویا فرق بارہ سیر کا ہوا۔ ہمارے احناف کے ہاں صاعِ ہشام کا اعتبار ہے جو چوبیس رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل آدھ سیر کا اس طرح وہی بارہ سیر ہو گئے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صاع مدینہ کا اعتبار ہے جو سولہ رطل کا ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا مسلم کی روایت ابن ابی لیلیٰ سے ہے کہ اطعم ثلاثۃ اصیٔع من تمر علی ستۃ مساکین تو جب روایت سے ثابت ہوا کہ فرق تین صاع کا ہے۔ جو اس کا تقاضا ہے کہ صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا ہو۔ بخلاف دوسرے حضرات کے ان کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا ہے۔ بہرحال مسئلہ خلافیہ مشہور ہے۔ سب ائمہ کے نزدیک صاع چار مُد کا ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ مُد کی مقدار میں اختلاف ہو گیا۔ امام مالکؒ کے نزدیک مُد ایک رطل اور ثلث کا ہوتا ہے اور یہی امام شافعیؒ امام احمدؒ اور حنفیہؒ میں سے امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ اور طرفین یعنی امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک مُد دو رطل کا ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے رطل آدھ سیر کا ہو گا۔ اور مُد ایک سیر کا۔ اہل عراق کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ اور صاع ہشام بڑا ہوتا تھا۔ اسماعیل بن ولید جو ہشام بن عبدالملک کا ماموں تھا اس نے اس کا رواج دیا تھا جب کہ وہ مدینہ کا والی تھا۔ فی عہد عبدالملک بن مروان۔ علامہ عینیؒ نے حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حدیث سے ثابت ہوا کہ اطعام چھ مساکین میں تقسیم ہو اس سے کم و بیش میں نہیں۔ یہی جمہور ائمہ کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ ایک مسکین پر خرچ کرنے کو بھی جائز فرماتے ہیں۔ اور اطعام میں ہر مسکین کو نصف صاع ہر چیز کا دیا جا سکتا ہے۔ لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نصف صاع صرف گندم کا ادا کر سکتا ہے۔ باقی تمر شعیر وغیرہ کا صاع ہر مسکین کو ادا کرنا ہو گا۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک ہر چیز کا نصف صاع ہے وہ گندم اور دوسری چیزوں میں فرق نہیں کرتے۔ امام صاحبؒ فرق کرتے ہیں۔ وہ مسلم کی روایت کعب بن عجرہ سے استدلال پکڑتے ہیں۔ جس میں نصف صاع طعامًا جس سے قمح یعنی گندم مراد ہے۔ باقی اوجز میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

بَابُ الْإِطْعَامُ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

ترجمہ۔ فدیہ یعنی کفارہ ادا کرنے میں نصف صاع گندم کا دینا ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۷ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً حُمِلْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبداللہ معقلؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کعب بن عجرہؓ کے پاس جاکر بیٹھا ۔ تو میں نے ان سے فدیہ یعنی کفارہ کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا میرے بارے میں خاص کر یہ آیت کریمہ اتری ۔ اور عام طور پر تمہارے لئے ۔ مجھے اٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جایا گیا ۔ جب کہ جوئیں میرے چہرہ پر گر رہی تھیں ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سر کے درد نے آپ کو مشقت میں ڈال رکھا ہے ۔ کیا تمہارے پاس بکری ہے ۔ میں نے کہا نہیں فرمایا پس تم تین دن کے روزے رکھو ۔ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر مسکین کو نصف صاع دیا جائے ۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ راوی کو شک ہے کہ آپؐ نے وجع کا لفظ فرمایا یا جھد کا ۔ بہرحال وجع کے معنی درد اور جھد کے معنی مشقت کے ہیں ۔ فقلت لا ای لا اجد شاة علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ عادم ھدی روزہ رکھ سکتا ہے ۔ بلکہ مریض کو تینوں میں سے ایک کا اختیار ہے ۔ البتہ افضل ھدی ہے ۔ امام بخاریؒ نصف صاع کی روایت نقل کر کے تنبیہ فرما رہے ہیں ۔ کہ نصف صاع قمح یعنی گندم مراد ہے ۔ جیسا کہ حدیث مسلم میں آیا ہے ۔ نصف صاع من طعام ۔ اگرچہ طبرانیؒ کی روایت سے نصف صاع من تمر معلوم ہوتا ہے ۔ مگر راوی کا تصرف ہے ۔ صحیح اور محفوظ یہی ہے ۔ نصف صاع من طعام ۔ الحدیث ۔

بَابُ النُّسُكُ شَاةٌ

ترجمہ ۔ نسک سے مراد بکری ہے ۔

حدیث نمبر ۱۵۹۸ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ اَنَّهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهِ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَم

فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ اَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلٰى طَمَعٍ اَنْ يَّدْخُلُوْا مَكَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ اَوْ يُهْدِيَ شَاةً اَوْ يَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ الخ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ وَقَمْلُهٗ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ مِثْلَهٗ۔

ترجمہ ۔ حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا جب کہ وہ جوئیں ان کے چہرہ پر گر رہے تھے ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں ۔ میں نے کہا ہاں ! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سر منڈانے کا حکم دیا ۔ جب کہ وہ حدیبیہ میں تھے ۔ اور آپؐ نے ان کے لئے واضح نہ کیا ۔ کہ وہ اس حلق سے حلال ہو جائیں گے ۔ درآنحالیکہ یہ لوگ مکہ میں داخل ہونے کی امید رکھتے تھے ۔ تو اللہ تعالٰے نے فدیہ یعنی کفارہ کا حکم نازل فرمایا ۔ تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ چھ مسکینوں کو ایک فرق یعنی تین صاع کی مقدار کھانا کھلائے یا بکری ذبح کرے یا تین دن کے روزے رکھے ۔ اور دوسری سند سے حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا جب کہ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں ۔ اس طرح روایت کی ہے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **انھم یحلون بہا الخ** اس سے مراد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حلق کی اجازت دے دی ۔ جب کہ وہ دخول مکہ کے منتظر تھے ۔ وہ اپنے احرام کو کچھ مدت تک لے جانا چاہتے تھے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں تھا ۔ کہ مشرکین مکہ ان کو دخول مکہ سے روک دیں گے ۔ اگر علم ہوتا تو آپؐ حلق کی اجازت نہ دیتے کیونکہ عارض احصار کی وجہ سے تحلل تو قریب تھا ۔ **الحاصل** ان کو حلق کا حکم دینا بسبب عذر کے تھا ۔ تحلل بالحصر کے قصد سے نہیں تھا ۔

فانزل اللہ الخ البتہ اللہ تعالٰے کو ضرور علم تھا کہ عارض حصر کی وجہ سے تحلل واقع ہوگا ۔ اس کے باوجود آیت فدیہ اس لئے نازل فرمائی تاکہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے آسانی ہو جائے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ لم تبین لهم یہ زیادتی راوی نے اس لئے ذکر فرمائی تاکہ واضح ہوجائے کہ یہ حلق عذر اذی کی وجہ سے ہوا۔ تحلل کے سبب نہیں ہوا۔ چنانچہ فقہاء نے اس پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ جس عورت کو اپنے حیض کا وقت معلوم ہو یا مریض کو اپنی بیماری کا وقت معلوم ہے۔ وہ اگر اول تھا۔ روزہ افطار کردیں۔ پھر یہ عوارض منکشف ہوں تو ان پر روزے کی قضا واجب ہو گی۔ جیسے حضرت کعب بن عجرہؓ پر کفارہ واجب کیا گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ بعد میں تحلل ہونے والا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَا رَفَثَ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب فلا رفث۔

حدیث نمبر ۱۵۹۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اس بیت اللہ کا حج کرنے کے ارادے سے آئے تو نہ جماع کی باتیں کرے اور نہ کوئی گناہ کرے۔ تو وہ ایسے واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ قرآن مجید میں فلا رفث کا لفظ ہے اور حدیث میں لم یرفث وارد ہے۔ اس رفث کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ رفث بول کر اس سے جماع مراد لیا جاتا ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ اور کبھی اس سے فحش گوئی مراد لی جاتی ہے۔ اور کبھی اس سے ذکر جماع مراد لیتے ہیں اور اور بعض نے کہا کہ ذکر الجماع مع النساء پر اطلاق ہوتا ہے مطلق نہیں۔ ان اقوال مختلفہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے فلا رفث کی تفسیر نہیں فرمائی۔ تاکہ حسب موقعہ معنی مراد لئے جائیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ رجع کما ولدتہ امہ۔ ظاہر ہے کہ اس سے صغیرہ گناہ مراد ہوں گے۔ اگر صغیرہ وکبیرہ دونوں مراد لئے جائیں۔ تو یہ بھی ممکن ہے کیونکہ موقف حج میں جو آپؐ نے دعائیں مانگی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیسری دعاء پر وہ بھی معاف کردیئے گئے البتہ حقوق العباد ساقط نہیں

لہ یعنی دن کے پہلے حصے میں

ہوں گے ۔جب تک صاحب حقوق ساقط نہ کردیں ۔ ہاں اگر توبہ صادقہ پائی جائے تو اللہ تعالیٰ صاحب حقوق کو راضی کرکے حقوق العباد ساقط فرما سکتے ہیں ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حج گناہوں کا کفارہ ہے ۔ اس مسئلہ میں بحث بہت طویل ہے ۔ قطب گنگوہیؒ نے اجمالی طور پر اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے ۔ اور کوکب دری میں بھی اسے بیان فرمایا ہے قاضی عیاض وغیرہ حضرات کا قول نقل کیا ہے ۔کہ اس پر تو سب حضرات کا اجماع ہے ۔کہ کبائر گناہ کا کفارہ توبہ ہے ۔اور روایات واردہ کو صغائر سے مختص کرتے ہیں ۔ البتہ بعض اعمال ایسے بھی ہیں جن سے کبائر کے محو ہونے کا امکان ہے جیسے حج وغیرہ ۔چنانچہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں اہلسنت کا اجماع ہے ۔کہ کبائر کا کفارہ توبہ ہے ۔ لیکن دین ساقط نہیں ہوگا ۔خواہ وہ دین اللہ تعالیٰ کا حق کیوں نہ ہو ۔ جیسے دین صلوٰۃ ۔ دین زکوٰۃ ۔ الحاصل شیخ گنگوہیؒ نے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ طاعات اور عبادات قائمین بالطاعات کے اعتبار سے مختلف ہیں ۔ بعض کی عبادت سبب کفارہ ہیں بعض کی نہیں کیونکہ بہت سے سونے والے ایسے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ مقام ہے اور بہت سے آدھی رات سے عبادت کرنے والے ہیں ۔جن کو سوائے بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ تو اسی بنا پر کما ولدتہ امہ کے معنی لئے جائیں گے ۔اس کی طرف شیخ مرحوم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ صغائر اور کبائر کا معاف ہونا بھی ممکن ہے ۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ

ترجمہ ۔ کہ حج میں گناہ اور جھگڑا کسی سے نہ کرے ۔

حدیث نمبر ۱۶۰۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ کی زیارت کے لئے نکلے تو وہ نہ بے ہودہ باتیں کرے اور نہ گناہ کے کام کرے تو وہ ایسے واپس لوٹے گا اس دن کی طرح جس دن اسے ماں نے جنا ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالیٰ لَاتَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ الآیہ

ترجمہ ۔ احرام کی حالت میں شکار کو قتل نہ کرو ۔ اور تم میں سے جس نے جان بوجھ کر شکار کو قتل کر دیا ۔ تو اس کا کفارہ اس جیسا چوپایہ ادا کرنا ہے ۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو عدل والے آدمی کریں ۔ ھدی بنا کر کعبہ تک پہنچاؤ ۔ یا کفارہ ہے ۔ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اس کے برابر روزہ رکھنا ہے ۔ عزیز ذو انتقام اور تمہارے لئے سمندری شکار حلال ہے ۔ اور اس کا طعام بھی تمہارے نفع کے لئے ہے ۔ الیہ تحشرون الخ

تشریح از شیخ گنگوہیؒ احل لکم صید البحر ۔ صید اس شکار کو کہتے ہیں جسے کسی آلہ سے سمندر سے لیا جائے ۔ طعام وہ ہے جو بغیر کسی جال اور کانٹے کے کسی کے ہاتھ آئے ۔ کہ خود سمندر اس کی طرف پھینک دے ۔

تشریح از شیخ زکریا صید اور طعام کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو تفسیر بیان فرمائی ہے وہ مسلک حنفیہؒ کے مطابق ہے ۔ امام بخاریؒ نے بھی ذبائح میں اس طرح تفسیر فرمائی ہے ۔ کہ صید وہ ہے جسے شکار کیا جائے اور طعام وہ ہے جسے سمندر پھینک دے یہ تفسیر شیخ گنگوہیؒ کی تفسیر کے موافق ہے ۔ باقی تفصیل اوجز میں دیکھئے ۔

بَابُ اِذَا اَصَادَ الْحَلَالُ فَاَهْدٰی لِلْمُحْرِمِ اَكَلَهٗ وَلَمْ يَرَ

ابْنُ عَبَّاسٍؓ وَ اَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَاْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ وَ الْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدْلُ ذٰلِكَ مِثْلُ فَاِذَا كُسِرَتْ عِدْلٌ فَهُوَ زِنَةُ ذٰلِكَ قِيَامًا قِوَامًا يَعْدِلُوْنَ يَجْعَلُوْنَ عَدْلًا ۔

ترجمہ ۔ جب کوئی غیر محرم شکار کر کے محرم کو بطور ھدیہ کے دے ۔ تو محرم اسے کھا سکتا ہے ۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اگر محرم ذبح کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ شرط یہ ہے کہ شکار نہ ہو ۔ جیسے اونٹ ۔ گائے ۔ بکری ۔ مرغی اور گھوڑے کا ذبح کرنا جائز ہے ۔ آگے عَدل بالفتح اور عِدل بالکسر میں فرق بیان کرتے ہیں کہ عدل کے معنی تو مساوات کے ہیں ۔ لیکن جب عین پہ کسرہ پڑھو تو عدل کے معنی گٹھڑی کے ہیں ۔ اور جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً بمعنی قواماً کے ہے ۔

یعنی اس کعبہ سے دین و دنیا کے امور کا قیام ہے۔ اور سورۃ انعام میں ثم الذین کفروا بربہم یعدلون یعنی یجعلون لہ عدلا ای مثلاً تعالی اللہ عنہ۔

حدیث نمبر ۱۷۰۱ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ انْطَلَقَ اَبِیْ عَامَ الْحُدَیْبِیَۃِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُہٗ وَلَمْ یُحْرِمْ وَحُدِّثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَدُوًّا یَغْزُوْہُ فَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِہٖ تَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَیْہِ فَطَعَنْتُہٗ فَاَثْبَتُّہٗ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَاَبَوْا اَنْ یُّعِیْنُوْنِیْ فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِہٖ وَخَشِیْنَا اَنْ نُّقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْفَعُ فَرَسِیْ شَاْوًا وَّاَسِیْرُ شَاْوًا فَلَقِیْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ غِفَارٍ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ قُلْتُ اَیْنَ تَرَكْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُہٗ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَآئِلٌ السُّقْیَا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَهْلَكَ یَقْرَءُوْنَ عَلَیْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَۃَ اللّٰہِ اِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ یُّقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَّعِنْدِیْ مِنْہُ فَاضِلَۃٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میرا باپ حدیبیہ والے سال روانہ ہوا ان کے ساتھیوں نے تو احرام باندھا لیکن انہوں نے نہ باندھا۔ درآنحالیکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ دشمن آپؐ سے جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے۔ میں بھی آپؐ کے اصحاب کے ہمراہ چل رہا تھا۔ کہ وہ ایک دوسرے کو ہنسا رہے تھے۔ پس اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گورخر ہے۔ جس پر میں نے حملہ کر دیا۔ اور اس کے ایسا نیزہ مارا کہ اسے ٹھہرنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے اُن سے مدد طلب کی۔ تو انہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ پس ہم نے حمار وحشی کا گوشت کھایا۔ اور ہمیں خطرہ لاحق ہوا۔ کہ ہم کہیں آپؐ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ تو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا شروع کیا۔ کچھ دیر تو میں اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا تھا اور کچھ دیر آہستہ چلاتا تھا۔ تو آدھی رات کے وقت قبیلہ بنی غفار کا ایک آدمی مجھے ملا۔ جس سے میں نے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑ آئے ہو۔ اس نے کہا چشمہ تعھن پر چھوڑ آیا ہوں۔ اور آپؐ کا ارادہ سقیا مقام

پر قیلولہ کرنے کا تھا۔ چنانچہ میں نے آپؐ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کے صحابہ آپؐ پر سلام پڑھتے ہیں۔ آپؐ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ ان کو خطرہ ہے کہ کہیں آپؐ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ پس آپؐ ان کا انتظار فرمائیں۔ میں نے یہ بھی کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک حمار وحشی کا شکار کیا ہے۔ اور میرے پاس اس کا بچا ہوا موجود ہے۔ تو آپؐ نے قوم سے فرمایا۔ کھاؤ۔ حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ وهو غير الصيد یعنی مذبوح شکار نہیں تھا اگر شکار ہوتا تو محرم کو اس کے ذبح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ فهو زنة ذلك یعنی عِدل بکسر العین کہ معنی وزن میں دوسرے چیز کے مساوی ہوتا۔ پس اس سے اس چیز کی طرف اشارہ کیا جو یہاں پہ مذکور نہیں ہے۔ یعنی بوجھ کے دو پلڑوں میں سے ایک جس کو عِدلین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فاحرم اصحابه وهو غير محرم ظاہر یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی ضرورت کے لئے میقات کے اندر بھیجا تھا۔ تو جب وہ میقات میں سے گذرے تو ان کا مقصد دخولِ مکہ نہیں تھا۔ بلکہ کام سے فارغ ہو کر واپس مدینہ جانا چاہتے تھے۔ لیکن جب کام سے فارغ ہو گئے۔ تو پھر دخولِ مکہ کا قصد کر لیا۔ تو اس کا حکم اس شخص کا ہو گا جو داخل میقات ہو۔ تو وہ حل سے جہاں سے چاہیں احرام باندھ سکتے ہیں۔

خشينا ان تقتطع کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہو جائیں کہ قلیل ہونے کی وجہ سے دشمن ہمیں قتل کر دے گا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں سے جو کثیر تھے ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ واسير شأواً یعنی بسير معتاد عادت کے مطابق چلنا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ آپؐ کے ساتھ روانہ نہیں ہوئے تھے بلکہ اہل مدینہ نے ان کو اطلاع دینے کے لئے بھیجا تھا۔ کہ کچھ قبائل عرب مدینہ لوٹ مار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو روحاء مقام تک پہنچنے سے پہلے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو آپؐ نے دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے ساحل البحر کی طرف بھیجا۔ چنانچہ قاحہ کے مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر محرم کو صدقات وصول کرنے کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ وہ عسفان واپس پہنچے۔ اس طرح سب روایات جمع ہو جائیں گی۔

اور یہ حدیبیہ کے سال کا واقعہ ہے۔ یہی مشہور ہے۔

تشریح از قاسمی | **جزاء مثل ما قتل من النعم** الخ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں اگر صید مقتول کا مثل موجود ہو جیسے شتر مرغ کا مثل ابل ہے۔ نیز ائمہ ثلاثہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ تعیین ھدی۔ اطعام اور صیام میں اختیار حکمین عدلین کو ہے۔ مثل میں مثل معتبر ہے ورنہ جو قیمت وہ مقرر کر دیں وہی دینی پڑے گی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ بہر صورت قیمت واجب ہے۔ اگرچہ اس کی مثل بھی موجود ہو۔ تو پھر اس قیمت سے ھدی خرید کرے۔ یا کھانا کھلائے یا قیمت کا صدقہ کرے۔ شیخینؒ فرماتے ہیں کہ قاتل کو اختیار ہے جس چیز کا تعین کرے۔ کیونکہ وجوب اسی پر ہے۔ تو تعیین کا اختیار بھی اسی کو ہوگا۔ جیسا کہ یمین میں اسی کو اختیار ہے۔ تعھن ایک چشمہ ہے جو سقیا رسے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور سقیا رمکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بڑی بستی ہے۔

بَابُ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُونَ صَيْدًا فَضَحِكُوا فَفَطِنَ الْحَلَالُ

ترجمہ۔ محرم شکار کو دیکھ کر ہنس پڑیں اور غیر محرم سے سمجھ جائے کہ شکار ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۲ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يَقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُونَكَ فَانْظُرْهُمْ

فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اِصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَّاِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن ابی قتادہؓ سے مروی ہے کہ ان کے باپ نے حدیث بیان کی۔ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ والے سال چلے۔ آپؐ کے اصحابؓ نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا۔ کیونکہ ہمیں غیقہ میں دشمن کے حملہ کی خبر دی گئی۔ تو ہم ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرے ساتھیوں نے حمار وحشی کو دیکھا تو ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ تو میں نے بھی نظر کر کے اسے دیکھ لیا۔ پس میں نے گھوڑے سے اس پر حملہ کر دیا۔ میں نے اس کو ایک ایسا نیزہ مارا جس سے میں نے اسے اسی جگہ ٹھہرا لیا۔ پس میں نے ان سے مدد طلب کی لیکن ان حضرات نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ پس اس میں سے ہم نے کھایا۔ پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ ہمیں خطرہ تھا کہ دشمن کی وجہ سے ہم ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔ اس لئے میں اپنے گھوڑے کو تھوڑی دیر دوڑاتا تھا اور کچھ دیر اس پر آہستہ چلتا تھا۔ مجھے آدھی رات کے وقت بنی غفار کا ایک آدمی ملا۔ میں نے اس سے پوچھا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا۔ اس نے کہا کہ میں نے تعہن میں چھوڑا جب کہ آپؐ سقیا مقام میں قیلولہ کرنے والے ہیں۔ پس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہتا تھا۔ حتیٰ کہ میں آپؐ تک پہنچ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ کے اصحاب نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ آپؐ پر سلام پڑھتے ہیں اور آپؐ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ان کو خطرہ تھا کہ کہیں ہم دشمن کی وجہ سے آپؐ سے جدا نہ ہو جائیں۔ اس لئے آپؐ ان کا انتظار فرمائیں چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! بے شک ہم نے حمار وحشی کا شکار کیا۔ اور ہمارے پاس اس کا کچھ بچا ہوا موجود ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ کھاؤ۔ حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

تشریح از قاسمی | ان نقتطع یعنی کہیں دشمن ہمیں آپؐ سے جدا نہ کر دے۔ کیونکہ آپؐ ہم سے پہلے چلے گئے تھے۔

بَابُ لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ

ترجمہ۔ محرم شکار کے قتل کرنے میں غیر محرم کی مدد نہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ سَمِعَ اَبَا قَتَادَةَ رضی قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى ثَلٰثٍ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِيْ وَقَعَ سَوْطُهٗ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ اِنَّا مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاَخَذْتُهٗ ثُمَّ اَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَّرَاءِ اَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهٗ فَاَتَيْتُ بِهٖ اَصْحَابِيْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَاْكُلُوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَمَامَنَا فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ كُلُوْهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اِذْهَبُوْا اِلٰى صَالِحٍ فَسَلُوْهُ عَنْ هٰذَا وَغَيْرِهٖ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هٰهُنَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قاحہ میں تھے جو مدینہ سے تین مراحل پہ ہے۔ دوسری سند سے حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام قاحہ میں تھے۔ بعض ہم میں سے احرام والے تھے اور بعض احرام والے نہیں تھے۔ پس میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو کوئی چیز دکھا رہے ہیں پس میں نے بھی دیکھا کہ وہ حمار وحشی ہے۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ ان کا چابک گر پڑا تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم تو اس پہ تیری کسی طرح سے امداد نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم تو احرام والے ہیں۔ تو میں نے خود پکڑ کر اسے لے لیا۔ پس میں ایک ریت کے ٹیلہ سے پیچھے سے میں حمار وحشی کے پاس آیا۔ پس میں نے اسے قتل کر دیا۔ اور اسے میں اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا۔ تو بعض نے کہا کہ تم اسے مت کھاؤ۔ تو میں اس کو لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ جب کہ آپؐ ہمارے آگے کسی مقام پہ تھے۔ تو میں نے آپؐ سے فتویٰ پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا کھاؤ حلال ہے۔ عمروؒ نے ہمیں کہا کہ تم صالح کے پاس جاؤ اور ان سے اس کے متعلق پوچھو اور ان کے علاوہ بھی پوچھو وہ اس جگہ

ہمارے پاس آئے ہوئے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ یعنی دقع سوطہ لفظ یعنی بعض رواۃ نے زیادہ کیا ہے۔کیونکہ ان کے استاذ نے بعینہ یہ لفظ ذکر نہیں کیا۔خلاصہ یہ ہے کہ اس سے اشارہ کرنا ہے کہ استاذ کے کلام کے معنی تو وہی ہیں جو میں نے ذکر کر دیئے البتہ خصوصی لفظ یاد نہیں رہا۔ قال لنا عمرو یعنی استاذ عمرو جس دن یہ حدیث بیان کر رہے تھے وہ مکہ معظمہ آئے ہوئے تھے۔شاگردوں کو حکم دیا۔کہ وہ حضرت استاذ صالح سے اس حدیث اور دیگر امور ان سے سن لیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ لا نعینک علیہ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو اس کا علم تھا کہ محرم شکار کرنے میں کسی قسم کی امداد نہیں کر سکتا۔

قال لنا عمروؒ اس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ ان کے ضبط کی تائید ہو جائے۔کہ صالح بن کیسان سے ان کا سماع ہے۔صالح بن کیسان مدنی تھے۔جو مکہ میں تشریف لائے تھے۔تو عمرو بن دینارؒ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ خود میرے استاذ سے سن لیں۔

تشریح از قاسمی مسند ابو عوانہ میں ہے فتناولتہ بشیٔ فاخذتہ یعنی چابک کو پہلے کسی چیز سے لے کر اس کو پکڑ لیا۔تو اب وہ اعتراض رفع ہو گیا کہ تناولتہ کے بعد اخذتہ کی کیا ضرورت تھی۔

بَابُ لَا يُشِيْرُ الْمُحْرِمُ اِلَى الصَّيْدِ لِكَىْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

ترجمہ۔کوئی احرام والا شکار کی طرف اشارہ نہ کرے تاکہ حلال اسے شکار کر لے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۴ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوْا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِّنْهُمْ فِيْهِمْ اَبُوْقَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى نَلْتَقِيَ فَاَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا اَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ اِلَّا اَبُوْقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ اِذْ رَاَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ اَبُوْقَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَّحْمِهَا وَقَالُوْا اَنَاْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ اَبُوْقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ

فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْقَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا اَنَاْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ مِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهُ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوقتادہ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کی نیت سے روانہ ہوئے تو صحابہ کرام بھی آپؐ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تو جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان میں ایک گروہ کو پھیر دیا۔ جن میں حضرت ابوقتادہ بھی تھے۔ جن سے آپؐ نے فرمایا کہ وہ سمندر کے کنارہ کنارہ پکڑیں یہاں تک کہ ہم سے آکر ملیں۔ چنانچہ انہوں نے سمندر کا کنارہ اختیار کیا۔ تو جب یہ لوگ لشکر سے پھر گئے۔ تو باقی سب نے احرام باندھا صرف ابوقتادہ نے نہ باندھا۔ پس اس اثنا میں کہ وہ چل رہے تھے۔ کہ انہوں نے کئی حمار وحشی دیکھے۔ تو ابوقتادہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک مادہ حمار وحشی کو قتل کر دیا چنانچہ وہ سواریوں سے اترے اور اس کے گوشت کو کھالیا۔ وہ پھر کہنے لگے ہم تو محرم ہیں۔ کیا ہم شکار کا گوشت کھاسکتے ہیں۔ چنانچہ بچا کھچا گوشت اپنے ساتھ اٹھالیا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے یارسول اللہ بے شک ہم نے تو احرام باندھ رکھا تھا لیکن ابوقتادہ نے نہیں باندھا تھا ہم نے حمار وحشیوں کی ایک ٹولی دیکھی جس پر ابوقتادہ نے حملہ کر دیا۔ جن میں سے ایک مادہ حمار وحشی کو قتل کر دیا۔ پس ہم اترے اور اس کا گوشت کھالیا۔ پھر ہم کہنے لگے کہ کیا ہم محرم ہوکر اس شکار کا گوشت کھاسکتے ہیں۔ اور ہم اس کے گوشت کا کچھ حصہ اٹھاکر لائے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یا اس کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے کہا نہیں جس پر آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم اس حمار وحشی کا بچا ہوا گوشت کھا سکتے ہو۔

تشریح از قاسمی | خرج حاجًا یہ لفظ غلط ہے۔ کیونکہ حج الوداع میں تو آپ کے ساتھ جمع کثیر تھی۔ اور وہ ساحل سمندر کے راستہ کوئی نہیں گیا۔ بلکہ شاہراہ عام پر چلتے رہے بلکہ یہ ایک عمرہ کا واقعہ ہے۔ تو حاجًا بمعنی قاصدًا کے ہوگا۔ عمرہ میں بھی قصد بیت اللہ پایا جاتا ہے۔

بَابُ اِذَا اَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَّحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ

ترجمہ۔ جب کوئی محرم کو حمار وحشی زندہ ہدیہ کے طور پر دے تو اسے قبول نہ کرے ۔

حدیث نمبر ۱۶۰۵ حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَۃَ اللَّیْثِیِّ اَنَّہٗ اَھْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِیًّا وَھُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّہٗ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَاٰی مَا فِیْ وَجْھِہٖ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّہٗ عَلَیْکَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت صعب بن جثامہ لیثی سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کہ آپؐ ابواء یا ودان کے مقام میں تھے تو ایک حمار وحشی پیش کیا۔ تو آپ نے اسے واپس کر دیا جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے آثار ان کے چہرے میں دیکھے تو فرمایا ہم نے اسے آپ پر اس لئے واپس کیا کہ ہم احرام والے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | حمارا وحشیا حیا | اس سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حدیث میں جو حمارا وحشیا وارد ہے اس سے زندہ حمار مراد ہے مگر بعض روایات میں یہ الفاظ وارد ہیں ارسلہ الیہ بعد ذبحہ اگرچہ حدیث باب تو تاویل کی محتاج نہیں۔ البتہ جن روایات میں یہ الفاظ وارد ہیں تو ان کی تاویل کی جائے گی

تشریح از شیخ زکریاؒ | بلکہ بعض روایات میں لحم حمار وحش کے الفاظ ہیں۔ تو ان کو تعدد واقعات پر محمول کیا جائے گا۔ بعض حضرات نے وجوہ ترجیح بیان فرمائی ہیں اور بعض نے جمع بین الروایات کی صورت بیان کی ہے جن کی تفصیل اوجز المسالک میں ملے گی۔ امام بخاریؒ نے جو حمارا وحشیا حیا ذکر کیا ہے اس سے جمع بین الروایات کی صورت بیان کی ہے۔ اس لئے آنجناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ابوقتادہ سے قبول فرمایا تھا وہ مذبوح تھا جس کو رد کیا وہ زندہ تھا۔

بَابُ مَا یَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

ترجمہ۔ محرم کون کون سے جانور مار سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۶ حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَیْسَ عَلَی الْمُحْرِمِ فِیْ قَتْلِھِنَّ جُنَاحٌ بِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِسَنَدٍ آخَرَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ قَالَتْ حَفْصَۃُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ

عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ اَلْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ ۔

ترجمہ ۔ کئی سندوں کے واسطہ سے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں ۔ کہ انہوں نے بی بی حفصہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۔ وہ فرماتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ پانچ جانور ہیں جن کے قتل کرنے پر کوئی تنگی نہیں ہے ۔ کوا ۔ گدھ ۔ چوہا ۔ بچھو اور باؤلا کتا ۔

حدیث نمبر ۱۶۰۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يَقْتُلُهُنَّ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ پانچ جانور ہیں جو سب کے سب موذی ہیں ۔ جن کو حرم میں قتل کیا جا سکتا ہے ۔ کوا ۔ گدھ ۔ بچھو ۔ چوہا اور باؤلا کتا ۔

حدیث نمبر ۱۶۰۸ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ بِمِنًى اِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَاِنَّهُ لَيَتْلُوْهَا وَاِنَّهُ لَيَتْلُوْهَا وَاِنِّيْ لَاَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوْهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرَدْنَا بِهٰذَا اَنَّ مِنًى مِنَ الْحَرَمِ وَاَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَاْسًا ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ کے ایک خیمہ میں تھے ۔ کہ اچانک آپؐ پر سورۃ والمرسلات الخ اتری ۔ اور ابھی آپؐ اس کی تلاوت کر رہے تھے اور میں آپؐ کے منہ مبارک سے اُسے حاصل کر رہا تھا اور ابھی آپ اس سورۃ کے ساتھ رطب اللسان یعنی آپؐ کا منہ اس سے تر تھا کہ اچانک ایک سانپ ہم پر کودا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو ۔ پس ہم نے اس پر حملہ کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی کہ وہ بھاگ کر چلا گیا ۔ جس پر آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ وہ سانپ تمہارے شر سے بچ گیا ۔ جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے ۔ امام بخاریؒ نے فرمایا اس حدیث سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ منیٰ حرم میں سے ہے ۔ اور صحابہ کرامؓ سانپ کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے ۔

حدیث نمبر ۱۶۰۹ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَیْسِقٌ وَلَمْ اَسْمَعْہُ اَمَرَ بِقَتْلِہٖ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کرلا کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ موذی ہے۔ لیکن میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا اس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ انما اراد بھذا ان منی من الحرم امام بخاریؒ کی اس سے غرض یہ ہے کہ خمس فواسق میں حصر نہیں ہے اور موذی جانور کا قتل کرنا بھی جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ واضح ہے۔ ہاں باقی مطابقۃ الحدیث بالترجمہ ہے۔ کیونکہ حدیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے معلوم ہو۔ کہ محرم کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ لیلۃ عرفہ کا ہے۔ جس میں حالت احرام کی واضح ہے جیسے منیٰ کے لفظ سے حرم کے اندر ہونا واضح ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد بھی ہو گیا جو کہتے ہیں کہ قتل حیہ کا واقعہ طواف افاضہ کے بعد پیش آیا۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے حرم اور احرام میں خمس دواب کا قتل کرنا جائز ثابت ہوا۔ جمہور کے نزدیک ان کی تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر موذی جانور کا قتل کرنا جائز ہے جیسے شیر۔ بھیڑیا وغیرہ کلب عقور میں داخل ہیں۔ امام مالکؒ تخصیص کے قائل ہیں۔ لہذا وہ کرلا کے قتل کرنے کی محرم کو اجازت نہیں دیتے اگر کوئی قتل کر دے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔ چنانچہ درمختار میں ہے جمیع ھوام الارض کا یہی حکم ہے کیونکہ نہ تو وہ شکاری جانور ہیں اور نہ ہی بدن سے پیدا شدہ اس طرح حملہ آور درندہ کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کے حملہ کا دفاع قتل سے کیا جائے۔ اگر دفاع قتل کے بغیر ممکن ہو پھر قتل کر دے تو اس کا کفارہ لازم ہو گا۔

فویسق فاسق کی تصغیر ہے اس سے ترجمہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کے قتل کرنے کی اجازت ہے۔ مگر حضرت عائشہؓ نے اس کو آپ سے نہیں سنا کہ آپؐ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہو البتہ دوسری روایت میں اس کے قتل کرنے کی تصریح ہے۔ ابن عبدالبر نے اس کے قتل پر اتفاق نقل کیا ہے۔

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ

ترجمہ۔ حرم کے درخت کو نہ کاٹا جائے۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حرم کا کانٹا بھی نہ کاٹا جائے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدُ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ خَرْبَةٌ بَلِيَّةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوشریح عدوی سے مروی ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید عامل مدینہ سے کہا جب کہ وہ مکہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا اے امیر اگر مجھے اجازت ہو تو میں آپ کو ایک پیغام بیان کروں جو فتح مکہ کی دوسری صبح کو آپؐ اس کو لے کر کھڑے ہوئے۔ جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا میرے دل نے اسے محفوظ کیا اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیغام کو بول رہے تھے میری آنکھوں نے آپؐ کو دیکھا۔ کہ آپ نے اللہ کی حمد اور آپ کی ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے لوگوں میں سے کسی نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔ پس کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ جو اللہ پر اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے اور نہ ہی اس میں کوئی درخت کاٹے۔

اگر کوئی شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال سے رخصت حاصل کرنا چاہیئے۔ تو اس سے کہہ دو۔ کہ اللہ تعالٰی نے آپؐ کو اجازت دی جس نے تمہیں نہیں دی۔ اور آپؐ کو بھی اللہ تعالٰی نے صرف دن کی ایک گھڑی میں اجازت دی۔ پھر اس کی حرمت آج بھی اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح حرمت کل تھی۔ پس چاہیئے کہ حاضر اسے غائب تک پہنچا دے۔ تو حضرت ابو شریحؓ سے پوچھا گیا۔ کہ عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا۔ فرمایا کہ اس نے کہا اس مسئلہ کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے ابو شریح حرم کسی نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ہی اس شخص کو جو خون بہا کر بھاگ کر آیا ہو۔ یا جو تخریب کاری کر کے بھاگ کر آیا ہو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ خربۃ کے معنی مصیبت اور تخریب کاری کے ہیں۔ اس کے آخر میں ہے کہ ابو شریح نے فرمایا میں حاضر تھا تو موجود نہیں تھا۔ اور حضورؐ نے اپنا یہ حکم پہنچانے کا ہمیں حکم دیا جو میں نے پہنچا دیا۔ پس انہوں نے اس کی موافقت نہ کرتے ہوئے اس کو اعلیٰ صوت (اونچی آواز) سے رد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن حضرت ابن زبیرؓ نہ عاصی تھے بلکہ وہ تو خلیفہ تھے۔ اور نہ ہی کسی کا خون بہا کر آئے تھے اور نہ ہی تخریب کاری تھی۔ یہ عمرو بن سعید کی چالاکی تھی تاکہ یزید بن معاویہ راضی ہو جائے۔

بَابُ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ

ترجمہ۔ کسی حرم کے شکار کو بھڑکا کر بھگایا نہ جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ اَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے۔ نہ تو میرے سے پہلے کسی کے لئے حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا میرے لئے بھی دن کی صرف ایک گھڑی کے لئے اسے حلال قرار دیا گیا تھا۔ اب تو اس کی سبز گھاس کاٹی جائے۔

اور نہ ہی اس کا کوئی درخت کاٹا جائے۔ اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے۔ مگر اس کی تعریف کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ جس پہ حضرت عباسؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کترن بوٹی (اذخر) کو مستثنیٰ فرما دیجئے اس لئے کہ وہ ہمارے زرگروں کے لئے اور ہماری قبوروں میں استعمال ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اذخر مستثنیٰ ہے۔ حضرت عکرمہ نے فرمایا جانتے ہو کہ لاینفر صیدھا کے کیا معنی ہیں وہ یہ کہ تو کسی شکاری جانور کو سائے سے جدا کرے اور خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لاینفر صیدھا اس سے مقصود کو صرف الگ کرنے میں بند کرنا نہیں ہے بلکہ تنفیر عام ہے جو تنحیہ الگ کرنے کو بھی شامل ہے تو اس سے مافوق کو بھی شامل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضرت عکرمہ کا مقصد یہ ہے کہ اس کے تلف کرنے اور ہر قسم کی تکلیف دینے سے روکا گیا ہے۔ تو یہاں ادنیٰ سے اعلیٰ تک تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ لیکن حضرت عطاءؒ اور مجاہدؒ نے حضرت عکرمہ کی مخالفت کی۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بھگا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک کہ قتل تک نوبت نہ پہنچے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ایک شیخ اہل مکہ سے نقل کیا ہے کہ ایک کبوتر ان کے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا جس نے عمرؓ کے ہاتھ پہ بیٹ کر دی۔ تو عمرؓ نے ہاتھ سے ایسا اشارہ کیا۔ وہ اڑ کر کسی گھر میں گھس گیا۔ سانپ نے اس کو کھا لیا تو عمرؓ نے ایک بکری بطور کفارہ کے ادا کی۔ ایسا واقعہ حضرت عثمانؓ سے بھی منقول ہے۔

تشریح از قاسمی لایختلی ے خلاھا خلا سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ اختلاء کے معنی گھاس کاٹنے کے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے خشک گھاس کا کاٹنا جائز ہوگا۔ لیکن بعض طرق میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ولا یختش ے حشیشھا کہ اس کی خشک گھاس بھی نہ کاٹی جائے۔ لیکن ہدایہ میں ہے۔ قطع حشیش الحرم اور اس کے درخت کا کاٹنا بھی ممنوع ہے کیونکہ وہ مملوک نہیں اور نہ ہی ممانیتہ الناس میں سے ہو تو اس پہ قیمت کا ادا کرنا لازم ہوگا۔ البتہ خشک گھاس پہ کچھ نہیں ہے لقطہ مکہ میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مکہ کے لقطہ کا حکم بھی باقی شہروں کے لقطہ کی طرح ہے۔ لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ لاتحل ے البتۃ یعنی ے ابداً پانے والے کے لئے صرف اعلان کرنا ہے۔

بَابُ لَا یَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَکَّۃَ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں لڑائی دنگا کرنا حلال نہیں ہے۔

وَقَالَ اَبُوْ شُرَیْحٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَسْفِكُ بِھَا دَمًا

ترجمہ۔ ابو شریحؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ میں خون نہ بہائے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۲ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ افْتَتَحَ مَکَّۃَ لَا ھِجْرَۃَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا فَاِنَّ ھٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَاِنَّہٗ لَمْ یَحِلَّ الْقِتَالُ فِیْہِ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقْطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا قَالَ الْعَبَّاسُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّہٗ لِقَیْنِھِمْ وَلِبُیُوْتِھِمْ قَالَ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح کر لیا۔ تو فرمایا اب مکہ سے ہجرت فرض نہیں رہی۔ لیکن ہجرت کا ثواب یا تو جہاد میں ہے یا اس کی نیت میں ہے۔ پس جب تمہیں امام کسی جہاد کے لئے چلنے کا بلاوا دے تو جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو جاؤ۔ پس یہ ایک شہر ہے جسے اللہ تعالےٰ نے حرام قرار دیا ہے جس دن سے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ وہ اللہ تعالےٰ کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ اور میرے سے پہلے کسی کے لئے اس میں جنگ کرنا حلال نہیں تھا۔ اور میرے لئے صرف ان کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ اب وہ اللہ کی حرمت سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ پس اس کا کانٹا تک نہ کاٹا جائے۔ اور اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی کسی گری پڑی چیز کو اٹھائے مگر ہاں جو شخص تعریف کے لئے اٹھائے تو جائز ہے۔ اور اس کی گھاس بھی نہ کاٹی جائے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا یا رسول اللہ مگر اذخر کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ کیونکہ وہ ہمارے لوہاروں کے لئے اور اپنے گھروں کی چھتوں کے لئے ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مگر اذخر یعنی کترن بوٹی کی اجازت ہے۔

تشریح از قاسمی لا ھجرۃ مکہ جب سے اسلام بنا ہے اس وقت سے ہجرت مکہ دارالاسلام سے فرض نہیں رہی۔ لیکن ہجرت من دارالحرب الی دارالاسلام باقی ہے الی یوم القیامۃ الخ لکن لکم جہاد ونیۃ الخیر میں ہجرت کا ثواب موجود ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَيَتَدَاوَى مَالَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ

ترجمہ۔ محرم کے لئے پچھنے لگوانا کیسا ہے۔ ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے کو احرام کی حالت میں داغ لگایا۔ اور ایسی چیز کے ساتھ علاج کر سکتا ہے۔ جس میں خوشبو نہ ہو۔ ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ حجامۃ اور کئی عند الضرورۃ جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۳ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۴ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الخ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن بحینہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں لحی جمل کے مقام پر اپنے سر کے درمیانی حصہ پر پچھنے لگوائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ وسط راس میں پچھنے تو لگوائے لیکن آپؐ نے بال منڈانے کی وجہ سے کفارہ ادا فرمایا۔ پھر فدیہ بھی پورا ادا کیا جائے گا۔ اگرچہ تمام سر کا حلق نہ کرایا ہو۔ کیونکہ یہ عضو مقصود کی حجامت متصور ہوگی۔ تو نفع حاصل کرنا مکمل ہوگیا۔ اگرچہ محلوق عضو کامل نہیں ہے۔ بنا بریں ارتفاق کی وجہ فدیہ کامل واجب ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حجامت وسط راس اور ظہر قدم پر ثابت ہے جس کو تعدد واقعات پر محمول کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے پہلا واقعہ حجۃ الوداع کا ہو اور دوسرا کسی عمرہ

کا ہو۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ اگر حجامت بغیر بال کاٹنے کے ہو۔ تو بغیر فدیہ کے جائز ہے۔ اگر قطع شعر کی ضرورت پڑے تو بال کاٹ سکتا ہے مگر کفارہ دینا ہوگا۔ یہی ائمہ ثلاثہؒ کا قول ہے۔ البتہ صاحبین فرماتے ہیں کسی چیز کا صدقہ کر دے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ موضع محاجم کا حلق کرنے سے امام صاحبؒ کے نزدیک دم لازم آئے گا اور صاحبین کے نزدیک صدقہ دینا ہوگا۔ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ حجامت کے لئے حلق راس کرے اگر کسی اور وجہ سے ہو تو بالاتفاق صدقہ واجب ہے۔ البتہ اگر قدر ربع رقبہ ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ اسی کی طرف شیخ گنگوہیؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔ ان الغدیۃ فی ذلک تکمل فریقین کے دلائل اوجز میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

لحی جمل مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ کے قریب ہے۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

ترجمہ۔ احرام والے کا شادی کرنا۔

حدیث نمبر ۱۶۱۵ حَدَّثَنَا ابُو الْمُغِيرَةِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ سے نکاح کیا۔

تشریح از قاسمی ابراہیمؒ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ وغیرہم حضرات نے اس حدیث سے استدلال قائم کیا۔ کہ محرم کے لئے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن جب تک حلال نہ ہو اس سے ہم بستری نہ کرے۔ ائمہ ثلاثہؒ نکاح کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر نکاح کر لیا تو باطل ہوگا۔ ان کا استدلال مسلم کی روایت سے ہے۔ جس میں ہے لا ینکح المحرم ولا ینکح غیرہ ولا یخطب کہ محرم نہ تو خود نکاح کر سکتا ہے نہ کسی دوسرے کا نکاح کرا سکتا ہے اور نہ اس کے خطبہ کیا جا سکتا ہے جس کی تفصیل عینی میں ہے۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رض لَاتَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ اَوْزَعْفَرَانٍ

ترجمہ۔ احرام والے مرد اور عورت کے لئے کون سی خوشبو منع ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ احرام والی عورت

ایسا کپڑا نہ پہنے جو ورس اور زعفران سے رنگا ہوا ہو۔ ورس زرد رنگ خوشبودار اور زعفران سرخ رنگ خوشبودار۔

حدیث نمبر ۱۶۱۶ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وَكَانَ يَقُولُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ یا رسول اللہ آپؐ ہمیں احرام میں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قمیص نہ پہنو۔ اس طرح سلواریں نہ پہنو۔ اور پگڑیاں نہ باندھو۔ اور نہ ہی چغے پہنو۔ مگر جس شخص کے دونوں جوتے نہ ہوں۔ تو وہ موزے پہنے اور ان کا نچلا حصہ ٹخنوں تک کاٹ دے۔ اور ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران اور ورس سے رنگا گیا ہو۔ اور احرام والی عورت نقاب نہ اوڑھے اور نہ ہی دستانے پہنے۔ موسیٰ بن عقبہ نے نقاب قفازین میں عبداللہ کی متابعت کی ہے اور عبیداللہ نے صرف لا ورس کہا ہے اور کہتے تھے احرام والی نقاب نہ اوڑھے اور نہ دستانے پہنے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ لا تنتقب المحرمۃ اور لیث نے ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۷ حدثنا قُتَيْبَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تُغَطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک احرام والے شخص کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی۔ جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اس کو نہلاؤ اور کفناؤ۔ لیکن اس کے سر کو نہ ڈھانکو۔ اور نہ ہی خوشبو اس کے قریب لے جاؤ۔ کیونکہ وہ تلبیہ کہتے ہوئے احرام باندھے ہوئے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

تشریح از قاسمی شوافعؒ اور حنابلہؒ نے اس حدیث سے استدلال کیاہے کہ میت اپنے احرام میں باقی رہتاہے۔ اس لئے سِلا ہوا کپڑا اسے نہ پہنایا جائے۔ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپا جائے اور نہ ہی اسے خوشبو لگائی جائے لیکن احنافؒ اور مالکیہؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس کی موت سے احرام ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو زندہ کے ساتھ کیا جاتاہے۔ اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ تھا جس میں عموم نہیں ہے کیونکہ اس کی علت بیان ہوئی۔ یبعث یوم القیامۃ ملبیاً اور اس کا وجود دوسرے میں نہیں پایا جاتا اگر اس کو احرام پر باقی مانا جائے تو بقیہ مناسکِ حج بھی اس کے پورے کئے جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

بَابُ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ

ترجمہ۔ احرام کے لئے غسل کرنا کیسا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرَى ابْنُ عُمَرَؓ وَ عَائِشَةُؓ بِالْحَكِّ بَاْسًا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ محرم حمام میں داخل ہو سکتاہے۔ ابن عمرؓ اور عائشہؓ کھجلانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍؓ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍؓ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ فَاَرْسَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اِلَى اَبِي اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِي اِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُو اَيُّوبَ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهٗ حَتّٰى بَدَا لِي رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور مسور بن مخرمہ نے ابوار کے مقام

پر اختلاف کیا۔ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ محرم اپنے سر کو دھو سکتا ہے۔ اور حضرت مسورؓ فرماتے کہ محرم اپنے سر کو نہ دھوئے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس بھیجا جس کو قرنین کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا جو کپڑے سے پردہ بنائے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا کہ عبداللہ بن حنین ہوں مجھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں سر کو کیسے دھوتے تھے۔ تو حضرت ابوایوبؓ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اور اسے نیچے کیا۔ یہاں تک کہ آپ کا سر میرے لئے ظاہر ہو گیا۔ تو آپؐ نے اس آدمی سے فرمایا۔ جو آپ پر پانی بلیٹ رہا تھا کہ پانی بلٹو۔ اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو ملا۔ دونوں ہاتھ آگے بھی لے گئے اور پیچھے بھی لائے۔ پس فرمایا کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ حرک رأسه بیدیه یعنی سر کو اس طرح ملا کہ بال نہ ٹوٹنے پائیں من ھذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ننگے نہیں ہوئے تھے ورنہ کلام نہ کرتے۔

تشریح از شیخ زکریا شیخ گنگوہیؒ نے تعری کے وقت کلام نہ کرنے کو ترجیح دی ہے جس کا احتمال حدیث میں ہے۔ اکثر شراح کا میلان اس طرف ہے کہ ایسی حالتِ تعری میں کلام کرنا جائز ہے لیکن میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضرت ابوایوبؓ مستتر تھے جس پر قال لانسان اصبب تو ایسی صورت میں نہ کلام ممنوع نہ ردِ سلام ممنوع ہے۔ اور وہ کپڑا جس کو انہوں نے نیچے کیا تھا وہ چادر نہیں تھی بلکہ وہ کپڑا تھا جس سے پردہ کر رکھا تھا وہ ستر کے لئے نہیں تھا کیونکہ وہ ننگے نہیں تھے۔ بلکہ وہ کپڑا دھوپ، ہوا اور غبار سے بچنے کے لئے تھا۔

حرک رأسه بیدیه قرطبیؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ غسل میں دلک یعنی ملنا ضروری ہے۔ کیونکہ غسل اس کے بغیر تام نہیں ہوتا تو محرم کے لئے اس کا ترک کر دینا ضروری ہے کہ کہیں بال نہ اکھڑ جائیں۔ البتہ داڑھی کے بالوں کا خلال مستحب ہے۔ درحقیقت علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ۔ شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ کہ دلک یعنی ملنے میں کوئی حرج نہیں۔ جمہور کا یہی مسلک ہے البتہ امام مالکؒ اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ جنبی کے لئے غسل راس بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ غیر جنابت میں اختلاف ہے۔ اگرچہ فعل ابوایوبؓ میں صراحت نہیں ہے۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سوال غسل بلا احتلام کے

متعلق تھا۔

بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ

ترجمہ۔ جب محرم کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۹ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الخ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو عرفات میں خطبہ دے رہے تھے۔ جس شخص کو جوتے نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور جس کو لنگی نہ ملے وہ احرام کے لئے سلوار پہن لے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے۔ فرمایا کہ قمیص نہ پہنے اور نہ ہی پگڑیاں باندھے اور نہ ہی سلواریں پہنے اور نہ ہی لمبی ٹوپیاں پہنے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جو زعفران اور ورس سے رنگا ہوا ہو۔ اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے۔ البتہ ان کو کاٹ لے یہاں تک کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ۔

ترجمہ۔ جب لنگی نہ ملے تو سلوار پہنے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۱ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ

فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ہمیں خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ جس شخص کو لنگی نہ ملے وہ سلوار پہن لے اور جس کو جوتے نہ ملیں وہ موزے پہنے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ سلوار پہننے کی اجازت اس صورت میں ہے جب کہ ازار حاصل کرنے کی پوری کوشش کرلے خواہ وہ خریدنے کے ذریعہ اور اس کے پاس اس کی قیمت موجود ہو۔ یا اس کے پاس دو سلواروں میں ایک سلوار اتنی وسیع ہو کہ اس کی سلائی ادھیڑ کر لنگی بنایا جاسکتا ہو۔ ان صورتوں میں لنگی پہنے سلوار نہ پہنے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ واضح ہے مگر اس کی کچھ ابحاث اوجز میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ عدم وجدان سے مراد یہ ہے کہ اس کے حاصل کرنے پر قدرت نہ ہو۔ یا تو اس کے کم ہونے کی وجہ سے یا اس کی قیمت کے نہ ہونے کی وجہ سے یا قیمت کی گرانی کی وجہ سے تو اس کو خرید کرنا لازم نہیں۔ اگر کوئی ھبہ کرے تو قبول کرنا بھی واجب نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کعبین سے کیا مراد ہے جمہور کے نزدیک وضو کا کعب مراد ہے۔ احنافؒ کے نزدیک وہ جوڑ مراد ہے جو وسط قدم میں ہوتا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے قطع خفین سے پہلے جوتے پہن لئے تو اگر ایک دن کامل گذر گیا تو احنافؒ کے نزدیک دم واجب ہے۔ اگر ایک دن سے کم ہے تو صدقہ کرنا چاہیئے۔ باقی حضرات کے نزدیک کوئی فدیہ واجب نہیں ہے۔ تو لبس خفین کی اجازت مشروط بالقطع ہوگی۔ البتہ موضع القطع میں اختلاف ہے۔

بَابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدٰى وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ

ترجمہ۔ محرم کا ہتھیار پہننا۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ جب محرم کو دشمن کا خطرہ ہو۔ تو وہ ہتھیار لگا سکتا ہے۔ اور فدیہ بھی ادا کرے۔ لیکن فدیہ کے بارے میں ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

حدیث نمبر ۱۶۲۲ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الْبَرَاءِؓ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى

قَاضَاهُمْ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ ۔

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا لیکن اہل مکہ نے ان کا مکہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر ان سے آپؐ نے اس بات پر صلح کر لی کہ مکہ میں جب وہ داخل ہوں گے تو ان کے ہتھیار نیام میں ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لبس السلاح الخ ان ہتھیاروں سے مراد تلوار۔ زرہ اور خود ہے۔ اور وجوب فدیہ میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔ اس لئے کہ زرہ سلے ہوئے کپڑے کے حکم میں ہے اور خود پہننے سے سر کا ڈھانپنا ہو گا اور یہ دونوں محظورات احرام میں سے ہیں۔ جن پر فدیہ لازم ہے۔ اس صورت میں حضرت عکرمہ کا قول جمہور کے قول کے مخالف نہیں ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں امام مالکؒ اور شافعیؒ محرم کو ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور حضرت حسن بصریؒ اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

قولہ لم یتابع فی الفدیۃ یہ امام بخاریؒ کا کلام ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وجوب فدیہ کا کوئی بھی قائل نہیں۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ عند الضرورت تلوار لگانے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا استدلال حضرت براءؓ کی روایت سے ہے جو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر پیش آئی کہ یہ لوگ مکہ میں ہتھیار نیاموں میں رکھ کر داخل ہوں گے۔ جس سے عند الحاجۃ اباحۃ حمل السلاح ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ ابو داؤد نے اپنی سنن میں ایک باب باندھا ہے۔ باب المحرم یحمل السلاح جس کے ذیل حضرت براءؓ کی روایت کو لائے ہیں۔ جنہیں امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں جگہ دی ہے عطاء احنافؒ تعقد سیف کی اباحۃ کا قول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سلاح وہ ہے جس سے لڑائی لڑی جائے۔ تو اس میں زرہ داخل نہیں ہو گی کیونکہ وہ تو پہنی جاتی ہے اس سے قتال نہیں کیا جاتا۔

بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطَّابِيْنَ وَغَيْرِهِمْ ۔

ترجمہ۔ مکہ اور حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا۔ حضرت ابن عمرؓ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ آپؐ نے جو احرام باندھنے کا حکم دیا ہے۔ وہ اس شخص کے لئے ہے جو حج اور عمرہ کے ارادہ سے داخل ہو۔

لکڑی جمع کرنے والوں اور اس طرح کے دوسروں لوگوں کے لئے احرام ذکر نہیں کیا گیا۔

حدیث نمبر ۱۶۲۳ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذَاالْحُلَیْفَۃِ وَلِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَھْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ ھُنَّ لَھُنَّ وَلِکُلِّ اٰتٍ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ غَیْرِھِمْ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَمَنْ کَانَ دُوْنَ ذٰلِکَ فَمِنْ حَیْثُ اَنْشَاَ حَتّٰی اَھْلُ مَکَّۃَ مِنْ مَکَّۃَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذی الحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا۔ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور اہل یمن کے لئے یلملم وہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے اور ہر اس آنے والے کے لئے ہے دوسرے مقامات میں سے ان کے پاس آئے یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ کریں اور جو لوگ ان مقامات کے اندر رہیں یعنی حل میں ہیں۔ وہ یہاں سے سفر شروع کریں حتیٰ کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں۔

حدیث نمبر ۱۶۲۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَہٗ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوْہُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپؐ کے سر مبارک پر خود تھا۔ جب آپؐ نے اس کو اتارا تو ایک آدمی آکر آپؐ سے کہنے لگا۔ کہ بے شک ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ جو لوگ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں ان کا استدلال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے ہے کہ فتح مکہ کے دن آپؐ کے سر پر خود تھا۔ لیکن اس وقت تو مکہ حرم نہیں بنا تھا جس کی تصریح آپؐ نے اپنے خطبہ میں فرمائی۔ تو احتجاج تام نہ ہوا۔ ہمارا مستدل وہ روایت ہے لاتجاوزوا الوقت بغیر احرام مؤلفؒ کا فعل ابن عمرؓ سے استدلال بھی نافع نہیں۔ کیونکہ وہ ایک واقعہ جو عموم کا مقتضی نہیں ہے۔ ممکن ہے ابن عمرؓ کسی ضرورت کی وجہ سے مواقیت کے اندر تشریف لے گئے ہوں۔ فراغت کے بعد دخول مکہ کا ارادہ ہو گیا تو جو لوگ داخل مواقیت ہیں وہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مامور بہ وہ لوگ ہیں جو مواقیت سے گذریں۔ یہاں تجاوز پایا نہیں گیا۔

اس لئے حل اصلی پہ باقی رہے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ حطابین یعنی لکڑیاں جمع کر کے بیچنے والوں کے لئے احرام لازم نہیں ہے ۔ کیونکہ داخل مواقیت ہیں ۔ ان پر احرام لازم کرنا مشقت میں ڈالنا ہے ۔ مدینہ اور طائف سے کوئی لکڑیاں نہیں لاتا کہ مجاوزۃ لازم آئے ۔ مؤلف کا امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ احرام کو حج اور عمرہ میں بند کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ ابن عباسؓ کی روایت جو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے اس میں کلمہ حصر کے ساتھ فرمایا گیا لا تجاوزوا الوقت الا باحرام اس میں نسکین یعنی حج اور عمرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اس لئے اس کو مطلق رکھا جائیگا ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ دخول مکہ تین طرح پر ہے ۔ پہلا تو یہ کہ حج اور عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہو ۔ اس صورت میں بالاتفاق بغیر احرام کے داخلہ ناجائز ہے ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نسک کی ادائیگی کی نیت سے داخلہ نہ ہو ۔ جیسے حطابین وغیرہ اصحاب فواکہ یعنی پھل فروٹ لانے والے لوگ ان کے لئے بغیر احرام کے داخلہ کی اجازت ہے ۔ بار بار آنے کی وجہ سے احرام کا التزام باعث مشقت ہے ۔ تیسری صورت یہ ہے ۔ کہ کسی ضرورت کے لئے مکہ میں داخل ہو ۔ لیکن اس ضرورت کے لئے کرات و مرات یعنی بار بار نہیں آنا پڑتا تو اس صورت میں بھی احرام ضروری ہے کیونکہ اس میں کوئی مشقت نہیں ۔ پھر داخل حرم کے لئے احرام باندھنے کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعیؒ مطلقاً عدم وجوب کے قائل ہیں ۔ اور ائمہ ثلاثہ سے وجوب منقول ہے البتہ حنابلہ سے ذوی الحاجات المتکررہ کے لئے استثناء ہے ۔ احناف داخل میقات کو بھی مستثنیٰ کر دانتے ہیں ۔ ہدایہ میں ہے کہ آفاقی جب مواقیت پر پہنچے تو خواہ حج وعمرہ کا قصد ہو یا نہ ہو ۔ احرام واجب ہے ۔ اور داخل میقات بھی بغیر احرام کے آجا سکتا ہے ۔ اور جس کا قصد دخول مکہ نہ ہو ویسے مواقیت سے گذرے تو اس کے لئے احرام نہیں ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں تشریف لے گئے ذی الحلیفہ سے گذرنے پر احرام نہیں باندھا ۔

فعل ابن عمر غیر ملجم للخصم کیونکہ موطا امام مالکؒ میں ہے ۔ ان عبد اللہ بن عمرؓ اقبل من مکۃ حتی اذا کان بقدید جاءہ خبر من المدینۃ فرجع فدخل مکۃ بغیر احرام ۔ غالباً یہ واقعہ حرہ کی طرف اشارہ ہے ۔ احنافؒ پر الزام نہیں آسکتا کیونکہ قدید مکہ اور میقات کے درمیان واقع ہے ۔ تو داخل میقات پر احرام واجب نہیں ہے چنانچہ موطا امام محمدؒ میں اثر ابن عمرؓ نقل کرنے کے بعد کہا گیا ہے ۔ بہذا ناخذ من کان فی المواقیت او دونہا الی مکۃ ولیس بینہ وبین مکۃ وقت من المواقیت فلا باس ان یدخل مکۃ بغیر احرام وھو قول ابی حنیفہؒ تو اثر ابن عمر احنافؒ کا مستدل ہوا کہ ان کے خلاف دلیل ہے ۔

ولم یذکر للحطابین وغیرھم ای لم یذکر الاھلال للحطابین اس سے امام بخاریؒ نے اپنے مسلک کی طرف اشارہ کیا کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو وہ مکہ معظمہ میں بغیر احرام کے داخل ہو جائے تو اس پہ کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ احنافؒ کے نزدیک چونکہ یہ لوگ داخل المیقات ہیں اس لئے احرام کی پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ ابو عمرؒ فرماتے ہیں کہ لا اعلم خلافا بین فقہاء الامصار فی الحطابین ومن یدمن الاختلاف الی مکۃ ویکثرہ فی الیوم واللیلۃ انہم لا یؤمران بذلک یعنی لکڑیاں چننے والے اور جو ہمیشہ مکہ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ یا دن رات ان کا کثرت سے آنا جانا ہو ان کو احرام کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لا تجاوزوا الوقت الا باحرام وہ آفاقی کے لئے ہے۔

من اراد الحج والعمرۃ اس سے بھی ترجمہ سے مطابقت ہوگئی۔ الملم یلملم اور یرمرم یہ سب اہل یمن کے میقات ہیں۔ مکہ سے دو مرحلہ پہ پہاڑ کا نام ہے۔ ابن خطل کا قتل اس لئے ہوا۔ کہ وہ مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا۔ اور اس کی دو گانے والی باندیاں تھیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھیں۔ اور ایک مسلمان خادم کو بھی اس نے قتل کر دیا تھا۔ اس کو زبیر بن العوام وغیرہ نے مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان قتل کر دیا۔ من دخلہ آمنا کے لئے فعل الرسول مخصص بنے گا۔

بَابُ اِذَا اَحْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ

وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ جَاهِلًا اَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جہالت میں احرام باندھا حالانکہ اس کے بدن پر قمیص تھی۔ اور عطاءؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص نے خوشبو لگائی یا کپڑا پہن لیا۔ جہالت کی وجہ سے یا بھول جانے کی وجہ سے تو اس پہ کفارہ نہیں ہے۔ یہی امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نسیان کی صورت میں فدیہ واجب ہوگا۔ جیسے نماز میں نسیانا کھا پی لے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۵ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ اَوْ نَحْوُهٗ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ لِيْ تُحِبُّ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ اَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا

تَصْنَعُ فِیْ حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ یَدَ رَجُلٍ یَعْنِیْ فَانْتَزَعَ ثَنِیَّتَهٗ فَاَبْطَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ کہ ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا جس کے بدن پر جبہ تھا۔ اور اس پر زردی وغیرہ کے نشان بھی تھے۔ اور حضرت عمرؓ نے میرے سے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند ہے۔ کہ جب آپؐ پر وحی نازل ہو۔ تو اس حالت میں آپؐ کو دیکھے۔ بہرحال آپؐ پر وحی نازل ہوئی پھر وہ حالت کھل گئی۔ تو آپؐ نے فرمایا تم اپنے عمرہ میں بھی ایسا افعال کرو جو اپنے حج میں کرتے ہو اور ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو دانت سے کاٹا یعنی اس کے اگلے دانت نکال دیئے۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قصاص کو باطل فرما دیا۔

تشریح از قاسمی ابطله ای جعله هدرًا لا دیة فیه کیونکہ اس نے حملہ آور کے حملہ کو دفع کیا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں تو قمیص کا ذکر ہے حدیث میں جبہ کے الفاظ ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ دوسرے جبہ بھی قمیص ہے۔ مع شیئ آخر۔

بَابُ الْمُحْرِمِ یَمُوْتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ یَاْمُرِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّؤَدّٰی عَنْهُ بَقِیَّةُ الْحَجِّ

ترجمہ۔ جو محرم عرفات میں مر جائے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بقیہ حج ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

حدیث نمبر ۱۶۲۶ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَوَقَصَتْهُ اَوْ قَالَ فَاَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِیْ ثَوْبَیْنِ اَوْ قَالَ ثَوْبَیْهِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُلَبِّیْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ در ایں اثنا ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات میں وقوف کرنے والا تھا۔ کہ وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا۔ جس نے اس کی گردن توڑ دی۔ تو آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اسے غسل دو۔ اور دو کپڑوں میں یا اس کے دو کپڑوں میں اسے کفناؤ۔ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو! اور نہ ہی اسے

کوئی مخلوط خوشبو دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تک تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا۔

حدیث نمبر ۱۶۲۷ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمَسُّوهُ طِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ دریں اثنا ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات میں وقوف کرنے والا تھا۔ کہ وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا۔ پس اس اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ۔ اور دو کپڑوں میں کفناؤ۔ اور اس کو خوشبو مت لگاؤ۔ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو اور نہ ہی اس کو ملی جلی خوشبو لگاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تلبیہ کہنے والا کر کے اٹھائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لم یأمر الخ سے امام بخاریؒ نے شاید احنافؒ کے صحیح مذہب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس شخص پر حج واجب ہے وہ اسی سال حج کرلے۔ اگر اس کو پورا کرنے سے پہلے مر گیا۔ تو اس کے پورا کرنے کی وصیت کر جانا اس پر واجب نہیں ہے۔ اگر اس پر حج واجب تھا لیکن اسی سال اس نے نہیں کیا۔ پھر مر گیا کہ اس کا حج تمام نہیں ہوا تھا۔ تو اپنے مال سے حج کو پورا کرنے کی وصیت کر جانا واجب ہے۔ شاید نماز روزے کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص نے فجر کی نماز کا وقت پایا لیکن طلوع شمس سے پہلے مر گیا یا مسافر تھا سفر کی وجہ سے رمضان کے روزہ کا افطار کر لیا۔ پھر اس کو اتنا وقت نہیں مل سکا۔ کہ جس میں روزہ رکھ سکے۔ تو اس سے روزہ ساقط ہو جائے گا۔ نماز اور روزے دونوں کی قضاء، وصیت کرنا واجب نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ بقیۃ الحج سے مراد رمی جمار۔ حلق۔ طواف افاضہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قضا کرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا۔ کہ اس کو اتنا وقت ہی نہیں ملا۔ جس میں وہ بقیہ حج کو ادا کر سکتا۔ اس لئے وہ مخاطب ہی نہیں۔ جیسے کوئی شخص اول وقت میں نماز کو شروع کرے۔ لیکن دوران صلوٰۃ مر گیا۔ تو اس پر نہ قضا ہے نہ وصیت واجب ہے۔

الصحیح من مذہب الحنفیۃ شارح اللباب فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس پر حج واجب ہو چکا۔ لیکن وہ اس کی ادا سے خود عاجز رہا۔ تو اس کی طرف سے حج بدل کرانا واجب ہے۔ جب کہ اس طرف سے تاخیر ہو گئی کہ اسی وجوب والے سال حج نہیں کیا۔ اس سے اشارہ ہوا کہ وجوب ایصاء اس شخص سے متعلق ہے۔ جس نے وجوب کے بعد فوری طور پر حج نہیں کیا کیونکہ اس سے کوتاہی ہو گئی۔ اگر قبل از قدرت ادا ہلاک ہو گیا تو ایصاء یعنی وصیت کرنا واجب نہیں ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس پر حج لازم ہوا اور وہ قدرت ادا کرنے سے پہلے مر گیا۔ تو اس سے حج ساقط نہیں ہو گا وارث اس کے ترکہ سے حج بدل کرائے۔ اس کا حج جمیع مال سے کرایا جائے۔ اگر حج نفلی تھا۔ جس کی طاقت اسے اسی سال تھی۔ پھر عاجز ہو گیا تو قضا واجب نہ ہو گی۔ چنانچہ صاحب در مختار نے اعذار مبیحہ لابطار الصوم کے بعد لکھا ہے کہ جب اعذار زائل ہو جائیں تو قضا کرنا لازم ہے اور ان اعذار کے درمیان وفات ہو گئی۔ تو وصیت بالفدیہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ عدۃ من ایام اخر وہ پا ہی نہیں سکا۔ اگر زوال عذر کے بعد مر گیا تو جس قدر مدت پائی ہے۔ اس کی وصیت واجب ہے۔

بَابُ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ اِذَا مَاتَ

ترجمہ۔ جب محرم مر جائے تو اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۸ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِیْ ثَوْبَیْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِیْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُلَبِّیًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی۔ جب کہ وہ محرم تھا۔ پس بے چارا مر گیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ۔ اور اس کے دو کپڑوں میں کفناؤ۔ اور اسے خوشبو مت لگاؤ۔ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو۔ کیونکہ وہ قیامت والے دن تلبیہ کہنے والا ہو کر اٹھایا جائے گا۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْاَةِ

ترجمہ۔ میت کی طرف حج کرنا اور اس کی نذر کو پورا کرنا اور مرد عورت کی طرف سے حج کرسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۹ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ جَآءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً اَقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَآءِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ پس کہنے لگی کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ حج نہ کرسکی کہ مرگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو اس کی طرف سے حج کرلے۔ بتلاؤ اگر تمہاری ماں کے ذمہ قرضہ ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرنے والی ہوتی اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حق پورا کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ترجمہ تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ ایک تو حج بدل یعنی دوسرے کی طرف سے حج کرنا یہ تو روایت سے ظاہر ہے۔ اس پر باقی نذروں کو بھی قیاس کیا جائے۔ کیونکہ حج کی اس نے نذر مانی تھی۔ جب نذر حج کی قضا جائز ہے تو غیر الحج کی نذر بھی جائز ہوگی۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ مرد عورت کی طرف سے حج بطریق اولیٰ ادا کرسکتا ہے کیونکہ مرد کا حج عورت کے حج سے افضل ہے۔ کیونکہ مرد کے حج میں عورت کے حج کی بنسبت مناسک زیادہ ہیں۔ جب عورت کا حج عورت کی طرف سے جائز ہے تو مرد کا حج تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ جواز الحج عن الغیر۔ یہ مسئلہ بہت مشہور ہے اور طویل ذیل ہے اوجز میں اس کی بہت فروع ذکر کی گئی ہیں۔ جس میں دس ابحاث بڑی مفید اور اہم ہیں۔ پہلا تو یہ ہے۔ کہ جو شخص خود حج واجب کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ دوسرے کو نائب نہیں بنا سکتا۔ اس پر سب کا اجماع ہے۔ حج منذور بھی حجۃ الاسلام کی طرح جواز اور منع میں البتہ حج تطوع بھی کی تین قسمیں ہیں۔ دوسری بحث یہ ہے۔ کہ جو شخص استطاعۃ حج بالغیر رکھتا ہے اس پر بھی حج واجب ہے جب کہ شرائط پائے جائیں۔ مثلاً شیخ فانی ہے۔ جس میں شرائط حج پائے جائیں۔ مگر خود حج کرنے سے عاجز ہے مانع کی وجہ سے تو

امام احمدؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ ایسے شخص پر حج لازم ہے۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب خود حج ادا نہیں کر سکتا تو اس پر حج واجب ہی نہیں ہے۔ احنافؒ کے ہاں مختلف روایات ہیں مشہور یہ ہے کہ اس پر حج لازم نہیں۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جب زاد۔ راحلہ اور نائب کی استطاعۃ ہے۔ تو حج واجب ہے۔ لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ معذوری کی حالت میں استطاعۃ ہوئی اگر استطاعۃ صحت کی حالت میں ہوئی پھر عذر پیش آگیا تو پھر وجوب حج پر سب کا اتفاق ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جس شخص نے خود حج نہیں کیا کیا وہ دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے۔ امام احمدؒ کی روایت مشہورہ یہ ہے کہ جائز نہیں اگر کر لیا تو یہ احرام اس کے اپنے حج کا ہوگا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ محجوج عنہ کی طرف سے حج واقع ہوگا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں۔ حج حج کرنے والے کا ہے۔ دوسرے کو نفقہ کا ثواب ملے گا۔ باقی فروع اور ان کے دلائل کی تفصیل اوجز میں ملے گی۔ من شاء فلینظر۔

یقاس علیہ سائر النذور یہ ترجمہ کا دوسرا جزء ہے۔ کہ میت کی طرف سے نذر کو قضاء کیا جا سکتا ہے۔ یعنی حقوق واجبہ میت کی طرف سے ادا کئے جائیں۔ جمیع مال سے اگرچہ وصیت نہ بھی کی ہو۔ اگر مرض الموت میں نذر واقع ہوئی ہے۔ تو ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔

حج الرجل عن المرأۃ یہ ترجمہ کا تیسرا جزء ہے۔ جس کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ حسن بن صالح اختلاف کرتے ہیں۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ تو حج الرجل عن المرأۃ ہے اور حدیث سے حج المرأۃ عن المرأۃ ثابت ہوتا ہے۔ تو شراح نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں۔ کسی نے کہا ان امی نذرت سے ترجمہ ثابت ہے اور اقضوا اللہ میں بھی حکم عام ہے۔ اور حج عن نذر المیت ہے جو رجل اور مرأۃ کا دونوں کو شامل ہے۔ اور بعض نے کہا کہ امام بخاریؒ نے روایۃ شعبہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ہے۔ اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان تحج اور اسی میں یہ ہے فاقض اللہ فھو احق بالقضاء اس روایت کی مصنفؒ نے کتاب النذور میں خود تخریج کی ہے۔

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَا يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ

ترجمہ۔ جو شخص سواری پر ٹک کر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر ۱۶۲۳ حَدَّثَنَا ابُوعَاصِمٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَۃً قَالَتْ

ح بسند آخر عن ابن عباسؓ قال جاءت امرأة من خثعم عام حجة الوداع قالت يا رسول الله إن فريضة الله على عباده في الحج ادركت ابي شيخا كبيرا لا يستطيع ان يستوي على الراحلة فهل يقضي عنه ان احج عنه قال نعم۔

ترجمہ۔ حضرت فضل بن عباسؓ سے مروی ہے۔ ایک عورت نے کہا۔ دوسری سند سے ابن عباسؓ راوی ہیں۔ کہ ایک عورت قبیلہ خثعم کی حجۃ الوداع کے سال آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو اس کے بندوں پر حج کے بارے میں ہے اس نے میرے باپ کو شیخ کبیر کی حالت میں آلیا۔ جو اونٹنی پر سیدھا بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں!

باب حج المرأة عن الرجل

ترجمہ۔ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۱ حدثنا عبد الله بن مسلمة الخ عن عبد الله بن عباسؓ قال كان الفضل رديف النبي صلى الله عليه وسلم فجاءت امرأة من خثعم فجعل الفضل ينظر اليها وتنظر اليه فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يصرف وجه الفضل الى الشق الآخر فقالت ان فريضة الله ادركت ابي شيخا كبيرا لا يثبت على الراحلة افاحج عنه قال نعم وذلك في حجة الوداع۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت فضل بن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری پر پیچھے بیٹھے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی۔ حضرت فضل اس کی دیکھتے اور وہ آپ کی طرف دیکھتی تھی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیرنے لگے تو اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ کے فریضہ حج نے میرے باپ کو شیخ فانی کی حالت میں آلیا۔ جو سواری پر ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! یہ واقعہ حجۃ الوداع میں پیش آیا۔

بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ

ترجمہ۔ بچوں کا حج کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۲ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَعَثَنِىْ اَوْ قَدَّمَنِىْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بھیجا یا مجھے آگے روانہ کر دیا۔ مجھ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب سفر کے ہمراہ رات کے وقت مزدلفہ سے روانہ فرما دیا۔

حدیث نمبر ۱۶۲۳ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ اَسِيْرُ عَلٰى اَتَانٍ لِّىْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُّصَلِّىْ بِمِنًى حَتّٰى سِرْتُ بَيْنَ يَدَىْ بَعْضِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَنَدٍ آخَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًى فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ میں اس حال میں آیا کہ میں بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا اور میں اپنی گدھیا پر چل رہا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں پہلی صف کے کچھ حصہ کے سامنے سے چل رہا تھا۔ پھر میں اپنی سواری سے اترا جو چرنے لگی۔ اور میں لوگوں کے ساتھ صف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسری سند سے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ منیٰ کے مقام پر حجۃ الوداع میں نماز پڑھا رہے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ الخ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حُجَّ بِىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے۔ کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کرایا گیا جب کہ میں سات سال کی عمر کا تھا۔

حدیث نمبر ۱۶۲۵ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ الخ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ وَكَانَ قَدْ حُجَّ بِهٖ فِىْ ثَقَلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سائب بن یزیدؓ سے فرما رہے تھے۔ جب کہ حضرت سائبؓ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب سفر میں حج کرایا گیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **یقول للسائب** اس قول کو یہاں ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ مدعی تو ثبوت حجۃ الصبیان ہے جو تمام کلام پر موقوف نہیں ہے۔ زیادہ مناسک کے بارے میں ملا علی قاری نے شرح اللباب کے اندر لکھا ہے۔ اور عورت کا حج مرد کی طرح ہے مگر بارہ چیزوں میں مرد کے موافق نہیں کیونکہ عورت مُحرِمہ سِلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے۔ موزے اور دستانے پہن سکتی ہے۔ اور اپنا سر چھپا سکتی ہے۔ تلبیہ کے لئے اپنی آواز اونچی نہیں کر سکتی۔ طواف میں رمل نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی اضطباع کر سکتی ہے۔ میلین کے درمیان سعی نہیں کر سکتی۔ سر نہیں منڈوا سکتی اور جب حجر اسود کے پاس مردوں کا مجمع ہو۔ تو وہ استلام نہیں کر سکتی۔ اس صورت میں صفا پر نہیں چڑھ سکتی۔ اور اسی طرح مقام ابراہیم پر نماز نہیں پڑھ سکتی۔ طوافِ صدر کے ترک کرنے سے اس پر دم لازم نہیں اور اسی طرح طواف زیارۃ کی تاخیر سے حیض اور نفاس کی وجہ سے دم لازم نہیں آتا۔

لم یذکر ھھنا شراح بخاریؒ نے عمرؓ کا مقولہ اور سائبؓ کا جواب ذکر نہ کرنے کی کئی توجیہات کی ہیں۔ علامہ عینیؒ و قسطلانیؒ فرماتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا سوال مُد کی مقدار کے بارے میں تھا۔ اور حضرت سائبؓ کا جواب یہ تھا کہ انا غلام اور یہی امام بخاریؒ کی غرض ہے۔ کہ حضرت سائبؓ کو بچپن میں جب کہ وہ سات سال کی عمر کے تھے حج کرایا گیا۔ باقی مُد کی مقدار کتاب الکفارات میں آئے گی۔ حج صبی کے کے بارے میں مفصل بحث اوجزمیں کی گئی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جواز حج صبی میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ کیا اگر صبی محظورات کا ارتکاب کرے تو اس پر فدیہ اور دم جبر واجب ہو گا یا نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں لا یلزمہ شیئ من محظورات الاحرام صحیح مسلک یہ ہے کہ صبی کا حج تطوع ہو گا فرض سے کفایت نہیں کرے گا۔ البتہ اسے ثواب ملے گا۔ اس کے سب ائمہ قائل ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حسنات کا ثواب والدین کو ہو گا۔

بَابُ حَجِّ النِّسَآءِ

ترجمہ۔ عورتوں کے حج کے بارے میں

قَالَ اَذِنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لِاَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ حَجَّۃٍ حَجَّھَا فَبَعَثَ مَعَھُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اپنے اس آخری حج میں اجازت دے دی جو انہوں نے کیا تھا۔ اور ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمن بن عوف کو بھیجا تھا۔

حدیث نمبر ۱۶۳۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا نَغْزُوْا اَوْ نُجَاھِدُ مَعَکُمْ فَقَالَ لٰکِنَّ اَحْسَنَ الْجِھَادِ وَاَجْمَلَہُ الْحَجُّ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ فَلَا اَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ اِذْ سَمِعْتُ ھٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! کیا ہم عورتیں آپ مردوں کے ساتھ جنگ یا جہاد نہیں کرسکتیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تمہارا اچھا جہاد اور خوب صورت جہاد حج ہے۔ اور حج بھی مقبول ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا اس کے بعد میں حج کو کبھی نہیں چھوڑوں گی۔

حدیث نمبر ۱۶۳۷ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَۃُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ وَّلَا یَدْخُلُ عَلَیْھَا رَجُلٌ اِلَّا وَمَعَھَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَخْرُجَ فِیْ جَیْشِ کَذَا وَکَذَا وَامْرَاَتِیْ تُرِیْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُجْ مَعَھَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ اور نہ ہی اس کے پاس کوئی مرد آئے جب تک اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔ ایک آدمی نے کہا۔ یارسول اللہ! میرا ارادہ ہے کہ میں فلاں فلاں لشکر میں جہاد کے لئے نکالا جاؤں لیکن میری بیوی حج کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اس کے ساتھ حج کے لئے جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۶۳۸ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِہٖ قَالَ لِاُمِّ سِنَانٍ الْاَنْصَارِیَّۃِ مَا مَنَعَکِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ اَبُوْفُلَانٍ

تَعْنِیْ زَوْجَهَا كَانَ لَهٗ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰی اَحَدِهِمَا وَالْاٰخَرُ یَسْقِیْ اَرْضًا لَنَا قَالَ فَاِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَقْضِیْ حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَّعِیْ رَوَاهُ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج سے واپس آئے۔ تو امّ سنان انصاریہ سے فرمایا کہ تمہیں حج کرنے سے کس چیز نے روکا کہنے لگی فلاں کے باپ نے اپنے خاوند کے متعلق کہتی تھیں کہ ہمارے دو آب کش اونٹ تھے۔ ان میں سے ایک پر تو وہ حج پر چلے گئے۔ اور دوسرا ہماری زمین کو سیراب کرتا ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ حج کو کفایت کرے گا۔ یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۶۳۹ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍؓ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ اَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ یُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِیْ وَاٰنَقْنَنِیْ اَنْ لَّا تُسَافِرَ امْرَاَةٌ مَسِیْرَةَ یَوْمَیْنِ لَیْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ یَوْمَیْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جنگوں میں حصہ لیا تھا۔ فرماتے تھے کہ میں نے چار چیزیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں یا وہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے پس وہ مجھے بہت پسند آتی تھیں۔ ایک تو یہ ہے کہ عورت دو دن کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اس کا خاوند ہو یا ذی رحم محرم ہو۔ اور دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ نہ رکھو۔ اور دو نمازوں کے بعد نفل نماز نہ پڑھے۔ عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو۔ فجر کی نماز کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو۔ اور کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مساجد کی طرف مسجد حرام۔ میری مسجد۔ اور مسجد اقصیٰ باقی سب مساجد میں ثواب برابر ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَةَ إِلَى الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ کعبہ کی طرف پیدل چل کر جانے والے کی نذر کے بارے میں۔

حدیث نمبر ۱۶۴۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوا نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللهَ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ أَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے درمیان چلایا جارہا تھا۔ فرمایا اس کا کیا حال ہے۔ بتایا گیا کہ اس نے نذر مانی تھی کہ پیدل حج کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے پرواہ ہے اور اس کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۶۴۱ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الخ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ أَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوالخیر حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان کی بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ بیت اللہ کی طرف پیدل جائے گی اور مجھے حکم دیا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا۔ فرمایا۔ چاہیئے کہ وہ پیدل چلے اور عجز کی صورت میں سوار ہو جائے۔ ابوالخیر حضرت عقبہ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لیہ کب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا یہدی شاۃ ایک بکری فدیہ دے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص کسی عبادت کی نذر مانے جیسے مشی الی بیت اللہ تو یہ نذر منعقد ہوگی۔ نذر کو پورا کرے اگر معذور ہو جائے تو کفارہ میں دم ادا کرے۔ لیکن ننگے پاؤں چلنا کوئی عبادت نہیں اس لئے نہ نذر منعقد ہوگی نہ کفارہ دینا پڑے گا۔ اس مسئلہ میں بھی بہت سے ابحاث ہیں۔ جن کی تفصیل اوجز میں بیان کی گئی ہے۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حدیث باب اور حدیث عقبہ سے اہل ظاہر نے استدلال

کیا۔ کہ عاجز عن المشی اگر سوار ہو جائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ دوسرے فقہاء کے اس میں چند اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب چلنے سے عاجز ہو کر سوار ہو جائے۔ تو بکری کی قربانی دے اس طرح اگر غیر عاجز ہو کر سواری کی تو کفارہ قسم بھی ادا کرنا ہوگا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ احتیاطاً ھدی ادا کرنی چاہیئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ واپس آکر دوسرا حج کرے اس پر کوئی ھدی واجب نہیں ہے۔ امام مالکؒ ھدی اور مشی دونوں کو احتیاطاً واجب کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَضَائِلُ الْمَدِیْنَةِ

بَابُ حَرَمِ الْمَدِیْنَةِ

حدیث نمبر ۱۶۴۲ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ۔

ترجمہ۔ مدینہ منورہ کے فضائل اور مدینہ کے حرم کی تعیین۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ مدینہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک حرم ہے۔ اس کا درخت نہ کاٹا جائے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی نئی بدعت پیدا کی جائے۔ جو شخص اس میں کتاب و سنت کے مخالف کوئی بدعت کھڑی کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۶۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الخ عَنْ أَنَسٍؓ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَأَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ فَقَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ فَأَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مسجد کے

بنانے کا حکم دیا۔ فرمایا! بنو نجار مجھے قیمتاً زمین بیچ دو۔ انہوں نے کہا اس کی قیمت ہم اللہ تعالیٰ سے ہی طلب کریں گے۔ چنانچہ مشرکین کی قبروں کو اکھیڑنے کا حکم دیا۔ اور ویران جگہ کو ہموار کرنے کا اور کھجور کے درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا۔ پس کھجور کے تنے مسجد کے قبلہ کی جانب قطار میں رکھ دیئے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶۴۴ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی لِسَانِیْ قَالَ وَاَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَنِیْ حَارِثَۃَ فَقَالَ اَرَاکُمْ یَا بَنِیْ حَارِثَۃَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ اَنْتُمْ فِیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے دونوں کالے پتھروں والی زمین کا درمیانی حصہ میری زبان پر حرم بنا دیا گیا ہے۔ اور فرمایا کہ آپؐ بنو حارثہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرا گمان ہے کہ بنو حارثہ تم لوگ حرم سے نکل گئے ہو۔ پھر توجہ کر کے فرمایا نہیں۔ بلکہ تم اسی حرم کے اندر ہو۔

حدیث نمبر ۱۶۴۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَیْءٌ اِلَّا کِتَابُ اللّٰہِ وَھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مَا بَیْنَ عَائِرٍ اِلٰی کَذَا مَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّقَالَ ذِمَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَۃٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ تَوَلّٰی قَوْمًا بِغَیْرِ اِذْنِ مَوَالِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ عَدْلٌ فِدَاءٌ۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس سوائے کتاب اللہ کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صحیفہ کے اور کچھ نہیں ہے۔ صحیفہ میں یہ ہے کہ مدینہ حرم ہے عائر پہاڑ سے لے کر فلاں پہاڑ ثور تک جس نے اس میں کوئی بدعت پیدا کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانا دیا۔ تو اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ نہ اس کی نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ ہی فرض عبادت قبول ہوگی۔ اور مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے جس نے کسی مسلمان نے عہد توڑا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔

اس سے نہ نفل قبول ہوگی نہ فرض۔ اور جو شخص کسی قوم کا مولا بنا یا خلیفہ بنا اپنے سرداروں کی اجازت کے بغیر تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی نہ اس کی نفل قبول ہوگی نہ فرض قبول ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ حرم المدینۃ یعنی اس کی حرمت اور عظمت ثابت ہے۔ مگر دوسری روایت اس معنے پر دال نہیں۔ ہاں البتہ اگر یہ کہا جائے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں اقامت کرنا وہاں مسجد کا بنانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ امور اس کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

اراکم یا بنی حارثۃ پہلے تو آپؐ نے اندازے سے فرما دیا لیکن جب ان کے گھروں اور ان حدود میں غور کیا جو آپؐ نے بیان نہیں فرمائیں۔ تو پھر ان کو حرم مدینہ سے خارج مقیمین نہ کیا بلکہ فرمایا کہ حرم مدینہ کے اندر ہی ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ عامۃ الشراح نے تو ان روایات سے مدینہ کی فضیلت ثابت کی ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ایک اختلافی مشہور مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیا حرم مدینہ حرم مکہ کی طرح ہے یا دونوں کا حکم مختلف ہے۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی فیصلہ کن بات اپنی عادت کے مطابق نہیں کی۔ علامہ عینیؒ نے حدیث انسؓ کے بعد لکھا ہے کہ اس روایت سے ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے استدلال کیا ہے کہ مدینہ حرم ہے اس کے درخت وغیرہ نہ کاٹے جائیں اور شکار بھی نہ پکڑا جائے۔ لیکن وہ اس کے ارتکاب پر جزا بھی کوئی واجب نہیں کرتے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ۔ ثوری اور ابن المبارک فرماتے ہیں۔ لیس للمدینۃ حرم کما کان لمکۃ پس اس کا شکار کا پکڑنا اور درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ اور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد مدینہ کی زینت کو باقی رکھنا ہے۔ تاکہ اس سے مانوس ہوں۔ اور مہاجرین سایہ حاصل کریں۔ اور لوگوں کو مدینہ سے الفت پیدا ہو۔ چنانچہ امام مالکؒ سے جب سدر المدینہ کے قطع کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ مدینہ سے لوگوں کو وحشت پیدا نہ ہو۔ امام طحاویؒ نے بھی سند صحیح سے روایت کیا ہے انہا زینۃ المدینۃ البتہ حدیث انسؓ کے ذکر کے بعد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں حدیث باب اور ترجمہ میں مناسبت نہیں ہے۔ لیکن میرے نزدیک مناسبت واضحہ ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث میں قطع شجر سے منع کیا گیا اس حدیث میں نخل کے قطع کا حکم دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا

کہ مدینہ کی حرمت مکہ کی حرمت کی طرح نہیں ہے۔ اور احناف کا استدلال یا ابا عمیر ما فعل النغیر سے بھی ہے۔ کہ بلبل کو پالا گیا حالانکہ حرم مکہ میں کسی شکار کے پالنے کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

ترجمہ۔ مدینہ کی فضیلت۔ اور یہ کہ وہ لوگوں کو نکال دیتا ہے اور الناس سے شرار مراد ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۴۶ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ایک بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پہ غالب ہو گی جسے منافق یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے جو شریر لوگوں کو اس طرح نکال دے گا۔ جس طرح بھٹی لوہے کے کھوٹ کو دور کر دیتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | تنفی الناس سے یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب شریر لوگ نکل جائیں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ مدینہ برابر ان کو نکالتا رہے گا اگرچہ کچھ اس میں رہ بھی جائیں۔ لیکن مکمل اخراج ان کا امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریا | حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کی تائید مسلم کی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے۔ لا تقوم الساعۃ حتی تنفی المدینۃ شرارھا اور حدیث دجال سے بھی تائید ہوتی ہے۔ البتہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ مختص ہے کیونکہ ہجرت اور مدینہ کی اقامت پہ وہی صبر کرتا تھا جو کامل الایمان ہو۔ لیکن مسلم کی حدیث بالا سے زمن الدجال تک کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ دونوں زمانے مراد لئے جا سکتے ہیں احادیث سے دونوں کی تائید ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ مدینہ افضل البلاد ہے۔ کیونکہ وہ خبث کو دور کرتا ہے۔ اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث مختص بالناس والزمان ہے۔ من اہل المدینۃ مردوا علی النفاق اور نفاق بلاشک خبیث ہے۔ اور اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت معاذ حضرت ابن مسعود۔ طلحہ اور علی رضی اللہ عنہم مدینہ سے نکلے ہیں حالانکہ اطیب الناس ہیں تو حدیث کا مطلب

ہوگا۔

ناس دون ناس وقت دون وقت اور بعض نسخوں میں تنقی الناس بالقاف وارد ہے کہ مدینہ شریروں کی چھانٹی کرے گا یہاں تک خیار رہ جائیں گے۔ میرے نزدیک یہی معنے مناسب ہیں۔ چنانچہ علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں تاکہ تکرار ترجمہ کا توہم نہ ہو آگے باب آرہا ہے۔ المدینۃ تنفی الخبث۔

بَابُ الْمَدِيْنَةُ طَابَةُ

ترجمہ۔ مدینہ طابہ ہے۔ اچھا شہر ہے کیونکہ یثرب اگر تثریب سے ہے تو اس کے معنی سرزنش اور ملامت کے ہیں۔ اگر ثرب سے ہے تو اس کے معنے فساد کے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اچھے نام کو پسند کرتے تھے۔ قبیح سے کراہت کرتے تھے اس لئے آپؐ نے اس کو طابہ کہا ہے۔ تاکل القری جیسے اکل ماکول پر غالب ہوتا ہے ایسے یہ شہر بھی سب بلاد پر غالب ہوگا چنانچہ

حدیث نمبر ۱۶۴۷ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الخ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍؓ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ حَتّٰی اَشْرَفْنَا عَلَی الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو حمیدؓ فرماتے ہیں۔ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک سے واپس آرہے تھے کہ مدینہ سامنے آگیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ طابہ ہے۔ اور طیبۃ بھی وارد ہوا ہے۔ تبوک مدینہ سے چودہ مراحل پر ہے۔ طابہ مدینہ کے اسماء میں سے ہے۔

بَابُ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ

ترجمہ۔ مدینہ کے دو پہاڑی علاقے۔

حدیث نمبر ۱۶۴۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ لَوْ رَاَیْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِیْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا حَرَامٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر میں مدینہ منورہ میں ہرنی کو چرتے دیکھ لیتا تھا تو اس کو نہیں ڈراتا تھا۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا اس کے دونوں جانبوں شرقی اور غربی کے درمیان حرم ہے۔ اور بعض

روایات میں حرمتھا کا لفظ بھی وارد ہے۔ اور بعض میں جبلیھا بھی آیا ہے اس لئے یہ حدیث عند الاحناف مضطرب ہے۔

بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ

ترجمہ۔ جس نے مدینہ سے روگردانی کی۔

حدیث نمبر ۱۶۴۹ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِ يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَاٰخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ کہ تم مدینہ کو اچھی حالت پر چھوڑ جاؤ گے۔ اس حال میں کہ اس کا گھیراؤ پرندوں اور درندوں کے سوا کوئی نہیں کرے گا۔ جو روزی تلاش کرنے والے ہوں گے۔ اور آخری وہ لوگ جو جلا وطن ہوں گے قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے ہوں گے۔ جو مدینہ کا ارادہ کریں گے۔ جو اپنی بکریوں کو آواز دے رہے ہوں گے مگر وہ بکریاں وحشی ہو کر نفرت کریں گی یا مدینہ اس قدر خالی ہو جائے گا کہ وہاں وحشی جانوروں کے سوا کوئی نہیں ہوگا جب وہ لوگ ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے۔

حدیث نمبر ۱۶۵۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍؓ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت سفیان بن ابی زہیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

فرماتے تھے کہ یمن فتح ہوگا۔ پس کچھ لوگ اونٹوں کو ہانک کر اپنے اہل وعیال اور جو لوگ ان کا کہنا مانیں گے ان کو اٹھا کر چلے جائیں گے۔ اگر ان کو علم ہوتا تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اور شام مفتوح ہوگا۔ کچھ اونٹوں کو ہانک کر اپنے اہل وعیال اور ہم خیال لوگوں کو لے کر چلے جائیں گے۔ اگر ان کو علم ہوتا تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اسی طرح عراق فتح ہوگا کچھ اونٹوں کو ہانک کر اپنے اہل وعیال اور ہم خیال لوگوں کو لے کر چلے جائیں گے۔ اگر ان کو علم ہوتا تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔

تشریح از قاسمی یترکون سے خطاب موجودین کو ہے۔ یا نسل مخاطبین کو ہے۔ اور ایک روایت یترکون کی بھی ہے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں۔ یہ واقعات پیش آچکے ہیں جب کہ خلافت مدینہ سے شام اور پھر عراق کی طرف منتقل ہوئی۔ تو دیہاتی لوگ مدینہ پر غالب آگئے۔ مدینہ خالی ہوگیا اکثر فروٹ اور پھل پرندوں اور جانوروں کی خوراک بنے۔

بَابُ الْإِيمَانِ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۱ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ۔۔۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ کی طرف ایسے سمٹ کر آئے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ کر آتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی تشبیہ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ ایمان شہروں کی طرف نکلے گا۔ تو مدینہ میں ایمان بالکل نہیں رہے گا۔ حالانکہ یہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مدینہ سے دوسرے شہروں میں ایمان پھیلے گا تو پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ سوائے مدینہ کے کہیں کوئی مؤمن باقی نہیں رہے گا کیونکہ معلوم ہوچکا ہے کہ مدینہ تمام شہروں سے آخر میں ویران ہوگا۔ اور یہ اس لئے کہ اس میں آخر تک ایمان باقی رہے گا۔

از قاسمی اور ایک معنی اس کے یہ بھی ہیں۔ کہ مدینہ کی طرف اہل ایمان آئیں گے۔ اور جناب نبی اکرمؐ

کی محبت ان کو لے آئے گی۔ پس ایمان اس کی طرف واپس آئے گا۔ جیسے کہ پہلے پہل اس سے نکلا تھا۔ اور اسی مدینہ سے ہی ایمان پھیلے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں پھیل جاتا ہے۔ پھر جب اسے ڈرایا جاتا ہے تو واپس اپنے سوراخ کی طرف آتا ہے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ کَادَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ

ترجمہ۔ جو شخص مدینہ والوں سے مکر و فریب کرے اس کو کتنا گناہ ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۲ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ الخ سَمِعْتُ سَعْدًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَکِیْدُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ۔

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص مدینہ والوں سے مکر و فریب کرے گا وہ ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

بَابُ اٰطَامِ الْمَدِیْنَۃِ

ترجمہ۔ مدینہ کے قلعے جو پتھروں سے بنائے جائیں یعنی برج

حدیث نمبر ۱۶۵۳ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ سَمِعْتُ اُسَامَۃَ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ ھَلْ تَرَوْنَ مَآ اَرٰی اِنِّیْ لَاَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَہٗ مَعْمَرٌ۔

ترجمہ۔ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے جھانک کر فرمایا کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں فتنوں کے گرنے کی جگہیں تمہارے گھروں کے اندر ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے گرنے کی جگہیں ہوتی ہیں۔ کثرت اور عموم سے کنایہ ہے۔

بَابُ لَا یَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِیْنَۃَ

ترجمہ۔ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۴ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ عن ابی بکرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال لھا یومئذ سبعۃ ابواب علی کل باب ملکان۔

ترجمہ۔ حضرت ابی بکرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مدینہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہیں ہوگا۔ اس دن اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے مقرر ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۶۵۵ حدثنا اسمٰعیل عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انقاب المدینۃ ملئکۃ لا یدخلھا الطاعون ولا الدجال۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے ناکوں پر فرشتے ہوں گے۔ چنانچہ نہ تو اس میں طاعون داخل ہوگا۔ اور نہ ہی دجال کا داخلہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۶ حدثنا یحیی بن بکیر ان ابا سعید الخدریؓ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا طویلا عن الدجال فکان فیما حدثنا بہ ان قال یاتی الدجال وھو محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ بعض السباخ التی بالمدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل ھو خیر الناس او من خیار الناس فیقول اشھد انک الدجال الذی حدثنا عنک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثہ فیقول الدجال ارایت ان قتلت ھذا ثم احییتہ ھل تشکون فی الامر فیقولون لا فیقتلہ ثم یحییہ فیقول حین یحییہ واللہ ما کنت قط اشد بصیرۃ منی الیوم فیقول الدجال اقتلہ فلا اسلط علیہ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال کے بارے میں ایک لمبی حدیث بیان کی۔ جو کچھ آپؐ نے فرمایا اس میں سے یہ بھی تھا۔ کہ دجال آئے گا مگر اس پر مدینہ کے ناکوں میں داخل ہونا حرام ہوگا۔ مدینہ کی بعض کلراٹھی زمین پر اترے گا۔ تو اس دن اس کی طرف تمام لوگوں میں سے ایک بہتر آدمی نکلے گا۔ وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو وہی دجال ہے۔ جس

کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی ۔ دجال کہے گا مجھے بتلاؤ! اگر میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو پھر کیا تم اس کے معاملہ میں شک کرو گے۔ پس وہ کہیں گے کہ نہیں ۔ پس وہ اسے قتل کر دے گا ۔ پھر اسے زندہ کرے گا ۔ پس جس وقت وہ دجال اسے زندہ کرے گا تو وہ کہے گا ۔ اللہ کی قسم! جتنا آج مجھے تیرے بارے میں بصیرت حاصل ہوئی ایسی سخت بصیرت کبھی حاصل نہیں ہوئی جس پر دجال کہے گا کہ میں اسے قتل کر دوں گا ۔ پس وہ اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا ۔

حدیث نمبر ۱۷۶۵ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّ مُنَافِقٍ ۔

ترجمہ ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کوئی شہر ایسا نہیں رہے گا جس کو عنقریب دجال روندے گا ۔ مگر مکہ اور مدینہ جس کے ہر ناکے پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے ۔ جو اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے ۔ پھر مدینہ والوں کو زلزلہ کے تین جھٹکے ایسے آئیں گے ۔ پس ہر کافر اور منافق کو اللہ تعالے نکال دے گا ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ رعب المسیح الدجال الخ جب اس کا رعب داخل نہیں ہو سکتا ۔ تو خود دجال کیسے داخل ہو گا ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ اس میں تنبیہ ہے کہ اہل مدینہ کا مسلک صحیح ہو گا اور وہ بدعات و رسومات سے سالم ہو گا ۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ یہ بات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے ساتھ مختص ہے ۔ لیکن فتنوں کے ظاہر ہونے کے بعد اور صحابہ کرام کے دوسرے شہروں میں پھیل جانے کے بعد یہ صورت حال نہیں رہی ۔ خصوصاً دوسری صدی میں مشاہدہ اس کے خلاف ہے ۔ اور خصوصاً ہمارے زمانہ میں تو بدعات پھوٹ پڑی ہیں ۔

آخر البلاد خرابا قیامت قائم ہونے کے دن سے پہلے چالیس سال مدینہ کی ویرانی ہو گی ۔ حضرت جابرؓ کی مرفوع حدیث ہے ۔ کہ دین مدینہ کی طرف ایسے واپس آئے گا جیسے وہاں سے ابتدا ہوئی تھی ۔ یہاں تک کہ ایمان صرف مدینہ ہی میں سٹے گا ۔ بعد ازاں فتنے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے ۔ یہاں تک کہ اہل مدینہ امام مہدیؒ

کے ہمراہ باقی رہ جائیں گے۔ بخلاف بیت المقدس کے کہ اس میں اہل الذمہ اور منافقون باقی رہیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ایمان لائیں گے۔ پھر یمن سے ایک ٹھنڈی ہوا چل کر شام آئے گی جس سے سب اہل ایمان ہلاک ہو جائیں گے اور شرار خلق پر قیامت قائم ہو گی۔

بَابُ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ

ترجمہ۔ مدینہ خبیث لوگوں کو نکال دے گا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۸ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ الخ عَنْ جَابِرٍؓ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ اَقِلْنِيْ فَاَبٰى ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا۔ جس نے اسلام پر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پس وہ دوسرے دن وہ بخار زدہ تھا۔ پس آپؐ میری بیعت واپس کر دیں تو آپؐ نے تین مرتبہ انکار کر دیا۔ فرمایا مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ جو کھوٹ کو دور کر دیتی ہے اور خالص چیز کو ممتاز کر دیتی ہے

حدیث نمبر ۱۶۵۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍؓ يَقُوْلُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف تشریف لے گئے۔ تو آپؐ کے صحابہ کی ایک جماعت واپس ہوئی۔ تو ایک گروہ نے کہا کہ ہم ان منافقین کو قتل کر دیں گے دوسرا گروہ کہتا تھا کہ ہم انہیں قتل نہیں کریں گے تو آیت نازل ہوئی کہ تمہیں کیا ہو گا۔ کہ منافقین کے بارے میں تمہاری دو جماعتیں ہو گئیں۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مدینہ ان مردوں یا دجال کو ایسے نکال دے گا جیسے آگ لوہے کے کھوٹ کو دور کر دیتی ہے۔

باب حدیث نمبر ۱۶۶۰ حدثنا عبد اللہ بن محمد الخ عن انسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ تابعہ عثمان۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے دعا مانگی۔ اے اللہ! مدینہ میں وہ برکت دگنی کر دے جو آپؐ نے مکہ میں رکھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۶۱ حدثنا قتیبۃ الخ عن انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدرات المدینۃ اوضع راحلتہ وان کان علی دابۃ حرکھا من حبھا۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سفر سے واپس ہوتے تو مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی اونٹنی سواری کو تیز کر لیتے تھے اگر کسی اور جانور پر سوار ہوتے تو مدینہ کی محبت کی وجہ سے اسے حرکت دیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ اس باب کے اندر دو حدیث وارد ہوئی ہیں۔ پہلی حدیث کو ترجمہ کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ جب اس میں برکت دوگنی ہوگی تو ضد میں کم ہوگی۔ اس طرح نفی الخبث سے مناسبت ہوگی۔ اور دوسری حدیث سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ سے محبت ثابت ہوتی ہے۔ جو اس کے اور اس کے باشندگان کی خوبی کو ثابت کرتی ہے۔ اور برکت سے برکت دنیا مراد ہے۔ جیسے اللھم بارک لنا فی صاعنا ومدنا والی حدیث اس کا قرینہ ہے۔

باب کراھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو خالی رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۶۲ حدثنا ابن سلام الخ عن انسؓ قال اراد بنو سلمۃ ان یتحولوا الی قرب المسجد فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ وقال یا بنی سلمۃ الا تحتسبون اثارکم فاقاموا۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ قبیلہ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو خالی رکھنے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا اے بنو سلمہ کیا تم اپنے نشانات قدموں کا ثواب نہیں لینا چاہتے چنانچہ وہ اقامت پذیر ہوگئے۔

باب حدیث نمبر ۱۶۶۳ **حدثنا** مسدد الخ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ و منبری علی حوضی۔

ترجمہ۔ حضرت ابی ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۶۴ **حدثنا** عبید بن اسمٰعیل الخ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وعک ابوبکر و بلال فکان ابوبکر اذا اخذتہ الحمی یقول ۔ کل امرئ مصبح فی اھلہ ۔ والموت ادنی من شراك نعلہ ۔ وکان بلال اذا اقلع عنہ الحمی یرفع عقیرتہ یقول۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ بواد و حولی اذخر و جلیل

وھل اردن یوما میاہ مجنۃ وھل یبدون لی شامۃ و طفیل

قال اللھم العن شیبۃ بن ربیعۃ و عتبۃ بن ربیعۃ و امیۃ بن خلف کما اخرجونا من ارضنا الی ارض الوباء ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللھم بارك لنا فی صاعنا و فی مدنا و صححھا لنا و انقل حماھا الی الجحفۃ قالت وقدمنا المدینۃ و ھی اوبا ارض اللہ قالت فکان بطحان یجری نجلا تعنی ماء اجنا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کو سخت بخار ہوگیا اور حضرت ابوبکرؓ کو جب بخار پکڑتا تھا تو یہ شعر پڑھتے تھے کہ ہر آدمی اپنے گھر والوں میں صبحک اللہ کہا جاتا ہے کہ تم صبح خوشی سے گذارو۔ حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اور حضرت بلالؓ سے جب بخار دور ہوجاتا۔ تو اونچی آواز سے یہ

اشعار پڑھتے۔ کیا مجھے معلوم ہوتا۔ کہ کیا میں کوئی رات وادئ مکہ میں بسر کروں گا۔ جب کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل بوٹیاں ہوں۔ اور کیا میں کسی دن مجنۃ مقام کے چشموں پر وارد ہوں گا۔ کیا میرے لئے سامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے۔ اے اللہ شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت فرما کیونکہ انہوں نے ہمیں ہمارے وطن کی زمین سے نکال کر وبا کی زمین میں پہنچا دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! مدینہ کو بھی ہمارے لئے ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت محبت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت پیدا فرما۔ اور مدینہ کو ہمارے لئے صحت مند بنا دے۔ اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ ہم جب مدینہ میں آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں سے سب سے زیادہ وباء والا شہر تھا۔ فرماتی ہیں۔ کہ بطحان میں تھوڑا سا پانی بہتا تھا۔ جو متغیر اللون ہوتا تھا۔ جس سے بیماری پیدا ہوتی تھی۔

حدیث نمبر ۱۷۶۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں واقع کر دے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اللهم حبب الينا المدينة آپؐ نے یہ دعا اس لئے فرمائی۔ کہ جب کہ آپؐ نے ان حضرات کو دیکھا کہ وہ اپنے وطن اور اپنے گھروں کو یاد کرتے ہیں۔ اور درازئ مرض کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گئے تھے۔ جیسے حضرت ابوبکر رض اور بلال رض کے اشعار دال ہیں کہ یہ لوگ زندگی سے مایوس تھے اور وطن کو یاد کرتے تھے۔ لیلۃ کی تنوین افراد پر دلالت کرتی ہے۔ جس سے کمال مایوسی کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری حدیث میں حضرت عمر رض کی دعا قبول ہوئی۔ انہیں شہادت نصیب ہوئی اور اپنے صاحبین کے ساتھ بقعہ مبارکہ میں دفن ہوئے۔ فضیلت مدینہ پر واضح دلیل ہے۔ اجنا کے معنے متغیر کے ہیں۔ اس سے وبا کا سبب بیان کیا گیا۔ شامہ اور طفیل دونوں مکہ کے پہاڑ ہیں۔ اذخر اور جلیل بوٹیاں ہیں۔ مجنہ مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔

الحمد للہ کتاب المناسک ختم ہوئی۔ شب خمیس ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

اللهم وفقنا لما تحب وترضىٰ —— آمین —— محمد عبد القادر قاسمی غفرلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

كِتَابُ الصَّوْمِ

بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ۔ رمضان کے روزے کا وجوب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو۔ تم پر روزہ اس طرح لکھ دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلوں پر لکھا گیا تاکہ تم بچ جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۶۶۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ؓ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكٰوةِ فَقَالَ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ لَا اَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اِنْ صَدَقَ۔

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ سے مروی ہے۔ ایک دیہاتی پراگندہ بال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نماز کتنی فرض فرمائی ہے۔ فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تم کوئی چیز زیادہ کرو۔ پھر کہا کہ روزہ کتنا فرض کیا فرمایا رمضان کا مہینہ۔ مگر یہ کہ تم

کچھ نفل ادا کرو۔ پھر پوچھا اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ کتنی فرض کی ہے تو آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کے احکام بتلائے۔ تو وہ کہنے لگا کہ اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو عزت دی تو میں ان فرائض الٰہیہ میں کچھ زیادتی کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کامیاب ہو گیا اگر اس نے سچ کہا یا جنت میں داخل ہو گا اگر اس نے سچ کہا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ بشرائع الاسلام یہ تقریر کا خلاصہ ہے۔ جو مذکورہ صوم اور صلوٰۃ کو شامل ہے اور غیر مذکور حج وغیرہ کو بھی راوی نے اختصار کر کے حاصل جملہ پر اکتفا کر لیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ابھی حج فرض نہ ہوا ہو۔ یا سائل کے سوال کے مطابق جواب تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ نے کتاب الصوم کی تاخیر کی کئی وجوہ ذکر کی ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے زکوٰۃ کے بعد حج کا ذکر مناسب تھا۔ کیونکہ دونوں میں مال خرچ ہوتا ہے۔ اب روزے کے لئے اخیر کے سوا کوئی مقام نہیں رہ گیا تھا۔ صوم کے معنی لغۃً امساک کے ہیں۔ اور شرع میں امساک بالنیۃ عن المفطرات حقیقۃ او حکما فی وقت مخصوص من شخص مخصوص۔ وقت مخصوص دن ہے اور شخص مخصوص مسلمان ہے جو حیض ونفاس سے پاک ہو۔ فرضیت رمضان ۲ھ میں نازل ہوئی۔ صوم شہر رمضان سے قبل صوم عاشوراء فرض تھا۔ اس واقعہ میں شرائع اسلام کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ فرائض کا پابند نجات پا جائے گا اگرچہ نوافل ادا نہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۶۶۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهٗ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ صَوْمَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا پھر جب رمضان فرض ہوا تو وہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عبداللہ پھر یہ روزہ نہیں رکھتے تھے البتہ اگر ان کے روزے کے موافق ہو جاتا تو رکھ لیتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۶۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهٖ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْهُ

وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا جو چاہے اس دن روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

تشریح از قاسمی علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ صوم یوم عاشوراء ہمارے زمانہ میں سنت ہے۔ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واجب تھا یا سنت۔ اس میں اختلاف ہے، ظاہر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب تھا پھر صوم رمضان سے منسوخ ہوا۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزے کی فضیلت کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۷۶۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ جُنَّةٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْهَلْ وَاِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهٗ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ مَرَّتَیْنِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ یَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ الصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ پس روزے دار بے ہودہ باتیں نہ کرے اور نہ ہی جہالت کے کام کرے اگر کوئی آدمی اس سے لڑائی لڑے یا اسے گالی گلوچ دے تو بس دو مرتبہ اتنا کہے کہ میں روزے دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس بندے نے کھانا چھوڑ دیا پینا چھوڑ دیا۔ اور میری وجہ سے خواہشات چھوڑ دیں۔ اسی لئے روزہ میرا ہے۔ اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا اور نیکی کا ثواب دس گنا ہوگا۔

تشریح از قاسمی جہالت کے کام سے مراد ہنسی مزاح۔ ٹھٹھہ مخول۔ انا اجزی بہ کثرت ثواب سے کنایہ ہے۔ کیونکہ روزہ میں ریاء کا احتمال نہیں ہوتا۔ وہ فعل قلب ہے۔ اور احب العبادات الی اللہ ہے لیکن

اس روزے سے وہ روزہ مراد ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔

بَابُ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ

ترجمہ۔ روزہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَنْ يَحْفَظُ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ وَإِنَّ دُوْنَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا يُغْلَقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کوئی ہے جو فتنہ کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد رکھتا ہو۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا۔ ہاں میں نے آپؐ سے سنا تھا۔ کہ آدمی اپنے اہل وعیال اور اپنے ہمسایہ کے فتنہ میں ہو گا۔ جس کا کفارہ نماز۔ روزہ اور صدقہ ہوں گے۔ فرمایا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا۔ میں تو اس فتنہ کے متعلق پوچھتا ہوں جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا۔ فرمایا اس سے پہلے ایک بند دروازہ ہے پوچھا وہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا فرمایا توڑا جائے گا۔ فرمایا پھر یہ اس لائق ہے کہ قیامت کے دن تک بند ہو۔ ہم نے مسروق سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ کیا حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے۔ تو انہوں نے پوچھا فرمایا کہ ہاں جیسے وہ یہ جانتے تھے کہ کل سے پہلے رات کا آنا ضروری ہے۔ یہ علم واضح ہے۔

بَابُ الرَّيَّانِ لِلصَّائِمِيْنَ

ترجمہ۔ روزہ داروں کے لئے باب ریان ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۶۷۱ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ۔

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ جس سے قیامت کے دن روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ جب یہ لوگ سب داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پس اس سے پھر کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

حدیث نمبر ۱۷۶۲ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍؓ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے جوڑا (درہم، دینار یا کپڑے) کا اللہ کے راستہ میں خرچ کیا۔ تو اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے یہ خیر و بھلائی ہے۔ پس جو شخص نماز والوں میں سے ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے پکارا جائے گا اور جو جہاد والوں میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میرے ماں باپ آپؐ پہ قربان ہوں یا رسول اللہ! ان سب دروازوں سے پکارے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ پس کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ آپ ہی ان میں سے ہوں گے۔

بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ باب کیا رمضان کہا جائے یا شہر رمضان کہا جائے۔ بعض لوگ ہر طرح وسعت کے قائل ہیں۔
چنانچہ آپؐ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور فرمایا رمضان سے آگے نہ بڑھو۔

حدیث نمبر ۱۶۷۳ حدثنا قُتَیْبَةُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آجاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۷۴ حدثنا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیٰطِیْنُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان داخل ہو جاتا ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ مصنفؒ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے شہر کے لفظ کے بغیر رمضان کہنا جائز ہے۔ من صام رمضان الا تقدموا رمضان کے الفاظ دال ہیں۔ لیکن شہر رمضان کے جواز پر کوئی دلیل نہیں لائے۔ کیونکہ اس کا جواز تو مجمع علیہ ہے۔ لیکن اس روایت کی بنا پر جس میں دخل رمضان کی بجائے شہر رمضان آیا ہے تو دونوں روایتیں تکلم بغیر اضافہ کے لئے بھی حجۃ بن گئیں اور تکلم بالاضافۃ کے لئے بھی حجۃ ہو گئی۔ جب کہ شہر اس کی طرف مضاف ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے اس باب کے انعقاد سے ایک اختلافی مشہور مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ علی الانفراد رمضان نہ کہنا چاہیئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے

اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ ابن عدی کی روایت ضعیفہ میں ہے۔ لا تقولوا رمضان فان رمضان اسم من اسماء اللہ تعالیٰ ولکن قولوا شہر رمضان امام بخاریؒ دو حدیثیں لا کر اس کا جواز ثابت کرتے ہیں اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔ شہر رمضان کی وجہ تسمیہ یہ ذکر کی جاتی ہے کہ رمضاء سخت گرمی کو کہتے ہیں تو ترمض بمعنی تحرق کے ہوگا۔ کیونکہ اس مہینہ میں لوگوں کے گناہ جل جاتے ہیں۔

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

ترجمہ۔ چاند کے دیکھنے کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۶۷۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو۔ اور جب اسے دیکھو تو افطار کرو۔ اور اگر بادل چھا جائے تو اندازہ کرو۔ اور ایک روایت میں لہلال رمضان وارد ہوا ہے۔

تشریح از قاسمی فتحت ابواب الجنۃ یہ فتح یا تو حقیقی ہے جس کا فائدہ ملائکہ کو اطلاع کرنا ہے۔ کہ صائمین کے فعل کا اللہ تعالے کے ہاں ایک مقام ہے اور مومنین کی خوشی میں اضافہ ہو۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صائمین معاصی اور فواحش سے اجتناب کرکے دخول جنۃ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور جہنم سے دور رہنے کی سعی کرتے ہیں۔ گویا کہ بہشت کے دروازے کھل گئے۔ اور جہنم کے مداخل بند ہو گئے۔

اقدروالہٗ بعض نے کہا کہ اس کے معنے ہیں مہینے کی گنتی کا اندازہ کرو کہ تیس دن پورے ہو جائیں۔ جلدی نہ کرو۔ اور بعض نے منازل قمر کے اندازہ کرنے کا قول کیا ہے۔

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّنِيَّةً وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے یقین اور ثواب حاصل کرنے اور نیت سے روزہ رکھا۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ لوگ اپنی اپنی نیتوں پہ اٹھائے جائیں گے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے

فرمایا جس شخص نے لیلۃ القدر میں یقین اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے رمضان کا روزہ یقین اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رکھا اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ یبعثون علی نیاتھم اس ٹکڑے کو اس جگہ اس لئے ذکر کیا تاکہ تنبیہ ہو۔ اعمال میں اصل نیت ہے اور گناہوں سے علماء صغائر مراد لیتے ہیں۔ کبائر کے لئے توبہ ضروری ہے۔

بَابُ اَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِيْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے رمضان شریف میں ہوتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷۷۷ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ الخ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ خیر کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔ اور سب سے زیادہ سخاوت آپ کی رمضان شریف میں ہوتی تھی۔ جب کہ جبرائیل علیہ السلام آپؐ سے ملاقی ہوتے۔ اور جبرائیل علیہ السلام رمضان شریف کے ختم ہونے تک ہر رات آپؐ سے ملاقی ہوتے تھے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔ پس جس وقت جبرائیل علیہ السلام کی آپؐ سے ملاقات ہوتی تو آپؐ بھیجی ہوئی آندھی سے بھی زیادہ خیر کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔ الریح پر الف لام عہد کا ہوگا رحمت اور نفع پہنچانے والی ہوا مراد ہوگی۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ جس شخص نے صوم کی حالت میں جھوٹی بات اور جھوٹ پر عمل کرنے کو نہ چھوڑا اس کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۸ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹی بات کو اور جھوٹے عمل کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے مرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی قول الزور سے مراد جھوٹ ہے۔ تہمت اور عمل بالباطل بھی اس میں داخل ہے۔ والعمل بہ یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان کے تقاضا پر عمل نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ وکان جبرائیل یلقاہ کل لیلۃ۔ یہ ملاقات نزول وحی کے لئے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ دراستہ قرآن کے لئے ہوتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دراستہ قرآن کی حکمت یہ تھی کہ یقین پختہ ہو اور کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ تجوید الفاظ قرآن اور تصحیح مخارج حروف کے لئے ہوتی تھی۔ تاکہ اس امت میں تجوید کا طریقہ جاری ہو۔ نیز صحف ابراہیمؑ رمضان شریف کی پہلی رات نازل ہوئے تورات چھٹی رات اور انجیل تیرھویں رات اور قرآن مجید کا چوبیسویں رات کو نزول ہوا۔ آسمان دنیا تک تو جملہ واحدۃ اترا پھر بیس سال کے عرصہ میں حسب الاسباب نازل ہوتا رہا۔

بَابُ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ

ترجمہ۔ جب روزے دار کو گالی دی جائے تو کیا وہ انی صائم میں روزے دار ہوں کہہ سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۹ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الخ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے ۔ لیکن روزہ میں اللہ کے لئے ہے ۔ میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا ۔ اور روزہ گناہوں سے ڈھال ہے ۔ پس جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو ۔ تو نہ بے ہودہ باتیں کرے اور نہ ہی شور وشغب مچائے ۔ بلکہ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی لڑے تو کہہ دے کہ میں روزے دار آدمی ہوں ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ۔ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے ۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوں گی ۔ جن سے وہ خوش ہوگا ۔ جب افطار کرے گا ۔ تو خوش ہوتا ہے ۔ اور جب اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ملاقی ہو گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **هل يقول الى قوله صائم اذا شتم الخ** یہاں اشکال ہے کہ آپؐ کا ارشاد بصیغہ امر فلیقل ہے ۔ اور امام بخاریؒ کا هل یقول سے ہے ۔ جو تردد پہ دلالت کرتا ہے ۔ حافظؒ نے اس کی وجہ یہ ذکر کی ہے ۔ کہ فلیقل سے مراد یہ ہے کہ کیا صائم اس کلمہ کا اطلاق کر سکتا ہے یا اپنے دل میں کہے ۔ بعض نے کہا کہ دل میں کہنا چاہیئے ۔ لیکن علامہ نوویؒ فرماتے ہیں ۔ **القول باللسان اقوی** تو اس تردد کی طرف امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا ہے ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کے تین قول ہیں ۔ ایک تو یہ ہے ۔ کہ دل میں کہے اظہار نہ کرے ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ زبان سے کہے تاکہ جاہل آدمی بے ہودہ باتوں سے رک جائے ۔ تیسرا قول فرض اور نفل میں تفریق کا ہے ۔ فرض میں تو زبان سے کہے اور نفل میں فی نفسہ کہے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | علامہ گنگوہیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد دفع توہم ہے ۔ کہ عبادت کا اظہار مکروہ ہے ۔ ہر ممکن اخفاء کرنا چاہیئے ۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس عبادت کے اظہار کرنے میں ۔ کوئی فائدہ ہو ۔ جب تک کہ ریاء اور شہرت مقصود نہ ہو ۔ اور یہاں فائدہ ظاہر ہے کہ یہ شاید سب وشتم کرنے والا جاہل مزید بدتمیزی سے باز آجائے ۔ اور شرم کی وجہ سے وہ بھی اس طرح روزے دار بن جائے جس طرح یہ روزے دار ہے ۔

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزُوْبَةَ

ترجمہ ۔ جس شخص کو عدم نکاح کی وجہ سے زنا میں پڑ جانے کا خطرہ ہو وہ روزہ رکھے ۔

حدیث نمبر ۱۶۸۰ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔

ترجمہ۔ حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ چل رہا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے ضرور شادی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ نکاح آنکھ نیچے رکھنے میں زیادہ مؤثر ہے اور شرم گاہ کی سخت حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جسے نکاح کی طاقت نہ ہو۔ وہ روزہ لازم پکڑے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو توڑنے والا ہے۔ وجار کے اصلی معنی خصیتین کو کوٹنے کے ہیں۔ جس سے مراد شہوت کو توڑنا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ بارۃ کے معنی نکاح کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض اس وہم کو دفع کرنا ہے۔ کہ روزہ اللہ تعالےٰ کی خالص رضا کے لئے تب ہوگا۔ جب اس میں اور کوئی منفعت دینی یا دنیاوی مقصود نہ ہو۔ اگر روزہ سے کسی اور حظ کا انتظار کرے تو مخلص نہ ہوگا۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگر کسی عبادت پر کوئی دینی غرض مرتب ہوتی ہے۔ تو اس کا قصد کرنا ضرر رساں نہیں ہے۔ کیونکہ گناہ زنا سے بچنا جو روزہ رکھنے پر مرتب ہو۔ اس سے بھی اللہ تعالےٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ تو یہ غرض روزے کی اصلی غرض کے منافی نہ ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ عزوبۃ اور عزب انڈے پن کو کہتے ہیں۔ العزب وہ شخص جس کے اہل وعیال نہ ہوں۔ عزوبۃ وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو۔ اس جگہ عزوبۃ کے معنی وہ رنڈوا پن جس سے زنا میں پڑنے کا خطرہ ہو۔

بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جب تم پہلی رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو۔ اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ کھول دو۔ صلہ عمار سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے جناب نبی اکرم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

حدیث نمبر ۱۶۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کا ذکر کر کے فرمایا کہ اس وقت روزہ نہ رکھو۔ جب تک ہلال رمضان کو دیکھ نہ لو۔ اور اس وقت تک افطار نہ کرو۔ جب تک ہلال شوال کو نہ دیکھ لو۔ پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔ تو اندازہ کر کے مہینہ پورا کرو۔

حدیث نمبر ۱۶۸۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مہینہ انتیس ۲۹ راتوں کا بھی ہوتا ہے۔ پس جب تک چاند کو دیکھ نہ لو روزہ نہ رکھو۔ پس اگر بادل چھا جائے۔ تو تیس ۳۰ دن کی گنتی پوری کرو۔

حدیث نمبر ۱۶۸۳ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہینہ اس طرح۔ اور اس طرح ہوتا ہے۔ اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو روک لیا۔

حدیث نمبر ۱۶۸۴ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَؓ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر چاند تم پر چھپ جائے تو شعبان کی گنتی تیس ۳۰ دن پوری کرو۔

حدیث نمبر ۱۶۸۵ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰلٰى مِنْ نِّسَائِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا اَوْ رَاحَ

فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ بھر اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔ پس جب انتیس ۲۹ دن گزر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو تشریف لائے یا شام کو تشریف لائے تو آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ نے تو مہینہ بھر داخل نہ ہونے کی قسم کھائی تھی آپؐ نے فرمایا مہینہ انتیس ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ آلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس جانے سے قسم کھالی۔ حال یہ ہے کہ آپؐ کے پاؤں کو موچ آگئی تھی۔ تو آپؐ نے بالاخانہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ انتیس ۲۹ راتوں کے بعد آپؐ نیچے اتر آئے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے تو مہینہ بھر کا ایلاء کیا تھا۔ فرمایا مہینہ انتیس ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ من صام یوم الشک۔ شک تبھی ہوگا جب چاند نظر نہ آئے لہٰذا ترجمہ سے مناسبت ہوگئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ من صام یوم الشک کے اثر سے ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی۔ کیونکہ جب صوم کو رؤیۃ ہلال سے معلق کیا گیا۔ تو جب آخر شعبان میں شک ہوگیا تو روزہ نہ رکھے۔ ممکن ہے آخر شعبان ہو یا رمضان میں سے ہو۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں کئی احادیث بیان فرمائی ہیں۔ جس سے صوم یوم شک کی نفی ہوتی ہے۔ اور بہت اچھی ترتیب رکھی ہے۔ پہلے صراحۃً عصیان والی روایت لائے بعد ازاں ابن عمرؓ کی روایت دو طرح سے لائے ایک میں فاقدروا کا لفظ ہے دوسری میں فاکملوا العدۃ ثلاثین ہے۔ پھر ہاتھ کے اشارہ سے مہینہ کے دن بتلائے۔ کہ کبھی انتیس ۲۹ بھی ہوتے ہیں پھر حدیث ابوہریرہؓ لائے جس میں تیس ۳۰ دن کی صراحت ہے۔ پھر ام سلمہؓ کی روایت سے انتیس ۲۹ دن ثابت کیے

یاد رکھئے کہ یوم الشک سے تیس ۳۰ شعبان کا دن مراد ہے۔ جب کہ کسی وجہ سے رات کو چاند نظر نہ آئے۔ خواہ گرد و غبار کی وجہ سے یا بادل کی وجہ سے حنابلہ کی مشہور روایت گرد و غبار والی ہے۔ غبار اور دھوئیں کا ایک حکم ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یوم الشک کا روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر نفل کی نیت کرے اور اس کی عادت ہو تو جائز ہے۔ لیکن یہ بھی خواص کے لئے ہے۔ عوام بعد نصف النہار تک افطار کر دیں۔

بَابُ شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ

ترجمہ۔ عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے۔

حدیث نمبر ۱۶۸۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحَجَّةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِنْ نَقَصَ رَمَضَانُ تَمَّ ذُو الْحَجَّةِ وَإِنْ نَقَصَ ذُو الْحَجَّةِ تَمَّ رَمَضَانُ وَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ كَانَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوَيَةَ لَا يَنْقُصَانِ فِي الْفَضِيلَةِ إِنْ كَانَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ أَوْ ثَلٰثِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دو مہینے کم نہیں ہوتے دونوں عید کے مہینے ہیں۔ رمضان اور ذوالحجہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے تھے کہ اگر رمضان کم ہو گیا تو ذی الحجہ پورا ہو گا اگر ذوالحجہ کم ہوا تو رمضان پورا ہو گا۔ حضرت اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں۔ دونوں مہینے ثواب اور فضیلت میں کم نہ ہوں گے۔ خواہ مہینہ انتیس ۲۹ دن کا ہو یا تیس ۳۰ دن کا۔

تشریح از قاسمی یعنی ذی الحجہ کا ثواب رمضان کے ثواب سے کم نہیں ہو گا۔ کیونکہ ان میں مناسک ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے۔ کہ یہ دونوں مہینے اگرچہ ان کا عدد حساب میں کم ہو۔ مگر ان دونوں کا حکم کمال عبادت میں ایک سا ہے۔ اگر کسی نے انتیس ۲۹ روزے رکھے تو اس کو ثواب کے بارے میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اس طرح اگر عرفہ میں غلطی ہو جائے تو حج کے ثواب میں کمی نہیں ہو گی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا کہ ہم نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب جانتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۸۸ حَدَّثَنَا آدَمُ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ مَرَّةً تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِيْنَ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ ہم ایک ان پڑھ امت ہیں۔ نہ ہم لکھنا جانتے ہیں اور نہ ہی حساب جانتے ہیں۔ مہینہ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے کبھی انتیس ۲۹ دن کا اور کبھی تیس ۳۰ دن کا۔

تشریح از قاسمی انا سے مراد عرب ہیں مطلب یہ ہے کہ امت عرب لکھنا اور حساب نہیں جانتے۔ کیونکہ اکثر اہل عرب میں کتابت نہیں تھی۔ اَلَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیۃ

بَابٌ لَا يَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ

ترجمہ۔ رمضان سے ایک یا دو روزے پہلے نہ رکھے۔

حدیث نمبر ۱۶۸۹ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهٗ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک دن یا دو دن رمضان سے پہلے روزے نہ رکھے، مگر وہ شخص اس دن روزہ رکھ سکتا ہے جس کو اس دن روزہ رکھنے کی عادت ہو۔

تشریح از قاسمی وجہ یہ ہے کہ آئندہ رمضان کے روزے رکھنے میں قوت اور نشاط حاصل ہو۔ اور بعض نے کہا کہ کہیں نفلی روزہ فرض روزے کے ساتھ مل کر لوگوں میں تنگ نہ پیدا کر دے۔

بَابٌ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔

ترجمہ۔ تمہارے لئے روزے کی رات اپنی بیویوں سے جماع کی بات کرنا حلال ہے۔ وہ تمہارے

لئے لباس ہیں تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کی خیانت کرتے تھے۔ پس اس نے تو تمہاری توبہ قبول کرکے تمہیں معافی دے دی۔ اب تم ان سے ہم بستری کر سکتے ہو اور اس اولاد کو طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۰ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا وَنَزَلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جب کوئی روزے دار ہوتا افطار کا وقت ہوتا اور وہ افطار سے پہلے سو جاتا تو وہ اس رات اور دوسرے دن کچھ نہیں کھاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوسری شام ہو جاتی۔ چنانچہ حضرت قیس بن صرمہ انصاریؓ روزہ سے تھے۔ جب افطار کا وقت آیا۔ تو اپنی بیوی کے پاس آکر پوچھنے لگا کہ تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ لیکن میں جاتی ہوں۔ اور تمہارے لئے تلاش کرکے لاتی ہوں۔ وہ بے چارے سارا دن کام کرتے رہتے تھے۔ ان کی آنکھ لگ گئی۔ جب ان کی بیوی واپس آئی تو دیکھ کر کہنے لگی۔ تیرے لئے نامرادی ہو۔ پس جب دوپہر کا وقت ہوا تو اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی جس کا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ الخ تو اس آیت سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور یہ بھی نازل ہوا۔ کہ اس وقت تک کھاتے پیتے رہو۔ جب تک سفید دھاگہ فجر کے کالے دھاگے سے جدا نہ ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اس بارے میں حضرت براءؓ کی روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

تشریح از قاسمی | تختانون انفسکم ای تجامعون النساء و تأکلون و تشربون فی الوقت الذی کان حراماً علیکم یعنی تم عورتوں سے ہم بستری کرتے ہو۔ اور اس وقت میں کھاتے پیتے ہو جس وقت میں کھانا پینا جماع تم پر حرام ہے۔

اعندک طعام مرسل سدی میں ہے کہ ان کی بیوی کھجور لے کر آئی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ کھجور تو میرا پیٹ جلا دے گی کوئی اور ٹھنڈی چیز لے آؤ۔

فنزلت هذه الاية حکایت قیس اور ترجمہ میں مناسبت اس طرح ہے کہ جب جماع حلال ہو گیا تو کھانا پینا بطریق اولیٰ حلال ہو گا۔ لیکن جب ان کی حلت مفہوم سے معلوم ہوتی تھی تو بعد میں کلوا واشربوا نازل ہوئی جس نے صراحۃً حلت ثابت کر دی۔ نیز! نزلت کو دوسری دفعہ ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے بعد من الفجر کا لفظ نازل ہوا۔

حدیث نمبر ۱۶۹۱ حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ عَمَدْتُ اِلٰى عِقَالٍ اَسْوَدَ اِلٰى عِقَالٍ اَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِيْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

ترجمہ۔ حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں جب آیت نازل ہوئی حتّٰی یتبیّن الخ تو میں نے ایک کالا دھاگہ اور سفید دھاگہ لے کر ان کو اپنے سرہانے کے نیچے رکھ دیا۔ اور رات میں غور کرنے لگا لیکن میرے لئے واضح نہ ہوئی۔ صبح کو میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تاگہ سے مراد تورات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۲ حدثنا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ اُنْزِلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ وَلَمْ يُنْزَلْ مِنَ الْفَجْرِ فَكَانَ رِجَالٌ اِذَا اَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْاَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْاَسْوَدَ وَلَمْ يَزَلْ يَاْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهٗ رُؤْيَتُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ اِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں۔ کلوا واشربوا الآیہ تو نازل ہوئی۔ لیکن من الفجر کا لفظ نازل نہیں ہوا تھا۔ تو لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے پاؤں میں سفید اور سیاہ تاگہ باندھ لیتے اور اس وقت تک کھاتے رہتے جب دونوں تاگوں میں خوب تمیز واقع ہو جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد من الفجر نازل فرمایا۔ جس سے انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ ان دھاگوں سے مراد تو دن اور رات ہے۔

تشریح از قاسمی ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عدی بن حاتم نزول آیت کے وقت حاضر تھے حالانکہ صوم کی فرضیت اور اس کے احکام تو اوائل ہجرت میں ہوئے ہیں لیکن حضرت عدی بن حاتم تو ۹ھ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ تو تطابق کیسے ہوگا۔ بعض نے جواب دیا ہے۔ کہ فرض صوم سے اس آیت کا نزول مؤخر ہے۔ لیکن یہ بہت بعید ہے۔ یا حضرت عدی کے قول کی تاویل کی جائے۔ لما انزلت ای لما تلیت علی عند اسلامی یا عبارت محذوف مانی جائے۔ لما انزلت الآیۃ ثم قدمت واسلمت و تعلمت الشرائع عمدت اور امام احمد نے روایت نقل کی ہے جس میں ہے۔ علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صل کذا وصم کذا فاذا غابت الشمس فکل حتی یتبین الخ فاخذت خیطین الخ تو اب مطابقت ہو جائے گی۔

لتبیتہما سے منظرہما مراد ہے۔ دوسرے حدیث عدی سے متاخر ہے۔ تو ممکن ہے کہ حضرت عدی کو انکی روایت کا علم نہ ہو سکا ہو یا اپنے فہم کے مطابق خیط کو حقیقت پر محمول کر لیا۔ اور من الفجر سے لاجل الفجر سمجھ لئے ہوں اور پھر یہ معاملہ پیش آیا ہو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ

ترجمہ۔ تمہیں تمہاری سحور سے حضرت بلالؓ کی اذان نہ روکے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۷ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ اَذَانِهِمَا اِلَّا اَنْ يَرْقٰى ذَا وَيَنْزِلُ ذَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت بلالؓ رات کے وقت اذان کہا کرتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس وقت تک کھاتے پیتے رہو۔ جب تک کہ حضرت ابن امّ مکتوم اذان نہ کہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت تک اذان نہیں پڑھتے جب تک فجر طلوع نہ کرجاتی۔ قاسم فرماتے ہیں کہ دونوں کی اذانوں کے درمیان اتنا فرق ہوتا تھا۔ کہ ایک چڑھ رہا ہوتا تھا اور دوسرا اتر رہا ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لم یکن بین اذانہما الخ ایک توجیہ تو محشیؒ نے کی ہے کہ حضرت بلالؓ کے اترنے اور حضرت ابن ام مکتومؓ کے چڑھنے میں تھوڑا فاصلہ ہوتا تھا۔ حضرت بلال اذان کہہ کر دعا کے لئے بیٹھ جاتے تھے جب صبح صادق ہوتی تو تب اترتے۔ اگر زمانہ قلیل بھی مراد ہو۔ تو پھر روایت کی توجیہ یہ ہوگی۔ کہ حضرت بلالؓ کی اذان ٹھہر ٹھہر کر ہوتی تھی اور وقفے وقفے سے ہوتی تھی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ان کی اذان سنو تو کھانا پینا شروع کردو اور اذان ختم ہوتے ہی بند کردو۔ اللہ اکبر کے الفاظ سنتے ہی کھانا پینا بند نہ کرو۔ چونکہ وہ حضرات کھانا تھوڑا کھاتے تھے اس لئے دورانِ اذان ان کا کھالینا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن ام مکتومؓ کی اذان ہوتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ چنانچہ ملا علی قاریؒ نے یہی توجیہ کی ہے کہ حضرت بلالؓ اذان کے بعد دعا وغیرہ کرتے رہتے اور طلوعِ فجر کا انتظار کرتے رہتے۔ جب طلوع قریب ہوتا تو نیچے اتر آتے تھے

بَابُ تَعْجِيلِ السُّحُورِ

ترجمہ۔ سحری کھانے میں جلد کرنا۔

حدیث نمبر ۱۶۹۴ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي ثُمَّ تَكُونُ سُرْعَتِي أَنْ أُدْرِكَ السُّحُورَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سحری کھا کر آتا تھا۔ پھر مجھے جلدی ہوتی تھی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحور کو پالوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ بعض نسخوں میں تاخیر السحور ہے۔ اگر تعجیل السحور ہو تو اس کی دلیل حضرت سہل بن سعدؓ کا عمل ہے۔ کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سحری کھالیتے تھے۔ آپؐ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ تو ایک گھڑی کی تعجیل ثابت ہو گئی تو بہت سی ساعات کی بھی ثابت ہو جائے گی کیونکہ فارق کوئی نہیں ہے۔ اور سحری کا مقصود حاصل ہے کہ دن میں عبادات پر تقویت حاصل ہو۔ تاکہ روزہ کمزور نہ کر دے۔ دوسرے نسخہ تاخیر السجود پر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل حجت ہے۔ کیونکہ وہ حضرت سہل سے مؤخر تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ جمہور کی روایت میں ان ادرک کے الفاظ جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو مواقیت الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ علامہ عینیؒ نے اپنی شرح میں باب تاخیر السحور منعقد کیا ہے۔ اور حدیث سے ثابت کیا ہے۔ کہ سحور کا آخری وقت طلوع فجر کے قریب تک ہے۔ اس لئے ابن بطال نے کہا کہ اگر امام بخاریؒ باب تاخیر السحور کا ترجمہ باندھتے تو بہتر ہوتا۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ فرمائی ہے وہ اسی نسخے پر مبنی ہے۔ جو ہمارے ہاتھوں میں ہے جس میں "تعجیل السحور" ہے۔ اور میرے نزدیک بھی یہ توجیہ بہتر ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ حدیث کے ہر محتمل سے ترجمہ ثابت کرتے ہیں۔ اس صورت میں باب قدر کم بین السحور سے مقصد یہ ہوگا۔ کہ منتہی تاخیر بیان کرتا ہے۔ اور تعجیل السحور سے مقصد جواز تعجیل ثابت کرنا ہے۔ فعل صحابی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے اور قدر کم بین السحور سے تاخیر فضیلت آپؐ کے فعل سے ثابت فرمائی۔

بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السُّحُوْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ

ترجمہ۔ سحری کھانے اور نماز فجر کے درمیان کس قدر فاصلہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۶۹۵ **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسُّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ آيَةً۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سحری کھاتے تھے۔ پھر آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا

فاصلہ ہوتا تھا۔ فرمایا مقدار پچاس آیات کی قرأت کے۔ بہرحال اس عمل سے تاخیر سحور کی فضیلت ثابت ہوئی۔

بَابُ بَرَكَةِ السُّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَاصَلُوا وَلَمْ يُذْكَرِ السُّحُورُ۔

ترجمہ۔ سحری کھانے کی برکت ہے مگر یہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اور اصحاب نے مسلسل روزے رکھے جن میں سحری کھانے کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۶ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل روزے رکھنے شروع کئے تو لوگوں نے بھی وصال شروع کر دیا۔ پس ان پہ وصال گراں گذرا۔ پس آپؐ نے ان کو منع کر دیا۔ انہوں نے عرض کی کہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں ہمیشہ کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اطعم واسقی ؂ لیکن یہ وصال کے منافی نہیں اس لئے کہ مفطر تو منہ سے کھانا ہے روحانی غذا مفطر نہیں ہے۔ تو اس وقت حقیقت ظاہرہ مراد ہو گی کیونکہ جنت کے پھل میوے ان اجساد سے نہیں کھائے جاتے۔ اس کا محل تو روح ہے۔ اور اس کی غذا مفطر نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اس حدیث کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل فتح اور عینیؒ میں ہے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو ظاہر معنی پہ رکھا جائے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ حقیقۃً طعام و شراب لایا جاتا تھا۔ تو یہ آپؐ کی کرامت ہو گی جس میں اور کوئی صحابی شریک نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ صورت لیالی (راتیں) رمضان میں پیش آتی تھی۔ جیسا کہ روایات میں ہے انی ؂ ابیت يطعمنی ؂ ربی ؂ ویسقینی ؂ اور بعض کے ہاں رمضان کے دنوں میں نزول ہوتا تھا۔ جیسے کہ اظل ؂ کے الفاظ دال ہیں۔ کیونکہ ظل اس فعل پہ وارد ہوتا ہے جو دن کے وقت کیا جائے۔ اکثر روایات میں اَبِیْتُ ہے۔ اور اظلّ اشتراک فی الوقت کی وجہ سے فرمایا گیا ہے۔ لیکن اس قول پہ انک تواصل

صحیح نہیں ہوگا۔ اس لئے دوسری توجیہ یہ ہے کہ اطعم واسقی کا مطلب یہ ہے کہ روزے رکھنے میں میری مدد کی جاتی ہے۔ جس سے کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ تو طعام و شراب سے لازمی معنی قوت مراد ہوں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ آکل اور شارب والی قوت پیدا کر دیتے ہیں۔ جس سے بھوک اور پیاس محسوس بھی نہیں ہوتی۔ اور تیسرا قول علامہ نوویؒ کا ہے جو میرے نزدیک راجح ہے وہ یہ ہے کہ محبت الٰہی کھانے پینے سے پھیر لیتی ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ معارف الٰہیہ کی غذا اور قرب کی نعمت غذاء جسم سے غافل کر دیتی ہے۔ جس کو عشق کا تجربہ ہے وہ غذاء جسمانی سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

؎ ذکرک لعشاق خیر شراب وکل شراب دونہ کسراب۔

ترجمہ۔ عاشق کے لئے تیرا ذکر مشروب ہے۔ اس کے سوا سب مشروبات ریتے کی طرح ہیں۔

اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

؎ اجی جس کے دل میں ہو درد الفت اسے کب ہوئے خواب و خور کی فرصت
اٹھا چھاتی میں درد عشق جس کی اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی

اب اشکال یہ ہے کہ وصال صوم سے برکۃ السحور بغیر ایجاب کس طرح ثابت ہوا۔ کیونکہ روایت میں سحور کا ذکر ہی نہیں ہے۔ تو ابن منیرؒ نے اس کو اس طرح ثابت کیا ہے۔ کہ جب وصال سے منع فرمایا تو یہ نہی عن الوصال نہی تحریم نہیں ہے۔ بلکہ نہی ارشاد ہے۔ اور اس میں سحور کے ایجاب کا قول نہیں کیا گیا تو جب وصال میں نہی کراہتہ کے لئے ہے۔ تو اس کی ضد میں استحباب ثابت ہوگا۔ کیونکہ اگر سحور لازم ہوتا تو وصل ثابت نہ ہوتا۔ تو وصال ترک سحور کو مستلزم ہوا کہ خواہ ہم وصال کو حرام کہیں یا نہ کہیں۔ کیونکہ حکم وصال میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام احمد اور اسحٰق سحر تک وصال کی اجازت دیتے ہیں لیکن درحقیقت یہ وصال نہیں ہے۔ وصال تو یہ ہے کہ دو دنوں کے درمیان کھانے پینے سے افطار نہ کرے۔ جس کو اکثر علماء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ پھر کراہتہ تحریمی اور تنزیہی میں اختلاف ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۷ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھا لیا کرو۔ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

تشریح از قاسمی برکت سے مراد اجر و ثواب ہے۔ کیونکہ سحری کھا لینا روزہ میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے اور نشاط اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ سحور بالضم کی تفسیر تھی اگر بالفتح سحور ہو تو وہ طعام جس سے سحر کے وقت کھانا کھایا جائے۔

بَابُ اِذَا نَوٰی بِالنَّهَارِ صَوْمًا

وَقَالَتْ اُمُّ الدَّرْدَاۤءِ كَانَ اَبُو الدَّرْدَاۤءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَاِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّيْ صَائِمٌ يَوْمِيْ هٰذَا وَفَعَلَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَّحُذَيْفَةُ ۔

ترجمہ: باب الف یہ ہیں جب کوئی شخص دن کے وقت روزے کی نیت کرے۔ حضرت ام الدرداؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو الدرداءؓ پوچھتے تھے کہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے۔ پس اگر ہم کہتے کہ نہیں ہے تو وہ فرماتے کہ میں آج کے اس دن میں روزے دار ہوں۔ اور یہی ابو طلحہؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ اور حضرت حذیفہؓ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۸ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ عَاصِمٍ الخ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُّنَادِيْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ اَنْ مَّنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ اَوْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَّمْ يَاْكُلْ فَلَا يَاْكُلْ ۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن ایک آدمی کو بھیجا جو لوگوں میں اعلان کرتا تھا کہ جس شخص نے کھا لیا وہ پورا کرے یا روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اذا نوی بالنہار اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کی غرض ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو روزے کے لئے رات کے وقت نیت کرنے کو فرض روزے میں ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ اس طرح ہوا کہ حدیث میں لفظ نیت مطلق ہے۔ کسی روزے فرض یا نفل کی کوئی تخصیص نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ صوم عاشورہ کو سنت تسلیم کیا جائے جیسا کہ شوافع حضرات فرماتے ہیں۔ حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ صوم عاشورہ پہلے فرض تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ تو اس

صورت میں صوم فرض میں رات کو نیت کا ضروری قرار دینا صریح نص کے خلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ نیت صوم کے لئے سنت ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ شوافع حضرات انما الاعمال بالنیات کی وجہ سے اور نماز پر قیاس کرتے ہوئے فرض اور نفل میں نیت کو رات سے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ روزہ میں نیت قبل الفجر بالاجماع ضروری ہو۔ خواہ وہ فرض ہو یا نفل ہو۔ یہ مسلک امام مالکؒ اور داؤد ظاہری کا ہے۔ باقی ائمہ نفل صوم میں دن کے وقت نیت کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ روزہ ایک عبادت محضہ ہے جو نیت کی محتاج ہے۔ پھر اگر فرض روزہ ہے۔ جیسے صوم رمضان ادا اور "قضاء" نذر اور کفارہ سب لیں۔ رات سے ہمارے نزدیک نیت شرط ہے۔ شوافعؒ اور مالکیہؒ اور احنافؒ کا مسلک ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ صوم رمضان اور ہر متعین روزہ کو دن کے وقت نیت سے بھی صحیح ہو سکتا ہے پھر رات کے کسی حصہ میں نیت پائی جائے تو وہ کافی ہے خواہ منافی صوم اس کے بعد پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ ہر قسم کے روزے کے لئے قبل الفجر نیت ضروری ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ نفل روزہ میں تو بعد الفجر نیت کافی ہے فرض میں کافی نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس روزہ کا وجوب وقت معین سے متعلق ہے۔ جیسے رمضان اور نذر ایام محدودۃ اسی طرح نافلہ میں بھی بعد الفجر نیت صحیح ہے۔ ان کے علاوہ میں بعد الفجر نیت صحیح نہیں۔ جیسے قضا اور کفارہ نذر وغیرہ۔

بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا

ترجمہ۔ روزہ دار جب جنابت کی حالت میں صبح کرے۔

حدیث نمبر ۱۴۹۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ جِئْتُ أَنَا وَأَبِي حِيْنَ دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَبِسَنَدٍ آخَرَ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أُقْسِمُ بِاللهِ لَتُقَرِّعَنَّ

بِهِمَا اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا اَنْ نَجْتَمِعَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِاَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ هُنَالِكَ اَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِاَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اِنِّىْ ذَاكِرٌ لَّكَ اَمْرًا وَلَوْلَا مَرْوَانُ اَقْسَمَ عَلَىَّ فِيْهِ لَمْ اَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَاُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا وَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ اَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْاَوَّلُ اَسْنَدُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں۔ کہ میں اور میرا باپ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دوسری سند کے ساتھ یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے مروان کو خبر دی کہ حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح اور فجر اس وقت آجاتی ہے جب کہ آپؐ اپنے گھر والوں سے جنبی ہوتے تھے پھر آپؐ غسل کرتے۔ اور روزہ رکھتے تھے۔ مروان نے عبدالرحمٰن بن الحارث سے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہوئے کہا۔ کہ تم اس قصہ سے ضرور حضرت ابوہریرہؓ کو گھبراہٹ میں ڈال دو گے کیونکہ وہ اس کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔ اور مروان ان دنوں مدینہ کا حاکم تھا۔ ابوبکر فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن اس واقعہ کا بیان کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن اتفاق کی بات کہ ہم ذی الحلیفہ میں جمع ہو گئے۔ جہاں حضرت ابوہریرہؓ کی جاگیر تھی۔ تو حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا۔ کہ اگر مجھے مروان نے اللہ کی قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ سے اس کا ذکر نہ کرتا لیکن اب میں آپ کو ایک واقعہ یاد دلاتا ہوں چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا قول ذکر فرمایا۔ پس فرمایا کہ مجھے فضل بن عباسؓ نے بھی اسی طرح کہا تھا۔ حالانکہ وہ خوب جاننے والے ہیں۔ اور ھمام نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افطار کا حکم دیتے تھے لیکن پہلا قول سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ وھو اعلم الخ مقصود یہ ہے کہ فضل ہی نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جنبی افطار کرے وہ اس قصہ کو بھی خوب جانتے ہیں اور جو انہوں نے روایت کی ہے اس کو بھی جانتے ہیں ذمہ داری ان کی ہے میری نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا اکثر صحابہ کرامؓ ایک دوسرے

سے روایت کرتے تھے لیکن اس کی تصریح نہیں کرتے تھے کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ نے تصریح نہیں کی۔
کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے نہیں سنا۔ مگر جب ان پر اعتراض ہوا تو
تب تصریح کر دی۔ اسی طرح بہت سی روایات ہیں کہ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے روایت کرتے
ہیں۔ لیکن ان کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دیتے ہیں۔ بنا بریں بہت ممکن ہے
کہ باب الکلام فی الصلوٰۃ میں جو روایت حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے وہ بھی اسی طرح کی ہو۔
یہاں پہ جمع بین الروایات کی صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتانا
چاہتے ہوں۔ کہ جو شخص صبح صادق کے وقت بیوی سے ہم بستر ہو تو اس کا روزہ نہیں ہوگا جس سے
حضرت فضل نے یہ سمجھ لیا کہ مقصود بقاء جنابت ہے۔ اگرچہ اس کا حصول اس سے پہلے ہو چکا ہو۔ تو اپنی
سمجھ کے مطابق انہوں نے روایت کر دی۔ حالانکہ یہ ان کی مراد نہیں تھی۔ اور شاید جناب نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے کنایہ کیا ہو۔ مقصود کی تصریح نہ کی ہو۔ جس سے فضلؒ کے فہم
کی تائید ہو گئی ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ سلفؒ میں یہ مسئلہ خلافیہ رہا ہے۔ لیکن اب علماء کا اجماع ہو گیا۔
کہ جو شخص جنابت کی حالت میں صبح میں داخل ہو۔ تو اس کا روزہ جائز ہے۔ علامہ عینیؒ نے اس میں
سات اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً ایسے شخص کا روزہ صحیح نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے
کہ اگر کوئی عمداً غسل کو مؤخر کرتا ہے۔ تو اس کا روزہ صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ فرض میں
تو تاخیر ناجائز ہے۔ نفل میں جائز ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ روزہ تمام کرے اور بعد ازاں قضا بھی کرے۔
پانچواں قول یہ ہے کہ فرض میں قضاء مستحب ہے نفل میں نہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ اس وقت روزہ
باطل نہیں ہوگا۔ جب تک غسل کرنے سے پہلے سورج طلوع نہ کرے۔ ورنہ روزہ باطل ہو جائے گا۔
ساتواں قول یہ ہے کہ صوم مطلق صحیح ہے فرض ہو یا نفل ہو۔ طلوع فجر سے غسل کو عمداً مؤخر کرے یا نسیاناً
کرے یا نیند کی وجہ سے کرے یہی جمہور فقہاء کا قول ہے اور اسی پہ اجماع علماء ہے۔

قولہ یرد ذلک عن الصحابۃ کیونکہ مرسلات صحابہ مشہور رہیں۔

کلام فی الصلوٰۃ یعنی سہو فی الصلوٰۃ میں جو ذی الیدین کا قصہ ہے وہ بھی اسی طرح ہو۔
جمع بین الروایات کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ یہ خبر منسوخ ہے۔ حضرت عائشہؓ

کی روایت سے جس کا نسخ نہ فضل کو پہنچا نہ حضرت ابو ہریرہ رض کو۔ ہاں جب انہیں ناسخ کا علم ہو گیا تو اپنے فتوٰی سے رجوع کر لیا۔ یہ توجیہ اس سے بہتر ہے کہ کسی خبر کو ترجیح دی جائے جیسے امام بخاریؒ فرما رہے ہیں کہ الاول اسند۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ام سلمہ رض حضرت عائشہ رض کی موافقت فرما رہی ہیں۔ کیونکہ اثنین کی روایت واحد کی روایت سے فوق ہوتی ہے خصوصًا جبکہ دونوں ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ جو مردوں کی بنسبت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانگی حالات سے زیادہ واقف ہیں۔ پھر ان کی روایت منقول اور معقول دونوں کے موافق ہے۔ کیونکہ غسل ایسی چیز ہے جو انزال سے واجب ہوتی ہے۔ روزے کے وقت ایسی کوئی چیز نہیں پائی گئی۔ جیسے روزے دار کو اگر دن کے وقت احتلام ہو جائے۔ تو غسل واجب ہوتا ہے۔ روزہ باطل نہیں ہوتا۔ تو یہ محرم کی طرح ہو گیا جس نے احرام سے پہلے خوشبو لگا لی۔ اور احرام کے وقت تک اس کا اثر باقی رہا۔ تو وہ مخل نہیں ہے۔ اور جمع کی ایک صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رض کی روایت افضلیت پر دلالت کرتی ہے کہ جنبی کے لئے افضل ہے کہ وہ طلوعِ فجر سے پہلے غسل کر لے۔ اگر مخالفت کی تو جواز میں کوئی کلام نہیں۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ

ترجمہ روزہ دار کا بدن کے ساتھ ملنا اس سے جماع مراد نہیں۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ روزے دار پر بیوی کی شرم گاہ حرام ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۰۰ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَّكَانَ اَمْلَكَهُمْ لِاِرْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّآرِبُ حَاجَةٌ وَقَالَ طَاؤُسٌ اُولِي الْاِرْبَةِ الْاَحْمَقُ لَاحَاجَةَ لَهٗ فِي النِّسَآءِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ دیتے تھے اور بدن سے بدن ملتے تھے اور وہ تم سے زیادہ اپنی حاجت کے مالک تھے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ارب کے معنی حاجت کے ہے ۔طاؤس فرماتے ہیں کہ غیر اولی الاربة وہ بھولا بھالا بے وقوف مراد ہے جسے عورتوں کی طرف ضرورت نہ ہو ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | حمق سے مراد جہالت ہے ۔ جو مردوں اور عورتوں کے باہمی معاملات پر واقفیت نہ رکھتا ہو ۔ احمق سے متعارف معنی والا بے وقوف مراد نہیں ہے ۔ جو ہر چیز کو شامل ہے ۔ بلکہ خاص کر عورت اور مرد کے تعلق سے ناواقف ہو ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | روزہ دار بیوی کو بوسہ دے سکتا ہے ۔اس میں روایات مختلف ہیں ۔ امام احمدؒ ۔ اسحاقؒ اور داؤد ظاہریؒ اور امام مالکؒ مطلقاً کراہتہ کے قائل ہیں ۔امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ نوجوان کے لئے کراہت اور بوڑھے کے لئے اباحت کے قائل ہیں ۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ سے ایک قول یہ بھی ہے کہ روزہ دار کے لئے معانقہ ،مصافحہ اور مباشرت بلا ثوب اور تقبیل فاحش بالکل مکروہ ہے ۔تقبیل فاحش کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ہونٹوں کو چبائے ۔ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے جس نے بوسہ دیا اور سالم رہا اس پر کچھ بھی نہیں ہے ۔

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

ترجمہ ۔ روزہ دار کا بوسہ دینا کیسا ہے ۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ إِنْ نَظَرَ فَأَمْنَى يُتِمُّ صَوْمَهُ

ترجمہ ۔ جابر بن زید فرماتے ہیں ۔ کہ اگر روزے دار نے شہوت سے کسی کو دیکھا اور منی آگئی ۔ تو وہ اپنا روزہ پورا کرے ۔ اور درمختار میں ہے کہ اگر اس کے فرج کی طرف بار بار نظر کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا ۔

حدیث نمبر ۱۷۰۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الخ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بیشک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دیتے تھے پھر وہ ہنس دیتی تھیں ۔

حدیث نمبر ۱۷۰۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ بَيْنَمَا اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِيْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ دریں اثنا کہ میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اونی منقش چادر کے اندر تھی ۔ کہ میں حائضہ ہوگئی تو میں آہستہ سے کھسک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے بدل لئے ۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تجھے حیض آگیا ہے ۔ میں نے عرض کی ہاں ! پھر پس میں آپؐ کے ہمراہ اس اونی منقش چادر میں داخل ہوگئی ۔ نیز ! وہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اکٹھے ایک برتن سے غسل کرتے تھے ۔ اور یہ کہ روزے کی حالت میں آپؐ انہیں بوسہ دیتے تھے ۔

تشریح از قاسمی ضحکت اس سے تنبیہ کردی کہ وہ خود ہی صاحب واقعہ ہیں اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ ہنسی کبھی شرمندگی کی وجہ سے ہوتی تھی کہ اپنے حالات کی خبر دے رہی ہیں اور بعض نے کہا اس سے اپنا مرتبہ بتانا مقصود ہے ۔ جس سے آپؐ خوش ہوتی تھیں ۔ فَنُفِسْتِ معنی میں حِضْتِ کے ہے ۔

بَابُ اغْتِسَالِ الصَّآئِمِ

وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَؓ ثَوْبًا فَاَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَآئِمٌ وَّدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَائِمٌ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ لَا بَاْسَ اَنْ يَّتَطَعَّمَ الْقِدْرَ اَوِ الشَّيْءَ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّآئِمِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا كَانَ صَوْمُ اَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِيْنًا مُّتَرَجِّلًا وَّقَالَ اَنَسٌ اِنَّ لِيْ اَبْزَنَ اَتَقَحَّمُ فِيْهِ وَاَنَا صَائِمٌ وَّيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اسْتَاكَ وَهُوَ صَآئِمٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ يَسْتَاكُ اَوَّلَ النَّهَارِ وَاٰخِرَهٗ وَلَا يَبْلَعُ رِيْقَهٗ وَقَالَ عَطَآءٌ اِنِ ازْدَرَدَ رِيْقَهٗ لَا اَقُوْلُ يُفْطِرُ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَاْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ قِيْلَ لَهٗ طَعْمٌ قَالَ

وَالْمَاءِ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تُمَضْمِضُ بِهِ وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا۔

ترجمہ۔ روزہ دار کا غسل کرنا کیسے ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کپڑے کو تر کر کے روزے کی حالت میں اپنے اوپر ڈال لیتے تھے یا تر کپڑا ان پر ڈال دیا جاتا تھا۔ حضرت شعبیؒ روزے کی حالت میں حمام میں داخل ہو جاتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر روزے دار ہنڈیا کو یا کسی اور چیز کو چکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا۔ کہ روزے دار کے لئے کلی کرنا اور ٹھنڈک حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی روزے دار ہو تو وہ تیل لگانے والا اور کنگھا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میرا ایک حوض تھا۔ جس میں میں روزے کی حالت میں گھس جایا کرتا تھا۔ اور ابن عمرؓ دن کے اول اور آخری حصہ میں مسواک کرتے تھے اور ابن سیرین نے فرمایا کہ تر مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ اس میں تو مزہ اور ذائقہ ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا پانی میں بھی مزہ اور ذائقہ ہوتا ہے۔ حالانکہ تم اس سے کلی کرتے ہو۔ اور حضرت انسؓ حضرت حسن بصریؒ اور ابراہیمؒ روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب کی غرض یہ ہے کہ روزے دار کو غسل کرنا کوئی نقصان دے گا۔ روایت کی دلالت اس پر ظاہر ہے۔ جب کہ روزہ غسل جنابت سے نہیں ٹوٹتا تو اس کے ماسوا غسل سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔ پھر جو آثار اس باب کے تحت ذکر ہوئے ہیں۔ وہ قیاس اور دلالۃ النص کے ذریعہ ترجمہ پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ تر کپڑے کا جسم پر ڈالنا حمام میں داخل ہونا۔ ہنڈیا سے کچھ چکھ لینا اور کسی چیز کا چکھ لینا۔ کلی کرنا۔ ٹھنڈک حاصل کرنا۔ تیل لگانا۔ کنگھا کرنا پانی سے بھرے ہوئے حوض کے اندر گھس جانا۔ مسواک کرنا۔ سرمہ لگانا اگرچہ یہ اشیاء باطن کی طرف اثر کرتی ہیں۔ مگر روزے دار کے لئے یہ سب جائز ہیں۔ تو غسل کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ کیونکہ پانی کا معاملہ ان سب سے خفیف ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ بدن پر ٹھہرتا نہیں جیسا کہ غسل سے ظاہر ہے۔ اور امام شعبیؒ کے اثر پر جو حمام کا ذکر ہے۔ اس سے حمام ٹھنڈا مراد ہے۔ جو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

یصبح دھینا اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اگر روزے دار تیل نہ لگانے کی وجہ سے اس کا بدن خشک رہ گیا۔ یا سرمہ وغیرہ نہ لگایا تو روزے کے آثار ظاہر ہوں گے۔ حالانکہ اس کا تو چھپانا

مقصود و مطلوب ہے۔
یستاک اول النہار سے شوافع پر رد کرنا مقصود ہے جو بعد الزوال کراہتہ سواک کے قائل ہیں۔

تشریح از قاسمی نیز! ان لوگوں پر بھی رد کرنا ہے جو روزے دار کو غسل کی اجازت نہیں دیتے کہ کہیں پانی اس کے حلق تک نہ پہنچ جائے۔ رد اس طرح ہوا کہ جب کلی کرنا اور ہنڈیا کا چکھنا جائز ہے حالانکہ مفطر منہ کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ تو غسل کیوں جائز نہیں ہوگا۔ اس طرح کنگھا کرنا اور تیل لگانا تجمل کے لئے جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۰۳ حدثنا احمد بن صالح قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا كان النبي صلى الله عليه وسلم يدركه الفجر في رمضان من غير حلم فيغتسل ويصوم ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احتلام کے رمضان میں صبح کرتے۔ پس غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

حدیث نمبر ۱۷۰۴ حدثنا اسمعيل سمع ابا بكر بن عبد الرحمن قال كنت انا وابي فذهبت معه حتى دخلنا على عائشة رضی اللہ عنہا قالت اشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كان ليصبح جنبا من جماع غير احتلام ثم يصومه ثم دخلنا على ام سلمة رضی اللہ عنہا فقالت مثل ذلك قال ابو جعفر سألت ابا عبد الله اذا افطر يكفر مثل المجامع قال لا الا ترى الاحاديث لم يقضه وان صام الدهر ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ میں اور میرا باپ اکٹھے چل کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتی ہوں۔ کہ آپ جماع بغیر احتلام کے جنابت کی حالت میں صبح کرتے۔ تو پھر روزہ رکھتے تھے۔ پھر ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ترجمہ۔ ابو حنیفہ نے فرمایا میں نے امام بخاریؒ سے پوچھا کہ جب

کوئی شخص روزہ توڑ دے تو کیا جماع کرنے والے کی طرح کفارہ ادا کرے۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ کیا تم حدیثوں کو نہیں دیکھتے البتہ اگر زندگی بھر روزے رکھتا رہے تب بھی اس فضیلت کو نہیں پا سکتا۔

قال ابو جعفر امام بخاریؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ فربری نے امام بخاریؒ کا وہ قول جس کی ابو جعفر نے انہیں فربر میں خبر دی تھی۔ امام بخاریؒ نے خود ان کو خبر نہیں دی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کفارہ خلافِ قیاس ثابت ہوا ہے۔ تو اسے اپنے مورد پر منحصر رہنا چاہیئے۔ اکل و شرب کی طرف تجاوز نہ کیا جائے۔ نیز! قضاء بمثل معقول ہے لہذا روزہ پر اکتفا ہو گا بس آگے نہیں۔ لیکن وہ فضیلت جو اس سے فوت ہو گئی۔ اس کا پا لینا ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ زندگی بھر روزہ رکھے۔ جیسا کہ خود روایت میں موجود ہے۔ احنافؒ کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ جماع سے کفارہ ادا کرنا۔ یہ کوئی اس کی خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ کفارہ تو روزے میں جنابت کی وجہ سے واجب ہوا ہے۔ تو وہ سب مفطرات کو شامل ہو گا۔ خواہ وہ جماع ہو یا اکل و شرب ہو۔ ان میں مفطر ہونے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ دوسرا جواب نقلی یہ ہے کہ دار قطنی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے رمضان میں کسی دن روزہ توڑ دیا تو کفارہ ظہار کی طرح کفارہ ادا کرے۔ پس اس حکم میں کسی مفطر کی تخصیص نہیں نہ جماع کا ذکر ہے اور نہ ہی اکل و شرب کا۔ اور ان میں سے کسی مفطر کی قید نہیں ہے۔ نیز! جس قدر مزہ اور لذت جماع میں ہوتی ہے وہ اکل و شرب میں کم نہیں ہوتی۔ مفطر ہونے میں تینوں برابر ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | قال ابو جعفر اس قول کو شراح بخاریؒ عسقلانی۔ قسطلانی۔ کرمانی اور عینیؒ نے نہ متون میں ذکر کیا ہے اور نہ ہی شروح میں ذکر کیا ہے۔ اور نہ ہی یہ باب اس قول کے لائق ہے۔ کیونکہ دو باب کے بعد امام بخاریؒ نے آگے باب باندھا ہے۔ باب اذا جامع فی رمضان الخ اور اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر جماع کے مفطر پر کفارہ نہیں ہے۔ حالانکہ اذا جامع فی رمضان الخ باب سے امام بخاریؒ کا میلان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ واجب ہے۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس شخص نے اکل اور شرب سے روزہ توڑا اس پر کفارہ واجب ہے۔ جماع پر قیاس کیا ہے۔ جامع اور آکل اور شارب میں مہینہ کی بے حرمتی امر مشترک ہے۔ اور آثار افطار بھی ذکر فرماتے ہیں جس سے

سمجھا جاتا ہے کہ افطار بالاکل والجماع بمعنی واحد ہیں۔

اور اکے تلک الفضیلہ کہلائے کے ساتھ قضاء بھی ائمہ اربعہ کے نزدیک واجب ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قضاء کا ذکر نہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے اور نہ حضرت عائشہؓ کی خبر میں ہے۔ لیکن کہا جائے گا کہ دوسرے طرق سے اس حدیث پر زیادتی ثابت ہے۔ آپؐ نے فرمایا صم یوما مکان ما اصبت

لم یقضہ وان صام الدھر کہ ادا کی کامل فضیلت قضاء سے حاصل نہیں ہو سکتی اگرچہ زندگی بھر روزہ رکھتا رہے کیونکہ قضاء ادا کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ ایک دن کے بدلے زندگی بھر روزے رکھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شوافعؒ کے نزدیک کفارہ صرف جماع سے واجب ہوگا۔ احنافؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک اکل وشرب سے بھی کفارہ واجب ہوگا۔

بَابُ الصَّآئِمِ اِذَا اَكَلَ اَوْشَرِبَ نَاسِيًا

وَقَالَ عَطَآءٌ اِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ اِنْ لَّمْ يَمْلِكْ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَ مُجَاهِدٌ اِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ جب روزے دار بھول چوک کر کھا پی لے۔ اور عطاءؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے ناک صاف کیا اور پانی اس کے حلق میں چلا گیا۔ تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ اس کو واپس لوٹانے پر قادر نہیں ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر مکھی روزے دار کے حلق میں داخل ہو جائے تو کوئی چیز واجب نہیں۔ حسن اور مجاہد فرماتے ہیں کہ اگر بھول کر جماع کر لیا تو کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۰۵ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَسِيَ فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب کوئی روزے دار بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

ہی اسے کھلایا پلایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لم یملک ردہ الخ یہ حکم اس پہ مبنی ہے کہ خطاء اور نسیان میں کوئی فرق نہ کیا جائے۔ حالانکہ دونوں میں فرق ثابت ہے۔ اگر حضرت حسن بصریؒ کے قول لاشیٔ علیہ سے قضاء اور کفارہ کی نفی کی جائے تو ان کے مذہب کے موافق ہوگا۔ اسی طرح مجاہد کا لاشیٔ علیہ کہنے سے اگر قضاءً اور کفارہ کی نفی کرنا مقصود ہے تو یہ ان کے مذہب کے موافق ہوگا ورنہ اشعب کے نزدیک قضاءً واجب ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے ان آثار سے استدلال قائم کیا ہے کہ خطاء اور نسیان میں فرق نہیں ہے۔ حالانکہ ان میں فرق ہے۔ وہ صورت جو عند العقل حاصل ہے جس وقت چاہے اس کا ملاحظہ ممکن ہو تو یہ ذھول اور سہو ہے۔ اور اگر ملاحظہ کسب جدید کے بعد ممکن ہو تو اسے نسیان کہتے ہیں۔ خطاء اور سہو میں یہ فرق ہے کہ ادرصاحب سہو تھوڑی سی تنبیہ سے متنبہ ہو جاتا ہے۔ لیکن خطاء والا متنبہ نہیں ہوتا۔ یا متنبہ ہوتا ہے تو بعد تعب اور تھکاوٹ کے بعد ہوتا ہے۔ امام اوزاعیؒ امام شافعیؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں۔ جس نے کلی کرنے اور ناک میں پانی داخل کرنے یا خارج کرنے سے پانی حلق میں چلا گیا بغیر قصد کے تو کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب پانی پیٹ تک پہنچ جائے اور روزہ یاد ہو۔ تو روزہ ٹوٹ گیا۔ جماع ناسیًا اختلاف ائمہ کے درمیان مشہور ہے۔ جب ناسیًا لصومہ جماع کیا تو امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نہ اس پر قضاء ہے اور نہ ہی کفارہ ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ امام احمدؒ اور اہل ظواہر فرماتے ہیں اس پہ قضاء بھی واجب ہے اور کفارہ بھی واجب ہے۔

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ

وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ وَيُرْوَى نَحْوُهُ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رضى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيْقَهُ ۔

ترجمہ۔ روزے دار کے لئے تر اور خشک مسواک استعمال کرنا کیسے ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی سے ذکر کیا جاتا ہے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گنت اور بے حساب مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر مجھے امت پہ گراں گزرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اور اسی طرح حضرت جابر رضی حضرت زید بن خالد رضی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ روزے دار اور غیر روزے دار کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ اور حضرت عائشہ رضی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ کہ مسواک کرنا منہ کو پاک کرنے اور رب غفور کی رضامندی کا سبب ہے۔ اور عطاءؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تھوک کو نگل جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷۰۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ حُمْرَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ رضى تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيْهِمَا إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

ترجمہ۔ حضرت حمران رضی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی کو وضو کرتے دیکھا۔ کہ آپ نے پہلے اپنے ہاتھ پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ پھر کلی کی۔ اور ناک صاف کیا۔ پھر تین مرتبہ اپنے چہرہ کو دھویا۔ پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر بائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر بائیں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے اس وضو کی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا جس نے

میرے اس وضو کی طرح وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز اسی طرح پڑھی کہ ان دونوں رکعتوں میں اپنے نفس کے ساتھ کچھ بات نہ کی تو اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ان سب روایات اور آثار سے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ روایات و آثار غیر صائم کے ساتھ مقید نہیں ہیں۔ لہذا تعمیم ہو گی۔ روزے دار کے لئے یہ امور سب جائز ہیں۔

تشریح از قاسمی لم یخص الصائم۔ بلکہ وہ غیر روزہ دار کو بھی شامل ہے۔ اس ترجمہ سے مالکیہؒ پر رد کرنا ہے جو تر مسواک کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ پر بھی رد ہے۔ جو بعد الزوال صائم کے لئے مسواک کرنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ خلوف اطیب من ریح المسک ہے۔ وہ زوال کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ مگر روایت میں کوئی تخصیص نہیں۔

ان یبتلع ریقہ ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہے۔ سواک رطب کے جو ٹکڑے منہ میں جمع ہوں گے۔ جب کلی کی طرح ان کو منہ سے پھینک دیا۔ تو اس کے بعد تھوک کا نگل جانا کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ لہذا روزے پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ حدیث کو باب سے اس طرح مناسبت ہوئی۔ کہ توضار میں وضوء سے وضوء کامل مراد ہے۔ جو جامع للسنن ہو۔ ان میں سے ایک سنت مسواک بھی ہے۔ جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ الْمَاءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوطِ لِلصَّائِمِ إِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ وَ يَكْتَحِلُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِي فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضِيرُهُ إِنْ لَمْ يَزْدَرِدْ رِيقَهُ وَمَاذَا بَقِيَ فِي فِيهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيقَ الْعِلْكِ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى عَنْهُ فَإِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ لَا بَأْسَ لِأَنَّهُ لَمْ يَمْلِكْ۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب وضو کرے تو اپنے نتھنے میں پانی داخل کرے۔

آپؐ روزے دار وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں کی۔ روزے دار کے لئے ناک میں دوائی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ دوائی حلق تک نہ پہنچے۔ اور سرمہ لگا سکتا ہے۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ اگر کلی کرے پھر جو کچھ پانی منہ میں ہے۔ اُسے گرا دے تو تھوک نگلنے میں اسے کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس طرح جو کچھ اس کے منہ میں باقی ہے اس کا نگل جانا بھی جائز ہے۔ مصطگی اور لبان کو نہ نگلے۔ اگر مصطگی کی تھوک کو نگل گیا۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا البتہ اس سے اسے روکا جائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فلیستنشق بمنخرہ الماء یہ عموم دوسری روایات کی وجہ سے مخصوص کر دیا جائے گا۔ کیونکہ روایت میں ہے الفطر مما دخل اس طرح ہم حضرت حسنؒ کا قول بھی صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے کہ اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے۔ لیکن حلق تک پہنچنے اور نہ پہنچنے میں تمیز مشکل ہے۔ اس لئے ادخال السعوط فی المنخرین وصول الی الجوف کے قائم مقام کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ادخال سبب وصول ہے۔ کیونکہ ایسی دوائی دماغ میں تو ٹھہر نہیں سکتی۔ بلکہ اس کا قطرہ قطرہ پیٹ تک پہنچا رہتا ہے۔ تو جیسے ادخال ذکر کو انزال کے قائم مقام قرار دیا گیا کیونکہ وہ سبب ہے اور حقیقت انزال پر اطلاع مشکل ہے۔ اور ذکر آنکھ سے غائب ہے یہاں بھی سبب کو قائم مقام بنایا جائے گا۔ جس طرح نیند کو وضوء میں خروج کا سبب مانا گیا ہے۔ تو جس طرح پہلے دو مسئلوں میں بقاء طہارۃ اور عدم وجوب غسل کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ ایسے یہاں بھی بقاء صوم کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ اگرچہ علم یقینی حاصل ہو جائے۔ مقعد اور ذکر سے کوئی چیز نہیں نکلی کیونکہ احکام شرعی عام ہیں۔ سبب قائم مقام مسبب کے ہو گا تو امام بخاریؒ نے جو روزے کے نہ ٹوٹنے کا حکم لگایا ہے۔ اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ جب پانی نتھنے کے اوپر کے حصہ تک نہ پہنچے اور دماغ سے باہر باہر رہے۔ تو اس وقت مذہب کے موافق ہو گا۔

وان ازدرد ریق العلک شاید ریق سے مراد وہ چیز ہے جو سلک کے منہ میں داخل کرنے کے بعد پیدا ہو۔ جس میں مصطگی کے اجزاء کا کچھ حصہ نہ ہو۔ تو اس سے روزہ فاسد نہ ہو گا۔ اور اجزاء مصطگی مل گئے ہیں۔ تو پھر روزے کا عدم فساد مسلّم نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الفطر مما دخل کہ پیٹ اور دماغ کے اندر جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بلاشک یہ مصطگی داخل الاجزاء ہے۔ تھوک اور سینک کی طرح معاف نہیں ہے اس لئے روزہ فاسد ہو جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اس ترجمہ سے امام بخاریؒ امام مالکؒ اور شعبیؒ پر رد فرمایا ہے۔ کہ تر مسواک صائم کے لئے جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ حضرت عثمانؓ کی حدیث جس میں تمضمض و التنشق صفت وضو میں بیان ہے۔ اس میں صائم اور غیر صائم کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ نیز! حضرت لقیط بن صبرةؓ کی روایت میں ہے۔ بالغ فی الاستنشاق الا ان تکون صائما یعنی ناک میں پانی میں داخل کرنے میں مبالغہ کرو۔ لیکن روزے کی حالت میں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے انما الافطار مما دخل ولیس مما خرج اور ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے انما الوضوء مما خرج ولیس مما دخل والفطر فی الصوم مما دخل ولیس مما خرج خود امام بخاریؒ نے باب الحجامة والقیئ میں اسے ذکر فرمایا ہے۔

قولہ الحسن لا بأس بالسعوط للصائم امام اوزاعیؒ اور اسحاقؒ تو فرماتے ہیں۔ کہ سعوط یعنی ناک میں دوائی ڈالنے پر قضاء واجب ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ قضاء واجب نہیں البتہ اگر پانی حلق تک پہنچ جائے تو قضا واجب ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سعوط سے پیٹ تک دوائی نہیں پہنچتی اور نہ ہی دماغ تک پہنچتی ہے۔ احنافؒ فرماتے ہیں۔ کہ وجور۔ لدود اور سعوط سب صورتوں میں قضا واجب ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ چیزیں جوف تک پہنچنے والی ہیں باختیارہ لہذا مفطر ہوں گی۔ وجور علالت کی کسی چیز کا منہ کے اندر داخل کرنا اور لدود دوائی کا تالو سے چپکانا۔ ذب ذکر کو کہتے ہیں جو انسان کے ساتھ خاص ہے۔

لیس فیہ شیئ من اجزاء العلک الخ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ مصطگی کے چبانے سے کوئی چیز نہیں نکلتی اگر نکلے اور روزے دار اسے نگل لے تو جمہور یہی فرماتے ہیں کہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ علک وہ لکڑی جس کو عورتیں دانتوں پر ملتی ہیں جس سے ہونٹوں پہ لالی آجاتی ہے۔ مصطگی اور لبان بھی اس کے حکم میں ہیں۔

بَابُ اِذَا جَامَعَ فِیْ رَمَضَانَ

وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ رَفَعَهٗ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِّنْ رَّمَضَانَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ یَقْضِهٖ صِیَامُ الدَّهْرِ وَاِنْ صَامَهٗ

وَبِهٖ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَ إِبْرَاهِيْمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادُ يَقْضِيْ يَوْمًا مَكَانَهٗ۔

ترجمہ۔ جب رمضان میں جماع کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے رمضان میں بغیر کسی عذر یا مرض کے روزہ چھوڑ دیا تو اگر ساری زندگی روزہ رکھتا رہے تو اس کی فضیلت کو پورا نہیں کر سکتا۔ یہی ابن مسعودؓ کا قول ہے۔ سعید بن مسیب شعبی ابن جبیرؒ ابراہیم اور حماد فرماتے ہیں کہ اس کی بجائے ایک دن کا روزہ قضا کرے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ أَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهٗ احْتَرَقَ قَالَ مَالَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُّدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ حضرت! میں جو جل گیا۔ یعنی میں نے گناہ کر لیا۔ فرمایا تجھے کیا ہو گیا۔ کہنے لگا۔ میں رمضان شریف میں بیوی سے ہمبستر ہو گیا۔ تو آپؐ کے پاس کھجور کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ جسے عرق کہا جاتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ وہ جلنے والا کہاں ہے اس نے جواب دیا میں موجود ہوں۔ فرمایا جاؤ اس کو صدقہ کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور ابوہریرہؓ ایسے مفطر پر قضاء بھی واجب نہیں کرتے جیسا کہ قولین (دونوں قولوں) کا تقابل اس پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہ ان دونوں حضرات کے مذاق سے بعید ہے۔ تو کہا جائے گا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی تقابل نہیں ہے۔ مؤلف نے ہر ایک کا قول بلفظہ نقل کر دیا ہے مگر مآل اور نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اس صورت میں ابن مسعودؓ اور ابوہریرہؓ کے قول کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ فضیلت ادا ہرگز نہیں ہو سکتی اگرچہ کوئی شخص زندگی بھر روزے قضاء رکھے۔ لیکن یہ قول ایجاب قضاء کے منافی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ یقضی یوما مکانہ ان حضرات کے نزدیک تو صرف قضا واجب ہے۔ لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی

آنے والی روایت اس پر دلالت کرتی ہے ۔

بَابُ اِذَا جَامَعَ فِیْ رَمَضَانَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ شَیْئٌ فَتُصُدِّقَ عَلَیْہِ فَلْیُکَفِّرْ ۔

ترجمہ ۔ جب کوئی شخص روزے دار رمضان میں ہمبستری کرے اور اس کے پاس کفارہ کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو ۔ پھر اس پر صدقہ کیا جائے تو وہ کفارہ ادا کرے ۔

حدیث نمبر ۱۷۰۸ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ هَلَکْتُ قَالَ مَا لَکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی امْرَأَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَۃً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَکَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِکْتَلُ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِہٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ فَوَاللہِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُہٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْہُ اَهْلَکَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ کہ اچانک ایک آدمی آیا ۔ جس نے کہا یا رسول اللہ میں تو ہلاک ہو گیا ۔ فرمایا تجھے کیا ہوا ۔ کہنے لگا ۔ کہ روزے کی حالت میں بیوی سے ہمبستر ہو گیا ۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی غلام ہے ۔ جس کو تو کفارہ میں آزاد کر دے ۔ اس نے کہا نہیں ۔ آپؐ نے فرمایا دو مہینے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت ہے کہنے لگا نہیں آپؐ نے پھر پوچھا کہ کیا تم ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلا سکتے ہو ۔ اس نے کہا نہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے ۔ ہم اسی حال میں تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک ٹوکرا کھجور کا لایا گیا ۔ عرق کے معنی زنبیل کے ہیں ۔ آپؐ نے پوچھا وہ سائل کہاں ہے ۔ اس

نے کہا میں حاضر ہوں ۔ فرمایا یہ ٹوکرا لے کر صدقہ کر دو ۔ کہنے لگا کیا یا رسول اللہ کیا اپنے سے بھی کسی زیادہ محتاج پر خرچ کروں ۔ اللہ کی قسم! مدینہ کی ان دو کالے پتھروں والی زمین میں میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی گھروالا محتاج نہیں ہوگا ۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنس دیئے کہ آپؐ کے کے اگلے دانت مبارک ظاہر ہو گئے ۔ فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلاؤ ۔

تشریح از قاسمی اگر اشکال پیدا ہو کہ اپنے اھل کو کھلانے سے کفارہ کیسے ادا ہوگا ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ تینوں قسم کے کفارہ سے عاجز رہا ۔ اور خود صدقہ کا محتاج اور مضطر تھا ۔ آپؐ نے فی الحال تو اسے اہل وعیال پر خرچ کرنے کی اجازت کفارہ بعد میں ادا کر دیا جائے گا ۔ اس حدیث سے علماء نے ہزار سے زیادہ مسائل کا استنباط کیا ہے ۔ خطابیؒ فرماتے ہیں ۔ یہ حکم اس صحابی کے لئے خاص تھا یا منسوخ ہو گیا ۔ اب یہ حکم باقی نہیں قضاء اور کفارہ دونوں ادا کرنے ہوں گے ۔ اس حدیث سے امام شافعیؒ اور داؤد ظاہریؒ نے مسئلہ نکالا کہ جماع سے عورت اور مرد پر صرف ایک ہی کفارہ کافی ہوگا ۔ کیونکہ موضع بیان جب عورت پر آپؐ نے کفارہ کا ذکر نہیں کیا ۔ تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا ۔ لیکن امام حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور ابو ثورؒ فرماتے ہیں کہ عورت پر بھی کفارہ لازم ہے ۔ اگر خوشی سے اس نے جامع کا کہنا مان لیا ۔ باقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے حکم کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا ۔ ممکن ہے کہ وہ مجبور کر دی گئی ہو ۔ مکرھہ ہو یا ۔ یا روزے کو بھول گئی ہو ۔ یا کسی عذر یا مرض یا سفر یا صغر سنی یا جنون یا حیض کی وجہ سے معذور ہو ۔ یا دن کے وقت حیض سے پاک ہوئی ہو ۔ یہ سب احتمالات موجود ہیں ۔

بَابُ الْجَامِعُ فِيْ رَمَضَانَ هَلْ يُطْعِمُ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَفَّارَةِ اِذَا كَانُوْا مَحَاوِيْجَ

ترجمہ ۔ کیا رمضان میں جماع کرنے والا شخص اپنے گھر والے محتاج لوگوں کو کفارہ کا کھانا کھلا سکتا ہے

حدیث نمبر ۱۷۰۹ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ وَقَعَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ

مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ أَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيْلُ قَالَ أَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ ایک رذیل آدمی رمضان شریف میں اپنی بیوی سے ہمبستر ہو گیا۔ تو آپؐ نے پوچھا کیا کوئی غلام رکھتا ہے جس کو تو آزاد کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا دو ماہ مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا اس قدر طاقت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکو۔ بتایا نہیں۔ تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجور تھے۔ عرق کے معنی زبیل کے ہیں۔ فرمایا جاؤ یہ اپنی طرف سے کفارہ کے طور پر مسکینوں کو کھلاؤ۔ اس نے کہا اپنے سے بھی زیادہ محتاج پر خرچ کروں۔ حالانکہ مدینہ کی اس کالی پتھروں والی اور زمینوں کے درمیان ہمارے سے زیادہ کوئی محتاج گھر والے نہیں ہیں۔ فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ

وَقَالَ لِيْ يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَوْبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَؓ إِذَا قَاءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُوْلِجُ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ أَنَّهُ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُوْ مُوْسٰى لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَؓ احْتَجَمُوْا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَؓ فَلَا تَنْهٰى وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوْعًا فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَقَالَ لِيْ عَيَّاشٌ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيْلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ۔

ترجمہ۔ روزہ دار کا پچھنے لگوانا اور قئی کرنا۔ ثوبان نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ کہ جب روزہ دار قئی کرے تو روزہ نہ چھوڑے۔ کیونکہ قے نکلتی ہے داخل نہیں ہوتی۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ روزہ چھوڑ دے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ روزہ داخل ہونے والی چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔ اور جو چیز خارج ہو وہ روزہ کو نہیں توڑتی۔ اور ابن عمرؓ نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ پھر اس نے اس رویہ کو چھوڑ دیا اور رات کے وقت پچھنے لگواتے تھے۔ اور حضرت ابو موسیٰؓ بھی رات کو پچھنے لگواتے تھے۔ اور حضرت سعدؓ۔ زید بن ارقمؓ اور ام سلمہؓ روزہ کی حالت میں پچھنے لگواتے تھے۔ حضرت ام علقمہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت عائشہؓ کے پاس پچھنے لگواتے تھے۔ لیکن انہیں روکا نہیں جاتا تھا۔ اور حضرت حسنؒ بہت سے صحابہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ پچھنے لگانے والا اور جس کو پچھنے لگائے جائیں دونوں روزہ چھوڑ دیں۔ یونس حضرت حسنؒ سے اس طرح روایت کرتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر کہا کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۱۷ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے اور اسی طرح روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

حدیث نمبر ۱۰۱۱ حَدَّثَنَا آدَمُ الخ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحَجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا آپ لوگ روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانا مکروہ سمجھتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں مگر کمزوری کی وجہ سے اور شعبہ نے علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اذا قاء فلا یفطر الخ جس شخص پہ قے کا غلبہ ہو۔ اور جو خود جان بوجھ کر قے کرے ان دونوں میں فرق اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ پہلی صورت میں قے کا پیٹ کے اندر واپس چلے

جانے کا خوف نہیں ہے۔ کیونکہ طبیعت نفس مدافعت کرتی ہے۔ بخلاف دوسری صورت کے جس میں خود جان بوجھ کر قے کرے اس میں طبیعت مدفوع حصہ سے بخل کرتی ہے۔ اس لئے واپس لوٹنے کا احتمال رہتا ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

تشریح از شیخ زکریا جمہور علماء فرماتے ہیں۔ جس پر قے کا غلبہ ہو وہ تو افطار نہ کرے اور جو خود قے طلب کرے وہ افطار کرے۔ اور مغنی میں ہے کہ من استقاء فعلیہ القضاء من ذرعہ فلا شیئ علیہ۔ یعنی قے طلب کرنے والے پر قضا صوم ہے۔ اور مغلوب پر کچھ نہیں ہے۔ تفصیل اوجز میں ملے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ثم قال الله اعلم الخ یہ اس لئے فرمایا کہ حجامۃ سے افطار کی وجہ ان پر مخفی تھی۔ کیونکہ ضابطہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ روزہ کا افطار دخول سے ہوتا ہے خروج سے نہیں ہوتا۔ یہ الفاظ انہوں نے اس لئے فرمائے کہ کوئی دوسری دلیل ان پر منکشف ہوئی۔ جو عدم فساد پر دلالت کرتی تھی۔ اس لئے ان کو تردد ہو گیا۔ کہ کس کو ترجیح دیں اور یہ کہ ان میں سے کون ناسخ ہے اور کون منسوخ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ کرمانیؒ اور حافظ ابن حجر کی توجیہات سے اللہ اعلم کی جو توجیہ شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ زیادہ واضح ہے۔ اور حجامۃ کا مسئلہ بھی مشہور اختلافی مسئلہ ہے۔ امام احمدؒ اور اہل ظواہر کے نزدیک حاجم اور محجوم دونوں افطار کریں۔ ان کے ذمہ قضا اور کفارہ بھی ہے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ افطار نہ کرے۔ اور حدیث کو احتمال ضعف پر محمول کیا ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں۔ جس روزے دار کو ضعف کا خوف ہو۔ اس کے لئے پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔ البتہ یہاں ایک سوال ہے۔ کہ امام بخاریؒ نے خلافِ معمول دو چیزوں کو حجامہ اور قے کو کیوں جمع کر دیا۔ حالانکہ ان دونوں میں تغایر ہے۔ اور امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب خبر واحد دو چیزوں کو شامل ہو تو ترجمہ الگ الگ قائم کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کیونکہ دونوں اخراج میں متحد ہیں۔ جو افطار کا باعث نہیں بنتا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگرچہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں ان کا حکم بیان نہیں کیا۔ لیکن ترجمہ میں جو آثار ذکر کئے ہیں۔ ان سے عدم افطار کا پتہ چلتا ہے۔ اور میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ان دو مختلف مسئلوں کو ایک ترجمہ میں اس لئے جمع کیا ہے۔ کہ ان کی دلیل ایک ہے۔ وہ خروج ہے۔ اس سے امام بخاریؒ کی جودت طبع پر

روشنی پڑتی ہے۔

تشریح از قاسمی | انما یخرج ولا یولج مطلب یہ ہے کہ روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔ جو داخل ہوں۔ جو خارج ہوں ان سے نہیں ٹوٹتا۔ لیکن یہ ضابطہ منی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ خارج ہوتی ہے۔ جس سے قضاء اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ لیکن منی کا باعث تو ایلاج ہے۔ تو ضابطہ باقی رہا۔

والاول اصح یعنی عدم الافطار اصح ہے۔ لیکن دونوں قولوں کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے۔ کہ افطار تو استقاء کی صورت میں ہے۔ اور عدم افطار غلبۂ قے کی شکل میں ہے۔ اس کی تائید حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ہوتی ہے۔ من ذرعہ القیئ وھو صائم فلیس علیہ القضاء ومن استقاء فلیقض اور یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔ اور حجامت کے بارے میں اہل ظواہر تو فرماتے ہیں۔ روزہ دار حاجم اور محجوم دونوں کا روزہ فاسد ہو گیا۔ ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ باقی حدیث کا محمل حجامت نہیں بلکہ غیبت ہے۔ کہ جیسے غیبت کرنے والا روزے کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ ایسے حاجم ومحجوم ثواب سے محروم ہوں گے۔ یا علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ حاجم اور محجوم اپنے آپ کو افطار کے پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے حاجم خون چوسنے سے خطرہ ہے کہ خون اس کے پیٹ میں چلا جائے اور محجوم پہ کمزوری کی وجہ سے روزہ توڑنے پر مجبور ہو جائے۔ بعض نے اسے تغلیظ پہ محمول کیا ہے اور بعض نسخ کا قول کیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابن عباسؓ کی روایت کو بعد میں ذکر فرمایا ہے۔ جو کہ ناسخ ہے۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ

ترجمہ۔ سفر میں روزہ رکھنا۔ اور افطار کرنا۔

حدیث نمبر ۱۷۱۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هٰهُنَا ثُمَّ

قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ اَقْبَلَ مِنْ ھٰھُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ تَابَعَہٗ جُرَیْرٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے ۔ تو آپ نے ایک آدمی سے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو بناؤ ۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ابھی تو سورج موجود ہے ۔ آپ نے فرمایا اترو اور میرے لئے ستو بنا ۔ اس نے پھر کہا یا رسول اللہ ابھی سورج موجود ہے ۔ آپ نے فرمایا اترو اور ستو بناؤ ۔ چنانچہ وہ شخص سواری سے اترا ۔ آپ کے لئے ستو بنایا ۔ جس کو آپ نے پی لیا ۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے ادھر اشارہ فرمایا ۔ پھر ارشاد ہوا کہ جب تک دیکھو کہ رات اس مشرق کی طرف سے آگئی ہے ۔ تو پس روزے دار روزہ کھول دے ۔ جریر کی روایت میں ہے ۔ کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر ۔

حدیث نمبر ۱۷۱۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ حَمْزَۃَ بْنَ عَمْرٍ والْاَسْلَمِیَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَسْرُدُ الصَّوْمَ بِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ حَمْزَۃَ بْنَ عَمْرٍ و الْاَسْلَمِیَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِی السَّفَرِ وَکَانَ کَثِیْرَ الصِّیَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا یا رسول اللہ! میں مسلسل روزہ رکھتا ہوں (جس میں سفر کا روزہ بھی آگیا) دوسری سند سے ہے ۔ کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا ۔ کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں ۔ اور وہ بہت روزہ رکھنے والے تھے ۔ جس پہ آپ نے فرمایا تمہاری مرضی! چاہو تو روزہ رکھو چاہے افطار کر لو ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ الشمس سے مقصد یہ ہے کہ سورج کے آثار ابھی باقی ہیں ۔ اگرچہ وہ غروب ہو چکا ہے ۔ اور اس نے گمان کیا کہ شاید آپ نے اس کی بات کو نہیں سنا اور آپ نے سورج اور اس کی روشنی میں غور نہیں فرمایا ۔ اس لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو اسے علم ہوا ۔ کہ آپ کو سورج غروب ہونے کا یقین ہے اور مجھے ستو بنانے کا حتمی حکم ارشاد فرما رہے ہیں ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ الشمس سے مرفوع اور منصوب دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے ۔ رفع

کی حالت میں معنی ہیں الشمس ← باقیہ نورھا اور نصب کی صورت میں انظر الشمس کے معنیٰ ہوں گے ان کا گمان یہ تھا کہ اگرچہ قرص شمس غائب ہو چکا ہے مگر اس کی روشنی باقی ہے جو افطار سے مانع ہے۔ جس کی تائید ان علیک نہارًا اور ایک روایت میں لو امسیت کے الفاظ ہیں۔ جس کے معنی یہی ہیں کہ ابھی دن باقی ہے افطار کا وقت نہیں ہوا۔ میرے نزدیک ان مختلف روایات کا مطلب یہ ہوگا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ غروب کے قریب تھا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا غروب ہو چکا ہے۔ اور صحابی نے سمجھا ابھی نہیں ہوا۔

بَابُ اِذَا صَامَ اَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَفَرَ

ترجمہ۔ رمضان کے کچھ دن روزے رکھ کر پھر سفر پر چلا گیا۔

حدیث نمبر ۱۷۱۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فِىْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكُدَيْدَ اَفْطَرَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَالْكُدَيْدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مکہ کی طرف تشریف لے گئے۔ تو روزہ رکھا جب کدید تک پہنچے تو آپؐ نے بھی افطار کیا اور دوسرے لوگوں نے بھی افطار کیا امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کدید عسفان اور قدید کے درمیان ایک چشمہ ہے۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ نے ترجمہ میں حکم بیان نہیں کیا۔ کہ آیا مسافر کے لئے افطار مباح ہے یا نہیں صرف حدیث باب پر اکتفا کر دیا۔ جس سے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ جو حضرت علیؓ سے بسند ضعیف مروی ہے کہ من استهل عليه رمضان فى الحضر ثم سافر فليس له ان يفطر۔ یعنی جس شخص پر حضر میں رمضان آجائے پھر وہ سفر کرے تو اس کے لئے افطار کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کا یہی تقاضا ہے۔ مگر حدیث باب نے جواز ثابت کر دیا۔

بَابٌ حدیث نمبر ۱۷۱۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فِىْ يَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰى

يَضَعُ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِيْنَا صَائِمٌ اِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ رَوَاحَةَ رض۔

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گرم دن میں سفر کے اندر تھے۔ یہاں تک کہ آدمی سخت گرمی کی وجہ سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور ہمارے اندر کوئی روزے دار نہیں رہا۔ سوائے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن رواحہ کے۔

تشریح از قاسمی | **بعض** استفادہ یہ سفر فتح مکہ کے علاوہ کوئی اور سفر ہے۔ کیونکہ حضرت ابن رواحہ تو غزوہ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔ اور غزوۂ بدر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت ابو درداءؓ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کے متعلق ارشاد فرمانا جس پر سخت گرمی کی وجہ سے سایہ کیا گیا تھا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۱۶ **حَدَّثَنَا آدَمُ** الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ لوگوں کا ایک جمگھٹا دیکھا اور ایک آدمی کو دیکھا جس پر سایہ کیا جا چکا تھا۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ پس کہا گیا حضرت! یہ روزے دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ کوئی نیکی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی | **وما فینا صائم** اگر صوم اور افطار سفر میں مباح نہ ہوتے تو حضور اکرمؐ اور ابن رواحہؓ روزہ نہ رکھتے اور صحابہ افطار نہ کرتے معلوم ہوا۔ دونوں جائز ہیں۔

لمن ظلل علیہ الخ سے ترجمہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو شخص روزہ کی طاقت رکھتا ہے۔ تو اس کے لئے روزہ رکھنا افطار سے افضل ہے۔ اور جس پر گراں گذرے وہ افطار کرے۔ اور

جو قبولِ رخصت سے روگردانی کرے اس کے لئے بھی روزہ افضل ہے۔ اگر مشقت محقق نہ ہو تو پھر صوم اور افطار میں اختیار ہے۔

بَابُ لَمْ يَعِبْ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْاِفْطَارِ

ترجمہ۔ صحابہ کرام روزہ رکھنے اور افطار میں ایک دوسرے پر عیب نہیں لگاتے تھے

حدیث نمبر ۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کرتے تھے۔ پس روزے دار افطار کرنے والے پر عیب نہیں لگاتا تھا اور نہ افطار کرنے والا روزے دار پر عیب لگاتا تھا۔

تشریح از قاسمی امام مالکؒ، امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو روزے کی طاقت رکھتا ہے اس کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے۔ اَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ کی وجہ سے امام احمدؒ اور اوزاعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ فطر اجب مطلق ہے اور بعض اہل الظاہر فرماتے ہیں کہ سفر میں سرے سے روزہ صحیح نہیں ہے۔ وہ ظاہر حدیث لیس من البر الصوم فی السفر پر عمل کرتے ہیں۔ جمہور فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس مسافر کو روزہ تکلیف دیتا ہو۔ اور سبب ورود حدیث اس کی دلیل ہے۔

بَابُ مَنْ اَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

ترجمہ۔ سفر میں روزہ افطار کرے تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں۔

حدیث نمبر ۱۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ اِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ اِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَاَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ

مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکّہ کی طرف روانہ ہوئے۔ پس روزہ رکھا یہاں تک کہ جب عسفان مقام تک پہنچے تو پانی منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ تک اونچا کیا۔ تاکہ لوگوں کو دکھلائیں۔ پھر افطار کیا۔ یہاں تک کہ وہ مکّہ معظمہ میں پہنچے اور یہ رمضان شریف کا واقعہ ہے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ بھی رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے۔ پس اب جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

فافطر حتی قدم مکۃ صحابہ کرام کے لئے واضح ہو چکا تھا کہ آپؐ کا یہ افطار کرنا جواز صوم کے لئے ناسخ نہیں ہے۔ جو پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ خواہ یہ علم ان کو قرائن سے حاصل ہوا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ انہوں نے آپؐ کو اور صحابہ کرام کو روزہ رکھتے دیکھا اس لئے علماء کرام کے نزدیک دونوں پہ عمل کرنا جائز ہے۔ صوم ہو یا افطار دونوں صحیح ہیں۔

بَابُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ وَسَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ نَسَخَتْهَا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ الخ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا اَصْحٰبُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ اَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُّطِيْقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ فَاُمِرُوْا بِالصَّوْمِ۔

ترجمہ۔ جن لوگوں کو روزہ رکھنے کی طاقت ہے وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں۔ حضرت ابن عمرؓ اور سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کو فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ نے منسوخ کر دیا۔ اور ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ جب رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم نازل ہوا تو اصحابؓ پہ گراں گذرا۔ پس وہ ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلاتا تھا۔ اور طاقت رکھنے کے

باوجود روزہ چھوڑ دیتا تھا۔ کیونکہ اس کی انہیں رخصت تھی جس کو ان تصوموا خیر لکم نے منسوخ کر دیا تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

حدیث نمبر ۱۷۱۹ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فدیۃ طعام مساکین پڑھی تو فرمایا کہ یہ منسوخ ہے۔

تشریح از قاسمی اکثر احادیث اس پر متفق ہیں کہ علی الذین یطیقونہ منسوخ ہے۔ سوائے ابن عباسؓ کے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکمہ ہے۔ شیخ کبیر کے بارے میں یہ حکم ہے۔

بَابُ مَتٰى يُقْضٰى قَضَاءُ رَمَضَانَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ اَنْ يُّفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ صَوْمِ الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَبْدَاَ بِرَمَضَانَ وَقَالَ اِبْرٰهِيْمُ اِذَا فَرَّطَ حَتّٰى جَآءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ يَصُوْمُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الْاِطْعَامَ اِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔

ترجمہ۔ رمضان کے روزے کب قضا کئے جائیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر الگ الگ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے فعدۃ من ایام اخر اس میں تسلسل اور تتابع کا بیان نہیں ہے۔ اور سعید بن مسیب نے عشرہ کے روزے کے بارے میں فرمایا کہ اس کی قضا لائق نہیں ہے۔ یہاں تک کہ رمضان کے روزے کی قضا سے ابتدا کرے۔ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوتاہی کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا۔ تو دونوں کے روزے رکھے اور طعام اس پر واجب نہیں ہے۔ اور ابوہریرہؓ سے مرسلاً اور ابن عباسؓ سے موصولاً ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ طعام سے فدیہ ادا کرے امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اطعام کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس نے تو صرف فعدۃ من ایام اخر فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ

كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِيْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيٰى الشُّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ اَوْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ رمضان کے روزے ہوتے تھے۔ لیکن میں ان کو شعبان کے علاوہ کسی مہینہ میں قضا نہیں کرسکتی تھی۔ یحییٰ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشغول ہونے کی وجہ سے قضا نہیں رکھ سکتی تھی۔

تشریح از قاسمیؒ لم یذکر اللہ الاطعام یہ امام بخاریؒ کا کلام ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص سے رمضان کے روزے رہ گئے۔ اور بغیر عذر کے قضا نہ کرسکا۔ حتیٰ کہ دوسرا رمضان آ گیا۔ تو گناہ گار ہوگا اور قضا کے ساتھ ہر دن ایک مدبھی ادا کرنا ہوگا۔ ائمہ ثلاثہؒ کا یہی مسلک ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں تاخیر جائز ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلٰوةَ

وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ اِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَاْتِيْ كَثِيْرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّاْيِ فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ۔ حائضہ روزہ بھی چھوڑ دے اور نماز بھی چھوڑ دے ابوالزناد فرماتے ہیں کہ اکثر احکام شرعیہ خلاف عقل واقع ہوتے ہیں جن کا اتباع مسلمانوں کو ضروری ہے۔ ان میں سے یہ ہے کہ حائضہ روزہ تو قضا کرے لیکن نماز قضا نہ کرے۔ علماء نے اس کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۱۲ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَؒ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ نُقْصَانُ دِيْنِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔ پس یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا يَوْمًا وَّاحِدًا اَجَازَ۔

ترجمہ۔ جو شخص مر گیا کہ اس کے ذمہ روزے تھے۔ تو حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ اگر اس کی طرف سے تیس۳۰ آدمی ایک دن میں روزے رکھ لیں تو جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ تَابَعَهُ بْنُ وَهْبٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں مر گیا۔ کہ اس کے ذمہ روزے تھے۔ تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَقْضِيْهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّقْضٰى قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيْعًا جُلُوْسٌ حِيْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ وَقَالَ اَبُوْ حَرِيْزٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ اُمِّيْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ میری ماں مر گئی جس کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے رہ گئے۔ کیا میں اس کی طرف سے قضا کر سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ کا قرضہ زیادہ اس کا حقدار ہے۔

کہ اسے ادا کیا جائے۔ البتہ ایک دوسری سند سے ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایک عورت نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ میری بہن مرگئی ہے۔ اور یحییٰ کی سند سے ہے کہ ایک عورت نے آکر کہا میری ماں مرگئی جس کے ذمہ نذر کے روزے رہ گئے۔ اور ابوحریز کی سند سے ہے کہ ایک عورت نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ میری ماں مرگئی جس کے ذمہ پندرہ دن کے روزے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قال سلیمان قال الحکم وسلمة الخ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ سلمان نے جس طرح اس حدیث کو مسلم سے سنا اس طرح حکم اور سلمہ سے بھی سنا۔ جب کہ وہ خود اس مجلس میں موجود تھے۔ مگر مسلم نے اسے سعید سے بیان کیا۔ پھر دونوں نے مجاہد سے حدیث بیان کی۔ پھر امام بخاریؒ نے روایت ابی خالد کو تعلیقاً لائے ہیں۔ جو اس پر دال ہے کہ ہر ایک نے ہر ایک سے سنا ہے۔

علیہا صوم خمسة عشر یوماً یا تو اسے تعدد واقعات پر محمول کیا جائے یا ایک عدد کا ذکر ما فوق کی نفی نہیں کرتا تو اس صورت میں دونوں روایات میں منافات نہ رہے گی۔

اذا اقبل اللیل من ههنا مقصد یہ ہے کہ مشرق سے تاریکی اس قدر اونچی ہو جائے۔ کہ دیکھنے والے کے سر کے برابر آجائے۔ واللہ اعلم۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا۔ کہ اس آدمی کے حال سے جو بات ظاہر ہوتی تھی اس کو دفع کیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک سخت تاریکی ضروری تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ بعض روایات میں صوم شہر ہے بعض میں خمسة عشر یوماً ہے اور بعض میں شہرین متتابعین ہے۔ اور بعض میں ہے ان علیہا صوم نذر اور کسی میں سائلہ عورت ہے۔ کسی میں رجل ہے۔ بہرحال روایت میں اضطراب ہے۔ اس لئے علامہ عینیؒ نے اس میں چھ مذاہب نقل کئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زرقانی میں ہے کہ کوئی شخص نہ کسی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ ہی نماز ادا کر سکتا ہے۔ خواہ نفل ہو یا فرض ہو۔ نہ زندہ کی طرف سے اور نہ ہی کسی مردہ کی طرف سے۔ البتہ امام احمدؒ سے ایک روایت ہے کہ وارث کے لئے مستحب ہے۔ کہ مورث کی طرف سے روزہ رکھ لے۔ داؤد ظاہریؒ نے میت کی طرف مطلق روزہ رکھنے کو جائز کہا ہے۔ خواہ وہ رمضان کا ہو۔

یا کفارہ کا۔ یا نذر کا۔ اوجز میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ مولانا محمد حسن مکی نے اپنی تقریر میں لکھا ہے۔ کہ جاء رجل معہ امرأۃ اور میت دونوں کی بہن تھی۔ جس پر ام کا اطلاق مجازاً کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ان دونوں سے عمر میں بڑی تھی۔ اور اس پر پندرہ روزے نذر کے تھے۔ پندرہ قضا کے اس طرح مجموعہ ایک ماہ ہوجاتے گا۔ اس طرح تعارض رفع ہوجائے گا۔

من جہۃ المشرق بعض روایات میں اذا اقبل اللیل ھہنا۔ اور مسلم میں ہے اذا رأیتم اللیل قد اقبل من ھہنا اور ترمذی میں ہے۔ اذا اقبل اللیل و ادبر النہار و غربت الشمس فقد افطر۔ یہ اختلاف الفاظ کیوں ہے۔ حالانکہ اقبال۔ ادبار۔ غروب میں تلازم ہے۔ تو قاضی عیاض نے اس کا جواب دیا ہے۔ کہ کبھی عین غروب کا مشاہدہ کا اتفاق نہیں ہوتا۔ اور کبھی ہوجاتا ہے اور ظلمت کے آ جانے سے غروب کا یقین ہوجاتا ہے۔ جس سے افطار حلال ہوجاتا ہے۔ شیخ گنگوہی نے فرمایا کہ ان تین امور میں سے کوئی ایک ذریعہ مراد لیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَتٰی یَحِلُّ فِطْرُ الصَّآئِمِ وَافْطَرَ اَبُوْسَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ حِیْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ

ترجمہ۔ روزہ دار کا افطار کب حلال ہوتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری نے اس وقت روزہ افطار کیا جب کہ سورج کا کرہ غائب ہوجائے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۴ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ ھٰھُنَا وَاَدْبَرَ النَّھَارُ مِنْ ھٰھُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب رات ادھر سے یعنی مشرق سے آجائے۔ اور مغرب اس طرف یعنی مغرب سے دن چلا جائے۔ اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار روزہ افطار کرے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۵ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِیُّ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰیؓ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ وَّھُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا

غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب کہ آپؐ روزہ دار تھے۔ پس جب سورج ڈوب گیا۔ تو آپؐ نے قوم کے ایک شخص سے فرمایا۔ کہ اے فلان اٹھو اور ہمارے لئے ستو پانی میں بھگو دو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! کاش آپؐ ذرا شام کر لیتے۔ آپؐ نے فرمایا اترو اور ستو بناؤ۔ اس نے پھر کہا۔ کہ کاش آپؐ شام کر لیتے۔ آپؐ نے پھر فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو بناؤ۔ اس نے کہا حضرت! ابھی آپؐ پہ دن موجود ہے۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو بناؤ۔ تو وہ سواری سے اترا اور ان کے لئے ستو بنالیا۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پی لیا۔ پھر فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ اس طرف یعنی مشرق سے آچکی ہے۔ تو روزہ دار روزہ افطار کر دے۔

تشریح از قاسمی اذا اقبل اللیل الخ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ظلمت پائی جائے۔ اس حدیث میں تین امور ذکر کیے گئے ہیں۔ اگرچہ اصل ان میں تلازم ہے۔ مگر کبھی تلازم ظاہر کے اعتبار سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ کبھی مشرق سے رات کے آنے کا گمان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت رات نہیں ہوتی بلکہ سورج کی گردش سے روشنی ڈھانپ دی جاتی ہے۔ اس طرح ادبار نہار میں بھی اشتباہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے غربت الشمس سے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ اقبال لیل ادبار نہار اور غروب شمس کا تحقق ضروری ہے۔ غرضیکہ ان میں سے کسی ایک کا تحقق ہو جائے۔ تو افطار حلال ہو جائے گا۔

بَابُ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ عَلَيْهِ بِالْمَآءِ وَغَيْرِهِ

ترجمہ۔ جو چیز دستیاب ہو خواہ پانی ہو یا کوئی اور چیز اس سے روزہ افطار کرے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے جب کہ آپؐ روزہ دار تھے۔ پس جب سورج غروب ہوگیا۔ تو آپؐ نے فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو بناؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! کاش آپؐ شام کر لیتے۔ فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو بھگو لاؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ بے شک ابھی تک آپؐ پر دن موجود ہے۔ فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو بناؤ۔ چنانچہ وہ اترا اور ستو بنا لایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ جب تم رات کو یہاں سے دیکھو تو روزہ کو افطار کر دو۔ اور اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

تشریح از قاسمی | چونکہ جدح کے معنی ستو کو پانی میں ملانے کے ہیں۔ اس لفظ سے امام بخاریؒ نے ترجمہ ثابت فرمایا۔ اور وغیرہ سے ایک دوسری روایت کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس میں ہے۔

من وجد تمرا فليفطر عليه ومن لا يفطر على الماء۔ یعنی شخص کو کھجور مل جائے تو وہ اس پر روزہ کھول دے اگر یہ نہ ملے تو پانی پر روزہ افطار کرے۔ لیکن یہ واجب نہیں ہے اور مرقاۃ میں ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب ان يفطر على ثلاث تمرات او شيئ لم تصبه النار۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ کہ وہ تین عدد کھجور پر روزہ افطار کریں یا کسی ایسی چیز پر جو آگ کی پکی ہوئی نہ ہو۔

تمت بالخیر

ساتواں پارہ ختم ہوا۔ الحمد للہ

آٹھواں پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

بَابُ تَعْجِیْلِ الْاِفْطَارِ

ترجمہ ۔ افطار میں جلدی کرنا ۔

حدیث نمبر ۱۷۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے ۔ جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے ۔

حدیث نمبر ۱۷۲۸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ الخ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰیؓ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَصَامَ حَتّٰی اَمْسٰی قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتّٰی تُمْسِیَ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ اِذَا رَاَیْتَ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ ھٰھُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں ۔ کہ ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ۔ یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو ایک آدمی سے فرمایا ۔ سواری سے اتر کر میرے لئے ستو بھگولو ! اس نے کہا کاش آپؐ کچھ انتظار کرلیتے ۔ تاکہ شام ہو جاتی یعنی اندھیرا چھا جاتا ۔ آپؐ نے فرمایا اترا اور میرے لئے ستو لاؤ ۔ جب تو رات کو دیکھے کہ وہ اس طرف سے (مشرق) سے آچکی ہے ۔ تو بس روزے دار روزہ افطار کردے ۔

تشریح از قاسمی | ما عجلوا الفطر اور ابوذرؓ کی روایت میں ہے واخروا السحور کہ سحری کا

کھانا دیر سے کھاؤ۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے کان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسرع الناس افطارا وابطأہ سحورا یعنی صحابہ کرامؓ تمام لوگوں سے زیادہ افطار میں جلدی کرنے والے اور سحور میں دیر کرنے والے تھے۔

بَابُ اِذَا اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ۔ جب رمضان شریف میں روزہ افطار کر لیا پھر سورج نکل آیا۔

حدیث نمبر ۱۷۲۹ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ اَفْطَرْنَا عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ غَیْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِیْلَ لِھِشَامٍ نَاُمِرُوْا بِالْقَضَاءِ قَالَ بُدٌّ مِّنَ الْقَضَاءِ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ ھِشَامًا لَا اَدْرِیْ اَقَضَوْا اَمْ لَا۔

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں۔ کہ ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بادل کے دن روزہ افطار کر لیا۔ پھر سورج نکل آیا۔ تو ہشام سے کہا گیا۔ تو ان کو قضا کا حکم دیا گیا ہوگا۔ کہا قضاء سے تو کوئی چارہ نہیں ہے۔ معمر فرماتے ہیں۔ میں نے ہشام سے سنا۔ کہ میں نہیں جانتا کہ آیا۔ انہوں نے قضاء کیا یا نہیں کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ بد من القضاء استفہام انکاری ہے جس میں اداۃ استفہام محذوف ہے۔ معنی یہ ہیں کہ لابد من قضاء چنانچہ ابوذر کی روایت میں لابد من قضاء شاید یہ معمر کے کلام سننے کے بعد فرمایا ہو۔

لا ادری اقضوا ام لا امام بخاریؒ نے حکم ذکر نہیں فرمایا۔ کیونکہ وجوب قضاء میں اختلاف واقع ہے۔ جمہور ایجاب قضاء کا قول کرتے ہیں۔ بلکہ باقی سب ائمہ کے نزدیک قضا واجب ہے۔ حضرت عمرؓ سے عدم قضا کی روایت ہے۔ حضرت حسن بصریؒ۔ مجاہدؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ بھی عدم قضا کے قائل ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا مغنی میں ہے۔ ان اکل ویظن ان الفجر لم یطلع وافطر ویظن ان الشمس قد غابت ولم تغب فعلیہ القضاء وھو قول اکثر الفقہاء

منهم الائمہ الاربعة ۔ لیکن حضرت عمرؓ لا تقضی سے فرمانا ۔ ابن عبدالبر وغیرہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت ضعیف ہے ۔ صواب روایت الاثبات ہے ۔ وجوب کفارہ امام احمدؒ کے نزدیک ہے ۔ باقی حضرات کے نزدیک قضا رہے کفارہ نہیں ہے ۔

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ

ترجمہ ۔ بچوں کا روزہ رکھنا ۔

وَقَالَ عُمَرُ رضؓ لِنَشْوَانَ فِي رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ

ترجمہ ۔ حضرت عمر رضؓ نے ایک نشہ دار آدمی سے رمضان شریف میں فرمایا ۔ کہ تیرے لئے ہلاکت ہو ۔ ہمارے تو بچے بھی روزے دار ہیں ۔ پھر اس کے دڑے مارے ۔ حد کے دڑے ۔

حدیث نمبر ۱۷۳۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَآءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عاشورا کی صبح کو انصار کی بستیوں کی طرف آدمی بھیجتے تھے ۔ کہ جو شخص افطار کرنے والا ہو ۔ وہ اپنے بقیہ دن کے روزے کو پورا کرے ۔ اور جو روزے رکھنے والا ہو ۔ وہ روزہ رکھے ۔ وہ فرماتی ہیں ہم اس کے بعد روزہ رکھتے تھے ۔ اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے ۔ ان کے لئے ہم اون کی گڑیا بنا دیتے تھے ۔ جن سے وہ دل بہلاتے تھے ۔ جب ان میں سے کوئی کھانے کے لئے رو پڑتا ۔ تو ہم یہ گڑیا اسے دے دیتے ۔ یہاں تک کہ وہ افطار کے وقت تک پہنچ جاتا ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ العھن کے معنی اون کے ہیں ۔

تشریح از قاسمی ضربہ ای ضربہ الحد وہ اسی کوڑے ہے ۔

صبیاننا صیام بچوں کو روزے اس لئے رکھواتے تھے تاکہ انہیں عادت پڑ جائے تاکہ بلوغ کے بعد خوشی سے روزے رکھیں ۔ کنا نصومہ ای صوم عاشوراء صبیاننا مسلم میں ہے ۔

الصغار ونذهب بهم الی المسجد کہ ہم چھوٹے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور انہیں اپنے ہمراہ مسجد میں لے جاتے تھے۔

لُعبۃ سے معلوم ہوا کہ روزے کے لئے شغل اختیار کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْوِصَالِ

وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ وَاَبْقَاءً عَلَيْهِمْ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ۔

ترجمہ۔ باب صوم وصال کے بارے میں اور اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ رات میں روزہ نہیں ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ روزہ کو رات تک پورا کرو۔ تو غایت خارج ہوگی۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے۔ امت پر مہربانی اور شفقت کرنے کے لئے اور تعمق تکلیف مالایطاق کو مکروہ سمجھا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۳۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ اِنِّي اُطْعَمُ وَاُسْقَى اَوْ اِنِّي اَبِيْتُ اُطْعَمُ وَاُسْقَى۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ مسلسل روزے نہ رکھا کرو۔ انہوں نے کہا حضرت آپؐ تو وصال کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔ یا فرمایا کہ میں رات بسر کرتا ہوں کہ مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی یا تو جنت کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔ جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا مجھ میں قوت عطا فرمائی جاتی ہے۔ جس سے کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔

حدیث نمبر ۱۷۳۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ

قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے روک دیا۔ فرمایا وصال نہ کیا کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ وصال کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ روزے کی رات کو بھی نہ کھایا جائے افطار نہ ہو۔ اور دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ ایک دن کے روزے کے بعد دوسرے دن بھی روزہ رکھا جائے۔ یعنی مسلسل روزے رکھنے سے آپؐ نے منع فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۷۳۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتُوَاصِلُوْا فَاَیُّکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتَّی السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّکَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے وصال نہ کرو۔ پس اگر کوئی وصال کرنا چاہتا ہو۔ تو وہ سحری تک وصال کرلے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہارے حال پہ نہیں ہوں۔ میں تو رات اس حال میں گزارتا ہوں۔ کہ کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۳۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الخ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَۃً لَّھُمْ فَقَالُوْا اِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ لَمْ یَذْکُرْ عُثْمَانُ رَحْمَۃً لَّھُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت کرتے ہوئے صوم وصال سے منع فرمادیا۔ انہوں نے کہا حضرت! آپؐ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہارے حال پہ نہیں ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عثمان نے رحمۃ لہم کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

تشریح از قاسمی ابقاء علیھم ابوداؤد میں ہے نہی عن الحجامۃ والمواصلۃ لم یحرمہا الا ابقاء علی اصحابہ تعمق کے معنی ہیں تکلیف ما لا یکلف جس چیز کی تکلیف نہیں دی گئی اس کی تکلیف اٹھانا

بَابُ التَّنْكِيلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوِصَالَ

رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جو صوم وصال بہت کرے اس کو سزا ملنا حضرت انسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۳۵ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ آپؐ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے کون میری مانند ہے۔ میں تو اس حال میں رات بسر کرتا ہوں۔ کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے۔ جب انہوں نے وصال سے رکنے سے انکار کیا۔ تو پھر آپؐ نے ایک دن وصال کیا پھر کسی دوسرے دن کیا۔ پھر جب انہوں نے پہلی کے چاند کو دیکھا۔ تو فرمایا اگر یہ چاند پیچھے ہوجاتا۔ تو میں تمہارے لئے زیادہ کرتا۔ گویا کہ جب انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو ان کو سزا دینا مقصود تھا۔

تشریح از قاسمی یہاں وصال کے معنی ہیں ایک دن کے روزے کو دوسرے دن کے روزے کے ساتھ ملانا بغیر کھائے پیئے کے۔ اس میں تین قول ہیں۔ تحریم۔ جواز۔ اور یہ کہ سحری تک وصال کیا جائے۔ یہ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کا مسلک ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وصال مکروہ ہے۔ یہی امام ابوحنیفہؒ اور عامہ فقہاء کا مذہب ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۳۶ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيلَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَاكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا کہ صوم وصال سے بچو! کہا گیا۔ کہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تو رات بسر کرتا ہوں مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ ان اعمال کی حرص کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔

بَابُ الْوِصَالِ إِلَى السَّحَرِ

ترجمہ۔ سحور تک وصال کرنا۔

حدیث نمبر ۱۷۳۷ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُوَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ کہ وصال نہ کیا کرو۔ پس اگر کوئی وصال کرنا چاہے تو وہ سحور تک وصال کرلے۔ صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ! آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں رات بسر کرتا ہوں تو مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے۔ اور پلانے والا پلاتا ہے۔

تشریح از قاسمی یہ روایت ابوصالح کی روایت کے معارض ہے جس میں جمیع لیل کا وصال ممنوع ہے۔ تو کہا جائے گا کہ پہلے نہی وصال کی جمیع لیل کے لئے تھی بعد ازاں سحر تک محدود ہو گئی۔ اور بعض نے کہا کہ حدیث ابوصالح کی نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہے اور حدیث ابی سعید کی نہی تحریم پر ہے۔

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنے دوسرے بھائی کو قسم دی کہ وہ نفلی روزہ چھوڑ دے جب کہ وہ اس کی موافقت

کہے تو قضا اس کے ذمہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۷۳۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَھَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَاِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰی تَاْكُلَ قَالَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَھَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَھَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَہٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِاَھْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت سلمانؓ ابو الدرداءؓ سے ملنے آئے تو ام الدرداءؓ ان کی بیوی کو دیکھا کہ وہ میلی کچیلی ہے۔ زیب و زینت والے کپڑے نہیں پہنے تھے۔ پوچھا یہ تمہارا کیا حال ہے۔ کہنے لگی تیرے بھائی ابو الدرداء کو دنیا کی ضرورت نہیں ہے۔ پس تھوڑی دیر بعد حضرت ابو الدرداء تشریف لے آئے جنہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ فرمانے لگے کھاؤ کہا میں تو روزے دار ہوں۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا میں تو اس وقت نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تم نہ کھاؤ گے۔ تو ابو الدرداء نے بھی کھا لیا۔ پس جب رات آگئی تو حضرت ابو الدرداء نفل کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا سو جاؤ۔ پھر کھڑے ہونے لگے تو فرمایا سو جاؤ۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا اب اٹھو چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ پس حضرت سلمانؓ نے ان سے فرمایا کہ بے شک تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابو الدرداءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا یہ واقعہ ذکر فرمایا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت سلمانؓ نے سچ کہا۔

اذا کان اوفق لہ اس کا تعلق یفطر سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ای اذا کان الافطار اوفق لہٗ اور ایک نسخہ میں ارفق لہ اور لہ کی ضمیر مقسم علیہ کی طرف راجع ہے۔ یعنی جب کہ مقسم علیہ محذور ہو جائے۔ تو اس سے مفہوم ہوگا کہ اس کے لئے جائز نہیں اگر بغیر سبب کے عمداً افطار کر لیا تو قضا واجب ہے بمسئلہ قضا تطوع کا مختلف فیہا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک قضا نہیں ہے۔ امام احمدؒ کی ایک روایت میں قضا واجب ہے مطلقاً اور یہی احناف کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ جواز کے قائل ہیں۔ اور یعنی عذر سے قضا کو واجب نہیں کہتے اور بغیر عذر کے قضا کو ثابت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ ابو جحیفہ کی روایت پر فرماتے ہیں کہ اس میں قضا کا ذکر نہیں ہے اگر قضا واجب ہوتی تو آپؐ اس کو ضرور بیان کرتے۔ جواب یہ ہے کہ دوسرے طرق میں قضا کا حکم موجود ہے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کو فرمایا اقضیا یوما مکانہ کہ ایک دن کا روزہ اس کی بجائے قضا کرو۔ اسی لئے امام محمدؒ فرماتے ہیں من صام تطوعا ثم افطر فعلیہ القضاء وھو قول ابی حنیفۃؒ والعامۃ من قبلنا۔

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ

ترجمہ۔ شعبان میں روزہ رکھنا۔

حدیث نمبر ۱۷۳۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تو ہم کہتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے سوائے رمضان کے اور کسی مہینہ کے روزے کامل نہیں کئے۔ اور جس قدر اکثر روزے شعبان میں رکھتے اور کسی مہینہ میں میں نے نہیں دیکھا۔

حدیث نمبر ۱۷۴۰ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ الخ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُوْلُ خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَأَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً دَاوَمَ عَلَيْهَا ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ آپؐ شعبان میں سارا مہینہ روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ عمل وہ اختیار کرو جس کی تمہیں طاقت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگ نہیں پڑتے جب تک تم نہ تنگ آجاؤ۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ وہی نماز ہوتی تھی جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ تھوڑی کیوں نہ ہو۔ اور جب آپؐ کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی | کلہ بمعنی اکثرہ کے ہے۔ جیسا کہ تفسیر میں ہے کلہ الا قلیلاً۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِفْطَارِهٖ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ رکھنے اور آپؐ کے افطار کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۴۱ **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُوْمُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُوْمُ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے رمضان کے کبھی کسی کامل مہینے کے روزے نہیں رکھے اور آپؐ روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم آپؐ افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تو کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم آپؐ روزہ نہیں رکھیں گے۔

حدیث نمبر ۱۷۴۲ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًاؓ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ

مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں سے اس قدر افطار کرتے کہ ہمارا گمان ہوا کہ اب آپؐ اس مہینہ سے کوئی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہمارا گمان ہوتا کہ اب اس مہینہ سے کچھ بھی افطار نہیں کریں گے۔ اگر آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے دیکھنا چاہتے تھے تو دیکھ سکتے تھے اگر سویا ہوا دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے۔ اور سلیمان حمید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے روزے کے بارے میں پوچھا۔

حدیث نمبر ۱۸۴۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت حمید نے فرمایا کہ میں نے حضرت انسؓ سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں کسی مہینہ آپؐ کو روزہ دار دیکھنا چاہتا تو آپؐ کو دیکھ لیتا اور نہ افطار کرنے والا دیکھنا چاہتا مگر میں آپؐ کو دیکھ لیتا اور رات کے وقت قیام کرنے والا دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اسی طرح سونے والا دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور نہ ہی میں نے کبھی کسی ابریشم اور ریشم کو ہاتھ نہیں لگایا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ اور میں نے کوئی کستوری اور عنبر نہیں سونگھا۔ جس کی خوشبو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اچھی ہو اور عمدہ ہو۔

تشریح از قاسمی | ماکنت احب الخ مقصد یہ ہے کہ آپؐ کا نفلی روزہ اور نفلی نماز مختلف ہوتے تھے کبھی مہینہ کے اوّل حصہ میں کبھی درمیان میں اور کبھی مہینہ کے آخر میں ہوتے تھے۔ صائما

مفطراً۔ قائماً۔ نائماً۔ الحاصل نہ تو مسلسل روزے رکھتے تھے اور نہ چھوڑتے تھے اور اسی طرح ساری رات عبادت میں مصروف نہیں رہتے تھے کچھ حصہ سوتے اور کچھ قیام کرتے۔

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزے کے بارے میں مہمان کا کیا حق ہے۔

حدیث نمبر ۲۴۷ ۱ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ يَعْنِي إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پھر حدیث بیان کی کہ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ میں نے پوچھا حضرت، داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا ہے۔ فرمایا آدھی زندگی کا روزہ یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

تشریح از قاسمی زور بمعنی زائر یا رکب کی طرح زائر کی جمع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آجائے تو اس کے لئے نفلی روزہ افطار کر دینا اس کا حق ہے۔ اور زوجہ کا حق وطی ہے۔ اگر زوج مسلسل روزے رکھے اور رات کو قیام کرے تو بیوی کے حق سے کمزور ہو جائے گا۔ اور بعض روایات میں ہے ولاھلک علیک حقا تو اہل سے مراد اولاد اور قرابت دار ہوں گے۔ جن کا حق یہ ہے کہ ان سے نرمی برتے اور ان پر خرچ کرے۔

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزہ رکھنے میں جسم کا بھی حق ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۴۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللهِ أَلَمْ أُخْبَرْ

اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَ اَفْطِرْ وَ قُمْ وَ نَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ اِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ اِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ اِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ فَشَدَّدْتُّ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَ مَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يٰلَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عبداللہ کیا یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اور رات کو نوافل میں قیام کرتے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیوں نہیں یہ خبر صحیح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ قیام کرو اور سو بھی جاؤ۔ کیونکہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری دونوں آنکھوں کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ اور تجھے یہ کافی ہے کہ ہر مہینہ کے تین دن (تیرہ، چودہ، پندرہ) ایام بیض کے روزے رکھو۔ پس تجھے ہر نیکی کے بدلے دس گنا ثواب ملے گا۔ تو اس وقت یہ زندگی بھر کے روزے کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن میں نے جسم پر سختی کی، تو مجھ پر سختی کی گئی۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ چلو۔ نبی اللہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔ میں نے پوچھا کہ نبی اللہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا ہے۔ فرمایا نصف زندگی یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار راوی کہتے ہیں کہ بعد ازاں جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بوڑھے ہوگئے تو فرماتے تھے کاش میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کیا ہوتا تو آج یہ حال نہ ہوتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | یالیتنی ← مقصد یہ کہ اگر میں وہ حالت جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اسے چھوڑ دیتا تو یہ عور بعد الکور ہوتا۔ یعنی نقصان بعد الزیادہ ہوتا۔ میں نے اس حالت پر دائماً رہنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن کبر سنی اور قوت کی کمزوری کی وجہ سے یہ امر گراں ہوگیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ صحابہ کرامؓ کو اس حالت کا چھوڑنا مشکل ہوتا تھا جس پہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے تھے۔ جیسے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کاش میں بھی حضرت سودہؓ کی طرح شب مزدلفہ سے اجازت مانگ لیتی تو اچھا رہتا مگر اب اس حالت کو چھوڑ نہیں سکتی۔ حور کے معنی نقصان کے اور کور کے معنی زیادتی کے ہیں۔ اور حور بعد الکور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ پکڑی ہے۔ اور بھی اس کے معنی بیان کئے گئے ہیں۔ فساد بعد الصلاح۔ قلت بعد الکثرۃ بھی ہے۔

ایام بیض سے وہ راتیں مراد ہیں جس میں چاند اول لیل سے آخر لیل تک رہتا ہے۔ ایام بیض کی تعیین میں ۹ نو اقوال ہیں۔ امام مالکؒ تو مہینہ میں سے کسی دن کی تعیین کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ کوئی سے تین دن روزہ رکھ لے۔ دوسرا قول حسن بصریؒ کا ہے کہ ہر مہینہ کے اول تین دن مراد ہیں۔ جمہور کے قول کے مطابق تیرہ ۱۳۔ چودہ ۱۴۔ پندرہ ۱۵ کی تاریخ مراد ہے۔

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ

ترجمہ۔ زندگی بھر کے روزے

حدیث نمبر ۱۸۴۶ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الخ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں دن بھر روزہ ضرور رکھوں گا اور رات کو نوافل میں کھڑا ہوں گا۔

جب تک زندہ رہوں گا۔ میں نے آپؐ کو جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یہ بات میں کہہ چکا ہوں۔ فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکتا۔ پس روزہ رکھو اور افطار کرو۔ اور قیام کرو۔ اور سو جاؤ۔ اور ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھو۔ کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے۔ اور یہ زندگی بھر کے روزے کے برابر ہے۔ میں نے عرض کی۔ میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھو دو دن افطار کرو۔ میں نے کہا۔ میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا تو ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور تمام روزوں میں سے افضل روزہ ہے۔ میں نے کہا۔ میں اس سے بھی افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی | لا افضل من ذلک ای صیام داؤد علیہ السلام فی حق عبداللہ یا مطلقاً افضل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ روزمرہ کے روزے کا عادی ہو جائے تو روزے کی وہ مشقت جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ وہ زائل ہو جائے گی۔ عبادت تو وہ ہے جو عادت کے خلاف ہو۔

بَابُ حَقِّ الْاَهْلِ فِی الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزہ میں اولاد اور اہلِ قرابۃ کا بھی حق ہے۔

رَوَاهُ اَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حدیث نمبر ۱۸۷۴ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍوؓ وَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَاُصَلِّي اللَّيْلَ فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَيَّ وَاِمَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي نَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِنَفْسِكَ وَاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ اِنِّيْ لَاَقْوٰى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِّيْ بِهٰذِهٖ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا اَدْرِيْ كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْاَبَدِ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ مَرَّتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے متعلق خبر پہنچی کہ مسلسل روزے رکھتا ہوں۔ اور رات بھر نماز پڑھتا رہتا ہوں۔ پس یا تو آپؐ نے میرے پاس کوئی آدمی بھیجا یا میں خود آپؐ سے ملاقی ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا یہ اطلاع صحیح ہے کہ آپ روزہ رکھتے ہیں تو افطار نہیں کرتے نماز پڑھتے ہیں تو سوتے نہیں ہیں۔ پس روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ قیام کرو اور سویا بھی کرو۔ کیونکہ تجھ پر تیری آنکھ کا بھی حق ہے۔ تیری ذات اور تیری بیوی بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ میں نے جواباً کہا۔ کہ اس سے زیادہ طاقتور ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو۔ پوچھا وہ کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے۔ اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تو بھاگا نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اے اللہ کے نبیؐ اس خصلت کا میرے لئے کون ضامن بن سکتا ہے (خصوصاً عدم فرار عن قتال الکفار) عطاء فرماتے ہیں۔ کہ میں نہیں جانتا ہمیشہ کے روزے کا ذکر کیسے فرمایا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ یہ جملہ دو مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔

تشریح از قاسمی وجہ یہ ہے کہ صیام ابد مستلزم ہے صوم عید، صوم ایام تشریق کو جو حرام ہے اس لئے اس کا روزہ نہ ہوا۔ بعض نے کہا۔ کہ ایسے شخص کو روزے کی مشقت کا احساس نہیں ہوگا۔ جس کا دوسرے کو احساس ہوتا ہے۔

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پہ کہ آساں ہوگئیں

اس لئے عبادت کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَّ اِفْطَارِ يَوْمٍ

ترجمہ۔ ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑ دینا۔

حدیث نمبر ۱۸۴۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ قَالَ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا فَقَالَ اقْرَءِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِيْ ثَلٰثٍ۔

ترجمہ۔ حضرت مجاہدؒ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھا کرو۔ انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ پس آپؐ برابر زیادتی کرتے رہے یہاں تک کہ فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور دوسرے دن افطار کرو۔ اور قرآن مجید کو ہر مہینہ میں ختم کیا کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ پس آپ برابر زیادتی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ تین دن کے اندر ختم قرآن مجید کیا کرو۔

حدیث نمبر ۱۸۴۹ حَدَّثَنَا اٰدَمُ سَمِعْتُ اَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَّكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى۔

ترجمہ۔ حضرت ابوالعباس مکّی جو شاعر تھے اور حدیث بیان کرنے میں جھوٹ سے متہم نہیں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تم ہمیشہ کا روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو میں نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا تمہارے ایسا کرنے پر تمہاری آنکھوں کی بینائی کمزور ہو جائے گی۔ اور تمہارا بدن تھک جائے گا۔ جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ تین دن کا روزہ ہمیشہ کا روزہ ہے۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا پھر صوم داؤد علیہ السلام رکھو جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن افطار کرتے تھے۔ جب دشمن سے لڑائی ہوتی۔ تو بھاگا

نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۰۵ حدثنا اسحٰق الواسطی قال دخلت مع ابیك علی عبد اللّٰه بن عمرو فحدثنا ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ذکر له صومی فدخل علیّ فالقیت له وسادة من ادم حشوها لیف فجلس علی الارض و صارت الوسادة بینی و بینه فقال اما یکفیك من کل شهر ثلثة ایام قال قلت یا رسول اللّٰه قال خمسا قلت یا رسول اللّٰه قال سبعا قلت یا رسول اللّٰه قال تسعا قلت یا رسول اللّٰه قال احدی عشرة ثم قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا صوم فوق صوم داود علیه السلام شطر الدهر صم یوما و افطر یوما۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ تو آپؐ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپؐ کے لیے ایک چمڑے کا تکیہ جس کا اندر کھجور کے پتوں کا تھا بچھا دیا۔ لیکن آپؐ زمین پر بیٹھ گئے۔ تکیہ میرے اور آپؐ کے درمیان رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں ہر مہینہ کے تین دن کے روزے کافی نہیں ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا پانچ، تو میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا سات، میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا نو، میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا گیارہ۔ پھر آپؐ نے فرمایا جو روزہ داؤد علیہ السلام کے نصف زندگی کے روزہ سے اوپر ہو وہ روزہ ہی نہیں ہے۔ پس تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔

تشریح از قاسمی | فجلس علی الارض یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور انکساری تھی اور اپنے ساتھی پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دی۔

قلت یا رسول اللہ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے تین۔ پانچ۔ سات۔ نو اور گیارہ دن کافی نہیں ہیں

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْبِيْضِ ثَلٰثَ عَشَرَةَ وَأَرْبَعَ عَشَرَةَ وَخَمْسَ عَشَرَةَ

ترجمہ۔ ایام بیض کے روزے یعنی ہر مہینہ کی تیرہ، چودہ، اور پندرہ کا روزہ۔

حدیث نمبر ۱۷۵۱ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثٍ صِيَامِ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرةؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روزوں کی وصیت فرمائی۔ ہر مہینہ کے تین دن کے روزے اشراق کی دو رکعتیں اور یہ کہ نیند کرنے سے پہلے میں وتر نماز پڑھ لوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب میں امام بخاریؒ جو روایت لائے ہیں وہ اس پر دال ہے کہ وہ مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں۔ گویا ترجمہ مراد روایت کی تفسیر ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ بیض سے وہ راتیں مراد ہیں جن میں چاند اول سے آخر تک موجود رہتا ہے۔ ایام بیض کی تعیین میں نو اقوال ہیں۔ راجح جمہور کا قول ہے۔ جس کو مؤلف ترجمہ میں لایا ہے۔ اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مہینہ کے تین دن کے روزے مستحب ہیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور فرمایا تین دن ہیں۔ اور انہی کو صیام الدھر کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

ترجمہ۔ جو شخص کسی قوم کے پاس ملنے کے لئے جائے اور ان کے پاس افطار نہ کرے

حدیث نمبر ۱۷۵۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ عَنْ أَنَسٍ رضی قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ قَالَ أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

اِنَّ لِي خُوَيْصَةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ کے پاس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو آپؐ کے پاس کھجور اور گھی لے آئیں۔ آپؐ نے فرمایا گھی کو واپس مشکیزے میں ڈال دو۔ اور کھجور کو اس کے تھیلہ میں ڈال دو۔ کیونکہ میں روزے دار ہوں۔ پھر آپؐ گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر غیر فرضی یعنی نفل نماز پڑھنے لگے۔ پھر ام سلیمؓ اور ان کے گھر والوں کو بلوایا۔ تو حضرت ام سلیمؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ میرے خاص بیٹے کے لئے دعا فرمائیں۔ آپؐ نے پوچھا۔ وہ کون ہے۔ انہوں نے فرمایا آپؐ کے خدمت گزار حضرت انسؓ ہے۔ پس آپؐ نے آخرت اور دنیا کی کوئی بھلائی نہ چھوڑی جس کی میرے لئے دعا نہ کی ہو۔ اے اللہ! اس کو مال اور اولاد دے۔ اور اس کو برکت عطا فرما۔ پس آپؐ کی دعا کی بدولت آج میں تمام انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اور میری بیٹی امینہ نے مجھے بتلایا کہ حجاج کے بصرہ کے آنے کے موقعہ پر میری پیٹھ سے پیدا شدہ ایک سو بیس سے بھی کچھ اوپر لوگ دفن ہو چکے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ خویصۃ مقصد ام سلیمؓ کا یہ ہے کہ میری جو اولاد حضرت طلحہ سے ہے وہ تو میرے اور ان کے درمیان مشترک ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی ان کے لئے دعا فرمائیں گے۔ وہ فضیلت ان دونوں ماں باپ کے لئے ہو گی۔ لیکن حضرت انسؓ کا باپ چونکہ زندہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ اپنی ماں کے لئے مختص ہو گا۔ حضرت طلحہؓ کے لئے نہیں۔ پس آپؐ ان کے لئے خصوصی دعا کریں۔ کیونکہ وہ آپؐ کا خدمت گزار بھی ہے۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ تمام شراح کی توجیہ سے الطف اور اجود ہے۔

بَابُ الصَّوْمِ آخِرَ الشَّهْرِ

ترجمہ۔ ہر مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنا ۔

حدیث نمبر ۱۷۵۳ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَظُنُّهُ يَعْنِي رَمَضَانَ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ أَصَحُّ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عمران بن حصینؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ان سے پوچھایا اور کسی آدمی سے پوچھا اور وہ عمران سن رہے تھے ۔ آپؐ نے فرمایا اے ابو فلان کیا تم نے اس مہینہ کے آخر کا روزہ رکھا ہے ۔ میرا گمان یہ ہے ۔ کہ ان کی مراد رمضان کا آخر ہے ۔ اس آدمی نے کہا نہیں یا رسول اللہ جس پر آپؐ نے فرمایا جب تو افطار کرے تو دو دن کے روزے رکھو ۔ صلت نے یہ نہیں کہا ۔ اظنہ یعنی رمضان چنانچہ ثابت کی سند سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ۔ شعبان کے آخر سے ابو عبداللہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ شعبان زیادہ صحیح ہے ۔

تشریح از قاسمیؒ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں شعبان کی قید نہیں لگائی ۔ جس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے ۔ کہ یہ صرف شعبان کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ مکلف کو عادت پڑی رہے ۔ اگر اشکال ہو ۔ کہ شعبان سے قبل ایک دن یا دو دن کی روزے کی تو ممانعت وارد ہوئی ہے ۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ رجل ہر مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنے کا عادی تھا تو گویا آپؐ نے معتاد کو نہی سے مستثنیٰ قرار دے دیا ۔ واللہ اعلم

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ

يَعْنِي إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ بَعْدَهُ ۔

ترجمہ ۔ جمعہ کے دن روزہ رکھنا ۔ جب جمعہ کے دن صبح کو روزہ دار ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ افطار کر دے ۔ مقصد یہ ہے کہ جب اس سے پہلے اور اس کے بعد روزہ رکھنے کا ارادہ نہ ہو ۔

حدیث نمبر ۱۷۵۴ ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ سَأَلْتُ جَابِرًا نَهَى النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ اَبِيْ عَاصِمٍ اَنْ يَّنْفَرِدَ بِصَوْمٍ۔

ترجمہ۔ محمد بن عباد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! ابو عاصم کے علاوہ حضرات نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ جو صرف اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا چاہتا ہو۔

حدیث نمبر ۱۷۵۵ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر اس سے پہلے ایک دن یا اس کے بعد ایک دن رکھے۔

حدیث نمبر ۱۷۵۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ وَبِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ اَصُمْتِ اَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْنَ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِيْ بِسَنَدٍ آخَرَ فَاَمَرَهَا فَاَفْطَرَتْ۔

ترجمہ۔ حضرت جویریہؓ بنت الحارث سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے پاس تشریف لائے جب کہ یہ روزہ دار تھیں۔ آپؐ نے پوچھا۔ کیا کل گذشتہ تو نے روزہ رکھا تھا انہوں نے فرمایا نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا۔ کہ کل آئندہ روزہ رکھنے کا ارادہ ہے۔ اس نے بتلایا کہ نہیں تو آپؐ نے فرمایا ابھی افطار کر دو۔ دوسری سند سے ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انہوں نے افطار کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ صوم یوم الجمعہ میں علماء کے پانچ اقوال ہیں۔ کراہۃ مطلقاً۔ اباحۃ مطلقاً یہ قول امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ۔ اور تیسرا قول کراہۃ افرادہ بالصوم کا ہے۔ چوتھا قول یہ کہ اس دن کی خصوصیت کی بنا پر روزہ رکھے تو مکروہ ہے۔ پانچواں قول صوم یوم الجمعہ وحدہ مکروہ تحریمی ہے۔

لیکن شیخ گنگوہیؒ کی تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی اور اثبات دونوں مروی ہیں تو نہی کو انفراد پر محمول کیا جائے گا۔ جب کہ اس سے پہلے اور بعد کوئی روزہ نہ رکھے۔ اور اثبات کو جواز پر محمول کیا جائے گا۔ نہی کی وجہ یہ ذکر کی جاتی ہیں۔ عوام اس کی عظمت کے پیش نظر خصوصیت پر محمول کردیں۔ اور یہود سے مشابہت ہو جائے کہ وہ یوم عبادت میں روزہ رکھتے تھے۔ اور اس کی آٹھ وجوہ اوجز میں بیان کی گئی ہیں۔

بَابُ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِّنَ الْأَيَّامِ

ترجمہ۔ کیا دنوں میں سے کسی دن کی روزہ رکھنے کے لئے تخصیص کی جاسکتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۵۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ۔

ترجمہ۔ حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں سے کسی چیز کو خاص کرتے تھے۔ فرمایا نہیں ان کا عمل ہمیشگی والا ہوتا تھا۔ تم میں سے کون ہے جو اس چیز کی طاقت رکھتا ہو جس کی آپؐ رکھتے تھے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا

حدیث نمبر ۱۸۵۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ام الفضلؓ بنت الحارث سے مروی ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن ان کے پاس جھگڑا کیا۔ بعض کہتے تھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار نہیں ہیں۔ تو حضرت ام الفضلؓ نے آپؐ کی

خدمت میں ایک دودھ کا پیالہ بھیجا جب کہ آپؐ اپنے اونٹ پرسوار کھڑے تھے پس آپؐ نے اس کو پی لیا۔

حدیث نمبر ۱۷۵۹ حدثنا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ الخ عَنْ مَیْمُوْنَةَ رض اَنَّ النَّاسَ شَکُّوْا فِیْ صِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَرَفَةَ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِی الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت میمونہؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفہ کے روزہ میں شک کیا۔ تو میں نے آپؐ کے پاس ایک دودھ کا برتن بھیج دیا جب کہ آپؐ موقف میں کھڑے ہوئے تھے۔ پس آپؐ نے اس میں سے پی لیا۔ جب کہ لوگ دیکھ رہے تھے۔

بَابُ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ

ترجمہ۔ عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کا حکم

حدیث نمبر ۱۷۶۰ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلَی ابْنِ اَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِیْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض فَقَالَ هٰذَانِ یَوْمَانِ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِیَامِهِمَا یَوْمُ فِطْرِکُمْ مِنْ صِیَامِکُمْ وَالْیَوْمُ الْاٰخَرُ تَاْکُلُوْنَ فِیْهِ مِنْ نُسُکِکُمْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَی ابْنِ اَزْهَرَ فَقَدْ اَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رض فَقَدْ اَصَابَ۔

ترجمہ۔ ابوعبیدؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہمراہ عید میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دو دن ہیں۔ جن میں روزہ رکھنے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ایک دن تو روزے سے افطار کا دن ہے۔ اور دوسرا دن وہ ہے جس میں تم لوگ اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ ابن عیینہؒ محدث نے فرمایا جو مولیٰ ابن ازھر نے کہا اس نے بھی ٹھیک کہا اور جس نے مولیٰ عبد الرحمٰن بن عوف کہا اس نے بھی ٹھیک کہا۔

حدیث نمبر ۱۷۶۱ حدثنا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رض قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ یَّحْتَبِیَ الرَّجُلُ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَعَنْ صَلٰوةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر کے دن اور قربانی کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ۔ اور ایک کپڑے کے جھل ڈالنے سے منع فرمایا ۔ اور یہ کہ آدمی ایک کپڑے کے اندر احتبار کرے ۔ اور صبح اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ۔ احتباً یہ ہے کہ اپنی دونوں ٹانگوں کو پیٹ کے ساتھ لیے کپڑے سے ملا دے پھر بیٹھ کر پیچھے لے جا کر باندھ دے ۔ صمار ایک کپڑے سے جھل بنالے اور اس کے دونوں کناروں کو نہ اٹھائے بلکہ اسے ہاتھوں پر باندھ لے ۔

بَابُ الصَّوْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

ترجمہ ۔ قربانی کے دن کا روزہ رکھنا

حدیث نمبر ۱۷۶۲ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَىٰ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَنْهَىٰ عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ دو روزوں سے اور دو قسم کی بیع سے منع کیا گیا ہے ۔ فطر اور قربانی کے دن ۔ چھونے اور پھینکنے سے بیع کا منعقد ہو جانے سے ۔ ملامسہ یہ ہے کہ جب میں تیرے کپڑے کو ہاتھ لگا دوں یا تو میرے کپڑے کو ہاتھ لگا دے تو بیع ہو گئی ۔ منابذہ یہ ہے کہ جب میں تیری طرف کپڑا پھینک دوں یا کوئی تاجر تیری طرف کپڑا پھینک دے تو بس بیع مکمل ہو گئی ۔ یہ زمانہ جاہلیت کی بیوع میں سے ہے ۔

حدیث نمبر ۱۷۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّىٰ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ يَوْمًا قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ الْإِثْنَيْنِ فَوَافَقَ يَوْمَ عِيدٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَمَرَ اللهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ ۔

ترجمہ ۔ ایک آدمی جناب ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ ایک آدمی نے منت مانی کہ وہ ایک دن یا میں گمان کرتا ہوں کہ دو دن کا روزہ رکھوں گا ۔ اتفاق سے وہ دن عید کا تھا ۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے منت کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس دن کے روزے سے منع کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۶۴ حدثنا حجاج بن منہال الخ سمعت ابا سعید الخدری وکان غزا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثنتی عشرۃ غزوۃ قال سمعت اربعا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعجبنی قال لا تسافر المرأۃ مسیرۃ یومین الا ومعہا زوجہا او ذو محرم ولا صوم فی یومین الفطر والاضحی ولا صلوۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس ولا بعد العصر حتی تغرب ولا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام ومسجد الاقصی ومسجدی ھذا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ جنگوں میں حصہ لیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار چیزیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں جو مجھے بہت پسند آئیں۔ فرمایا ایک تو یہ کہ کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے مگر جب کہ اس کے ہمراہ اس کا شوہر یا کوئی ذی محرم رشتہ دار ہو۔ اور دوسرا یہ کہ دو دن یعنی فطر اور قربانی کے دن روزہ نہ رکھا جائے۔ تیسرا یہ کہ صبح کی نماز کے بعد نفل نماز اس وقت تک نہ پڑھی جائے جب تک سورج اچھی طرح نکل نہ آئے اور اسی طرح بعد عصر بھی نماز نفل نہ پڑھے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے۔ چوتھا یہ ہے کہ تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف کجاوے نہ کسے جائیں۔ ایک مسجد حرام دوسرے مسجد اقصیٰ اور تیسری میری یہ مسجد ہے۔

باب صیام ایام التشریق

وقال لی محمد ابن المثنی الخ کانت عائشۃ تصوم ایام منی وکان ابوھا یصومھا

ترجمہ۔ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا۔ حضرت عائشہؓ منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھا کرتی تھیں اور ان کا باپ بھی یہ روزے رکھتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۷۶۵ حدثنا محمد بن بشار الخ عن عائشۃ وعن سالم عن ابن عمرؓ قالا لم یرخص فی ایام التشریق ان یصمن الا لمن لم یجد الھدی

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت

نہیں دی گئی۔ مگر وہ شخص جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۷۶۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى عَنْ عَائِشَةَ رض مِثْلَهُ تَابَعَهُ إِبْرٰهِيْمُ الخ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رض نے فرمایا روزہ رکھنا اس شخص کے لئے ہے جس نے عمرہ کو حج کے ساتھ نفع اٹھایا تو وہ یوم عرفہ کا روزہ رکھے۔ اگر کسی کو قربانی کا جانور نہیں ملا اور نہ ہی وہ روزہ رکھ سکا ہے تو وہ منیٰ کے دنوں روزہ رکھے۔ حضرت عائشہ رض سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی رح امام بخاری رح نے جواز صوم ایام تشریق پر جو آثار ذکر کئے ہیں وہ ان لوگوں پر حجت نہیں بن سکتے۔ جو اس کی ممانعت کے قائل ہیں۔ کیونکہ امام بخاری رح نے کوئی حجت شرعیہ پیش نہیں کی۔

تشریح از شیخ زکریا رح صیام ایام تشریق کے بارے میں علماء کے نو مذاہب ہیں۔ جن کی تفصیل اوجز میں ملے گی۔ ان میں سے دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ امام احمد رح محض متمتع اور قارن کو ہی ان دنوں روزہ رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کی دوسری روایت یہ ہے کہ نفل کے لئے تو ان ایام کے روزے ناجائز ہیں۔ البتہ فرض کے لئے ان دنوں روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔ مگر امام شافعی رح کے نزدیک مطلقاً ان ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں نہ نفلی نہ فرضی نہ متمتع کے لئے نہ قارن کے لئے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رح اور لیث رح کا ہے۔ نہی کے عموم کی وجہ سے ممانعت ہے۔

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

ترجمہ۔ دس محرم کو روزہ رکھنا۔

حدیث نمبر ۱۷۶۷ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ إِنْ شَاءَ صَامَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عاشوراء کے دن اگر چاہے تو روزہ رکھے۔

حدیث نمبر ۱۷۶۸ حدثنا ابو الیمان الخ ان عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بصیام یوم عاشوراء فلما فرض رمضان کان من شاء صام ومن شاء افطر۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورار کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن جب رمضان فرض کیا گیا۔ تو جو شخص چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

حدیث نمبر ۱۷۶۹ حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ الخ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان یوم عاشوراء تصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصومہ فلما قدم المدینۃ صامہ وامر بصیامہ فلما فرض رمضان ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جاہلیت میں قریش عاشورار کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان دنوں روزہ رکھتے تھے۔ جب مدینہ تشریف لائے تو خود بھی اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ لیکن جب رمضان فرض کیا گیا۔ تو یوم عاشورار کے روزہ کو چھوڑ دیا گیا۔ پس جو چاہے رکھے جو چاہے اسے چھوڑ دے۔

حدیث نمبر ۱۷۷۰ حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ الخ انہ سمع معاویۃ بن ابی سفیان یوم عاشوراء عام حج علی المنبر یقول یا اھل المدینۃ این علماؤکم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھذا یوم عاشوراء ولم یکتب علیکم صیامہ وانا صائم فمن شاء فلیصم ومن شاء فلیفطر۔

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حج والے سال عاشورا کے دن منبر پر فرمایا کہ اے مدینہ والو! تمہارے علمار کہاں ہیں۔ میں نے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ یہ یوم عاشورار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا۔ مگر میں روزہ دار ہوں۔ پس جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

حدیث نمبر ۱۷۷۱ حدثنا ابو معمر الخ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قدم النبی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوسٰى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو یہود کو دیکھا کہ وہ یوم عاشورار کا روزہ رکھے ہوئے ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ وہ نیک دن ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کا اس دن روزہ رکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہاری بنسبت موسیٰ علیہ السلام زیادہ حقدار ہوں پس خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

حدیث نمبر ۲ ۷۷ ا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ أَبِي مُوسٰىؓ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُودُ عِيدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُومُوهُ أَنْتُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ یوم عاشورار کو یہود عید شمار کرتے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اس دن کا روزہ رکھا کرو۔

حدیث نمبر ۳ ۷۷ ا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلٰى غَيْرِهِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن کے روزے کی کوشش کرتے نہیں دیکھا۔ جس کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہوں سوائے اس دن یوم عاشورار کے اور اس مہینہ یعنی مہینہ رمضان کے۔

حدیث نمبر ۴ ۷۷ ا حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِؓ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے

ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں۔ کہ جس نے کھا لیا ہو۔ وہ دن کا باقی حصہ روزہ رکھے۔ اور جس نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ دن عاشوراء کا دن ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی یہ قول یوم عرفہ کی فضیلت کے علم سے پہلے کا ہے۔ لہذا تعارض نہیں ہوگا۔ اسی طرح دوسرے ایام جن کی فضیلت کا بیان ہوا ہے۔ وہاں بھی تفضیل حقیقی مراد ہے۔ مطلق فضل مراد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ چنانچہ علماء کرام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص افضل ایام سنت کے دن روزے رکھنے کی نذر مانے تو ان سب ایام کو شامل ہوگا۔ اگر افضل سائر ایام کی نذر مانتا ہے تو اس سے صرف یوم عرفہ مراد ہوگا۔ کیونکہ صوم یوم عرفہ کے بارے میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔ جن میں ہے کہ صوم یوم عرفہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ سنت ماضیہ اور مستقبلہ (عجیبہ) بعض حضرات نے تکفیر سنت مستقبلہ کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ اس سال اس کی موت واقع نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ گناہوں کی معافی موت کے بعد تو نہیں ہوتی۔ چنانچہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ھذہ لبشری بحیاۃ سنۃ مستقبلہ باقی ایام میں افضل یوم جمعہ بھی ہے۔ تو تطبیق اس طرح ہوگی۔ کہ افضل ایام السنتہ میں تو یوم عرفہ ہے ایام اسبوع میں جمعہ ہے۔ یعنی سال کے دنوں میں عرفہ افضل ہے۔ اور ہفتہ کے دنوں میں جمعہ افضل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ جس شخص نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا یعنی تراویح پڑھی اس کی فضیلت کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۷۷۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ... اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ رمضان کے لئے فرماتے تھے کہ جس شخص نے اس کا قیام پختہ یقین اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کیا تو

اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حدیث نمبر ۱۷۷۶ حدثنا عبد اللہ بن یوسف عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ قال ابن شہاب فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافۃ ابی بکرؓ وصدرا من خلافۃ عمرؓ وبسند آخر عن عبد الرحمن بن عبد القاری انہ قال خرجت مع عمر بن الخطابؓ لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی بصلوتہ الرھط فقال عمرؓ انی اری لو جمعت ھؤلاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی بن کعب ثم خرجت معہ لیلۃ اخری والناس یصلون بصلوۃ قارئھم قال عمر نعم البدعۃ ھذہ والتی تنامون عنھا افضل من التی تقومون یرید آخر اللیل وکان الناس یقومون اولہ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے تراویح پڑھی تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو معاملہ اسی طرح رہا۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے دور میں بھی اسی طرح رہا اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور خلافت میں بھی اسی طرح رہا۔ دوسری سند کے ساتھ عبد الرحمن بن عبد القاریؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہمراہ رمضان کی ایک رات میں مسجد کی طرف چلا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں کوئی تو اکیلا پڑھ رہا ہے اور ایک آدمی کے پیچھے ایک جماعت کھڑی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری سمجھ یہ آتا ہے۔ کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کر لیتا تو کتنا بہتر ہوتا۔ تو اس کا پکا ارادہ کر کے تو پھر ان سب کو ایک قاری حضرت ابی بن کعبؓ پر جمع کر دیا۔ پھر ایک دوسری رات میں ان کے ساتھ گیا۔ تو لوگ ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ اچھی بدعت ہے۔ لیکن وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو وہ اس نماز سے افضل ہے۔

جس کو تم قائم کرتے ہو ۔ مقصد یہ تھا کہ یہ نماز آخر لیل میں ادا کی جاتی اور لوگ اسے اوّل لیل میں قائم کرتے تھے ۔

حدیث نمبر ۱۷۷۰ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ وَبِسَنَدٍ آخَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ آپؐ نے نماز پڑھی اور وہ رمضان میں تھی ۔ دوسری سند سے یوں ہے ۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات آدھی رات کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے ۔ تو آکر مسجد میں نماز پڑھی ۔ تو لوگوں نے بھی آپؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی ۔ صبح کو لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے ۔ تو اس چرچا کی وجہ سے لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہوگئے ۔ آپؐ نے نماز پڑھی ۔ اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ہمراہ نماز ادا کی ۔ پھر صبح کو چرچا ہونے لگا ۔ تو تیسری رات میں لوگ مسجد میں پہلے سے زیادہ جمع ہوگئے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۔ آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی ۔ جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد اہل مسجد سے بھر گئی ۔ لیکن آپؐ تشریف نہ لائے ۔ بلکہ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے ۔ پس جب فجر کی نماز ادا کرلی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے کلمہ شہادت پڑھا ۔ پھر فرمایا اما بعد ۔ تمہارا عبادت میں شوق میرے سے مخفی نہیں ہے لیکن مجھے خطرہ لاحق ہوا ۔ کہ کہیں یہ تراویح تم پہ فرض نہ کردی جائے کہ اس کے سنبھالنے سے عاجز آجاؤ ۔ پس آپؐ کی وفات ہوگئی تو معاملہ اسی طرح رہا ۔

حدیث نمبر ۱۷۷۸ حدثنا اسمٰعیل الخ انّہ سأل عائشۃؓ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہا علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثا فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر قال یا عائشۃؓ ان عینیّ تنامان ولا ینام قلبی۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان شریف میں کیسے ہوتی تھی۔ فرمایا کہ آپؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ چار رکعات پڑھتے تو آپ ان کی خوبصورتی اور طوالت کے متعلق سوال نہ کریں۔ پھر دوسری چار رکعات پڑھتے۔ تو ان کی خوبصورتی اور طوالت کے متعلق نہ پوچھیں پھر تین رکعات پڑھتے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ فرمایا اے عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ امام بخاریؒ کا اس روایت کو اس جگہ لانا اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہ فعل رمضان شریف کے ساتھ مخصوص تھا۔ باقی ایام میں نہیں پایا جاتا تھا۔ حالانکہ روایت سے جو نماز ثابت ہوتی ہے وہ تہجد کی نماز ہے۔ جس کی امام بخاریؒ نفی کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ کا یہ قول عادت مستمرہ کو بتلا رہا ہے۔ نہ کہ شاذ و نادر کو عادت مستمرہ تو تہجد کی تھی۔ تراویح تو صرف رمضان میں ادا کی جاتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | شیخ گنگوہیؒ نے فیہ اشارۃ سے واضح کر دیا کہ یہ نماز راتوں کے ساتھ خاص تھی۔ جس پر فاصبح الناس تحدثوا صراحۃً دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ کوئی معتاد نماز ہوتی تو اس کا چرچا نہ کرتے اور نہ ہی کثیر تعداد میں جمع ہوتے۔ اور آپؐ کا چوتھی رات باہر تشریف نہ لانا بھی دال ہے کہ وہ تہجد نماز نہیں تھی بلکہ صلوٰۃ تراویح تھی۔ اور موطا میں تیرہ رکعات کا ذکر ہے اور بعض روایات میں رکعتی الفجر کے ساتھ پندرہ رکعات کا ذکر ہے۔ بنا بریں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایات میں اضطراب ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اوقات متعددہ اور احوال مختلفہ پر مبنی ہے۔ گیارہ رکعت

بغیر رکعتی الفجر کے تیرہ ہے رکعتی الفجر اور پندرہ رکعات میں دس تہجد کی تین وتر اور دو رکعت فجر ہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ جب سائل صلوٰۃ لیل کے متعلق پوچھا۔ تو حضرت عائشہؓ نے رمضان کا لفظ زائد کر دیا۔ جس سے سائل کو وہم ہوا کہ شاید رمضان میں صلوٰۃ لیل میں اضافہ ہوتا ہو گا تو حضرت عائشہؓ نے اپنے قول سے اس کا وہم دفع کر دیا۔ کہ

ما یزید فی رمضان ولا غیرہ کہ رمضان اور غیر رمضان میں اس پر زیادتی نہیں ہوتی تھی۔ یہ عادت مستمرہ تھی کبھی کبھی کمی وبیشی ہوتی تھی۔ جاننا چاہیئے۔ فروع میں اختلاف کے باوجود ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے۔ صلوٰۃ تراویح بیس[۲۰] رکعات ہیں۔ امام مالکؒ سے چھتیس[۳۶] رکعات منقول ہیں۔ لیکن سلفاً وخلفاً بیس رکعات پر اتفاق ہے۔ اور امام طحاویؒ نے مبالغہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ صلوٰۃ التراویح فی الجماعۃ واجبۃ علی الکفایۃ لیکن ابن بطال فرماتے ہیں قیام رمضان سنتہ۔

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ الخ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ مَا أَدْرٰكَ فَقَدْ أَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْلِمْهُ۔

ترجمہ۔ لیلۃ القدر کی فضیلت کے بارے میں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے۔ اور آپؐ کو کیا علم ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے الخ ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ما ادراک آیا ہے اس کے معنی ما اعلمہ کے ہے اور جہاں وما یدریک کہا ہے اس کے معنی لم یعلمہ کے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۷۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ الخ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے یقین کے ساتھ اور ثواب کی غرض سے تو اس کے سب پچھلے

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس نے لیلۃ القدر میں یقین اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے بھی سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

بَابُ الْتَمِسُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

ترجمہ۔ لیلۃ القدر کو آخری سات دنوں میں تلاش کرو۔

حدیث نمبر ۱۸۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رِجَالاً مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ حضرات کو لیلۃ القدر خواب میں آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے بھی تمہارا خواب دکھایا گیا ہے۔ جو آخری سات دنوں میں دونوں خواب موافق ہو گئے۔ پس جو شخص اس کو تلاش کرنے والا ہو تو اسے سات آخری دنوں میں تلاش کرے۔

حدیث نمبر ۱۸۱ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ الخ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍؓ وَكَانَ لِي صَدِيْقًا فَقَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ إِنِّي أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِيْنٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِي جَبْهَتِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعیدؓ سے پوچھا اور وہ میرے دوست تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان شریف کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف

بیٹھے ۔ تو آپ بیسویں کی صبح کو باہر تشریف لا کر ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی۔ پس میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں ۔ پس جو شخص آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعتکاف بیٹھ چکا ہے ۔ پس واپس جائے ۔ پس ہم واپس لوٹے ۔ اس حال میں کہ آسمان میں ہم کو بادل کا کوئی پتلا ٹکڑا بھی نظر نہیں آتا تھا ۔ پس بادل آیا اور یہاں تک کہ بارش برسی کہ مسجد کی چھت بہہ پڑی جو کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی ۔ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا ۔ حتیٰ کہ کیچڑ کا نشان آپ کی پیشانی مبارک میں نظر آیا ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس سال لیلۃ القدر ستائیسویں تاریخ کو تھی نہ کہ اکیسویں اور تیئسویں تاریخ کو ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اس توجیہ سے شیخ گنگوہیؒ نے ان مختلف روایات کو جمع کر دیا جو لیلۃ القدر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ۔ جاننا چاہیئے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہے ۔ پھر یہ کہ سبع اواخر میں ہے ۔ جس کو دس دن قیام کی قوت ہے اس کو دس پر ترغیب دی گئی ۔ اور جس کو دس پر قدرت نہیں اسے سات کا کہا گیا ۔ جس کی تائید حضرت علیؓ کی اس مرفوع حدیث سے ہوتی ہے ۔ جس کے الفاظ یہ ہیں ۔ فان غلبتم فلا تغلبوا فی السبع البواقی کہ اگر تم دس سے مغلوب ہو جاؤ تو سات سے مغلوب نہ ہو ۔ پھر سبع اواخر کے مصداق میں علماء کرام کے پانچ اقوال ہیں ۔ بعض نے چوبیس[۲۴] تاریخ بعض نے تیئیس[۲۳] اور بعض انتیس[۲۹] اور بعض ستائیس ۔ چنانچہ یہاں پر ستائیسویں[۲۷] تاریخ مراد ہے ۔ اور یہ عطیہ رحمت مرحومہ کی عمریں چھوٹے ہونے کی وجہ سے ہوا ۔

بَابُ تَحَرِّی لَیْلَةِ الْقَدْرِ فِی الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْهِ عُبَادَةُ

ترجمہ ۔ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کے وتر میں تلاش کرنا چاہیئے اس بارے میں حضرت عبادہ سے روایت ہے ۔

حدیث نمبر ۱۸۷۲ **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

حدیث نمبر ۱۷۸۳ حدثنا ابراهيم بن حمزة عن ابی سعيد الخدریؓ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسْطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ حِيْنَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ رَجَعَ إِلٰى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيْهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيْهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا فَابْتَغُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَابْتَغُوْهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِيْنٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ فَبَصُرَتْ عَيْنِي نَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِيْنًا وَمَاءً۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ پس بیسویں کی شام ہو جاتی تھی۔ اور اکیسویں رات کی آمد ہوتی تھی۔ تو آپؐ اپنے ٹھکانے پر واپس آجاتے۔ اور وہ لوگ بھی جو آپؐ کے ہمراہ اعتکاف بیٹھتے وہ بھی واپس آجاتے۔ پھر ایک مہینہ قیام پذیر رہے۔ تو اس رات میں اعتکاف بیٹھے جس رات واپس آجاتے تھے۔ پس لوگوں میں خطبہ دیا۔ اور جو چیز اللہ تعالےٰ نے چاہی اس کا ان کو حکم دیا پھر فرمایا میں یہ دس دن اعتکاف میں رہتا تھا۔ لیکن اب مجھے واضح ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ میں اعتکاف میں رہوں۔ پس جو شخص میرے ہمراہ اعتکاف میں رہے۔ وہ اپنے اعتکاف کی جگہ میں ٹھہر جائے۔ کیونکہ مجھے یہ رات دکھلائی گئی۔ پھر بھلوا دی گئی۔ پس اس کو آخری عشرہ کے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے اپنے آپ کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ پس اس رات بادل کڑکا خوب بارش ہوئی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کے حصہ کی مسجد ٹپک پڑی۔ وہ اکیسویں کی رات تھی۔ پس میں نے اپنی آنکھ سے

تجلی الٰہی کو دیکھا۔ صبح کی نماز سے جب فارغ ہو کر پھرے تو آپؐ کا چہرہ کیچڑ اور پانی سے لتھڑا ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۱۷۸۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوا وَبِسَنَدٍ آخَرَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ تلاش کرو۔ اور دوسری سند سے ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

حدیث نمبر ۱۷۸۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِي خَامِسَةٍ تَبْقٰى تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ لیلۃ القدر کو مہینہ سے نو دن باقی سات دن باقی پانچ دن باقی میں تلاش کرو۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ چوبیس ۲۴ تاریخ کو تلاش کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | چوبیس ۲۴ دن گذر جانے کے بعد اور شام آنے کے وقت تو یہ پچیسویں ۲۵ کی رات ہوئی۔

حدیث نمبر ۱۷۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ الخ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ قَالَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ هِيَ فِي تِسْعٍ يَمْضِينَ أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے۔ وہ لیلۃ القدر وہ نو دن جو گذر رہے ہیں یا سات دن جو باقی رہتے ہیں۔ مراد لیلۃ القدر ہے۔

تاسع بمضین سے انتیسویں ۲۹ کی رات اور سابع بیقین سے تیئسویں ۲۳ کی رات مراد ہے۔

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِي النَّاسِ

ترجمہ۔ لوگوں کے جھگڑا کرنے کی وجہ سے لیلۃ القدر کی پہچان کو اٹھا لینا۔

حدیث نمبر ۷۸۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں خبر دینے کے لئے باہر تشریف لائے۔ پس دو مسلمان آپس میں جھگڑ پڑے جس پر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے روانہ ہوا تھا لیکن فلاں فلاں آدمی جھگڑ پڑے تو وہ معرفت اٹھا لی گئی۔ ممکن ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ پس اس کو آخری عشرہ کی نانویں رات یا ساتویں رات یا پانچویں رات میں تلاش کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ فرفعت یعنی محض اس سال میں اس کی علامت اور پہچان اٹھا لی گئی۔ تو یہ دوسرے سال کی علامت کے منافی نہ ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وجود لیلۃ القدر پر جو پہلی علامت تھی وہ اٹھالی گئی پچھلی نہیں اٹھائی گئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا کہ بالکل لیلۃ القدر نہیں اٹھائی گئی البتہ اس کی معرفت اٹھالی گئی۔ جس پر قرینہ التمسوھا کا لفظ ہے جس کو رفعت کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔

عسٰی ان یکون خیرا وجہ خیریت یہ ہے کہ اخفار کی وجہ سے کل مہینہ کے قیام کی سعی کی جائے گی یا کم از کم آخری عشرہ کی عبادت ہوتی رہے گی۔

علامت کیلۃ علماء فرماتے ہیں۔ کہ ہر چیز ساجد نظر آتی ہے۔ یا ہر مقام پر انوار برستے نظر آتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ فرشتوں کی طرف سے سلام اور خطاب سنائی دیتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہر دعا ر قبول ہوتی ہے۔ یا وہ

صبح مطر دیکھ کی ہوتی ہے۔ یعنی بارش ہوتی ہے۔ یا یہ کہ سورج میں تمازت نہیں رہتی۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کیا عمل ہونا چاہیئے

حدیث نمبر ۶۸۸ ﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان شریف کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو تہ بند مضبوط باندھ لیتے تھے۔ ساری رات عبادت کرتے اور گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے بیدار کرتے تھے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ الخ

ترجمہ۔ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا اور اعتکاف سب مساجد میں برابر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کا قول ہے کہ ان عورتوں سے ہم بستری نہ کرو۔ جب کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھنے والے ہو۔

حدیث نمبر ۶۸۹ ﴿حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔

حدیث نمبر ۶۹۰ ﴿حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو وفات دی۔ پھر آپؐ کی بیبیاں بھی اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

حدیث نمبر ۱۹۷۱ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ الخ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيحَتِهَا مِنْ اعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ وَقَدْ أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبْحِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے درمیانی عشرہ میں معتکف ہوتے تھے۔ پس ایک سال تو آپ اعتکاف بیٹھے یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی جس کی صبح کو آپؐ اعتکاف سے باہر تشریف لاتے تھے۔ تو فرمانے لگے کہ جو شخص میرے ہمراہ معتکف ہو تو وہ آخری عشرہ میں معتکف ہوں۔ کیونکہ وہ لیلۃ القدر مجھے دکھلائی گئی۔ پھر مجھے بھلوا دی گئی۔ جب کہ میں نے اپنے آپؐ اس کی صبح میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا۔ پس اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اور اس کی وتر راتوں میں تلاش کرو۔ پس اس رات خوب بارش ہوئی۔ اور مسجد چھپر کی تھی تو وہ ٹپکنے لگی۔ تو میری دونوں آنکھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پانی اور کیچڑ کے نشان دیکھے۔ یہ اکیسویں کی صبح تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | یخرج من صبیحتہا الخ یہاں خروج سے مراد فراغت ہے۔ اور یہی تاویل لیلۃ احدیٰ وعشرین میں ہوگی کہ اس سے اس کا قرب اور دنو مراد ہوگا۔ یہ نہیں کہ اس کا دخول

مراد ہو۔ کیونکہ پھر تو دس دن کا اعتکاف مکمل نہیں ہوگا۔ وکان للمسجد علی عرش ای من عریش جیسے اذا اکتالوا علی الناس معنی من الناس کے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اعتکاف کے لغت میں معنی ٹھہرنے کے ہیں۔ اور اصطلاح شرع میں عمل مخصوص فی موضع مخصوص فی زمن مخصوص بشروط مخصوصۃ وترک مخصوصۃ اہل علم کا اجماع ہے کہ اعتکاف سنت ہے۔ واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی نذر مان کر واجب کرلے تو اور بات ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے فی المساجد کلھا کہہ کر ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ کسی مسجد کی تخصیص نہیں۔ البتہ مسجد جس میں جماعت قائم ہوتی ہو۔ اس میں اعتکاف ہو ورنہ دو میں سے ایک خرابی لازمی آئے گی۔ یا تو ترکِ جماعت لازم آئے گا یا بار بار نکلنا ہوگا۔ جس سے خروج متکرر ہوجائے گا۔ جو بلاضرورت اعتکاف کے منافی ہے اور مرد کے لئے مسجد کی شرطیت پر علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ عورت اپنے گھر میں الگ جگہ مقرر کرکے بیٹھ سکتی ہے۔ مالکیہؒ کے نزدیک مردوں اور عورتوں کے لئے ہر مکان میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے کیونکہ یہ نفل ہے اور نوافل بیوت کے اندر افضل ہیں۔ لیکن جمہور ہر مسجد میں اعتکاف جائز کہتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے فی المساجد کلھا کہہ کر عموم مساجد کی طرف اشارہ فرمادیا۔

ان یکون خارجاً فی تلک الصبیحۃ یہ توجیہ شراح کی توجیہات سے زیادہ لطیف ہے۔ کیونکہ اس صورت میں سب روایات متفق ہوجاتی ہیں۔ اگر خرج صبیحۃ عشرین فخطبنا کو صحیح مانا جائے تو آخر روایت میں من صبح احدی عشرین ہے۔ اس کے مخالف ہوجائے گا۔ اور اعتکاف شروع کرنے کے بارے میں جمہور کا مسلک یہ ہے۔ کہ اکیسویں کی رات سے شروع کرے تاکہ عشر لیالی کا عدد پورا ہوجائے۔ یہ اسی صورت میں ہے۔ جب کہ پہلی رات کو شامل کیا جائے۔ ورنہ عدد عشر بالکل تمام نہ ہوگا۔ نیز! دوسری وجہ یہ ہے کہ عشرا اخر میں اعتکاف کا مقصد لیلۃ القدر کو تلاش کرنا ہے۔ اور وہ کبھی اکیسویں ۲۱ کی رات کو بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس رات کو بھی شامل کیا جائے تاکہ حصولِ مقصد میں ممد ثابت ہو۔

بَابُ الْحَائِضُ تُرَجِّلُ الْمُعْتَكِفَ

ترجمہ۔ حائضہ معتکف کے کنگھا کرسکتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۹۲۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِيْ إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں معتکف ہوتے تھے تو میری طرف اپنا سر جھکا لیتے تھے تو حیض کی حالت میں آپؐ کے کنگھا کر دیتی تھی۔

بَابُ الْمُعْتَكِفِ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

ترجمہ۔ معتکف بغیر ضرورت کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۹۳۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں ہوتے تھے۔ تو میری طرف اپنا سر قریب کر دیتے۔ تو میں آپؐ کے کنگھا کر دیتی تھی۔ اور جب آپؐ معتکف ہوتے تو بغیر حاجت انسانی کے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔

تشریح از قاسمی | حاجت انسانی بول و براز کے لئے معتکف کا مسجد سے نکلنا تو بالاتفاق علماء جائز ہے۔ البتہ دوسری ضروریات مثل عیادت مریض۔ جنازہ۔ جمعہ کی حاضری اس میں اختلاف ہے۔ امام ثوریؒ اور ابن مبارکؒ تو جائز کہتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے متعلق امام محمدؒ موطا میں لکھتے ہیں۔ لا یخرج الرجل اذا اعتکف الا للغائط والبول واما الطعام والشراب فیکون فی معتکفہ وھو قول ابی حنیفۃؒ

بَابُ غُسْلِ الْمُعْتَكِفِ

ترجمہ۔ معتکف کو دھونا۔

حدیث نمبر ۷۹۴ حدثنا محمد بن یوسف الخ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یباشرنی وانا حائض وکان یخرج رأسه من المسجد وهو معتکف فاغسله وانا حائض ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے بدن سے اپنا بدن ملاتے تھے۔ جب کہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ اور مسجد سے باہر اپنا سر مبارک اعتکاف کی حالت میں نکال لیتے جس کو میں حیض کی حالت میں دھولیتی تھی۔

باب الاعتکاف لیلاً

ترجمہ۔ رات کے وقت اعتکاف بیٹھنا

حدیث نمبر ۷۹۵ حدثنا مسدد الخ عن ابن عمرؓ ان عمرؓ سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نذرت فی الجاهلیة ان اعتکف لیلة فی المسجد الحرام قال فاوف بنذرك ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب عمر بن الخطابؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا فرمایا کہ میں نے جاہلیۃ میں منت مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف بیٹھوں گا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی منت کو پورا کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ان اعتکف لیلة جو لوگ اعتکاف میں روزے کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ حدیث حجت نہیں بن سکتی۔ اس لئے کہ اہل عرب لیلۃ کا لفظ بول کر اس سے نہار مراد لیا کرتے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ کے قصہ میں روایات مختلف ہیں۔ بعض میں لیلۃ کی بجائے یوماً کا لفظ آیا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس سے رات اور دن دونوں مراد لئے جائیں تاکہ روایات میں تعارض نہ ہو۔ دوسرے زمانہ کفر کی نذر لازم نہیں ہے۔ لہذا اگر وہ روزہ سے خالی ہو تو کوئی ضرر نہیں ہے۔ کیونکہ جب اعتکاف واجب نہ ہوا۔ تو روزہ بھی شرط نہ ہوگا۔ اس لئے کہ روزہ تو اعتکاف واجب میں شرط ہے۔ مطلق اعتکاف میں شرط نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اعتکاف میں صوم شرط ہے یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ امام مالکؒ کے

نزدیک خواہ اعتکاف واجب ہو یا نفل سب کے لئے صوم شرط ہے۔ اور حنابلہؒ کے نزدیک مطلقاً شرط نہیں ہے۔ نہ مندوب میں اور نہ ہی نذر میں۔ اور شوافعؒ کے نزدیک مطلق اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔ البتہ اتباع سنت کے طور پر مسنون ہے۔ علماء احنافؒ کے نزدیک تفصیل ہے کہ منذور واجب اعتکاف کے لئے صوم شرط ہے۔ اور مندوب کے لئے شرط نہیں ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ سنّت مؤکدہ کی اعتکاف میں شرطیتہ صوم سے متون ساکت ہیں۔ البتہ علامہ شامیؒ نے شرطیتہ کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک اعتکاف واجب میں بھی روزہ کا شرط ہونا صحیح نہیں ہے

اللیلۃ دتریدالنھار الخ خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایام جمع کا صیغہ بولا جائے تو لیالی اس میں یقیناً شامل ہوں گی۔ جیسا کہ زکریا علیہ السلام کے قصہ میں ثلثۃ ایام ثلث لیال سویا وارد ہوا ہے۔ لیکن اگر لیلۃ کا لفظ اکیلا ذکر ہو۔ تو درمختار میں ہے۔ کہ یہ نذر صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ رات محل صوم نہیں ہے۔ البتہ اگر اس سے دن مراد لے تو پھر نذر صحیح ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ جب یوم کو لیل کے تابع کیا گیا تو جب متبوع یعنی لیلۃ میں نذر باطل ہوئی تو تابع میں بھی باطل ہو جائے گی۔ البتہ اگر لیل بول کر مجازاً یوم مراد لیا جائے۔ ایک تو اس لئے کہ لیلۃ مطلق زمن کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پھر یہ مطلق مقید یعنی یوم میں مستعمل ہوا تو یوم مقصود ہوگا لہذا نذر صحیح ہوگی۔

توجب الحمل علی ما قلنا کیونکہ مسلم کی روایت میں بجائے لیلۃ کے یوماً کا لفظ ہے اور ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اصل حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔ ان اعتکف یوما ولیلۃ فی الجاھلیۃ الخ توراویوں نے اسے مختصر کر دیا۔ نیز انسائی کی روایت میں ہے۔ امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعتکف ویصوم تو اب اشتراط صوم کے خلاف نہ ہوا۔

النذر حالۃ الکفر لم یکن لازماً چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں وہ نذر جو حالت کفر میں جاری ہو۔ صحیح یہ ہے کہ وہ واجب نہیں ہوتی۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا امر استحبابی ہوگا۔ تاکہ خلاف وعدہ نہ ہو۔ فقہاء اس کو ندب پر محمول کرتے ہیں۔

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَآءِ

ترجمہ۔ عورتوں کا اعتکاف میں بیٹھنا۔

حدیث نمبر ۱۷۹۶ حدثنا ابو الیمان الخ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان فکنت اضرب لہ خباء فیصلی الصبح ثم یدخلہ فاستاذنت حفصۃ عائشۃ ان تضرب خباء فاذنت لھا فضربت خباء فلما راتہ زینب بنت جحش ضربت خباء اخر فلما اصبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای الاخبیۃ فقال ما ھذا فاخبر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم آلبر ترون بھن فترک الاعتکاف ذلک الشھر ثم اعتکف عشرا من شوال۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ میں آپ کے لئے ایک اون کا خیمہ لگا دیتی تھی۔ پس آپ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں داخل ہوجایا کرتے تھے۔ پس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ لگانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے خیمہ لگا لیا۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اس کو دیکھا تو انہوں نے دوسرا خیمہ لگا دیا۔ جب صبح کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو یہ خیمے دیکھے پوچھا یہ کیا ہے آپ کو اطلاع دی گئی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم ان بیبیوں کے ساتھ نیکی کا گمان کرتے ہو۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کا اعتکاف چھوڑ دیا پھر شوال کے دس دن اعتکاف میں بیٹھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی **فاستاذنت حفصۃ عائشۃ** الخ یہ اجازت انہوں نے اس لئے طلب کی۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک عظیم المرتبہ خاتون تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ گمان کیا کہ اگر میرا یہ فعل ان کی رائے سے ہوا تو کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ دوسری صورت میں ممکن ہے کہ وہ شاید مخالفت کریں۔

البر تردن بھن سے نیکی سے کامل نیکی مراد ہے۔ ورنہ مطلق نیکی کی نفی نہیں ہے۔ بلکہ کامل نیکی کی نفی ہے۔ کیونکہ ان کے اعتکاف میں ایک قسم کا تفاخر ہے اور یہ کہ وہ اپنی سوکن سے کم نہ رہے۔

تشریح از شیخ زکریا بعض روایات میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبہ لگانے کی اجازت مانگی تھی۔ اس طرح آپ نے چار قبے دیکھے۔ تین ازواج کے اور ایک اپنا۔ مگر مشہور تین قبے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کا۔

الکامل جنہ مشہور رہی ہے۔ جس کی تصریح بہت سی روایات میں آئی ہے۔ البتہ ریاکار عبادت کے ثواب سے بالکل محروم نہیں ہوگا۔ جیسے تجارت کو حج میں داخل کرنے والا حج کے ثواب سے محروم نہیں رہتا۔ ایسے جہاد کرنے والا اگر غنیمت کے مال میں رغبت کرے تو جہاد کے ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔

تشریح از قاسمی یصلی الصبح ثم یدخلہ سے امام اوزاعیؒ ثوریؒ اور لیثؒ نے استدلال کیا ہے کہ معتکف اول النہار سے اعتکاف کی ابتداء کر سکتا ہے۔ مگر ائمہ اربعہؒ کا مسلک یہ ہے کہ جب کوئی شخص عشرہ یا مہینہ بھر کے اعتکاف کی نیت کرے تو قبیل الغروب سے ابتداء کرے تاکہ یہ رات بھی عشرہ میں داخل ہو جائے۔ اور حدیث کی تاویل یہ ہے کہ آپؐ اول لیل میں اعتکاف میں داخل ہوئے۔ البتہ صبح کی نماز کے بعد ہی سے اپنے آپ کو اس مکان میں ٹھہرا لیا جو اعتکاف کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

ثم اعتکف عشرا من شوال ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دال ہے کہ نوافل معتادہ جب فوت ہو جائیں تو ان کی قضا کرنا مستحب ہے۔ بلکہ مالکیہؒ نے تو اس سے استدلال کیا ہے۔ کہ جو عمل شروع کر کے باطل کر دیا جائے تو اسے قضا کرنا واجب ہے۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فعل پر نکیر اس لئے فرمائی۔ کہ آپؐ کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ بیگمات غیر مخلص ہوں۔ بلکہ فخر و مباہات کرنا چاہتی ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مسجد مجمع الناس ہے۔ اس میں دیہاتی اور منافقین بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ تو ان بیبیوں کو خروج و دخول میں خاصی پریشانی لاحق ہوگی۔

بَابُ الْاَخْبِيَةِ فِى الْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ مسجد میں خیمے لگانا۔

حدیث نمبر ۱۷۹۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِىْ اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ اِذَا اَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَؓ وَخِبَاءُ حَفْصَةَؓ وَخِبَاءُ زَيْنَبَؓ فَقَالَ اٰلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معتکف ہونے کا ارادہ کیا۔

تو اس مکان کی طرف تشریف لے گئے جہاں آپؐ اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ دیکھا وہ تو خیمے لگے ہوئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ نے فرمایا کیا تم ان کے لئے نیکی کہو گے۔ پھر آپؐ چلے گئے اور اعتکاف نہ بیٹھے یہاں تک کہ شوال کے دس دن معتکف ہوئے۔

بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ کیا معتکف اپنی ضروریات کے لئے مسجد کے دروازے تک جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۹۸ حدثنا ابو الیمان الخ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت صفیہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتی ہیں کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی حالت میں مسجد کے اندر ہیں۔ آپؐ سے ملنے تشریف لائیں۔ پس کچھ دیر انہوں نے آپؐ کے پاس باتیں کیں۔ پھر واپس آنے کے لئے کھڑی ہوئیں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو روانہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے ہیں جو حضرت ام سلمہؓ کے دروازے کے نزدیک ہی پہنچیں تو انصار کے دو آدمی وہاں سے گذرے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ ٹھہرو بھائی۔ یہ تو بی بی صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ اور یہ بات ان پر گراں گذری۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کی اس

جگہ تک پہنچتا ہے جہاں تک خون پہنچتا ہے۔ تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں دلوں میں کوئی بات نہ ڈال دے۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِيْنَ

ترجمہ۔ اعتکاف بیٹھنا اور بیسویں کی صبح کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا۔

حدیث نمبر ۱۷۹۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ اِعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَقَالَ اِنِّيْ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَ اِنِّيْ نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِيْ وَتْرٍ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَنْ اَسْجُدَ فِيْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ وَّمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزْعَةً قَالَ فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطِّيْنِ وَالْمَاءِ حَتّٰى رَاَيْتُ الطِّيْنَ فِيْ اَرْنَبَتِهٖ وَجَبْهَتِهٖ۔

ترجمہ۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدریؓ سے سوال کیا۔ میں نے کہا۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لیلۃ القدر کا ذکر کرتے ہوں۔ فرمایا ہاں! ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ فرماتے ہیں کہ ہم بیس کی صبح کو فارغ ہو کر باہر نکلے۔ فرمایا کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسویں تاریخ کو خطبہ دیا۔ فرمایا کہ میں نے لیلۃ القدر کو دیکھا ہے۔ لیکن وہ مجھے بھلوا دی گئی۔ پس اس کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو کیونکہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں پس جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعتکاف بیٹھے تو وہ واپس ہو جائے۔ چنانچہ لوگ مسجد کی طرف لوٹ گئے۔ اور ہمیں آسمان میں کوئی پتلے بادل کا ٹکڑا دکھائی نہ دیا۔ مگر اچانک بادل آ کر برسا۔ نماز کے لئے تکبیر کہی گئی تو جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ اور پانی میں سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں نے کیچڑ آپؐ کی ناک کی بینی اور پیشانی میں دیکھی۔

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

ترجمہ۔ مستحاضہ کا اعتکاف بیٹھنا

حدیث نمبر ۱۸۰۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ مِّنْ اَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّشْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کی بیویوں میں سے ایک عورت اعتکاف بیٹھی جب کہ وہ مستحاضہ تھی۔ پس وہ سرخی اور زردی دیکھتی تھی۔ پس لبا اوقات ہم اس کے نیچے تھال رکھ دیتے تھے۔ اور وہ نماز پڑھتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب کے ضبط کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ مستحاضہ کا اعتکاف جائز نہ ہو۔ کیونکہ مسجد کے ملوث ہونے کا احتمال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوشت لے کر مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا گیا ہے اپنی مساجد کو بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔ دفع جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مستحاضہ کے اعتکاف فی المسجد میں کوئی حرج نہیں۔ جب کہ عورت پر فتنہ کا خطرہ نہ ہو۔ اور علاج معالجہ سے تلویث مسجد کا خوف نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اور ایک طویل حدیث مشہور میں ہے۔ لا یمر فیہ بلحم یعنی مسجد میں گوشت لے کر نہ گزرے۔ کیونکہ خون گرنے کا خطرہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ عکرمہ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ استحاضہ کی حالت میں معتکف ہوئی تھیں۔

بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا فِيْ اِعْتِكَافِهٖ

ترجمہ۔ اعتکاف کی حالت میں بیوی کا خاوند سے ملنے جانا

حدیث نمبر ۱۸۰۱ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ وَبِسَنَدِهِ آخَرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِي حَتَّى أَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت علی بن حسینؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اور آپؐ کی بیبیاں بھی آپؐ کے پاس تھیں۔ پس باقی تو چلی گئیں آپؐ نے حضرت صفیہؓ بنت حیی سے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرنا۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اور ان کا گھر حضرت اسامہؓ کی حویلی میں تھا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ باہر نکلے۔ تو انصار کے دو آدمی آپؐ سے ملاقی ہوئے۔ جنہوں نے آپؐ کی طرف دیکھ لیا۔ پھر وہ آگے بڑھ گئے۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا ادھر آؤ یہ حضرت صفیہؓ بنت حیی ہے۔ دونوں کہنے لگے سبحان اللہ یا رسول اللہ آپؐ کے متعلق ایسا گمان نہیں ہوسکتا۔ آپؐ نے فرمایا۔ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں ایسے چلتا ہے جیسے خون گھومتا ہے۔ مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ نہ ڈال دے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ نے اس وہم کو دفع فرمایا کہ شاید معتکف مرد اپنی بیوی سے نہیں مل سکتا۔ کیونکہ معتکف کو جماع اور دواعی جماع سے منع کیا گیا ہے۔ ملنے جلنے سے فی الجملہ اس کا احتمال تھا۔ تو اس کا دفعیہ کر دیا کہ حرمت جماع اور اسباب جماع سے ہے۔ ملاقات کے لوازم میں سے جماع تک پہنچنا لازم نہیں ہے۔ ہاں! اگر جماع تک پہنچنے کا غلبہ ظن ہو تو پھر ملاقات حرام ہے۔

دواعی جماع چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر بوس وکنار یا ہاتھ لگانے یا ران بازی سے انزال ہو جائے تو اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ اگر مذی نہیں آئی تو باطل نہ ہوگا۔ اگرچہ یہ سب امور حرام ہیں۔ اگر اشکال ہو۔ صوم اور حالتِ حیض میں دواعی جماع کو کیوں حرام نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ وطی حرام ہے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ صوم اور حیض

کثیرالوقوع ہیں اگر دواعی بھی حرام قرار دیئے جائیں تو حرج واقع ہوگا۔

اذا غلب علی الظن درمختار میں ہے۔ بوسہ وکنار۔ ٹٹولنا یعنی چھیڑچھاڑ کرنا۔ اور معانقہ اور مباشرۃ فاحشہ مکروہ ہیں۔ جب کہ مفسدات کا خطرہ ہو اگر خطرہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ

ترجمہ۔ کیا معتکف اپنی ذات سے کسی چیز کی مدافعت کرسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۲ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشٰى مَعَهَا فَاَبْصَرَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا اَبْصَرَهٗ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذِهٖ صَفِيَّةُ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ اَتَتْهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ اِلَّا لَيْلٌ۔

ترجمہ۔ حضرت علی بن حسینؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب کہ آپؐ معتکف تھے۔ پس جب واپس جانے لگیں تو آپؐ بھی اس کے ہمراہ چل پڑے۔ تو انصار کے ایک آدمی نے آپؐ کو دیکھ لیا۔ جب وہ دیکھ رہا تھا تو آپؐ نے اسے بلایا۔ فرمایا آؤ! یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔ اور کبھی سفیان فرماتے تھے۔ کہ یہ صفیہؓ ہے۔ بے شک شیطان آدم کے بیٹے میں خون کی طرح چلتا ہے۔ میں نے سفیان سے پوچھا۔ کہ کیا وہ رات کو تشریف لائی تھیں۔ فرمایا وہ رات ہی تو تھی۔

تشریح از قاسمی هل یدرأ المعتکف ای بالقول والفعل حدیث باب میں دفعیہ بالقول ہے۔ وہ آپؐ کا قول ہے۔ هی صفیة او هذه صفیة اور فعل سے بھی مدافعت جائز ہے۔ جب نمازی مدافعت کرسکتا ہے تو معتکف بطریق اولیٰ کرے گا۔

فابصره رجل پہلی روایت میں رجلان تھا۔ تو اسے تعدد واقعات پر محمول کیا جائے گا۔ یا خطاب میں ایک کو دوسرے کے تابع کیا گیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ خود امام زہریؒ کو شک ہوا ہو کبھی رجل کہا اور کبھی رجلان۔ چنانچہ سعید بن منصور نے لقیہ رجل اور رجلان هل هو الا لیلا ای هل وقع الاتیان الا فی اللیل کے معنیٰ میں ہے۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے اعتکاف سے صبح کے وقت باہر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِیْحَةَ عِشْرِیْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْیَرْجِعْ اِلٰی مُعْتَكَفِهٖ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ وَرَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَطِیْنٍ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی مُعْتَكَفِهٖ وَهَاجَتِ السَّمَآءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَآءُ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِیْشًا فَلَقَدْ رَاَیْتُ عَلٰی اَنْفِهٖ وَاَرْنَبَتِهٖ اَثَرَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعتکاف بیٹھے۔ جب بیسویں کی صبح ہوئی۔ توہم اپنا سامان منتقل کرنے لگے۔ تو ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا جو جو بھی اعتکاف بیٹھا ہے وہ اپنے معتکف میں واپس چلا جائے۔ اس لئے بے شک میں نے یہ رات دیکھی ہے۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس جب آپؐ اپنے معتکف کی طرف واپس لوٹے اور بادل چڑھ آیا تو ہم پر خوب بارش ہوئی۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تحقیق اس دن کے آخر میں بادل برسا اور مسجد چھپر کی تھی۔ تو میں نے آپؐ کے ناک اور ناک کے نرم حصہ پر پانی اور کیچڑ کا نشان دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ الخروج تک دن کو مکمل کرنا شرط نہیں ہے۔ بلکہ ظاہر حدیث سے صبح کے وقت نکلنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ جمہور کے نزدیک لیلۃ الخروج تک دن کا پورا کرنا ضروری ہے۔ تو تاویل یہ ہے کہ صبح کے وقت خروج کی تیاری شروع کر دی اور خروج شام کو ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ نقلنا متاعنا کہا ہے۔ خرجنا نہیں کہا۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِيْ شَوَّالٍ

ترجمہ۔ ماہ شوال میں اعتکاف بیٹھنا۔

حدیث نمبر ۱۸۰۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِيْ اعْتَكَفَ فِيْهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اَنْ تَعْتَكِفَ فَاَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيْهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ اَبْصَرَ اَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَاُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلٰى هٰذَا الْبِرِّ اَنْزِعُوْهَا فَلَا اَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِيْ اٰخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ پس جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس مکان میں تشریف لے آتے جہاں اعتکاف بیٹھنا ہوتا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت طلب کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہاں ایک قبہ بنالیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنا۔ تو انہوں نے بھی ایک قبہ بنا لیا۔ یہ بات حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سنی تو انہوں نے ایک دوسرا قبہ بنا لیا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوکر آئے تو چار قبے دیکھے۔ فرمایا یہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیبیوں کے حال کی خبر دی گئی تو فرمایا اس نیکی پر ان کو کس نے آمادہ کیا۔ پس ان کو اکھیڑ دو۔ میں ان کو نہ دیکھوں۔ چنانچہ سب اکھیڑ دیئے گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رمضان میں اعتکاف نہ بیٹھے۔ یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی رحمہ اللہ ظاہر یہ ہے کہ العشر آخر سے بدل واقع ہو رہا ہے۔ جب کہ آخر سے یوم مراد لیا جائے۔ تاکہ ہم جنس ہوجائیں۔ اور آخر کو اس کی صفت بنانا ممکن ہوجائے اور کسی دوسرے تکلف کی حاجت نہ رہے۔ کہ اسے صرد کے وزن پر کہا جائے۔ حالانکہ یہ روایت کے بھی مخالف ہے۔ اس لئے

اس جگہ روایت میں آخر بمد الہمزہ ہے۔ تو اب معنی یہ ہوجائیں گے۔ کہ آپؐ رمضان میں اعتکاف نہ بیٹھے۔
بلکہ اس کے بدلہ کسی دوسرے دن اعتکاف بیٹھے۔ یا کوئی دوسرا اعتکاف بیٹھے۔
یا کسی دوسرے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ عشر صفات میں سے نہ رہے۔ بلکہ وہ خود اسم بن جائے۔
اس لئے کہ اس کا غالب استعمال موصوف کے بغیر واقع ہوا ہے۔ پھر اس آخر کو العشر من شوال کے قول سے بیان
کردیا۔ اور بعض نے اسے آخر بکسر الخاء پڑھا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اس باب کی توجیہات گزر چکی ہیں۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کا مقصد
اس باب کے ذکر کرنے سے یہ ہے۔ کہ صرف رات کا اعتکاف صحیح ہے۔ دن کا اعتکاف نہ ہو یہ شوافعؒ اور
حنابلہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ مالکیہؒ اور احنافؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص رات کا اعتکاف
بیٹھے اس کے خروج کا وقت بتلایا جا رہا ہے اور شیخ گنگوہیؒ نے لفظ آخر کی تحقیق کر دی۔ جو چاروں شراح
کرمانیؒ۔ حافظؒ۔ عینیؒ اور قسطلانیؒ میں سے کسی نے بیان نہیں کی۔ اور مولانا حسین علیؒ پنجابی کی تقریر کے مطابق
آخر عشر من رمضان و من شوال دونوں کا تعلق اعتکف سے ہے۔ معنی یہ ہوئے۔ کہ آپؐ کا اعتکاف شوال
کے عشرہ اوّل کے آخر میں تمام ہوا۔ اس طرح روایات جمع ہو جاتی ہیں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَى الْمُعْتَكِفِ صَوْمًا

ترجمہ باب اس شخص کے بارے میں جو معتکف کے لئے روزہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۵ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ
اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ میں نے زمانہ جاہلیت میں
منت مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف بیٹھوں گا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان سے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو۔ چنانچہ وہ ایک رات کا اعتکاف بیٹھے۔

تشریح از قاسمی | چونکہ رات محلِ صوم نہیں ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ روزہ اعتکاف کے لئے
شرط نہیں باقی تحقیق گذر چکی ہے۔

بَابُ اِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ اَسْلَمَ

ترجمہ۔ جب جاہلیۃ (حالتِ کفر) میں اعتکاف کی منت ماننے اور پھر مسلمان ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۶ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ اُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے زمانۂ کفر میں نذر مانی تھی۔ کہ وہ مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھیں گے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے رات کا ذکر کیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ کہ آپ اپنی نذر کو پورا کریں۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان شریف کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا

حدیث نمبر ۱۸۰۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن جب وہ سال آیا جس میں آپؐ کی وفات ہوئی تو بیس دن اعتکاف کیا۔

تشریح از قاسمی | اعتکف عشرین کا ایک سبب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ آپؐ کو جب انقضاء اجل کا علم ہوا تو اعمال خیر کثرت سے کرنے لگے۔ چنانچہ دورِ قرآن بھی دو مرتبہ ہوا۔ اور بعض نے کہا چونکہ آپؐ نے ازواج مطہرات کی وجہ سے ایک سال اعتکاف چھوڑ دیا تھا اس کو بھی قضاء فرمایا۔ لیکن صحیح یہ ہے جیسا کہ نسائی اور ابوداؤد میں ہے۔ کہ آپؐ نے سفر کیا تھا جس کی وجہ سے اعتکاف فوت ہو گیا۔ اس کے بدلہ میں آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ اور حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہو گی کہ جب بیس دن مسلسل اعتکاف ہو گا تو عشرہ درمیانی متعین ہو جائے گا۔ یا مطلق کو مقید پر محمول کر دیا جائے۔

بَابُ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّعْتَکِفَ ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ یَّخْرُجَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اعتکاف کا ارادہ کرے۔ مگر لیکن بعد میں معتکف سے نکلنے کی ضرورت پیش آجائے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍؒ عَنْ عَائِشَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ اَنْ یَّعْتَکِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْہُ عَائِشَۃُؓ فَاَذِنَ لَھَا وَسَاَلَتْ حَفْصَۃُ عَائِشَۃَؓ اَنْ تَسْتَأْذِنَ فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِکَ زَیْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ اَمَرَتْ بِبِنَآءٍ فَبُنِیَ لَھَا قَالَتْ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی انْصَرَفَ اِلٰی بِنَآئِہٖ فَبَصُرَ بِالْاَبْنِیَۃِ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالُوْا بِنَآءُ عَائِشَۃَؓ وَحَفْصَۃَؓ وَزَیْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبِرَّ اَرَدْنَ بِھٰذَا مَا اَنَا بِمُعْتَکِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا اَفْطَرَ اعْتَکَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کے ارادہ کا ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ نے معتکف ہونے کی اجازت طلب کی۔ جو انہیں دے دی گئی ہے۔ پھر حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اپنے لئے اعتکاف کی اجازت طلب کی۔ جو انہوں نے منظور کر لی۔ پس جب حضرت زینبؓ بنت جحشؓ نے اس کو دیکھا تو انہوں نے بھی ایک جگہ ٹھکانا بنانے کا حکم دیا جو ان کے لئے بنا دی گئی۔ وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے ٹھکانے کی طرف تشریف لایا کرتے تھے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ نے کئی جگہیں بنی ہوئی دیکھیں۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ تو لوگوں نے بتلایا۔ کہ یہ ٹھکانے حضرت عائشہؓ۔ حفصہؓ اور زینبؓ نے بنائے ہیں۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ اس سے نیکی کا ارادہ رکھتی ہیں۔ میں اعتکاف بیٹھنے والا نہیں ہوں۔ پس آپؐ واپس چلے گئے۔ پس جب رمضان کے روزوں کا افطار کیا تو شوال کے دس دن اعتکاف بیٹھے۔

بَابُ الْمُعْتَكِفِ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ

ترجمہ۔ معتکف اپنے سر کو دھونے کے لئے گھر میں داخل کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیض کی حالت میں کنگھا کیا کرتی تھیں۔ جب کہ آپؐ مسجد میں معتکف ہوتے تھے اور وہ اپنے حجرے میں ہوا کرتی تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک ان کی طرف کر دیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ یدخل رأسہ الخ مقصد یہ ہے کہ گھر میں معتکف کا داخلہ ممنوع ہے۔ سر اور کسی اور عضو کا داخل کرنا ممنوع نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ اخراج لبعض لا یجری مجری الکل الخ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ گھر میں داخل نہیں ہوگا اگر اس نے سر داخل کر دیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اور حضرت عائشہؓ حیض کی حالت میں مسجد سے چٹائی اٹھا کر دیتی تھیں۔ آپؐ فرماتے لیست حیضتک فی یدک امام بخاریؒ نے اس باب کو ذکر کر کے اختتام کی طرف اشارہ کیا۔ کہ براعۃ اختتام حاصل ہو۔ حافظؒ ما انا معتکف فرجع لیکن میرے نزدیک لفظ البیت سے یہ ثابت ہے کیونکہ قبر کو بھی احادیث میں بیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور معتکف کا اپنے سر کو گھر میں داخل کرنا میت کا قبر میں داخل ہونے کے مشابہ ہے۔ اور معتکف دنیا سے منقطع ہو کر بیت اللہ میں مجاور رہے جیسا کہ میّت قبر سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔
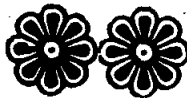
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب البیوع

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وَقَوْلُہٗ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَہَا بَیْنَکُمْ ۔

ترجمہ۔ کتاب البیوع اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بیع کو حلال کر دیا اور سود کو حرام قرار دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ مگر یہ کہ دوبدو تجارت حلال ہے۔ جس کو تم آپس میں دائر کرتے ہو۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْہَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ۔ وَقَوْلِہٖ لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ ۔

ترجمہ۔ اللہ تبارک وتعالےٰ کے اس قول کے بارے میں کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالےٰ کے فضل کو طلب کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرو کیا عجب ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور جب وہ لوگ کوئی تجارتی سامان یا شغل کی بات دیکھتے ہیں۔ تو اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور آپ کو کھڑے ہوئے چھوڑ جاتے ہیں۔ فرما دیجیئے جو کچھ اللہ تعالےٰ کے پاس ہے وہ اس شغل اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بہترین روزی دینے والے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اپنے مال کو باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ مگر جو تجارت تمہاری باہمی رضا مندی سے ہو تو وہ حلال ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | او لہوا ممکن ہے۔ لھو سے خود وہ تجارت مراد ہو۔ جو اس حد تک

پہنچ جائے کہ جس سے واجبات کے نظام میں خلل پڑ جائے ۔ جیساکہ آیت کے شان نزول سے معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ بہت سے مباحات عوارض خارجیہ کی وجہ مکروہ نہیں ۔ بلکہ حرام ہو جاتے ہیں ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حافظؒ فرماتے ہیں کہ بیوع جمع بیع کی ہے ۔ اس کو جمع انواع کی کثرت کی وجہ سے لایا گیا ۔ اور بیع کے معنی ہیں نقل ملك الی الغیر بثمن والشراء قبولہ یعنی کسی کے ملک کو دوسرے کی طرف قیمت کے ذریعہ منتقل کرنا ہے اور شراء اس کے قبول کرنے کو کہتے ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک دوسرے پر اطلاق بھی ہوتا ہے ۔ مسلمانوں نے بیع کے جواز پر اجماع کیا ہے اور حکمت بھی بیع کے جواز کو تقاضا کرتی ہے ۔ کیونکہ انسانی ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں ۔ اگرچہ پہلی آیت سے عام بیع کا جواز معلوم ہوتا ہے ۔ مگر کچھ بیوع فاسدہ بھی ہیں ۔ جن کی تفصیل احادیث سے معلوم ہوتی ہے ۔ اگر بیع العین بالثمن ہو تو یہ بیع مطلق ہے ۔ اگر عین بالعین ہو تو بیع مقایضہ ہے ۔ اگر بیع الدین بالعین ہو تو بیع سلم ہے ۔ اگر بیع الثمن بالثمن ہو تو بیع صرف ہے ۔ اگر بیع بالثمن مع الزیادۃ ہو تو بیع مرابحہ ہے ۔ اگر زیادۃ نہ ہو تو بیع تولیہ ہے ۔ اگر بالنقصان ہو تو بیع وضیعہ ہے ۔ اگر بیع تام ہو تو لازم ہے ۔ اگر بالخیار ہو تو غیر لازم ہے ۔ پھر بیع صحیح باطل فاسد اور مکروہ بھی اس کے اقسام ہیں ۔

واذا رأوا تجارۃ الخ کتاب الجمعہ میں اس کا شان نزول ذکر ہو چکا ہے ۔ بعض شراح نے فرمایا ہے کہ ترجمہ میں جو آیات ذکر کی گئی ہیں وہ اباحۃ تجارت پر دال ہیں ۔ مگر آیت اخیرہ تو نہی عن التجارۃ کے زیادہ قریب ہے لیکن امام بخاریؒ کی مراد اس ترجمہ سے فابتغوا من فضل اللہ ہے ۔ اور تجارت کا ذکر آٹھ ابواب کے بعد آرہا ہے ۔

خیر من اللهو والتجارۃ ای من لذۃ لھوکم وفائدۃ تجارتکم میں اس لئے ہے ۔ کہ نفع ماعند اللہ محقق مخلد ہے ۔ اور لھو کا نفع محقق نہیں اور تجارت کا نفع مخلد نہیں ۔ اس سے لھو کے تقدیم کی وجہ بھی معلوم ہوگئی ۔ کہ وہ عدم ہے ۔ اور اعدام ملکات پر مقدم ہوتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۸۱ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ مَابَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ

بِالْاَسْوَاقِ وَكُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَاَشْهَدُ اِذَا غَابُوْا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوْا وَكَانَ يَشْغَلُ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَءًا مِسْكِيْنًا مِنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ اَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُحَدِّثُهُ اَنَّهُ لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعَ اِلَيْهِ ثَوْبَهُ اِلَّا وَعٰى مَا اَقُوْلُ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتّٰى اِذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَمَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ نے فرمایا کہ تم لوگ کہتے ہو۔ کہ ابوہریرۃؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہو۔ کہ مہاجرین اور انصار تو اتنی حدیثیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر نہیں کرتے جس قدر حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں۔ سنو! بے شک میرے مہاجرین بھائی تو بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے۔ اور میں قوت لایموت پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹا رہتا تھا۔ پس جب وہ غائب ہوتے میں حاضر ہوتا اور جب وہ شغل کی وجہ سے بھول جاتے تو میں یاد رکھتا۔ اور میرے انصار بھائیوں کو ان کی کھیتی باڑی کا عمل مشغول رکھتا تھا۔ اور میں صفہ کے فقرار اور غربار میں سے ایک غریب اور فقیر آدمی تھا۔ جب وہ لوگ باتیں بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے بارے میں ایک بات بیان فرمائی کہ جو شخص اپنا کپڑا پھیلا دے گا یہاں تک کہ جب میں اپنی یہ گفتگو ختم کروں تو وہ اپنا کپڑا جمع کر کے سینہ سے لگالے تو جو بات میں کہوں گا وہ اسے یاد کرلے گا۔ تو میں نے ایک رنگدار چادر یہ جو میرے اوپر تھی پھیلا دی۔ جب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو ختم کی تو اس کو میں نے اپنے سینے سے لگالیا۔ پس وہ دن اور آج کا دن میں اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں سے کسی بات کو نہیں بھولا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تو یہ کثرت حدیث ان کی کثرت ملازمت اور دوام حضورؐ کی وجہ سے تھی۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مقالہ فرمایا تو صحابہ کرام میں سے کوئی موجود نہیں تھا۔ اس لئے یہ ان کی خصوصیت ہوئی۔

ما انسیت من مقالۃ رسول اللہ تلک من شیئ الخ سے ان روایات اور احادیث کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہیں۔ جن پر صحابہ کرامؓ میں گفتگو ہوئی۔ اور ان پر کثیر الروایۃ ہونے کا اعتراض ہوا۔ تو یہ حدیث **لم ینس بعد ذلک شیئًا** کے منافی نہ ہوگی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو تعددِ عمل پر محمول کیا جائے۔ کہ کبھی مخصوص مقالہ کو یاد کرتے اور دوسری مرتبہ **جمیع ما سمعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم** یاد رہتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | بخاری شریف میں تو ہے کہ **لن یبسط احد منکم ثوبہ** اور مسلم میں ہے کہ **ایکم یبسط ثوبہ** یہ دونوں لفظ دلالت کرتے ہیں کہ جماعت صحابہ کی موجود تھی۔

ان الاشارۃ فی قولہ اس سے شیخ گنگوہیؒ نے روایات کو جمع کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لیکن سیاق کلام کا تقاضا ہے۔ کہ حدیث ہو یا کوئی اور واقعہ ہو۔ وہ سب ان کو یاد ہو جاتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی۔

تشریح از قاسمی | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ مؤلف جب عبادات سے فارغ ہوا تو معاملات کو شروع فرمایا۔ عبادات اہم ہیں۔ اس لئے ان کو مقدم کیا۔ معاملات ضروریات ہیں۔ ان کو دوسرے نمبر پر رکھا۔ نکاح کو مؤخر کیا۔ کیونکہ قضاء شہوت کھانے پینے کے بعد لاحق ہوتی ہے۔ جنایات اور مخاصمات کو ان سے مؤخر کر دیا۔ کیونکہ جب انسان شہوت بطن اور فرج سے فارغ ہو جائے تو بعد ازاں ان مخاصمات اور جنایات کا وقوع ہوتا ہے۔

الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ یعنی یہ تجارت باطل نہیں ہے۔ جب کہ بیع حاضر دست بدستی ہو۔ اس وقت کتابت کی ضرورت نہیں ہے۔

اذا رأوا تجارۃ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ اہل مدینہ سخت بھوک اور گرانی میں مبتلا تھے کہ شام سے دحیہ بن خلیفہ سامان تجارت لے کر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ تو اکثر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بقیع کی طرف چلے گئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابوبکرؓ عمرؓ شامل تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم خرید و فروخت میں لگ جاتے اور میرے پاس کوئی نہ رہتا۔ تو وادیٔ مدینہ میں آگ بہنے لگتی۔ اور لوگوں کی عادت تھی کہ جب کوئی ایسا قافلہ آجاتا تو ڈھول اور تالیاں بجانے سے اس کا استقبال کرتے۔ بس لھو سے یہی مراد ہے۔ **صفہ** مسجد نبویؐ میں ایک چبوترہ تھا۔ جس میں فقراء اور

غربار مہاجرین صحابہ طلبہ قیام پذیر ہوتے تھے۔ جن کے رئیس حضرت ابوہریرۃؓ تھے۔
بسطت نمرۃ سفید اور سیاہ رنگ کی لوکار (چادر) تھی۔ اس سے حضرت ابوہریرۃؓ کی فضیلت جزئیہ ثابت ہوتی ہے۔ ورنہ دیگر حضرات نے علم کے علاوہ اعلار کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کا اہم فریضہ انجام دے کر فضائل کثیرہ حاصل کئے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۱۱ حدثنا عَبْدِ اللهِ الخ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ أَخَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِيْ وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيْتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعٍ قَالَ فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتٰى بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم لوگ جب مدینہ میں آئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور حضرت سعد بن ربیعؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ تو حضرت سعد بن ربیعؓ نے فرمایا کہ میں انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میں اپنا نصف مال آپ کو بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بیویوں میں سے تم جس کو پسند کر دو۔ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ پس جب وہ حلال ہو جائے یعنی عدت گذر جائے تو میں اس کی آپ کے ساتھ شادی کر دوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ان سے فرمایا کہ مجھے آپ کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا یہاں کوئی ایسا بازار نہیں ہے۔ جہاں تجارتی کاروبار ہوتا ہو۔ میں نے کہا۔ سوق قینقاع موجود ہے۔ فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ صبح صبح اس کی طرف گئے۔ اور پنیر اور گھی لے آئے۔ اور انہیں بیچا۔ پھر اس طرح صبح صبح مسلسل جانے لگے۔ پس کوئی اتنا زیادہ وقت نہیں گذرا۔ کہ وہ آپؐ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوتے کہ ان کے اوپر زردی کے نشان تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا شادی کر لی انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپؐ نے پوچھا کس سے۔ انہوں نے فرمایا انصار کی

ایک عورت سے۔ پوچھا کتنا حق مہر دیا۔ فرمایا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ولیمہ ضرور کرو۔ اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

تشریح از قاسمی یہ مؤاخات کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ ایک دوسرے کے وارث بھی بنتے تھے۔ یہاں تک کہ آیت اولوا الارحام والی نازل ہوئی۔ مؤاخات قدوم مدینہ کے پانچ ماہ بعد بناء مسجد کے بعد واقع ہوئی۔ قینقاع یہود کا ایک قبیلہ ہے۔ جس کی طرف یہ بازار منسوب ہوا۔ تابع الغدو یعنی برابر بازار آنے جانے لگے۔ نواۃ پانچ درہم کا سکہ۔ ولیمہ وہ طعام جو شادی کے وقت پکایا جاتا ہے عروس کی خوشی میں۔ بعض نے اسے واجب کہا ہے۔ بظاہر الامر مگر جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔ ولو بشاۃ میں لو اگرچہ قلت کے لئے آتا ہے مگر یہاں کثرت مراد ہے۔ کیونکہ ولیمہ تو ستو وغیرہ پر بھی ہو جایا کرتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۸۱۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الخ عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أُقَاسِمُكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَ أُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فَمَا رَجَعَ حَتّٰى اسْتَفْضَلَ أَقِطًا وَسَمْنًا فَأَتٰى بِهِ أَهْلَ مَنْزِلِهِ فَمَكَثْنَا يَسِيرًا أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَجَاءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ مدینہ منورہ تشریف لائے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن الربیع انصاریؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ اور حضرت سعدؓ دولت مند آدمی تھے۔ جنہوں نے حضرت عبد الرحمٰنؓ سے فرمایا کہ میں اپنا مال آپ کے لئے نصف تقسیم کر دوں گا اور شادی کرا دوں گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت دے۔ مجھے بازار بتلا دو۔ پس وہ اس وقت تک واپس نہ آتے جب تک کہ انہوں نے پنیر اور گھی سے بچت کر کے اپنے گھر والوں کے پاس لے آتے تھے۔ پس ہم تھوڑا عرصہ ٹھہرے رہے یا جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پس وہ اس حال میں تشریف لائے کہ ان کے اوپر زرد خوشبو کا نشان تھا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔

یہ کیا ہے۔ فرمانے لگے یا رسول اللہ میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کرلی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کس قدر حق مہر ادا کیا ہے۔ فرمایا سونے کے پانچ درہم یا اس کے وزن کے برابر۔ آپؐ نے فرمایا ولیمہ کرو۔ اگرچہ ایک ہی بکری کے ساتھ ہو۔

حدیث نمبر ۱۸۱۳ حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَتْ عُکَاظُ وَمُجَنَّۃُ وَذُوالْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَمَّا کَانَ الْاِسْلَامُ فَکَاَنَّھُمْ تَاَثَّمُوْا فِیْہِ وَنَزَلَتْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَاَھَا ابْنُ عَبَّاسٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عکاظ۔ مجنۃ اور ذوالمجاز زمانۂ جاہلیت میں بازار تھے جب اسلام آیا تو گویا صحابہ کرام نے ان بازاروں میں کاروبار کرنے کو گناہ کا سبب قرار دیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ تم پر اپنے رب کے فضل طلب کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ یعنی حج کے مواقع میں۔ فی مواسم الحج کے لفظ کو حضرت ابن عباسؓ آیت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

تشریح از قاسمی | **وضر من صفرۃ** رنگدار خوشبو کا ملنا۔ جو مالکیہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ شوافعؒ اور حنفیہؒ مردوں کے لئے ناجائز کہتے ہیں۔

مھیم یہ یمنی کلمہ ہے۔ جس کے معنی ماذا کے ہیں۔ گویا اس خوشبو کے اثر کو آپؐ نے پسند نہ فرمایا۔ **تاثموا ای اجتنبوا الاثم یعنی ترکوا التجارۃ فیھما احترازا عن الاثم مواسم** جمع موسم کی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لوگوں کے جمع ہونے کی علامت ہے۔

قرأھا ابن عباس یعنی ابن عباسؓ قرآۃ مشہورہ کے خلاف فی مواسم الحج کے لفظ کو قرآن مجید میں پڑھتے تھے۔

بَابُ الْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ فَبَیْنَھُمَا مُشَبَّھَاتٌ

ترجمہ۔ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۱۴ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍؓ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِسَنَدٍ اٰخَرَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُوْرٌ مُّشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِيْ حِمَى اللّٰهِ مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں۔ پس جس شخص نے ان چیزوں میں پڑنے کی جرأت کی جن کے گناہ ہونے میں شک ہے۔ تو قریب ہے کہ وہ واضح گناہ کا بھی ارتکاب کرلے گا۔ یاد رکھو گناہ اللہ کی حمی ہیں اور جو شخص حمی کے ارد گرد چرتا ہے قریب ہے کہ وہ اس کے اندر چلا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ فمن ترک ماشبہ علیہ من الاثم شاید اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے ایسے گناہ کو چھوڑ دیا جس کا گناہ ہونا اس پر مشتبہ تھا۔ اس صورت میں من بیانیہ ہوگا۔ کلمہ ما کا بیان ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ کلمہ من اجلیہ ہو۔ تو معنی ہوں گے کہ جس نے اس امر کو چھوڑ دیا۔ جس کا حال اس پر مشتبہ تھا۔ تو اس کا ایسے امر کو چھوڑ دیا اس خطرہ کی بنا پر ہوگا۔ کہ کہیں یہ گناہ نہ ہو۔ تاکہ اس کے ارتکاب سے حرام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ کلمہ من کے بارے میں جو دو توجیہیں حضرت شیخ گنگوہیؒ نے فرمائی ہیں۔ شراح اربعہ میں سے کسی نے اس کا تعرض نہیں کیا۔ البتہ علامہ سندھیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ من الاثم میں من بیانیہ ہے کلمہ ما کا بیان ہے۔ اور احتمال ہے کہ من تعلیلیہ ہو۔ لیکن اس جگہ تعلیل مناسب نہیں ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ احکام کی تین اقسام ہیں۔ (۱) جس کے طلب پر نص ہو اور ترک پر وعید ہو۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اس کے ترک کی نص ہو اور اس کے کرنے پر وعید ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ اس کے کرنے اور ترک پر کوئی نص نہ ہو۔ پہلا حلال بین ہے۔ دوسرا حرام بین ہے یعنی ان کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی معرفت میں ہر ایک شریک ہے۔ تیسرا مشتبہ ہے جس میں خفا ہے یعنی معلوم نہیں کہ حلال ہے یا حرام ہے۔ اس سے بھی مسلمان کو بچنا چاہیئے۔ پھر علماء کے مشتبہات کی تفسیر میں چار قول ہیں۔ پہلا وہ جس کے دلائل میں تعارض ہو۔ دوسرا وہ کہ علماء کا اس میں اختلاف ہو۔ تیسرا مکروہ ہے جس کی فعل اور ترک

کی دونوں جانب واضح نہ ہو سکیں۔ چوتھا مباح ہے۔ جس کے ترک کو خلافِ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ الحلال بین کی مثال اکل الخبز ہے۔ حرام بین کی مثال شراب اور زنا وغیرہ ہے۔ اور مشتبہات جن کی حلت و حرمت واضح نہ ہو۔ جس کو عام لوگ نہیں جانتے البتہ علماء نص یا قیاس اور استصحاب سے پہچان جانتے ہیں۔ اس کے حکم کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض اسے حرام کہتے ہیں۔ بعض مکروہ اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی حتمی حکم نہ لگایا جائے۔ لیکن مکروہ والا قول صحیح ہے اس لئے کہ جب شریعت نے اسے حرام سے نکال دیا۔ تو اب اس میں شک پڑ گیا۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔ دع ما یریبک الیٰ مالا یریبک یعنی شک والی چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز کو اختیار کیا جائے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے ما سکت عنہ فھو عفو تو تیسرے درجہ کو معاف کیا گیا۔ بخاری شریف کی روایت سے اس سے اجتناب کا حکم معلوم ہوتا ہے تو دونوں روایتوں میں جمع کی صورت یہ ہے کہ بخاری کی روایت کو ورع اور تقویٰ پر محمول کیا جائے۔ اور ابوداؤد کی روایت کو جواز پر محمول کیا جائے۔ چنانچہ ابن عابدین نے بھی یہی کہا ہے۔

تشریح از قاسمی | **حمی** = وہ جاگیر جس کو امام اپنے لئے مختص کر لے اور غیر کو اس سے روکا جائے۔ معاصی بھی اللہ کی حمیٰ ہیں جن سے بچا جائے۔

بَابُ تَفْسِيرِ الْمُشْتَبِهَاتِ

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ

ترجمہ۔ مشتبہات کی تفسیر کے بارے میں حسان بن ابی سنان فرماتے ہیں کہ پرہیزگاری سے بہتر میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ جو چیز شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس چیز کی طرف جاؤ جو شک میں نہ ڈالے۔

حدیث نمبر ۱۸۱۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الخ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ الْحَارِثِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِيمِيِّ۔

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارث سے مروی ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت آکر کہنے لگی کہ اس

نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اور آپؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے فرمایا کہ تم اس کے پاس کیسے جا سکتے ہو۔ جب کہ یہ بات کہی جا چکی ہے۔ اور حضرت عقبہ کے نکاح میں ابو اھاب تمیمی کی بیٹی تھی۔

حدیث نمبر ۱۸۱۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ ابْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی۔ کہ زمعہ کی باندی کا بیٹا میرے سے ہے۔ پس اس کو پکڑ لینا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب فتح مکہ کا سال ہوا۔ تو سعد بن ابی وقاصؓ نے اس کو پکڑ لیا۔ اور فرمایا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے جس کی اس نے مجھے وصیت کی تھی۔ تو عبد بن زمعہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس فرمایا کہ یہ تو میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ جو اس کے بستر پہ پیدا ہوا ہے۔ (یعنی اس کی منکوحہ کا بچہ ہے) تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ یہ تیرے لئے ہے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا بچہ نکاح والے کا ہے۔ اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ (یعنی زانی محروم ہے یا وہ سنگسار ہوگا) پھر آپؐ نے سودہ بنت زمعہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم اس سے پردہ کرو اس لئے کہ یہ بچہ عتبہ کے مشابہ ہے۔ پس اس نے حضرت سودہ کو مرتے دم تک نہ دیکھا۔ یعنی یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملاقی ہوئے۔

حدیث نمبر ۱۸۱ حَدَّثَنَا ابُو الْوَلِیْدِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍؓ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَابَ بِحَدِّہٖ فَکُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِہٖ فَلَا تَأْکُلْ فَاِنَّہٗ وَقِیْذٌ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُرْسِلُ کَلْبِیْ وَاُسَمِّیْ فَاَجِدُ مَعَہٗ عَلَی الصَّیْدِ کَلْبًا اٰخَرَ لَمْ اُسَمِّ عَلَیْہِ وَلَا اَدْرِیْ اَیُّہُمَا اَخَذَ قَالَ لَا تَأْکُلْ اِنَّمَا سَمَّیْتَ عَلٰی کَلْبِکَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَی الْاٰخَرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹا سا تیر جو بغیر پر کے ہو اس کے متعلق پوچھا جس پر آپؐ نے فرمایا جب وہ دھار کی طرف سے لگے تو کھا لو اور جب چوڑائی کی طرف سے لگے اور قتل کر دے تو نہ کھاؤ۔ کیونکہ وہ لکڑی سے مارے ہوئے جانور کی طرح ہے۔ پھر میں نے کہا جناب یا رسول اللہ! میں اپنا کتا چھوڑ کر اس پر بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں پھر شکار پر اس کے ہمراہ مجھے دوسرا کتا بھی نظر آتا ہے جس پر میں نے بسم اللہ نہیں پڑھا۔ اب میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس کتے نے اسے پکڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ تم نے تو اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے۔ دوسرے پر تو نہیں پڑھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ تفسیر المشتبہات اس تفسیر سے مقصد امام بخاریؒ کا شبہ اور وسوسہ میں فرق بتلانا چاہتے ہیں کہ شبہ کو چھوڑ دینا مستحب ہے اور وسوسہ کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ شبہ تو وہ ہے جو کسی دلیل قوی یا ضعیف سے پیدا ہو۔ جیسے دودھ پلانے کی گواہی میں کہ کسی مخبرہ نے دودھ پلانے کی گواہی دی تو اسے تسلیم کیا جائے گا۔ کیونکہ خبر دینے والی مسلمہ ہے اور مسلمان ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے۔ لیکن چونکہ شریعت میں نصاب سے کم شہادت کا اعتبار نہیں۔ اس لئے شرعاً یہ حجۃ معتبرہ نہ ہو گی۔ اس طرح ابن ولیدہ زمعہ کے بارے میں شبہ کا عادۃ اور حسنا اعتبار کیا گیا۔ جب کہ اس کی تائید عتبہ کے دعویٰ نے بھی کر دی۔ لیکن شرعاً نہ تو زانی کے دعویٰ کا اعتبار ہو گا اور نہ ہی قیافہ معتبر ہو گا کیونکہ یہ دونوں حجۃ شرعیہ سے قاصر ہیں۔ حجۃ شرعیہ الولد للفراش وللعاھر الحجر ہے۔ تو اب اس میں محض شبہ رہ گیا۔ جس میں پردہ کرلنے میں احتیاط ہے۔ اگرچہ شرعاً واجب نہیں۔ اسی طرح کتے کے شکار میں جب حلت اور حرمت میں تعارض ہو گیا۔ تو واجب ہے کہ اس سے بچا جائے۔ چونکہ پہلی دو صورتوں میں حجۃ مخالفہ حجۃ موافقہ سے ضعیف تھی۔ اس لئے تنزہ اور احتیاط کا حکم دیا گیا۔ لیکن صید الکلب میں دونوں حجۃ برابر تھیں۔

کیونکہ دونوں کتے شکار میں شریک تھے۔ پتہ نہیں چلتا کہ قاتل کون ہے۔ اس لئے اس میں حرمت راجح ہوگی۔ بدیں وجہ کہ اصول فقہ کا ضابطہ ہے جب حلت اور حرمت میں تعارض ہو۔ تو حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اور وسوسہ وہ احتمال ہے جو بغیر کسی دلیل قوی یا ضعیف کے پیدا ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی نے وضو کرنے کے بعد وہم کیا کہ وہ بے وضو ہو گیا۔ جس کی تائید کسی دلیل صوت یا ریح یا احساس سے نہیں ہوئی۔ محض وسوسہ ہے تو اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اس لئے کہ الیقین لا یزول بالشک کہ یقینی علم تردد سے زائل نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ گوشت جس کو مسلمان لوگ لے آئیں۔ جن پر وہم کیا جائے کہ شاید ذابحون نے تکبیر نہ پڑھی ہو۔ یہ محض وہم اور وسوسہ ہے۔ جس کی مسلمان سے امید نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ مسلمان کا ظاہر حال اسی کا مقتضی ہے کہ وہ شریعت کے موافق چیز لائے گا۔ مخالف شرع نہیں لائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کلوا وسموا اللہ علیہ الحدیث۔ کھاؤ اور اللہ کے نام اس پر لے لو۔ حالانکہ اگر وہ حرام ہے تو اللہ تعالیٰ کا نام لینا اسے حلال نہیں کر لیتا۔ بلکہ یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ گوشت کے حلال ہونے کا حکم ہے۔ حرام پر بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ گویا کہ حکم ہوا اس وہم کی پرواہ نہ کرو۔ کھاؤ جس طرح حلال چیز کو کھاتے ہو۔ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ قال ابن اخی ای ہو ابن اخی قد عہد الی فیہ ان اخذہ۔ کیونکہ وہ لوگ گمراہی اور ہدایت دونوں صورتوں میں ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے۔ زنا کا بچہ بھی ان کے نزدیک نکاح کے بچے کی طرح ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ مصنفؒ کا مقصد یہ ہے کہ مشتبہات کے طرق کی پہچان ہو جائے۔ اس لئے اولاً ضابطہ ذکر فرمایا بعد ازاں ایسی احادیث لائے جن سے مشتبہات کے مراتب معلوم ہوں۔ تاکہ ان سے اجتناب کیا جائے۔ دوسرے باب میں ان چیزوں کا بیان ہے جو مستحب ہیں۔ اور تیسرے باب میں مکروہات کا ذکر فرمایا۔ جس کی شرح یہ ہے کہ ہر چیز کی اصل کو دیکھا جائے کہ تحریم ہے۔ اباحت ہے یا مشکوک ہے۔ پہلے کی مثال شکار ہے۔ جس کا ذبح کرنے سے پہلے کھانا حرام ہے۔ جب اس میں شک پڑ جائے تو اس کی تحریم یقین کے بغیر زائل نہ ہوگی۔ اس کی طرف حضرت عدی بن حاتم کی حدیث سے اشارہ کیا۔ دوسرے کی مثال طہارت ہے۔ جب وہ حاصل ہو جائے تو یقینی حدث کے بغیر زائل نہ ہوگی۔ اس کی طرف تیسرے باب کی حدیث عبداللہ بن زید سے اشارہ کیا۔ اور تیسری

قسم وہ ہے۔ جس کا اصل متحقق ہو۔ بلکہ کراہتہ اور اباحتہ میں تردد ہو۔ تو اس کا ترک کرنا اولی ہے۔ جس کی طرف دوسرے باب کی حدیث کھجور والی سے اشارہ فرمایا۔ پہلی حدیث حدیث عقبہ رضاعت کے بارے میں ہے۔ اور محل ترجمہ کیف وقد قیل ہے۔ کہ عورت کے جدا کرنے کا حکم دیا گیا۔ محض ایک عورت کی گواہی پہ کہ اگر یہ شہادت صحیحہ ہے تو حرام کا مرتکب ہوگا۔ اس لئے فراق امرأۃ کا حکم دیا گیا اور بعض نے کہا کہ اس معاملہ میں صرف ایک عورت کی گواہی قبول کی گئی۔ دوسری حدیث حضرت عائشہؓ کی ابن ولیدۃ زمعۃ کے قصہ میں جس میں احتجبی منہ یا سودۃ فرمایا گیا۔ حالانکہ ضابطہ کے تحت اسے باپ کی جانب سے بھائی ثابت کیا گیا۔ لیکن شبہ اور قیافہ کی وجہ سے کہ ممکن ہے۔ زمعہ کا بیٹا نہ ہو۔ احتیاطاً اس سے پردہ کا حکم دیا گیا۔

بمادون النصاب یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ کہ مرضعہ واحدہ کی شہادت کافی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رضاعت کے معاملہ میں چار عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ رضاع کے مسئلہ میں اکیلی عورتوں کی گواہی معتبر نہیں جب تک ان کے ساتھ کوئی مرد گواہی نہ دے۔ بناءً علیہ یہ حدیث ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تو شبہ اور ورع پہ مبنی ہوگی۔ البتہ امام احمدؒ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

کذلک فی ابن ولیدۃ زمعۃ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ترجمہ سے اس طرح مطابقت ہے کہ اس میں شبہ کی وضاحت کی گئی اور اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ احتجبی منہ کا حکم اسی بنا پہ ہوا۔ چنانچہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ پردہ کا حکم احتیاط اور ندب کی بنا پہ ہے۔ ورنہ ظاہر شرع سے آپؐ اس کا نسب ثابت فرما چکے ہیں۔ یہی محل ترجمہ ہے۔

ولم تسم علی الآخر اس حدیث میں وجہ منع ترک تسمیہ کو قرار دیا گیا۔ اوجز میں اس کی زیادہ تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

اما الوسوسۃ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وسوسہ وہ کھٹکا ہے جو شیطان کسی کے دل میں ڈالتا ہے۔ اور اسی طرح وسوسہ اور وسواس شیطان کو بھی کہتے ہیں۔ اس کے اصلی معنی حرکت خفیفہ کے ہیں۔ امام غزالیؒ نے ورع کے کئی اقسام بیان فرمائے ہیں۔ ایک ورع صدیقین کا ہے۔ جس میں قوۃ علی العبادۃ

کی نیت کے بغیر جن کو حاصل نہ کر سکے ان کو چھوڑنے کا نام ہے ۔ ورع متقین مشتبہات کو چھوڑ دینا جن میں شبہ ہے کہ شاید یہ حرام کی طرف کھینچ کر نہ لے جائے ۔ تیسرا ورع صالحین ہے ۔ جن چیزوں میں حرام ہونے کا احتمال ہو ۔ ان کو چھوڑ دینا ۔ بشرطیکہ اس احتمال کا موقعہ ہو اگر موقعہ نہ ہو تو یہ ورع الموسوسین ہے ۔ امام بخاریؒ کی غرض یہ اسی ورع الموسوسین کو بیان کرنا ہے ۔ جیسے کوئی شخص شکار کھانے سے اس لئے رک جائے کہ ممکن ہے کسی اور انسان کا ملک ہو۔

انہ احدث امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب الوضوء میں بدیں عنوان بیان کیا ہے ۔ لا یتوضاء من الشک حتی یستیقن تسمیہ عند الاکل تسمیہ عند الذبح کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ آپؐ نے اسلوب حکیم کے طور پہ وہم اور وسوسہ سے روکا ہے ۔ کہ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ کوئی وہم نہ کرو ۔ اصل شیئ اباحۃ ہے ۔

قد عھد الی فیہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اصل قصہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیۃ میں باندیاں زنا کرتی تھیں ان کے آقا بھی اسی دوران ان سے ہمبستر ہوتے تھے ۔ اگر ان کے بچہ پیدا ہو گیا ۔ تو کبھی سردار اس کا مدعی ہو جاتا اور کبھی زانی مدعی بن جاتا ۔ اگر سردار مر گیا اس نے بیٹے کے متعلق نہ دعویٰ کیا ۔ اور نہ انکار کیا ۔ اگر وارث دعویٰ کرتے تو وہ بچہ ان کے ساتھ لاحق کر دیا جاتا تھا ۔ مگر وہ میراث میں شریک نہیں ہوتا تھا ۔ البتہ اگر قسمت میراث سے قبل الحاق ہو جاتا تو پھر وارث بن جاتا تھا ۔ اگر آقا نے انکار کر دیا تب بھی نہ وہ لاحق ہوتا تھا نہ میراث لے سکتا تھا ۔ زمعہ حضرت سودۃ کے والد کی باندی اسی صفت پر تھی ۔ جب اس کا حمل ظاہر ہوا گمان یہ تھا کہ یہ عتبہ سے ہے ۔ جو کافر ہو کر مرا لیکن اس نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی کہ اس حمل کو لاحق کر لینا ۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے حسب وصیت اسے پکڑا تو عبد بن زمعہ نے جھگڑا کھڑا کر دیا ۔ عبد کہتا تھا میرا بھائی ہے حضرت سعد کہتے تھے کہ میرا بھتیجا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کا فیصلہ رد کرتے ہوئے عبد بن زمعہ کے لئے شرعی فیصلہ الولد للفراش سنایا ۔

تشریح از قاسمی مرضعہ کا نام غنیہ تھا ۔ کیف ای کیف تباشرھا وقد قیل علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ احنافؒ کے نزدیک رضاعت اس شہادت سے ثابت ہو گی جس شہادت سے مال ثابت ہوتا ہے ۔ شہادۃ رجل وامراتین اکیلی عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہے ۔ تسارقا ای

بعد ان تنازعا و تخاصما فیہ ذھبا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سائقین ایک دوسرے کو ہانکنے والے۔ ھو لک ای ھو اخوک قضاء من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعلمہ لا باستحقاقہ دوسرے معنی ہیں۔ و ھو لک ملکاً کیونکہ وہ زمعہ کی باندی کا بیٹا تھا۔ نسائی میں ہے لیس لک باخ وہ تیرا بھائی نہیں ہے۔ وللعاھر الحجر ای الخیبۃ والحرمان۔ اور بعض نے حجر سے رجم بالحجارۃ مراد لیا ہے۔ لیکن یہ ضعیف ہے۔ کیونکہ ہر زانی مرجوم نہیں ہوتا پھر رجم سے نفی ولد بھی لازم نہیں ہے۔ وقیذ ھو المقتول بالخشب اور بعض نے کہا ھو المقتول بغیر محدد کالحجر والعصی وغیرھما یعنی جو تیز دھار آلہ سے نہ مارا گیا ہو۔ بلکہ لکڑی یا پتھر سے مارا جائے۔

بَابُ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

ترجمہ۔ جن شبہات سے بچنا چاہیئے ان کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۱۸ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الخ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا بِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک گری پڑی کھجور کے دانہ سے ہوا جس پر آپ نے فرمایا۔ اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔ دوسری سند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں گرنے والی کھجور کو اپنے بستر پر پاتا ہوں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الْمُشَبَّهَاتِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو وساوس وغیرہ کو شبہات میں سے نہیں سمجھتا۔

حدیث نمبر ۱۸۱۹ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الخ عَنْ عَمِّهِ قَالَ شَكَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ یَجِدُ فِی الصَّلٰوۃِ شَیْئًا اَیَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ قَالَ لَا حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ حَفْصَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ لَا وُضُوْءَ اِلَّا فِیْمَا وَجَدْتَ الرِّیْحَ اَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبادؒ نے اپنے چچا سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی کہ وہ نماز میں کوئی ایسی چیز محسوس کرتے ہیں۔ جن سے وہ نماز قطع کر دیں۔ فرمایا نہیں۔ جب تک کہ آواز نہ سنے یا بدبو نہ محسوس کرے اور دوسری سند سے امام زہریؒ فرماتے ہیں۔ رضو تب لازم ہوگا۔ جب کہ تو بدبو کو پائے یا آواز کو سنے۔

حدیث نمبر ۱۸۲۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِیُّ الخ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اَنَّ قَوْمًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ قَوْمًا یَاْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِیْ اَذُکِرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰہَ عَلَیْہِ وَکُلُوْہُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کہا یا رسول اللہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ آیا انہوں نے اس پر اللہ تعالےٰ کا نام بھی ذکر کیا ہے یا نہیں۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اس پر اللہ کا نام لو اور کھا جاؤ۔

تشریح از قاسمیؒ پہلے باب کی روایت سے معلوم ہوا کہ وساوس ان شبہات میں داخل نہیں ہیں۔ جن سے اجتناب کرنا پڑتا ہے۔ جب تک وہ وساوس قرار نہ پکڑیں ان پر مواخذہ نہیں ہے۔

سمّوا اللّٰہ علیہ وکلوہ الخ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تسمیہ عند الاکل تسمیہ عند الذبح کی جگہ نہیں لے سکتا۔ ویسے تسمیہ علی الطعام سنّت ہے۔ اور مسلمان کے حال کے مناسب یہ ہے کہ وہ خلافِ شرع کام کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اس لئے اس وسوسہ پر عمل نہ کیا جائے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ وہ لوگ جب کوئی تجارتی سامان دیکھتے ہیں یا کوئی شغل کی بات ہو۔ تو اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۲۱ حَدَّثَنَا طلق بن غنام حَدَّثَنِی جابرؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ اچانک شام سے اونٹوں کا ایک قافلہ آگیا جو غلہ گندم اٹھائے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ نمازی ادھر متوجہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جب وہ تجارت کو یا کسی شغل کی بات کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں۔

تشریح از قاسمی | یہ آیت کریمہ اگرچہ کتاب البیوع کے شروع میں آچکی ہے۔ لیکن مصنفؒ اس کو دوبارہ اس مقصد کے لئے لائے ہیں تاکہ اشارہ ہو جائے۔ کہ تجارت اگرچہ مکاسب حلال میں سے ہونے کی وجہ سے ممدوحہ ہے۔ لیکن اگر اسے امور اخروی پر مقدم کر دیا جائے تو قابل مذمت ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا۔

حدیث نمبر ۱۸۲۲ حَدَّثَنَا آدم عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا۔ کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔ کہ اس نے مال کہاں سے لیا ہے آیا حلال سے لیا ہے یا حرام سے۔

تشریح از قاسمی | حلال طریقہ سے مال کا لینا اگرچہ مذموم نہیں ہے لیکن اس جگہ مذمت تسویہ بین الامرین کی ہے کہ حلال وحرام دونوں کو برابر کر دیا۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِی الْبَزِّ

وَغَیْرِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَقَالَ قَتَادَةُ کَانَ الْقَوْمُ یَتَبَایَعُوْنَ وَیَتَّجِرُوْنَ وَلٰکِنَّهُمْ إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ حَتّٰی یُؤَدُّوْهُ إِلَی اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ کپڑے وغیرہ کی تجارت کے بارے میں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو کاروبار اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں ۔ کہ صحابہ کرام کی جماعت خرید وفروخت اور کاروبار کرتے تھے ۔ لیکن جب کوئی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کوئی حق انہیں پیش آجاتا تو تجارت اور خرید وفروخت ان کو ذکر الٰہی سے غافل نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف ادا کریں ۔

حدیث نمبر ۱۸۲۳ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍؒ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ قَالَ کُنْتُ اَتَّجِرُ فِی الصَّرْفِ فَسَاَلْتُ زَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَقَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِسَنَدٍ آخَرَ یَقُوْلُ اَبَا الْمِنْهَالِ سَاَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ وَّزَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا کُنَّا تَاجِرَیْنِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ اِنْ کَانَ یَدًا بِیَدٍ فَلَا بَاْسَ وَاِنْ کَانَ نَسَاً فَلَا یَصْلُحُ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو المنہال فرماتے ہیں کہ میں سونے چاندی کی تجارت کرتا تھا۔ تو میں نے حضرت زید بن ارقمؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسری سند کے ساتھ یہ ہے ۔ کہ حضرت ابو المنہال فرماتے ہیں ۔ میں نے حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقمؓ دونوں سے سونے چاندی کی تجارت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگ تجارت کرنے والے تھے ۔ تو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سونے چاندی کی تجارت کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کا سودا نقد دست بدستی صحیح ہے ۔

تو کوئی حرج نہیں۔ اگر ادھار پر ہے تو پھر ٹھیک نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی بز کپڑے کی گٹھڑیوں کو کہتے ہیں اور بزازۃ کپڑا فروش کے پیشہ کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ حدیث باب میں کسی خاص مال کی تخصیص نہیں ہے۔ لیکن عموم مکاسب مباحثہ سے اس کو ثابت کیا ہے۔ اور ایک نسخہ تجارۃ البر بالمراد جو اگلے باب تجارت بحر کے زیادہ مناسب ہے۔ کہ بر و بحر کی تجارت کا ثبوت ہو جائے گا۔

القوم سے صحابہ کرام کی جماعت مراد ہے۔ جو بیع و شراء کی حالت میں اذان کی آواز سن کر نماز کی طرف دوڑتے تھے۔ تاکہ اللہ کے حقوق ادا کریں۔ چنانچہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ بازار میں ہوتے تھے۔ جب اذان ہو جاتی تو دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو جاتے (مصنف عبدالرزاق)

صرف سے مراد سونے چاندی کی تجارت ہے۔ بیع الثمن بالثمن نسیئاً کے معنی تاخر کے ہیں۔

بَابُ الْخُرُوْجِ لِلتِّجَارَةِ

ترجمہ۔ تجارت کے لئے باہر جانا۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ پس جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی طلب کرو۔

حدیث نمبر ۸۲۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَكَأَنَّهٗ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ أَبُوْمُوْسٰى فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ قِيْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَأْتِيْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ إِلَى الْمَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِأَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوْجَ إِلٰى تِجَارَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبید بن عمیرؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ جو انہیں نہ مل سکی کیونکہ حضرت عمرؓ کسی کام میں مشغول تھے۔ جس پر حضرت ابوموسیٰؓ واپس چلے گئے۔ جس پر حضرت عمرؓ گھبرا گئے پوچھا کیا میں حضرت عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سن رہا تھا۔ ان کو میرے پاس آنے کی اجازت دے دو۔ کہا گیا کہ وہ تو واپس ہو چکے تو حضرت عمرؓ نے انہیں بلوایا۔ پوچھنے پر انہوں نے فرمایا کہ اجازت نہ ملنے پر واپس چلے جانے کا ہمیں حکم دیا جاتا تھا۔ فرمایا اس پر گواہ لاؤ۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ انصار کی مجلس کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ان سے اس بارے میں پوچھا جنہوں نے بتلایا کہ اس پر ہمارے میں سے اور تو کوئی گواہی نہیں دے گا۔ البتہ ہم میں سے جو سب سے چھوٹے حضرت ابوسعید خدریؓ گواہی دیں گے۔ چنانچہ وہ انہیں کو لے گئے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معاملات و ارشادات ہم پر مخفی رہ گئے۔ بازاروں کی خرید و فروخت نے ہمیں غافل کر دیا۔ صفق بمعنی تجارت کے لئے باہر جانا۔

تشریح از قاسمیؒ الا اصغرنا یعنی یہ حدیث تو اتنی مشہور ہے کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں۔ اس حدیث سے خبر الواحد کا رد کرنا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اجل صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس خطرہ کے پیش نظر گواہ طلب کئے کہ ہر معاملہ میں لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حدیث کی نسبت نہ کر دیا کریں۔ تو سداً للباب ایسا کیا۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ

وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَمَا ذَكَرَهُ اللهُ فِي الْقُرْاٰنِ إِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَالْفُلْكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيحَ وَلَا تَمْخَرُ الرِّيحَ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكُ الْعِظَامُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

ترجمہ۔ سمندری تجارت کے بارے میں۔ مطر فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور قرآن مجید

ہیں جو ذکر ہوا ہے۔ وہ برحق ہے۔ پھر تلاوت کی۔ کہ تو سمندر کے اندر کشتیوں کو چیرتے ہوئے دیکھے گا۔ تاکہ تم اللہ تعالٰی سے فضل طلب کرو۔ فلک کشتی کو کہتے ہیں۔ واحد اور جمع اس میں دونوں برابر ہیں اور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ کشتیاں ہوا کو چیرتی ہیں۔ نہ کہ ہوا کشتیوں کو چیرتی ہے۔ البتہ بڑی بڑی کشتیاں ہوا کو چیرتی ہیں۔ لیث دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا۔ تو سمندر سفر کے لئے نکلا اور اپنی ضرورت پوری کر آیا آگے حدیث کو چلایا۔

بَابٌ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا الآية

وَقَوْلُهُ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ الخ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَّجِرُونَ وَ لٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوقِ اللهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ حَتّٰى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللهِ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد اذا رأو تجارۃ الخ اسی طرح رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع الخ اور حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ لیکن جب بھی کوئی اللہ تعالٰی کا حق پیش آجاتا۔ تو تجارہ اور خرید و فروخت ان کو اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ اس حق کو اللہ کی طرف ادا کرتے۔

حدیث نمبر ۱۸۲۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ أَقْبَلَتْ عِيرٌ وَنَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً الخ

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اونٹوں کا ایک قافلہ آیا۔ جب کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جمعہ کے دن نماز پڑھ رہے تھے۔ تو سوائے بارہ آدمیوں کے باقی سب لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تمخر السفن من الریح کلمہ من زائدہ ہے اور الریح تمخر کا مفعول ہے۔ یا من سببیہ ہے۔ کیونکہ کشتیاں ہوا کی مدد سے ہی پانی کو چیرتی ہیں۔ پھر مصنفؒ نے اپنے مقصود جواز

تجارۃ فی البحر پر استدلال آیت کریمہ سے کیا۔ اس سے قبل سفن کو مواخر کیوں کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ بتلائی۔ چنانچہ فرمایا کہ کشتیاں بڑی بڑی تو ہوا کو چیرتی ہیں۔ لیکن ہر کشتی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حمید میں انعامات کے ذیل میں کشتیوں کا چلنا ذکر فرمایا۔ تو کشتیاں عموماً درمیان سمندر میں چلتی ہیں۔ کیونکہ بڑی بڑی کشتیاں ساحل سمندر پر نہیں چلا کرتیں۔ تو اس سے جواز سفر فی البحر ثابت ہوا۔ جو تجارت وغیرہ دونوں کے لئے جائز ہے۔ یہ تقریر اس صورت میں ہے جب کہ الفلک مرفوع اور الریح کو منصوب پڑھا جائے۔ اگر الریح فاعل ہو اور الفلک العظام مفعول ہو۔ تو معنی ہوں گے۔ کہ ہوائیں عموماً بڑی بڑی کشتیوں کو چیرتی ہیں یعنی بڑی کشتیاں ہواؤں کے صدمہ سے پھٹ جاتی ہیں۔ چھوٹی نہیں پھٹتیں۔ مقصد اس کلمہ کا وجہ اشتقاق بیان کرنا ہے۔ کہ آیا فلک اور ریح مخر سے فاعل ہے یا مفعول واقع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ قسطلانیؒ اور کرمانیؒ نے بھی السفن کو مرفوع اور الریح کو مفعول لکھا ہے اور بعض نے الریح کو فاعل اور السفن کو مفعول قرار دیا ہے کہ ہوائیں کشتیوں کو آگے پیچھے لانے میں تصرف کرتی ہیں۔ اور ظاہر قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فعل سفن کا ہے۔ چنانچہ مواخر کو جمع لایا گیا ہے۔ تمخر بمعنی تشق۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مطر کے اثر سے رکوب فی البحر کا جواز معلوم ہوا کیونکہ آیت موضع امتنان میں ذکر کی گئی ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا تھا۔ خلق عظیم یرکبہ خلق ضعیف دود علی عود یعنی ایک بڑی مخلوق پر کمزور مخلوق سوار ہوتی ہے۔ جیسے لکڑی پہ کیڑا تو حضرت عمرؓ نے جواباً لکھا تھا۔ لا یرکبہ احد طول حیاتہ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ کو بحری بیڑہ بنانے کی اجازت نہ دی گئی۔ حضرت عثمانؓ نے دے دی پھر عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور تک بحری سفر جاری رہا۔ جنہوں نے حضرت عمرؓ کی طرف شفقۃ علی المسلمین کی بنا پر منع کر دیا تھا۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور امام بخاریؒ کی غرض جواز ثابت کرنا ہے۔ ومعاویۃ اول من رکب البحر للغزاۃ وذلک فی خلافۃ عثمانؓ بعد میں اجماع امت ہو گیا۔ کہ خلافت عثمان میں افریقہ فتح ہو گیا اور خرج فی البحر سے اشارہ ہوا کہ یہ سفر زمانہ قدیم سے متعارف ہے اور شرائع من قبلنا سے ثابت ہے۔ جس پہ کوئی نکیر نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

ترجمہ۔ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو۔

حدیث نمبر ۱۸۲۶ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے طعام سے بغیر خرابی ڈالنے کے خرچ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے خاوند کو اس کی کمائی کا ثواب ہوگا اور خزانچی بھی اسی کی مثل ہے۔ کوئی کسی کے ثواب میں ذرہ بھر کمی نہیں کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۸۲۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ الخ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهٖ فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو خاوند کے ثواب کا آدھا ملے گا۔

تشریح از قاسمیؒ اگر اشکال ہو۔ کہ طعام جب زوج کا ہے تو بیوی کو خرچ کرنے کا کیا اختیار ہے۔ اگر بیوی کا ہے تو زوج کا کیا دخل ہے۔ تو کہا جائے گا کہ یہ حکم اہل عرب کی عادت کے مطابق وارد ہوا ہے۔ کہ وہ اپنی عورتوں کو طعام بیت سے خرچ کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ کہ وہ طعام بیت سے فقراء پر خرچ کریں اب عجم میں بھی اس کا رواج ہو گیا ہے۔ چنانچہ دلہن پہلی رات خیرات معاف کرا لیتی ہے۔

فلها نصف اجره مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں ثواب میں برابر ہوں گے۔ ہر ایک کو اجر کامل ملے گا۔ وهما اثنان کانهما نصفان۔

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

ترجمہ۔ جو شخص روزی میں فراخی پسند کرتا ہو اُسے کیا کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۱۸۲۸ حدثنا محمد بن یعقوب الکرمانی عن انس بن مالک قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من سرہ ان یبسط له رزقه او ینسأ له فی اثرہ فلیصل رحمه۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جس شخص کو یہ بات خوش لگے کہ اس کی روزی میں فراخی کر دی جائے یا اس کے نشان باقی رہیں تو وہ صلہ رحمی کرے یا اس کی عمر میں تاخیر ہو تو صلہ رحمی کرے۔

باب شراء النبی صلی الله علیه وسلم بالنسیئة

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھار پر خرید کرنا۔

حدیث نمبر ۱۸۲۹ حدثنا معلی بن اسد حدثنا الاعمش قال ذکرنا عند ابراهیم الرهن فی السلم فقال حدثنی الاسود عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم اشتری طعاما من یهودی الی اجل ورهنه درعا من حدید۔

ترجمہ۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں۔ ہم نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس خرید و فروخت میں گروی رکھنے کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا مجھے حضرت اسودؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی آدمی سے کچھ مدت کے لئے غلہ خرید کیا اور اس کے پاس لوہے کی زرد گروی رکھ دی۔

حدیث نمبر ۱۸۳۰ حدثنا مسلم عن انس بن مالکؓ انه مشی الی النبی صلی الله علیه وسلم بخبز شعیر واهالة سنخة ولقد رهن النبی صلی الله علیه وسلم درعا له بالمدینة عند یهودی واخذ منه شعیرا لاهله ولقد سمعته یقول ما امسی عند ال محمد صلی الله علیه وسلم صاع بر ولا صاع حب وان عنده تسع نسوة۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور باسی سالن لے کر گیا حال یہ کہ آپؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ مدینہ منورہ

میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھ چکے تھے اور اس سے گھر والوں کے لئے غلہ لیا تھا۔ اور حال یہ کہ میں نے آپ سے یہ بھی سنا تھا فرماتے تھے۔ کہ کبھی شام کے وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس گندم کے چار سیر یا کسی قسم کے دانے کے چار سیر نہیں ہوتے تھے۔ درانحالیکہ آپؐ کے پاس نو بیویاں تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ الرهن فی السلم ای السلف دہ قرضہ کے بدلہ تھی۔ کیونکہ طعام کی قیمت آپؐ کے ذمہ قرضہ ہوگئی تھی۔

ما امسی عند آل محمدؐ یہ ایک خاص شام کا ذکر ہے یہ نہیں کہ ہر دن ایسا ہوتا تھا یا غالب احوال کا بیان ہے۔ تاکہ اگر اس کا خلاف ثابت ہو جائے تو یہ ضابطہ ٹوٹ نہ جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ الرهن فی السلم اس سے بیع سلم مراد نہیں بلکہ دین مراد ہے۔ جو طعام کے خرید کرنے کی وجہ سے آپؐ کے ذمہ ہو گیا تھا۔ اس دین کو شیخ گنگوہیؒ نے سلف سے تعبیر فرمایا ہے۔ میرے نزدیک سلم سے سلم معروف مراد ہے۔ جس سے ابراہیم نخعیؒ نے دین میں بھی جواز رہن ثابت کیا ہے۔ کیونکہ بیع سلم میں مسلم الیہ پر قرض ہوتا ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ بالاجماع ادھار پر کوئی چیز خرید کرنا جائز ہے۔ امام بخاریؒ ان لوگوں کے خیال کو دفع فرما رہے ہیں۔ جو شراء بالنسیئۃ کو جائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ یہ قرضہ ہے۔ میرے نزدیک یہ خیال نہیں بلکہ ابوداؤد میں نص ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے غلہ لیا اور آپؐ کے پاس اس کی قیمت نہیں تھی۔ اس کو بیچا اور اس کے نفع کو عبدالمطلب کے خاندان کی بیوگان پر صدقہ کر دیا۔ اور فرمایا اس کے بعد جب تک میرے پاس ثمن نہیں ہوگا۔ کوئی چیز نہیں خریدوں گا۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ گویا کہ امام بخاریؒ نے حدیث ابوداؤد کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اس ترجمہ کو شراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور کتاب الاستقراض میں جو ترجمہ آرہا ہے وہاں سے جواز شراء بالدین ثابت کیا ہے۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ میں حدیث عائشہؓ لائے ہیں۔ کیونکہ ان کی یہ روایت آخر حیات کی ہے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ ابوداؤد کی روایت قصہ رہن کے بعد کی ہو۔ چنانچہ کتاب المغازی میں ہے۔ کہ توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درعہ مرہونۃ اور حضرت انسؓ عند احمد سے ہے۔ ما وجد ما یفتکھا یہ ترجمہ آپؐ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپؐ کی

زرہ گروی رکھی ہوئی تھی اور حضرت انسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اتنا مال نہیں تھا کہ اس کو چھڑوا لیتے۔ اور اقضیہ نبویہ میں ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اسے چھڑا لیا تھا۔ اور ابن سعد میں ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کے وعدے پورے کئے اور حضرت علیؓ نے قرضے ادا کئے۔ اور امام شعبیؒ سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ زرہ چھڑا کر حضرت علیؓ کے سپرد کر دی تھی۔

تشریح از قاسمی | کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے آلات حرب کا غیر مسلم کے پاس گروی رکھنے کا جواز معلوم ہوا۔ اور اہل ذمہ کے ساتھ معاملات کا جواز بھی بیان ہوا۔ صحابہ کرام کے پاس اپنی ضرورت سے زائد غلہ نہیں ہوگا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس کی قیمت یا گروی رکھنا چاہتے ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نہ آپؐ سے ثمن لینے کے روادار اور نہ ہی رہن رکھنے کے حق میں ہوں گے اس لئے آپؐ نے اہل ذمہ کی طرف رجوع فرمایا۔ اور علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے امتؐ کو زہد فی الدنیا کی تعلیم دینے کے لئے ایسا کیا۔ ورنہ آپ کا فقر تو اختیاری تھا۔ ولقد سمعتہ، یہ کلام قتادہ کا ہے اور فاعل حضرت انسؓ ہیں۔

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

ترجمہ۔ آدمی کا کمانا اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۸۳۱ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ اَنَّ عَائِشَةَؓ قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِيْ اَنَّ حِرْفَتِيْ لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مُؤْنَةِ اَهْلِيْ وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَاْكُلُ اٰلُ اَبِيْ بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنائے گئے۔ تو فرمایا کہ میری قوم اچھی طرح جانتی ہے۔ کہ میری کمائی میرے گھر والوں کے خرچہ سے عاجز نہیں تھی۔ بلکہ کمائی سے خرچہ پورا ہوتا تھا۔ اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مشغول ہو گیا ہوں۔ پس اب تو ابوبکر کا خاندان اس مال سے کھائے گا۔ اور وہ خود اس میں مسلمانوں کے لئے عمل کرے گا۔

تشریح از قاسمی | حرفۃ اور احتراف کے معنی کسب کے ہیں۔ فسیأکل آل عرب لکم یعنی وہ خود اور وہ لوگ جن کا خرچہ ان کے ذمہ ہے وہ بیت المال میں سے کھائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ

عامل بقدر ضرورت بیت المال سے کھا سکتا ہے۔ جب کہ اس کے اوپر کوئی اور امام نہ ہو۔ ورنہ وہ امام وظیفہ مقرر کرے گا۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سر پر کپڑے رکھ کر بازار میں تجارت کے لئے جا رہے تھے۔ کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح سے ملاقات ہوگئی جنہوں نے پوچھا یہ گٹھڑے کو کہاں جا رہے ہیں۔ فرمایا تجارت کے لئے کہنے لگے۔ اب آپ خلیفہ ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آیئے ہم آپ کے لئے وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہر دن کے لئے آدھی بکری مقرر کر دی۔ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے سیرۃ صدیق میں چھ ہزار درہم دورِ خلافت کی تنخواہ لکھی ہے جو ماہانہ باون ۵۲ درہم بنتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۳۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَرْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اپنے کام خود کرنے والے تھے۔ پسینہ کی وجہ سے گویا کہ ان کے لئے بدبو تھی۔ پس ان سے کہا گیا۔ کہ اگر وہ غسل کر لیتے تو بہتر ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۸۳۳ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الخ عَنِ الْمِقْدَامِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت مقدامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص کبھی کوئی کھانا نہیں کھا سکتا۔ جو ان کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۸۳۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الخ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت داؤدؑ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۸۳۵ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاھُرَیْرَۃَؓ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّحْتَطِبَ اَحَدُکُمْ حُزْمَۃً عَلٰی ظَھْرِہٖ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّسْاَلَ اَحَدًا فَیُعْطِیَہٗ اَوْ یَمْنَعَہٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھڑ اپنی پیٹھ پر رکھے۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے مانگے۔ پس وہ اس کو کچھ دے دے یا اس سے روک دے۔

حدیث نمبر ۱۸۳۶ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی الخ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ اَحْبُلَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ النَّاسَ قَالَ اَبُوْ نُعَیْمٍ۔

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تمہارا اپنی رسیاں لے تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے۔ کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے

نوٹ :۔ حدیث نمبر ۱۸۳۷ سے جلد چہارم میں ملاحظہ فرمائیے۔ (انشاء اللہ)

راقم السطور :۔ محمد عبدالسلام قاسمی۔ ۲۹۴۔ بی۔ شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیم ملتان شہر

۹۳/۲۴ بروز بدھ